بسمہ تعالیٰ شانہٗ

مکتوباتِ شیخ الاسلام

حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی

(سلوک طریقت)

مرتبہ

مولانا نجم الدین صاحب اصلاحی

شائع کردہ

مکتبہ دینیہ دیوبند ضلع سہارنپور

باسمہ تعالیٰ شانہٗ

مکتوباتِ شیخ الاسلام

حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی

(سلوک طریقت)

مرتبہ

مولانا نجم الدین صاحب اصلاحی

شائع کردہ

مکتبہ دینیہ، دیوبند، ضلع سہارن پور

فہرست مضامین مکتوبات شیخ الاسلامؒ (سلوک طریقت)

عرضِ ناشر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ، اور حضرت مولانا اسعد صاحب مدظلہ، کے ارشادِ گرامی کی تعمیل میں مکتوبات شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کو سلوک و طریقت، علمی و اصلاحی اور سیاسی مضامین کے تحت مرتب کیا گیا ہے۔

اصلاح باطن کی ضرورت۔ استخارہ۔ بیعت۔ چھ تسبیحات۔ اسم ذات۔ بارہ تسبیح۔ پاس انفاس۔ ذکر قلبی۔ مراقبہ۔ اجازت۔ اور تربیت سالکین کے عنوانات کے تحت "سلوک و طریقت" پیشِ خدمت ہے۔ مجھ جیسے کم علم اور مبتدی کی وجہ سے ترتیب میں جو کوتاہیاں محسوس ہوں ان کی نشان دہی فرمائیں تاکہ دوسرے ایڈیشن میں اس کو دور کیا جاسکے۔ مرتب و ناشر کے لئے ایمان پر خاتمہ کی دعا کی التجا ہے۔

والسلام

محمود احمد خادم آستانہ مدنی

مدنی منزل۔ دیوبند۔ سہارن پور

یکم جنوری ۱۹۸۰ء

مکتوب نمبر ۱

خط و کتابت کے لئے اجازت کی کیا ضرورت ہے صرف بات یہ ہے کہ قانوناً اس کی ممانعت ہے۔ اگر کوئی خط پکڑا جائے تو اس پر مقدمہ چلایا جا سکتا ہے اور ایک برس تک کی قید عائد کی جا سکتی ہے۔ درمیانی واسطہ اگر پکڑا جائے تو وہ بھی سزا کا مستحق ہوگا اور وہ برخاست ہو سکتا ہے اس لئے احتیاط شدیدہ کی ضرورت ہے۔ محکمہ سی آئی ڈی ایسی چیزوں کی تلاش میں رہتا ہے۔

حاشیہ مکتوب ۱ :۔ اس والا نامہ میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت کے بارہ میں بڑی مفید جو تحقیق اور تحقیقی افادہ فرمایا ہے وہ محتاجِ تشریح نہیں۔ البتہ اس سلسلہ میں بعض پڑھے لکھے لوگوں کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ موجودہ بیعت جو آج علماء اور مشائخ میں جاری ہے آخر اس کا ثبوت کیا ہے کیونکہ یہ منصب خلیفۂ وقت کا ہے اور اسی کے جو نصوص شرعیہ موجود ہیں ان سب کا مورد و محل خلیفۂ اسلام ہے نہ کہ اور لوگ ؟

بلاشبہ بیعت امارت یا خلافت کا حق امیر یا خلیفۂ وقت یا امیر لشکر کو ہوتا تھا جیسا کہ کتب عقائد و کلام میں تصریح ہے کہ امام برحق علیہ پر بیعت کرنا واجب اور ترک بیعت بغاوت و مستوجب عقوبت ہے۔ لیکن بعد تمام زمانہ کے بعد جب خلافت سلطنت کی شکل میں تبدیل ہوگئی اور دنیاداری فرمانرواؤں اور دینی مقتداؤں کے گروہ جداگانہ قائم ہوگئے تو بیعت توبہ نے حاکم وقت سے منتقل ہو کر دینی مقتداؤں کے دامن تربیت میں پناہ لی، لوگ کسی مقتدائے وقت کے ہاتھوں پر توبہ کر لیتے وہ بیعت توبہ ہے یہاں سلسلہ اب تک جاری ہے اور اسے ہمیشہ جاری رہنا چاہئے۔ آیات و احادیث ۔ ۔ ۔ ۔ اس کی موید ہیں۔

مرشد ۔ کے شرائط میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جن کتابوں اور بزرگوں سے استناد فرمایا ہے اُن میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ مرشد ایسا ہو جو مذاہب مختارہ مجتہدین میں ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دے بلکہ جملہ مذاہب حقہ کو باجمال حق و معتبر سمجھے اور ان میں اس پر چلے جو صریح اور مشہور سنت کے موافق ہو وغیرہ ۔ اور اسی طرح صوفیائے کرام کے طرق ۔ یا بعض کو بعض پر ترجیح نہ دے اور نہ منکر احوال کا انکار کرے کیونکہ جملہ اولیاء اللہ یعنی صوفیائے حق حصول نسبت اور وصول الی اللہ کے جاتے ہیں۔ اسی بنا پر منکرین اہل سماع پر انکار اس واسطے نہیں کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ دلیل سے یہ نقل کرتے ہیں تحلیل حرام صریح نہیں کرتے کہ ان کا انکار کیا جائے، ہاں پیروی اُن کی اس وجہ سے منع ہے کہ یہ صریح سنت کے خلاف ہے۔

اسی والا نامہ میں یہ بھی ہے کہ ”مرشد کے عالم ہونے کی شرط ہم نے اس لئے کی ہے کہ بیعت سے غرض تربیہ کو مشروعات کا امر کرنا اور خلاف شرع سے روکنا وغیرہ“ جیسے تجربہ بھی موجود ہے۔ جو شخص ان امور کا عالم اور واقف نہ ہو اس سے یہ کیونکر متصور ہوگا؟ بہت سی تحریرات اور محتاج تفصیل ہے ۔ اصل یہ ہے کہ بقول

امورِ مسئولہ عنہا کا جواب۔

(۱) امراضِ باطنیہ کا علاج اجمالی تو کثرتِ ذکر اور تدبر فی القرآن اور کثرتِ تلاوت ہے اور تفصیل احادیث متعلقہ میں غور کرنا اور ان کی ہدایات سے متعلق ہر ایک خُلق میں جدوجہد کرنی تصوف کی کتابیں ان امور میں ہدایات تامہ کرتی ہیں بالخصوص امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں جیسے کیمیائے سعادت، منہاج العابدین وغیرہ، ہر دو کا ترجمہ اردو میں موجود ہے۔ منہاج العابدین امام غزالی کی آخری تصنیف ہے مختصر اور مفید ہے اس کا ترجمہ سراج السالکین اردو میں ہے اور بہت کارآمد ہے۔ رسالہ القصد السلوک فارسی میں بہت مفید ہے

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ)
اربابِ طریقت" جاہل بحقیقت تصوف نہ رہے۔ خواہ مرشد ہو یا مرید تحصیل علم دونوں کے لئے ضروری ہے اگر بدقسمتی سے مرید اس سے محروم ہے تو خیر مگر مرشد کا مذکورہ بالا معیار پر آنا ضروری اور واجب ہے کیونکہ جو شخص تمامہ شریعت وطریقت کا واقف نہ ہوگا تو اس سے دو نقصانات ہوں گے۔ ایک یہ کہ اگر کسی کو اصلاحِ باطن کا خیال ہوا وہ ایسے مرشد کے پاس آیا جو علوم ظاہری میں بھی بوجہ قلت علم اور غلبہ ہوائے نفس اس معیار اور کسوٹی پر نہیں اتر رہا ہے جو ہونا چاہیئے۔ اگر مرید کے صدہا شکوک وشبہات علمی کا کوئی حل نہیں ہو سکا تو مرید بظن ہو کر اس مبارک علم وفن کی برکات سے محروم ہوگا۔ دوسرا نقصان یہ ہوگا کہ کم علم مرشد تعیین واہلِ باطل کے تمام اقوال واحوال میں با تطبیق شریعت خود ضائع ہوگا اور مرید کو بھی لے ڈوبے گا۔ لہٰذا جس طرح توالد وتناسل ظاہری بغیر ماں باپ کے حاصل نہیں ہوتا اسی طرح توالد معنوی بھی بدون استاد اور مرشد کے وہ بھی بدون عالم کے مشکل ہے کیونکہ تصوف وسلوک بھی مستقل ایک فن ہے جس طرح فن فقہ وغیرہ۔

یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ جو مشائخ کرام کے یہاں رائج ہے کہ وہ اپنی حیات میں اپنے بہت سے مریدوں کو اجازت دیتے اور مجاز بناتے ہیں جن میں سے کتنے علوم ظاہری اور شرائط مرشد سے کوسوں دور ؟ اس کا کیا مطلب ہے اور صحیح حل کیا ہے ؟ ناچیز نے جہاں تک حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات اور آپ کی تحریرات سے سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ ایک تو اجازت اس طرح کی ہوتی ہے کہ مرشد کسی عالم کی صلاحیتوں کی بنا پر جو اس کو مشائخ کی خدمت سے حاصل ہوتی ہے کوئی مخصوص چیز یا اپنا لباس یا عصا وعمامہ وغیرہ دے کر دستارِ خلافت عطا فرمائے یہ اعلیٰ درجہ ہے اجازت کا۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ کوئی مخصوص چیز عطا نہ فرمائے۔ بلکہ مرید کی ریاضت ومجاہدہ اور علمِ ظاہری کی بلندی کی وجہ سے اس کو اپنا مجاز بیعت کر دے۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ مرید علوم ظاہری سے بالکل ناواقف یا نابینا ہے۔ مگر شیخ کامل کی تربیت اور تعلیم اور ذکر واشغال کی کثرت اور اس میں ملکۂ یادداشت اور نسبت باطنی کے رسوخ وغیرہ کی وجہ سے شیخ نے اجازت بیعت دے دی ہو جس کا صرف یہ فائدہ ہوگا کہ اس سے اس سلسلہ کو فروغ ہوگا اور اللہ اللہ کا چرچا قائم وباقی رہے گا۔ کیونکہ مطلقاً ذکر اللہ ہی بہت بڑی عبادت اور بندے کی سعادت ہے

اس کا جواب حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب القول الجمیل کے ترجمہ شفاء العلیل سے نقل کرتا ہوں۔ صفحہ ۱۳ میں ہے۔

بیعت (مرید ہونا) سنت ہے واجب نہیں اس واسطے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور اس کے سبب سے حق تعالیٰ کی نزدیکی چاہی اور کسی دلیل شرعی نے تارک بیعت کے گنہ گار ہونے پر دلالت نہ کی اور ائمہ دین نے تارک بیعت پر انکار نہ کیا تو یہ عدم انکار گویا اجماع ہو گیا اس پر کہ وہ واجب نہیں۔ سنت اللہ (طریقہ خداوندی مخلوقات اور انسانوں میں) یوں ہی جاری ہے کہ امور خفیہ جو نفوس میں پوشیدہ ہیں ان کا ضبط افعال اور اقوال ظاہری سے ہوتا ہے اور افعال و اقوال قائم مقام امور قلبیہ کے ہوا کرتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام اور قیامت کی تصدیق امر مخفی ہے تو اقرار ایمان بجائے تصدیق قلبی قائم کیا گیا۔ اور جس طرح بائع اور مشتری (بیچنے والے اور خریدنے والے) کی رضامندی، قیمت اور مبیع کے دینے میں امر مخفی اور پوشیدہ ہے تو ایجاب اور قبول کو قائم مقام رضائے مخفی کے کر دیا۔ اسی طرح توبہ اور عزم کرنا ترک معاصی کا اور تقویٰ کی رسی کو مضبوط پکڑنا امر مخفی اور پوشیدہ ہے تو بیعت کو اس کے قائم مقام کر دیا۔

صفحہ ۱۴ میں فرماتے ہیں کہ مرشد میں چند امور شرط ہیں۔ (اول) علم قرآن اور حدیث کا۔ میری یہ مراد نہیں کہ پہلے سرے (اعلیٰ درجہ) کا مرتبہ مشروط ہے بلکہ قرآن میں اتنا علم ہونا کافی ہے کہ تفسیر مدارک یا جلالین یا اس کے سوا مانند تفسیر وسیط یا وجیز واحدی کی محفوظ کر چکا ہو۔ اور کسی عالم سے اس کو تحقیق کر لیا ہو اور اس کے معانی اور ترجمہ لغات مشکلہ کو اور شان نزول اور اعراب قرآنی اور قصص اور جو اس کے قریب ہے اس کو جان چکا ہو اور حدیث کا علم اتنا کافی ہے کہ ضبط اور تحقیق کر چکا ہو مانند کتاب مصابیح یا مشارق کے اور اس کے معانی دریافت کر چکا ہو اور اس کی شرح غریب یعنی لغات مشکلہ کا ترجمہ اور اعراب مشکل (یعنی وہ دشوار لفظ جو باعتبار ترکیب نحوی کے سخت ہو) اور تاویل معضل (وہ کلام جسکے

معنی مشتبہ ہوں اور کسی ایک معنی کی تعیین نہ ہو سکے یا دوسری حدیث اس کے مخالف ہو)
کی بناء پر رائے فقہاء دین کی معلوم کر چکا ہو۔ اور بیعت لینے والا مُرشد، مکلف نہیں ہے
علم قرآن میں اختلاف قرأت کے یاد رکھنے کا اور نہ علم حدیث میں اسانید کے تجسس کا۔
اور اسی طرح بیعت لینے والا علم اصول فقہ اور اصول حدیث اور جزئیات فقہ اصناف ول
کے یاد رکھنے کا مکلف نہیں ہے۔ (ہاں وہ جزئیات فقہیہ جو کثیر الوجود اور کثیر الحاجت ہیں،
اُن کا حفظ مشروط ہے) مرشد کے عالم ہونے کی شرط ہم نے اس لئے کی ہے کہ بیعت سے
غرض مرید کو مشروعات کا امر کرنا اور خلاف شرع سے روکنا اور تسکین باطنی کی طرف رہنمائی
کرنا۔ اور بری خصلتوں کو دور کرنا اور صفات حمیدہ کا حاصل کرنا پھر مریدیں ان کو عمل
میں لانا ہے سو جو شخص ان امور کا عالم اور واقف نہ ہو اس سے یہ کیوں کر متصور ہو گا۔

حضرت مترجم مولانا خرم علی صاحب مرحوم فرماتے ہیں ۔ سبحان اللہ کیا معاملہ
برعکس ہو گیا ہے۔ فقراء جہال کو اس وقت میں یہ خبط سمایا ہے کہ پیری مریدی میں علم کا
ہونا کچھ ضروری نہیں ہے بلکہ علم درویشی کو مضر ہے اس واسطے کہ شریعت کچھ اور ہے اور
طریقت کچھ اور ہے، حالانکہ صوفیان قدیم کی کتابوں اور ملفوظات میں مثل قوت القلوب
اور عوارف اور احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت اور فتوح الغیب اور غنیۃ الطالبین،
تصنیف حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ میں صاف تصریح ہے کہ علم شریعت
شرط ہے طریقت اور تصوف کی۔ یہ بھی جہالت کی شامت ہے کہ جن مرشدوں کا نام
صبح و شام مثل قرآن اور درود کے ذکر کیا کرتے ہیں ان کے کلام سے بھی غافل ہیں کہ وہ
کیا فرماتے ہیں۔

دوسری شرط مرشد میں یہ ہے کہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز رکھتا ہو اور صغیرہ گناہوں پر
اڑ نہ جاتا ہو (یعنی اس میں عدالت اور تقویٰ پایا جاتا ہو۔ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں کہ بیعت مشروع ہوئی ہے صفائی باطن کے لئے اور انسان پیدا کیا گیا ہے اپنی
نبی نوع کے افعال کی اقتداء پر۔ چوں کہ صفائی باطن میں فقط قول بغیر عمل کے کفایت نہیں

کیا سو جو مرشد عمل خیر سے متصف نہ ہو فقط زبانی تقریروں پر کفایت کرتا ہو وہ شخص بیعت کی حکمت کو درہم برہم کرنے والا ہے۔

تیسری شرط مرشد میں یہ ہے کہ دنیا کا تارک ہو اور آخرت کا راغب اور طاعات موکدہ اور اذکار منقولہ کا جو کہ صحیح حدیثوں میں مذکور ہیں محافظ ہو اور ہمیشہ دل کا تعلق اللہ پاک سے رکھتا ہو اور یاد داشت کی مشق کامل اس کو حاصل ہو۔

چوتھی شرط مرشد میں یہ ہے کہ امر مشروع کا حکم کرتا ہو اور خلافِ شرع سے روکتا ہو اور اپنی رائے میں مستقل ہو نہ کہ مرد ہر جائی ہر دم خیالی جس کی نہ رائے ہو نہ امر، اور مروّت والا اور عقل کامل رکھتا ہو تاکہ اس کی بتائی ہوئی اور روکی ہوئی باتوں پر اعتماد کیا جائے۔

پانچویں شرط مرشد میں یہ ہے کہ وہ کامل مرشدوں میں رہا ہو اور یہ یعنی کاملین کی صحبت اس لئے مشروط جانی ہے کہ عادت الٰہی یوں جاری ہوئی ہے کہ انسان کو فلاح حاصل نہیں ہوتی اور مُراد نہیں ملتی جب تک کہ مفلحین اور مُراد پانے والوں کو نہ دیکھے۔ جیسے کہ انسان کو علم نہیں حاصل ہوتا مگر علماء کی صحبت سے اور یہی حالت دوسرے پیشوں کی ہے یعنی آہنگری بدون صحبت آہنگر اور نجاری بدون صحبت نجار کے نہیں آتی۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی سُنّت اور عادت کا یہ بھید ہے کہ انسان ایسے طریقہ پر مخلوق ہوا ہے کہ وہ اپنے کمالات کو بغیر اپنے ابنائے جنس کی مشارکت اور معاونت کے حاصل نہیں کر سکتا بخلاف دوسرے حیوانات کے کہ ان میں کمالات پیدائشی ہیں اور کسبی کمالات بہت کم ہیں چنانچہ تیرنا حیوانات میں پیدائشی کمال ہے اور انسان کو بدون سیکھے نہیں آتا۔

یہ چند باتیں اختصار کر کے میں نے آپ کے سامنے شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل سے پیش کی ہیں، اگر تفصیل کی ضرورت ہو تو آپ خود اس کو ملاحظہ فرمالیں۔

(۴) اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ۔

ترجمہ:۔ استغفار اور معافی طلب کرتا اور چاہتا ہوں میں اللہ تعالیٰ سے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور جو کہ زندہ ہے اور تمام چیزوں کو کھڑا کرنے والا اور باقی رکھنے والا ہے اور اس کی طرف میں توبہ اور رجوع کرتا ہوں۔

استغفار کے بہت سے صیغے قرآن اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف صالحین سے منقول ہیں۔ اس صیغہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سید الاستغفار فرمایا ہے۔ اس لئے اسی کو لکھ رہا ہوں۔ والسلام ۱۰ صفر ۱۳۶۳ھ۔

مکتوب نمبر ۲

اظن انکما قسمتما امر الارث و انفصلت القضیة مع الشیخ وانا اتعجب عنکم کیف خفیت علیکم ابو بضنة فان المسئلة لاتحتاج الی رویة ولا عائلة فان النصف لکم والثلث للام والسدس للشیخ فان اولاد الام لا یحرمون مع وجود الام وھذا من الشواذ التی یرث فیها الفرع مع وجود من تدلی به والاحسن فی التقسیم بالقیمة بما یحکم به ذو بصیرة وتراضیتم به نعم الفاظکم تدل علی شدة الحیرة والاندھاش وھذا مما لایلیق بکم انما الرجل من موجبل لا یحرکه شیء من العواصف ولا یزول عن مکانه زلازل! یا اخی کن صبورا قوی القلب

میرا خیال ہے کہ میراث کا معاملہ آپ نے طے کر لیا ہوگا، اور معاملہ فلاں صاحب سے نبٹ گیا ہوگا مجھکو تعجب ہے کہ یہ میراث کا مسئلہ آپ کی سمجھ میں کیوں نہیں آیا، یہ مسئلہ نہ تو اس میں رد ہے نہ عول ہے، نصف آپ کا اور سدس فلاں کا ہوا اخیافی بھائی ماں کی موجودگی میں محروم نہیں ہوتے یہ شاذ اصول ہے، جس میں وہ شخص بھی وارث ہوتا ہے جس کی اصل موجود ہے جس کی وجہ سے وہ میت کی طرف منسوب ہے، بہتر تو یہی ہے کہ قیمت جو صاحب بصیرۃ لوگ متعین کر دیں اسی معیار پر میراث تقسیم کیا جائے، آپ لوگ باہمی رضامندی سے معاملہ طے کر لیں، آپ کے خط سے آپ کی پریشانی کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ آپ جیسے شخص کے لئے زیبا نہیں ہے۔ انسان پہاڑ کی طرح مستحکم ہو کہ طوفان جنبش دے سکے نہ زلزلہ ہلا سکے، میرے بھائی!

ماضی العزیمة متجلدا مستقل المزاج کماھو دیدن الرجال۔ اما شغفك بالسلوك فنعم القصد عسی اللہ ان یوفقك لما یحبه ویرضاہ ولا یتوقف ذالك علی الصحبة ولعلك ان قصدت تستفید علی المھمات من ذالك فی دیوبند واما الاقامة لدی ھذا العاجز فلا یجدی شیئا لقلة بضاعتی وجلوجرانی معا انا فیه من کثرة الاشغال وھجوم الافکار وتوالی الاسفار وبعد الاقطار وضعف الھمة وجمود الطبیعة وخمود القریحة وعسی اللہ ان یھدیکم سبیل الرشاد وان مولانا محمد صدیق صاحب المرادابادی مخزن کل خیر نعم وھناك سواہ مولانا خلیل احمد صاحب ومولانا المفتی عزیز الرحمن صاحب واما عدم میلکم الی مولانا اشرف علی صاحب فانکم مخطئین فیه۔ والسلام [illegible] سلہٹ

دل کو مضبوط، ارادہ کو مستحکم اور طبیعت کو مستقل مزاج بنایئے جیسا کہ اولوالعزم ہستیوں کا شیوہ ہے۔ آپ کو تصوف سے شغف ہے، اچھا شغل ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی خوشنودی و محبت عطا فرمائے، یہ کچھ میرے ساتھ رہنے پر موقوف نہیں ہے، اگر آپ کی خواہش ہو تو دیوبند قیام فرما کر ضروری مسائل اور مقامات حاصل کر سکتے ہیں، مجھ خاکسار کے ساتھ رہنا چنداں مفید نہیں ہے، کیونکہ اپنی بے بضاعتی اور کم مائگی کے ساتھ مشاغل اور افکار کا ہجوم ہے مسلسل طویل سفر میں زندگی بسر ہوتی ہے طبیعت مردہ اور دل افسردہ ہے، خوشی باقی نہیں اللہ تعالیٰ آپ کو سیدھے راستے کی توفیق دے مولانا محمد صدیق صاحب مرادآبادی مجمع کمالات ہیں ان کے علاوہ مولانا خلیل احمد صاحبؒ مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحبؒ گرامی قدر ہستیاں ہیں، اگر آپ کا میلان طبع مولانا اشرف علی صاحبؒ کی طرف نہیں ہے تو میرے خیال میں یہ آپ کی غلطی ہے۔ والسلام

مکتوب ۳

آپ اپنے ہر دو سوالوں کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

اول یہ کہ "جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے" فتاویٰ رشیدیہ جلد اول صفحہ پر ہے۔

سوال:۔ بعض صوفیوں کا یہ قول ہے کہ جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے اور پیران پیر صاحب کا قدم سب پیروں کی گردن پر ہے اور جبتک بندہ کا بندہ نہ ہوجائے تب تک خدا نہیں ملتا تو اب یہ فرمایئے کہ ان باتوں کا پتہ کہیں طریقت اور تصوف میں بھی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس قول کے یہ معنی ہیں کہ جس کا کوئی راہ بتانے والا نہیں وہ شیطان کی کمند میں ہے۔ قرآن، حدیث، اوستاد، باپ کوئی اگر دین نہ سکھانے گا تو خود شیطان کی تقلید کرے گا۔ سو یہ بات درست ہے۔ پیر سے مراد یہ پیر مرّوج نہیں ہے۔ ا ھ

مکتوب ۴

خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے اس فریضہ سے سبکدوشی عطا فرمائی اس کے کرم سے امید ہے کہ شرف قبولیت بھی عطا کریگا۔ والدین کی خدمت اور خوشنودی ہر طرح سے باعث سعادت ہے۔

اس میں شک نہیں کہ اصلاحات قلبیہ نہایت ضروری ہیں، مگر افسوس اسکا ہے کہ آپ حضرات نے نہایت ناکارہ اور نالائق کیساتھ رشتۂ عقیدت وابستہ کیا ہے۔ لقد استسمنت ذاورم ونفخت فی غیر ضرمٍ[1]۔ مجھکو خود اپنی حالات پر رونا آتا ہے اور نہایت زیادہ شرماتا ہوں

[1] یہ عربی کی ایک مثل ہے جس کے معنی ہیں کہ میں سوجن کو موٹا پا شمار کرتا ہوں (حالانکہ وہ فربہی نہیں ہے) اور دوسرے فقرے کے معنی ہیں کہ تم نے بے فائدہ کوشش اور وقت ضائع کیا گویا بغیر چنگاری کے آگ سلگانا چاہا۔ اللہ اکبر! اس انکساری کی بھی کوئی انتہا ہے، اور آپ کو اس درجہ مٹا دینا کسی کے تصور میں آسکتا ہے؟ کسی نے سچ کہا ہے

فنا بغیر بقا کا پتہ نہیں چلتا
خودی مٹائے نہ جبتک خدا نہیں ملتا

کاش احباب کی توجہات اور دعاؤں اور ان کے حسن ظن کی بنا پر نجات ہو جاتی۔

بہر حال جب بھی آپ کو اور جسقدر بھی فرصت ہو بلا تکلف اور بلا کسی قسم کے خیال کے تشریف لائیں، اور قیام فرمائیں، میں نے بھی مستقل مکان کا انتظام کر لیا ہے جسکی طرف دو تین ہفتہ میں انشاء اللہ منتقل ہو جاؤں گا۔ والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ ۱۱ محرم الحرام ۱۳۷۳ھ

مکتوب نمبر ۵

آپ کا والا نامہ جس کو آپ نے مولانا اعزاز علی صاحب کو لکھا تھا مجکو کراچی ہی میں ملا تھا، انہوں نے اس کو ملفوف کر کے بعینہ بھیجدیا تھا، مگر وہ ایسے وقت میں ملا جبکہ میں جواب نہیں لکھ سکتا تھا، مگر اس سے پہلے میں ایک عریضہ مفصلاً آپ کو لکھ چکا تھا جس پر قدیمی پتہ تو بکے سانچہ کا تحریر تھا، آپکے والا نامہ سے معلوم ہوا کہ آپ نے وہ جگہ بدل دی ہے نہ معلوم وہ ملا یا نہیں، اس کے بعد مدینہ منورہ پہنچنے پر آپ کا وہ والا نامہ ملا جس کو آپ نے مستقل طور پر مدینہ منورہ روانہ فرمایا تھا، چونکہ بیرونی ڈاک کا انتظام سفر کی وجہ سے متغیر ہو گیا ہے، اور ہوائی ڈاک بھی بہت دیر میں پہنچنے لگی ہے اس لئے میں نے مدینہ منورہ سے جواب نہیں لکھا اور یہ ارادہ کیا کہ ہندوستان پہنچکر عرض کروں گا، میرے اور آپکے حسب حال یہ قدیمی اشعار ہیں جنکو میں نے اپنے اس عریضہ میں پیشانی پر لکھا تھا جس کو کراچی سے بھیجا تھا ؎

سأشكر عمرًا إن تراخت منيتي ... ايادي لم تمنن وان هي جلّت [1]

فتى غير محجوب الغنى عن صديقه ... ولا مظهر الشكوى اذا النعل زلّت [2]

رأى خلّتي من حيث يخفى مكانها ... فكانت قذى عينيه حتى تجلّت [3]

---

[1] (ترجمہ) اگر میری موت نے مہلت دی تو میں عمرو کے ان احسانات کا شکریہ ادا کروں گا جن پر اس نے احسان نہیں جتایا، اگرچہ وہ کتنے ہی بڑے تھے [2] وہ ایک ایسا نوجوان تھا جو اپنے دوستوں سے اپنا مال روکتا نہ تھا بلکہ ان پر اسکا مال نثار تھا اور فقر و مصیبت کے وقت حرف شکایت زبان پر نہ لاتا بلکہ صابر رہتا۔)

[3] اس نے میری حاجت مکان سے بھی معلوم کر لی جہاں سے کسی کو معلوم ہو سکتی تھی، پھر جبتک میری سوء حالی دور نہ ہوئی اس کی آنکھوں کا تنکا بنی رہی، یعنی اسکے دور کرنے کی فکر میں لگا رہا۔

میرے محترم! آپ ان نقود کے ارسال پر خفگی کا اظہار فرماتے ہیں اور اس ہیچ کو اپنی نالائقی کا ہیچ قرار دیتے ہیں، کیا تعجب کی بات نہیں ہے، کیا آپ نے یہ دستگیری اسوقت نہیں فرمائی تھی جبکہ مجھ کو شدید حاجت تھی، دیواریں مکان کی چھت تک بلند ہو گئی تھیں، اور برسات کا زمانہ آگیا تھا، روپیہ ختم ہو چکا تھا خوف تھا کہ اگر چھت نہ ڈالی گئی تو برسات میں دیواریں گر جائیں گی، آپنے ایسی ضرورت کے وقت میں دست اعانت دراز فرمایا جزاکم اللہ خیر الجزاء، پھر جبکہ میں نے کچھ عرصہ کے بعد ارادہ قضاء دین ظاہر کیا تو آپ نے فرمایا کہ جبتک تو مردانہ مکان سے فارغ نہ ہو جائے جبتک اس کی فکر نہ کرنا، چنانچہ سال گذشتہ میں مردانہ حصہ سے بھی فارغ ہو گیا، اس مدت کو کئی سال گذر گئے، آپ نے اس تمام مدت میں کبھی اشارۃً یا کنایۃً بھی تقاضا نہیں فرمایا، کیا یہ دوسرا احسان عظیم الشان احسان نہیں ہے، آپ کے معاملات میں کسی قسم کا ادنیٰ درجہ کا تغیر نہیں پایا گیا، حالانکہ القرض مقص اص المحبۃ مشہور مقالہ ہے، کیا مجھکو کسی طرح درست تھا یا ہے کہ ایسے عظیم الشان انعامات کو فراموش کر سکوں، کیا میرے لیئے نہایت زیادہ شرمندگی کی بات نہیں ہے، کہ میں نے اس قرض کے ادا کرنے میں سالہا سال کی مدت لگا دی، بیشک میں اپنی ناداری اور مصارف تعمیر کی بنا پر عاجز تھا، مگر مجھکو فی النفس مجوبیت مزید تھی اور ہے نہ ہیئہ دو ہیئہ نہیں سال نہیں سالہا سال یعنی تقریباً دس سال یا زیادہ گذر چکے ہیں، پھر اس پر طرہ یہ ہوا کہ اس وقت جبکہ میں حجاز جا رہا تھا اور جب کہ بتقاضائے وقت و حال لازم تھا کہ میں پوری رقم ادا کرتا، کیونکہ موت و حیات کا معاملہ سوائے اللہ تعالےٰ کوئی نہیں جانتا، چاہیئے یہ تھا کہ میں بالکل بری الذمہ ہو کر جاتا اور پوری رقم آپ کی خدمت میں بھیجتا، مگر میں نے خواہ مجبوری یا بغیر مجبوری تین سو کی رقم بھیجی اور باقی کے متعلق توکل الی اللہ کیا، کہ وہ کریم کارساز اس کی کوئی صورت کر دیگا، مگر تعجب ہے کہ آپ اس پر بھی ایسے الفاظ تحریر فرماتے ہیں، آپ کو چاہیئے تھا کہ سرزنش فرماتے کہ ایک تو اتنی مدت کے بعد قرضہ ادا کرتا ہے اور پھر وہ بھی پورا نہیں مجھکو شرم آنی چاہیئے، مگر بجائے میری سرزنش کے آپ خود اپنے آپ کو ملامت فرماتے ہیں، بہر حال میں آپ کے ان عظیم الشان احسانات کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور مجوب ہوں کہ اس قدر دیر کیوں ہوئی اور انشاء اللہ باقیماندہ رقم بھی جلد ادا کرنے کی کوشش کروں گا، اور امیدوار ہوں کہ گذشتہ تاخیرات کو بنظر عفو دیکھیں گے اور اگر

آیندہ بھی تاخیر ہو تو اس پر بھی وسعتِ قلب اور عفو کو کام میں لائیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ میرے اور آپ کے علائق محض لوجہ اللہ ہونے چاہئیں، کسی بیادی امر کو درمیان میں حائل نہ ہونا چاہیئے۔ علائق اور اغراض مادیہ نہایت ذلیل امور ہیں جن سے ہم کو سخت احتراز چاہیئے، اللہ تعالیٰ مجھ کو اور آپ کو توفیق عطا فرمائے، کہ ہمارے جملہ افعال و اعمال، حرکات و سکون محض اس کی رضا جوئی کے لئے ہوں، اور بس میں ابتک اپنی ڈائری میں قرضوں کو لکھتا رہا، کیونکہ معلوم نہیں کب داعیِ اجل کو لبیک کہنا پڑے، آپ کا قرضہ چونکہ سب سے بڑا تھا، اس لئے اس کو سب سے پہلے لکھتا رہا، کیونکہ معاملات کی صفائی از بس ضروری ہے، آپ حضرات کی محبت اور مودت کے یہ معنی نہیں ہیں کہ میرے عیوب سے چشم پوشی کریں، بلکہ یہ لازم ہے کہ مجھکو میرے عیوب پر اور میری کمزوریوں پر متنبہ فرماتے رہیں۔

المومن مرآۃ المومن[1] بجز انبیاء علیہم السلام اور کوئی معاصی اور عیوب سے پاک نہیں اور انسان کو اپنے عیوب نظر نہیں آتے ؎

وعین الرضا عن کل عیب کلیلۃ　　ولکن عین السخط تبدی المساویا

حبک الشئی یعمی ویصم چونکہ انسان کو اپنے نفس کی محبت سب سے زیادہ ہوتی ہے اس لئے عیوب سے انسان اندھا ہی ہوتا ہے، اور اگر کچھ جانتا بھی ہے تو اسکو تاویلات لکیکہ وغیرہ سے کمال بتلاتا ہے

---

[1] ایک بہت اہم چیز کی جانب حضرت نے تنبیہ فرمائی ہے جو ہمارے علما اور صوفیہ کی وہ کمی ہے جس سے بہت کم لوگ محفوظ ہیں، وہ یہ کہ شیخ طریقت، استاد اور بڑوں کی محبت و مودت بسا اوقات انکے عیوب سے چشم پوشی پر مجبور کرتے ہیں حدیث کہ مومن مومن کیلئے آئینہ ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد کہ سب سے بڑا ہدیہ یہ ہے کہ کوئی میرے عیب اور کمزوری سے مجھکو مطلع کرے، تو پیر کی جو بات سمجھ میں نہ آئے یا واقعی اسکی کوئی کمزوری معلوم ہو تو تخلیہ میں ادب کے ساتھ اسکو صاف کرے اور ظاہر کرے، مگر خوشامد کرے پیر پرستی کا کہ اس نے مداہنت کا دروازہ کھول دیا ہے، حضرت نے اس بدعت پر کاری ضرب لگائی اور اپنے متوسلین کو خصوصی اور دوسروں کو عمومی انتباہ دیا، اور کیوں نہ ایسا تحریر فرمایا جاتا جبکہ آپ کا سلوک و تصوف مجاہدین فی سبیل اللہ کا تصوف تھا چنانچہ یہ واقعہ موجود ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سید شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تکبیر اولیٰ فوت ہو گئی اور کسی وجہ سے دیر میں تشریف لائے تو آپکے مرید اور وزیر حضرت مولانا عبدالحئیؒ نے ٹوکا اور سید شہیدؒ نے اس کو

دوستوں کا فریضہ ہے کہ اس پر متنبہ کرکے اس کا ازالہ فرمائیں نہ کہ اسکو چھپائیں اور دوسرے
اس پر طعن و تشنیع کریں۔ میں ۴ ذیقعدہ کو جدہ پہنچا، چونکہ کراچی سے عزیزم محمود کو تار دیدیا تھا اس
لئے وہ اسی روز اپنی موٹر لاری لیکر جدہ پہنچ گئے اور کوشش کی کہ مجھکو معہ عائلہ کے کوشان
سے مستثنیٰ کردیا جائے، چنانچہ یہ امر اس بنا پر قبولیت کو پہنچ گیا تھا کہ میں عرصہ دراز تک
مدینہ منورہ رہ چکا ہوں۔ اگلے روز یعنی ۵ ذیقعدہ کو ہم مدینہ منورہ اسی لاری پر روانہ ہوگئے
۴ ذی الحجہ تک مدینہ منورہ میں قیام رہا۔ ۸ ذی الحجہ کی شب میں مکہ معظمہ پہنچنا ہوا۔۔۔۔
۱۵ ذی الحجہ کو مکہ معظمہ سے روانہ ہوکر ۲۰ ذی الحجہ کو جدہ سے روانگی ہوئی۔۔۔۔ آج بتاریخ
۲۸ ذی الحجہ بخیر و عافیت سب کراچی پہنچ گئے۔

والسلام

ننگِ اسلام حسین احمد غفرلہ

(بقیہ صفحہ ۱۱) مستحسن قرار دیا، فاعتبروا یا اولی الابصار۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو سیرت شہیدؒ ص ۲۰۰ سے ۲۰۵ تک سے ہے
یہ ہے کہ بناؤ اور دوستی میں ہر عیب معمولی نظر آتا ہے لیکن اختلاف و دشمنی کی آنکھوں میں چھپے عیب بھی ابھر کر نظر آتے ہیں،
(حاشیہ مکتوب نمبر ۵) امام العصر کی ساری زندگی سبق آموز ہے، پیر اور مرید کے تعلقات لین دین میں بظاہر یہ
چیز کسی اور عینک سے دیکھی جاتی ہے، لیکن احقر کی نظر میں تو یہ چیز بھی حضرت کے فضل و کمال کی مستحق
کرامت ہے، اور افادہ اور سبق آموزی کے رجانے کتنے پہلوؤں کو حاوی ہے، آدمی معاملات سے پہچانا جاتا
ہے، معاملات کی صفائی اخلاق و تزکیۂ نفس کا اہم عنصر ہے۔ اسلئے شریعت نے اس پر بہت زیادہ زور دیا
ہے اور صوفیہ نے اسکو بنیادی مسئلہ بنا دیا ہے جو والا نامہ کے ہر ہر فقرہ سے ظاہر ہے، جو لوگ قرض کو شیر مادر
سمجھکر پیتے اور فراموش کرجاتے ہیں، وہ اللہ و رسول کے نزدیک جس طرح مجرم ہیں اللہ کے بندوں
کے نزدیک بھی اس سے زیادہ گناہ گار ہیں، حقوق العباد معاف نہیں ہوتے جبتک ادا نہ کئے جائیں اور
حق والا معاف نہ کرے اس لئے حضرت نے اس پر بہت زور دیا ہے۔

مولانا عبد الباری صاحب ندوی امام العصر حضرت مولانا مدنی مدظلہ العالی کے مرید ہیں اور راہِ
سلوک حضرت مولانا مدنی دامت برکاتہم سے طے فرماتے رہے، جیسا کہ متعدد والا ناموں سے ظاہر ہے
چونکہ طرزِ فکر، ذوق اور طبائع مختلف ہوتی ہیں غالباً اسی کی رعایت کرتے ہوئے
آپ نے مولانا عبد الباری صاحب وغیرہ کو بار بار مشورہ دیا کہ اپنی تعلیم و تربیت کا سلسلہ

مکتوب نمبر ۶

آداب شیخ کے بارے میں جو کچھ ارقام فرمایا ہے اور جو کچھ امداد سلوک میں تحریر کیا گیا ہے وہ حقیقی مشائخ اور اہل کمال کیلئے ہے، ہم جیسے ناکارہ و نالائق بدنام کنندۂ نکونامان، ننگ اسلاف کب مستحق ہیں، ہم تو اس شعر کے مصداق ہیں ؎

نهارك يا مغرور سهو وغفلة — اے دھوکہ میں پڑے ہوئے تیرا دن غفلت و بھول میں گذرتا ہے

وليلك نوم والردى لك لازم — رات سونے میں لہذا تیری تباہی لازمی ہے۔

وشغلك فيما ليس يغنيك مشغله — بے کار اور فضول باتیں تیرا شغل ہیں۔

كذلك في الدنيا تعيش البهائم — دنیا میں بہائم اسی طرح رہا کرتے ہیں۔

حضرت مولانا تھانوی ؒ سے قایم کریں، مولانا ندوی نے اسپر عمل کیا۔ مولانا مدنی کی یہ کرامت ہے کہ ہر دو شیخ طریقت کا پورا پورا احترام اور حسن ظن قایم رکھا، چنانچہ امام العصر کے اس جوابی والا نامہ سے ظاہر ہے، کسی مزید ثبوت اور دلیل کی ضرورت نہیں ہے، اور طریق میں یہ چیز طے ہو چکی ہے، اگر شیخ اپنی معروفیت کی وجہ سے بطیب خاطر اپنے مرید کو یہ اجازت دیدے کہ تو بجائے میرے

فلاں بزرگ سے سلوک اور تصوف میں رجوع کرے تو اس شرط پر رجوع جائز ہوگا کہ شیخ

اول کا ادب و احترام اور اسکے ساتھ عقیدت میں فرق نہ آئے

ے حقیقی مشائخ اور اہل کمال کی تعیین نہ کرنے کی وجہ سے بہت نقصانات رونما ہوئے جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں، حقیقی شیخ کامل وہ ہے جو عقائد میں سلف اہل سنت والجماعت کا مقلد ہو، کیونکہ بدعتی شیخ ہرگز شیخ کامل نہیں ہو سکتا، وجہ یہ ہے کہ سلاسل صحابۂ کرام پر ختم ہوتے ہیں ظاہر ہے کہ صحابہ کی زندگی کامل نمونہ تھی صاحب شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی، اور شریعت نے بدعات و محدثات پر نکیر فرمائی ہے اہل علم پر پوشیدہ نہیں، حتی کہ بدعتی کی امامت اور روایت حدیث میں بھی کلام ہے دوسری چیز حقیقی شیخ اور اہل کمال کے اندر تو اضع، فروتنی، عاجزی، خاکساری، اور بے نفسی ایسی ہو کہ ہر ایک کے نقص و کمال کا بیرشی سے معترف ہو اس لئے کہ کبر کیساتھ مشیخت جمع نہیں ہو سکتی اور نہ اس گناہ کی مغفرت کی امید ہے، جو کبر سے پیدا ہو آدمؑ و ابلیس کا قصہ سب سے بڑا ثبوت ہے

ہاں آپ حضرات کی ادعیہ صالحہ سے اگر اصلاح ہو جائے اور ہم کسی لائق ہو جائیں جس طرح بڑے ڈاکو کی اصلاح مریدوں کی دعوات اور توجہ سے ہو گئی تھی، تو مضائقہ نہیں، عزیز موصوف کا دوسری مرتبہ محراب سنانا نہ صرف موجب فرحت و سرور ہے بلکہ موجب ہزارہا تشکرات ہے۔ اولد صالح یدعو لہٗ صدقہ جاریہ اور خیرات دائمہ ہے، آج جبکہ بڑے خاندان والے اپنی اولاد کو انگریزی اسکول کی تعلیم دلوا کر ان کو دوزخ کا کندہ بنا رہے ہیں اور دنیا کے لالچ میں ان کو بے دینی اور الحاد کی تعلیم دلوا کر دین سے برگشتہ اور اسلام کے لئے عار بلکہ دشمن بناتے ہوئے اپنی اور انکی عاقبت برباد کر رہے ہیں، دنیاوی زندگی میں کفار کی غلامی کی لعنت کا پٹہ اپنی اولاد کے گلے میں ڈال رہے ہیں، آپ کی اولاد کا دیندار، حامل قرآن، اور حافظ دین متین ہونا لازوال اور عظیم الشان نعمت ہے، اللّٰہم زد وبارک۔

بھر بچہ ماشاء اللہ اصلاح پذیر اور سعید ہے، امید ہے کہ فخر خاندان ہو، یہ دعا ہمیشہ ہونی چاہیئے رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا اے رب دے ہم کو ہماری عورتوں کی طرف سے اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک اور کر ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا۔

یقیناً اولاد کا صالح اور دیندار رہ کر فاقوں پر گذر کرنا، ڈپٹی کمشنری، وکالت اور بیرسٹری، پولیس وغیرہ کی انسپکڑی وغیرہ عہدہ ہائے غلامی کفار سے ہزارہا درجہ بہتر ہے دیدۂ عبرت کھولنا چاہیئے، ھدانا اللہ وایاکم الی مایحبہ ویرضاہ ویجعل لنا ولہم جمیعا الاخرۃ خیرا من الاولی، آمین۔ ۱۲ر شوال ۱۳۶۰ھ

مکتوب نمبر ۲

مزاج مبارک، کیا آپ مجھے بتلا سکتے ہیں کہ آر۔سی۔دت کی تاریخ اقتصادیات ہند کا ترجمہ اردو میں ہوا ہے یا نہیں، اور پراسپرس برٹش انڈیا مصنفہ ولیم ڈگبی کی تمام کتاب کا بھی ترجمہ ہوا ہے یا نہیں، اگر یہ دونوں مترجم ہو کر چھپ چکے ہیں تو کہاں سے ملیں گے، ثانی الذکر کے دو باب کے مترجم چھپے ہوئے اوراق میرے پاس ہیں۔

مجھکو نہایت تعجب ہے کہ آپ جیسا تجربہ کار زمانہ کی گرمی اور سردی سے واقف صاحب علم وشعور ایسی صریح غلطی میں پڑے جو کہ الفاظ ذیل سے نمودار ہو رہی ہے۔

«مدت سے اپنی اصلاح نفس کی غرض سے خدمتِ عالی میں حاضری کا ارادہ کر رہا ہوں۔»

میرے محترم! اصلاح نفس کے لئے کسی سگِ دنیا، نفس پرست، ناکارہ ونالائق کے پاس جانا کیا معنی رکھتا ہے، پیاسا دریا کا قصد بیشک کرتا ہے، مگر آتش کا قصد نہیں کرتا اور دیوار سنگ وکہسار کی طرف نظر نہیں اٹھاتا، میں حلفیہ کہتا ہوں اور میں سچا ہوں کہ میں اپنی سیاہ روئی اور سیہ کاری سے خود شرمندہ اور نادم ہوں، اور بسا اوقات روتا ہوں، میری واقعی حالت اشخاص انسانیہ سے بدتر ہونا تو درکنار ارذل حیوانات سے بھی بدتر ہے ؎

یظن الناس بی خیراً و انی — لشر الناس ان لم یعف عنی

مولانا محترم، اگر اس کمال کے اعلام واکابر بھی موجود ہوتے تب بھی مجھ جیسے سگِ دنیا بدنام کنندۂ نکو نامان کی طرف نظر اٹھانا جائز نہ ہوتا۔

کس نیاید بزیر سایۂ بوم — ور ہما از جہاں شود معدوم

بہرحال اصلاح نفس ایک نفس پرور سے یا للعجب اس سے یہ مقصد نہیں کہ آنجناب کو تشریف ارزانی فرمانے سے روکنا منظور ہے، حاشاوکلا، جناب کا تشریف لانا سرآنکھوں پر ہے، مگر اپنی حالت بھی ظاہر کر دینا ضروری ہے، بعض حضرات کو دھوکا اس امر کا ہو رہا ہے کہ چند مقدس ہستیوں کی خدمت میں چونکہ اس کو زمانہ تک باریابی کی نوبت رہی ہے، اس لئے ضرور بالضرور لائق ہوگا، مقدمہ اولی بیشک صحیح ہے، مگر مقدمہ ثانیہ غیر لازمی ہے، ولنعم ما قیل ؎

تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل — کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ می آرد سکندر را

از دیوبند والسلام۔ ۱۸ رجب ۱۳۳۶ھ

ہاں آپ حضرات کی ادعیہ صالحہ سے اگر اصلاح ہو جائے اور ہم کسی لائق ہو جائیں جس طرح بڑے ڈاکو کی اصلاح مریدوں کی دعوات اور توجہ سے ہو گئی تھی، تو مضائقہ نہیں، عزیز موصوف کا دوسری مرتبہ محراب سنانا نہ صرف موجب فرحت و سرور ہے بلکہ موجب ہزار ہا تشکرات ہے "اور ولد صالح یدعولہ" صدقہ جاریہ اور خیرات دائمہ ہے، آج جبکہ بڑے خاندان والے اپنی اولاد کو انگریزی اسکول کی تعلیم دلوا کر ان کو دوزخ کا کندہ بنا رہے ہیں اور دنیا کے لالچ میں ان کو بے دینی اور الحاد کی تعلیم دلوا کر دین سے برگشتہ اور اسلام کے لئے عار بلکہ دشمن بناتے ہوئے اپنی اور انکی عاقبت برباد کر رہے ہیں، دنیاوی زندگی میں کفار کی غلامی کی لعنت کا پٹہ اپنی اولاد کے گلے میں ڈال رہے ہیں، آپ کی اولاد کا دیندار، عامل قرآن، اور حافظ دین متین ہونا لازوال اور عظیم الشان نعمت ہے، اللّٰھم زد و بارک۔

بھر بچہ ماشاء اللہ اصلاح پذیر اور سعید ہے، امید ہے کہ فخر خاندان ہو، یہ دعا ہمیشہ ہونی چاہیے رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا اے رب دے ہم کو ہماری عورتوں کی طرف سے اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک اور کر ہم کو پرہیز گاروں کا پیشوا۔

یقیناً اولاد کا صالح اور دیندار رہ کر فاقوں پر گذر کرنا، ڈپٹی کمشنری، وکالت اور بیرسٹری، پولیس وغیرہ کی انسپکٹری وغیرہ عہدہ ہائے غلامی کفار سے ہزار ہا درجہ بہتر ہے دیدۂ عبرت کھولنا چاہیئے، ھدانا اللہ وایاکم الی ما یحبہ ویرضاہ ویجعل لنا ولھم جمیعا الآخرۃ خیرا من الاولی، آمین۔ ۱۲ر شوال ۱۳۶۰ھ

مکتوب نمبر ۲

مزاج مبارک، کیا آپ مجھے بتلا سکتے ہیں کہ آر۔ سی۔ دت کی تاریخ اقتصادیات ہند کا ترجمہ اردو میں ہوا ہے یا نہیں، اور پراسپرس برٹش انڈیا مصنفہ ولیم ڈگبی کی تمام کتاب کا بھی ترجمہ ہوا ہے یا نہیں، اگر یہ دونوں مترجم ہو کر چھپ چکے ہیں تو کہاں سے ملیں گے، ثانی الذکر کے دو باب کے مترجم چھپے ہوئے اوراق میرے پاس ہیں۔

مجھکو نہایت تعجب ہے کہ آپ جیسا تجربہ کار زمانہ کی گرمی اور سردی سے واقف صاحب علم وشعور ایسی صریح غلطی میں پڑے جو کہ الفاظ ذیل سے نمودار ہو رہی ہے۔

"عرصہ سے اپنی اصلاح نفس کی غرض سے خدمت والا میں حاضری کا ارادہ کر رہا ہوں۔"

میرے محترم! اصلاح نفس کے لئے کسی سگِ دنیا نفس پرست، ناکارہ و نالائق کے پاس جانا کیا معنی رکھتا ہے، پیاسا دریا کا قصد بیشک کرتا ہے، مگر آتش کا قصد نہیں کرتا، دیوار سنگ و کہسار کی طرف نظر نہیں اٹھاتا، میں حلفیہ کہتا ہوں اور میں سچا ہوں کہ میں اپنی سیاہ رو ئی اور سیہ کاری سے خود شرمندہ اور نادم ہوں، اور بسا اوقات روتا ہوں، میری واقعی حالت اشخاص انسانیہ سے بدتر ہونا تو درکنار ارذل حیوانات سے بھی بدتر ہے ؎

یظن الناس بی خیراً و انی　　　　لشر الناس ان لم یعف عنی

مولانا محترم، اگر اس کمال کے اعلام واکابر نہ بھی موجود ہوتے تب بھی مجھ جیسے سگِ دنیا بدنام کنندۂ نکو نامان کی طرف نظر اٹھانا جائز نہ ہوتا۔

کس نیاید بزیر سایۂ بوم　　　　ورہما از جہاں شود معدوم

بہر خیال اصلاح نفس ایک نفس پرور سے یا للعجب اس سے یہ مقصد نہیں کہ آنجناب کو تشریف ارزانی فرمانے سے روکنا منظور ہے، حاشا وکلا، جناب کا تشریف لانا سر آنکھوں پر ہے، مگر اپنی حالت بھی ظاہر کر دینا ضروری ہے، بعض حضرات کو دھوکا اس امر کا ہو رہا ہے کہ چند مقدس ہستیوں کی خدمت میں چونکہ اس کو زمانہ تک باریابی کی نوبت رہی ہے، اس لئے ضرور بالضرور لائق ہوگا، مقدمہ اولیٰ بیشک صحیح ہے، مگر مقدمہ ثانیہ غیر لازمی ہے، ونعم ما قیل ؎

تہی دستانِ قسمت را چہ سود از رہبرِ کامل　　　　کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ می آرد سکندر را

ازدیوبند　والسلام۔ ۱۸ رجب ۱۳۴۶ھ

مکتوب نمبر ۸

والانامہ باعثِ سرفرازی ہوا۔ تھانہ بھون کی تشریف ارزانی کے متعلق مجھ رو سیاہ ونالائق سے اجازت چاہنا عجیب بات ہے، میں تو خود ہی ناکارہ ہوں، اور اس امر کو ہمیشہ عرض کرتا رہا ہوں، بناوٹ اور کسرِ نفسی سے نہیں، بلکہ حقیقتِ امر کی بنا پر، مگر میری عرض پر التفات نہیں کیا گیا، اس سے بڑھ کر کیا چیز خوشی کی ہو سکتی ہے کہ مقصدِ اصلی اور محبوبِ حقیقی کی بارگاہِ اقدس تک رسائی ہو، جو کہ حضرت مولانا دامت برکاتہم کی بارگاہ میں ارجیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی مرضیات سے نوازے، آمین۔ والسلام ۹ رجمادی الثانی ۱۳۵۰ھ

مکتوب نمبر ۹

والانامہ محررہ ۹ ر اکتوبر باعثِ سرفرازی ہوا تھا، اب تو جناب خانقاہ میں پہنچ گئے ہوں گے، خداوند کریم وہاں کی حاضری باعثِ برکاتِ غیر متناہیہ کرے، آمین ؎

چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی ... بیاد آر حریفان بادہ پیمارا

مجانِ جادہ مجھکو قوی امید ہے کہ جناب وہاں پر اپنے اوقات کو مشاغلِ حقیقیہ میں صرف فرمائیں گے جس کے متعلق ہدایت کرنے کی ضرورت نہیں ہے، البتہ ایک ضروری عرض محض اخلاص کی بنا پر کرتا ہوں، اور امیدوار ہوں کہ کسی غیر محل پر حمل نہ فرمائیں، میں نے حسبِ ارشاد حضرت مولانا دامت برکاتہم اور آپ حضرات کے ارشاد پر اسوقت بیعت کر لی تھی، مگر حقیقت یہ ہے کہ میں اپنی بد احوالی، روسیاہی، ناکامی پر نہایت زیادہ گریہ کناں ہوں اور سخت شرمندہ، اللہ تعالیٰ نے آپ کو مولانا دامت برکاتہم کے دربار میں پہنچا دیا ہے اور مولانا کو آپ سے اور آپ کو مولانا سے انس اور تعلق پیدا ہو گیا ہے، وللہ الحمد اللھم زد فزد۔ اب مناسب اور ضروری ہے کہ آپ مولانا سے بیعت بھی کر لیں، مجھے قوی امید ہے کہ مولانا دامت برکاتہم اب آپ کو نہ ٹالیں گے، میں نے خود بھی ان دنوں جب حاضر ہوا تھا، یہی عرض کیا تھا کہ آپ جب تشریف لائیں اور درخواست کریں تو جناب انکو ضرور بیعت کر لیں، قواعدِ طریقت کے اصول پر بیعت کر لینا ہی زیادہ تر مفید اور کارآمد ہے

اور اسی کی بنا پر فیض کی زیادہ تر امید ہے مجھ روسیاہ کو بھی کبھی کبھی دعوات صالحہ سے
یاد فرما لیا کریں۔ نیز مولانا دامت برکاتہم سے بھی دعا کی التجا کر دیا کریں، جو امر جناب نے
مولانا عاشق الٰہی صاحب کی تحریر سے انتزاع کیا ہے، عجب نہیں کہ وہ صحیح ہو، مگر معصومیت
تو سوائے انبیاء علیہم السلام کسی کے لئے نہیں والسلام۔ از دیوبند
۲۰ جمادی الاخری سنہ ۱۳۴۶ھ

اگر کوئی شخص مدت تک ایک شیخ کی خدمت میں حسن اعتقاد کے ساتھ رہا اور اپنے اندر اس کی
صحبت کا کوئی اثر نہیں پایا تو اس پر ضروری ہے کہ اس شیخ کو چھوڑ دے لیکن حسن ظن برابر قائم رکھے
کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ شیخ کامل رہا ہو اور اس کا حصہ اس کے پاس نہ ہو، لہٰذا دوسرے
شیخ کی طرف رجوع کرے، اگر ایسا نہ کریگا تو اس کے معنی یہ ہونگے کہ معبود خدا ہی نہیں بلکہ شیخ پرستی
ہے جو جائز نہیں، یا اسی طرح شیخ دنیا سے رخصت ہو گیا، اور مزید تزکیہ نفس و تطہیر باطن سے محروم
رہا تو جائز ہے کہ ایسا شخص دوسرے شیخ کی طرف رجوع کرے یا شیخ موجود ہے لیکن اب ملاقات کا امکان
نہیں تو بھی دوسرے شیخ کو اختیار کیا جا سکتا ہے، یا شیخ کے عقائد و خیالات خراب ہو گئے، بدعات وغیرہ
کا خوگر ہو گیا تو بھی ایسے شیخ کو ترک کرنا اور دوسرے کو اپنا مرشد و رہنما بنانا لازمی ہے، چنانچہ حضرت
قطب الدین بختیار کاکیؒ نے فرمایا ہے کہ بیعت میں بھی تجدید کی ہے (مسالک السالکین) حضرت سید
جلال الدین بخاریؒ جو مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے نام سے مشہور ہیں، آپ بھی تجدید بیعت کے قائل
تھے حضرت شیخ احمد سرہندیؒ مجدد الف ثانی نے اس مسئلہ پر بہت مدلل بحث فرمائی ہے جس کا خلاصہ
ہم درج کرتے ہیں، فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام نے آنحضرت صلعم کے بعد ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ وغیرہ کے
ہاتھوں پر بیعت کی تھی، مقصود اس بیعت سے محض امور دنیوی ہی نہ تھے بلکہ کمالات باطنی کا حصول
بھی تھا، یہ کہنا کسی طرح جائز نہیں کہ فیض اولیاء بعد موت بھی باقی ہے، لہٰذا دوسرے شیخ کی طلب فضول
ہے، حالانکہ اولیاء کا فیض مرنے کے بعد اتنا نہیں ہے جو ناقص کو کمال تک پہنچا سکیں، اگر موت کے
بعد بھی فیض اسی طرح ہوتا جیسا کہ زندگی میں تھا، تو تمام اہل مدینہ نبوت کے زمانہ سے ابتک کل محتاج
ہوتے اور کسی کو اولیاء کی صحبت کی ضرورت باقی رہتی، حالانکہ تجربہ شاہد ہے کہ اہل حرمین شریفین ہمیشہ
صحبت بیعت اولیاء مدینہ منورہ و مکہ معظمہ اور دوسرے شہروں کی اختیار کرتے رہے، اور صرف قبر نبوی صلعم ہی سے استفادہ

مکتوب ۱۰

چوں باحبیب نشینی و بادہ پیمائی
بیاد آر محبان جادہ پیمارا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، اپنے مشاغل قلبیہ سے غافل نہ رہیں ذکر میں کوشاں رہیں، مولانا دامت برکاتہم کی خدمت میں جسقدر بھی بیٹھنا ہو غنیمت جانیں، اس وقت میں جہاں تک ممکن ہو ذکر کا خیال رہے، اور قلب حاضر ہو۔ صحبة الشیخ ساعة خیر من عبادة ستین سنة قول اکابر ہے حضرت مولانا دامت برکاتہم کی خدمت میں سلام مسنون اور استدعاء دعوات صالحہ وصرف ہمت عرض کردیں، میں اس وقت لکھنؤ برائے شرکت عقد مولانا عبدالباری جارہا ہوں، والسلام۔

از اسٹیشن سہارنپور۔ ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) پر قانع نہ تھے، اور یہ تو بدیہی بات ہے کہ بعض مردہ مثل زندہ کے نہیں ہوسکتا ہے۔ کیونکہ فیض پہنچانے والے اور فیض حاصل کرنے والے میں مناسبت ضروری ہے، اور یہ چیز مرنے کے بعد جاتی رہتی ہے، اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ بعد فنا وبقا کے مناسبت باطنی اور رابطہ معنوی حاصل ہوتا ہے، لہٰذا اموات سے فیض حاصل کیا جاسکتا ہے تو کہا جائیگا کہ جو زندگی میں حاصل ہوسکتا ہے اتنا مرنے کے بعد کہاں حاصل ہوسکتا ہے کمسہ زندہ بہتر از ہزار شیر مردہ۔

بہتر از ہزار شیر مردہ۔۔ اس مکتوب گرامی سے ایک اور صورت بھی جواز تکرار بیعت کی ثابت ہوتی ہے کہ شیخ اول کی اجازت سے دوسرے شیخ سے بیعت کرنا جائز ہے بشرطیکہ تعلیم وتربیت اور سلسلہ ہر دو شیوخ کا ایک ہی ہو حضرت مولانا نانوتوی اور حضرت امام العصر دامت برکاتہم دونوں نے تعلیم وتربیت حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پائی ہے میرے نزدیک تو اسکی بھی ضرورت نہ تھی کہ تجدید بیعت کیجائے، محض تعلیم وتربیت کافی تھی، مگر فراست مدنی پر قربان جایئے، اگر شیخ کی تعلیم پر عمل نہ ہوا اور اس کے کہنے پر اطمینان نہ ہوا، ساری عمر چکی پیسے گا ذرہ برابر نفع نہ ہوگا، یہ تعلق بڑا نازک ہے

علہ اتفاق کی جڑ تواضع ہے، اگر ہر شخص دوسرے کو اپنے سے افضل سمجھنے لگے تو پھر نااتفاقی کی نوبت ہی نہ آئے، سبحان اللہ، کیا حقیقت ظاہر فرمائی، حضرت امام العصر دامت برکاتہم پر یہی رنگ غالب ہے اور اپنے اکابر کی نسبت چھائی ہوئی ہے جسکو بادی النظر میں کسر نفسی اور خلق سے بعض سطحی لوگ تعبیر کرتے ہیں اور کہنا پڑتا ہے کہ برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اسکے اندر ہوتا ہے۔ ——————

مکتوب ۱۱

آپ کے مندرجہ ذیل کلمات صدمہ کے باعث ہوئے

"یہ غلام ناکارہ جو کہ حضرت کی خدمت سے باوجود اس علم کے کہ حضرت والا کی خدمت
اس نالائق پر فرض و باعثِ فلاحِ دارین ہے۔ یکسر عاری ہے بجز خداوندی
دس روپے کی نہایت حقیر رقم حضرت والا کی خدمت میں پیش کرنے کی جرأت
کرتا ہے۔ اور نادم ہے کہ خدمتِ پیر بایں رقم حقیر اور اپنے حال پر افسوس
کرتا ہے" الخ

اس سے معلوم ہوا کہ تعلقات بین المرید والمرشد خدماتِ مالیہ[عٰ] کے لئے ہیں جنھیں
زیادہ سے زیادہ قربانی کی ضرورت ہے، حالانکہ یہ بالکل خلاف ہے، اگر آپ کا یہی
خیال ہے تو نہایت افسوس کی بات ہے۔ اور اگر بالفرض ایسا ہو بھی تو ان مشائخ
کے لئے ہو سکتا ہے جو کہ محض توکل کی زندگی بسر کرتے ہیں، اور ذرائع معاش سے خالی
ہوں، نہ کہ اس شخص کے لئے جو کہ سگِ دنیا ہو، علومِ دینیہ پر اجرت لیتا ہو، اور اجرت بھی
اتنی بڑی جو کہ تقریباً پانچ سو روپیہ ماہوار ہوتی ہے۔ ایسے شخص کو مرشد بنانا ہی غلط ہے
کاش آپ بجائے اس کے اپنے ذکر و شغل کی بلند حالتیں ذکر فرماتے تو بہت خوشی کی بات
ہوتی، دعواتِ صالحہ سے فراموش نہ فرمائیں۔ والسلام۔

از ٹانڈہ — ۲۹ رمضان [illegible]

عٰ امام العصر دامت فیوضہم کا یہ والا نامہ بھی اپنے اندر غیر معمولی معنویت رکھتا ہے، اور
عہدِ حاضر کے دوکانداروں، پیری مریدی کا ڈھونگ رچانے والے دلالوں اور مکاروں پر ایک شدید تازیانہ
ہے، جو نہ علمِ دین اتنا جانتے کہ مدارسِ دینیہ میں اس کی خدمت کر سکیں اور نہ علمِ دنیا کہ اسکولوں اور کالجوں
میں پیٹ پالیں، ان کی مثال دھوبی کے اس کتے کی ہے جو نہ گھر کا اور نہ گھاٹ کا، باقی صحیح توکل، قناعت
اور ایثار کی زندگی، سادگی، اور بے نفسی، علم و عمل میں جامعیت اور کمال، حب فی اللہ اور بغض فی اللہ
پیکرِ خلقِ نبوی کی جیتی جاگتی تصویر، اعلاءِ کلمۃ الحق اور حریتِ جہاد میں سلف کا کامل نمونہ۔
جو سچے مشائخ اور شیخِ کامل کی علامت و پہچان ہے، حضرت امام العصر کے سوا ان کے معاصرین
میں علی وجہ الکمال کس پر یہ تعریف صادق آتی رہی ہے، مگر زمانہ کی ستم ظریفی کہ دنیاوی ناموں اور جسمانی امراض

(مابقی حاشیہ صفحہ ۲۹)

کے لئے اپنے مقصود عمرا چھے وکیل و مختار اور تجربہ کار طبیبؒ ڈاکٹر کی تلاش ہوتی ہے اور اسی کیطرف رجوع کیا جاتا ہے اور پھر آنکھ بند کر کے اسکو آمنا و صدقنا کہا جاتا ہے لیکن طبیب روحانی کے لئے اچھے مشائخ اور مرد کامل کے ہوتے ہوئے عطرۂ کلاس کے نام نہاد جن کا مبلغ علم اردو کی کتابوں ہی تک محدود ہے اور عربی کی اتنی استعداد نہیں کہ متقدمین صوفیہ کی کتابوں کو سمجھ سکیں عربی بولنا اور لکھنا تو انکی اس زندگی میں ممکن ہی نہیں، سو اگر ایسوں کو پیر بنایا گیا تو یقیناً راہی مشر ہوگا جو مشہور ہے "نیم حکیم خطرۂ جان اور نیم ملا خطرۂ ایمان" پیر کی تلاش کے واقعات فارسی تذکروں وغیرہ میں بہت سے موجود ہیں، ممکن ہے لوگوں کو فرصت نہ ملے اس لئے ہم ایک زبردست اور ثقہ شہادت جو الحمد للہ پیر اور مرید دونوں بقید حیات ہیں اور خدا کرے تا دیر باقی و قائم رہیں اپنے الفاظ میں پیش کرتے ہیں تاکہ عبرت کیساتھ بصیرت بھی ہو اد ہو ہوا۔

صدر القراء مولانا حفظ الرحمن صاحب مدرس دار العلوم دیوبند کے والد بزرگوار سے حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی دامت برکاتہم کو خاص تعلق تھا، اس لئے حضرت مدنی کا آنا جانا بھی ہوا کرتا تھا، قاری حفظ الرحمن صاحب کو بھی اس تقریب سے تعلق تھا، مگر وہ عقیدت کے درجہ تک نہ تھا، اور حضرت کے علم و اخلاق کے اعتراف کے باوجود سیاسی مشاغل پر نکتہ چینی حدود کے اندر رہا کرتی تھی، چونکہ مزاج میں آزادی تھی اس لئے دار العلوم میں رہتے ہوئے بھی اکابر کی خدمت میں حاضری کا بہت کم اتفاق ہوتا تھا، اور اصلاح نفس کا خیال تو آتا ہی نہ تھا، چند سال بعد پیر کی تلاش کا جذبہ دل میں پیدا ہوا

مگر کسی بزرگ کیجانب طبیعت کا میلان نہیں ہوا۔ اصل ہادی خدا کو یقین کر کے اپنے طور پر اذکار شروع کر دئے اور راتوں کو نفلوں میں یہ دعا کرنے لگے کہ اے اللہ! اگر بلا مرشد کے میرے حال کی صلاح ہو جائے تو مرشد کی ضرورت نہیں اور اگر مرشد کی ضرورت تو میرے لئے سمجھتا ہے تو پھر میرے لئے ایسے مرشد کا انتظام فرما جو کہ رشد و ہدایت اور علو مرتبت میں تمام عالم کے اندر فائق ہو یہ دعا تقریباً آٹھ سال جاری رہی جس وقت حضرت مولانا مدنی جیل میں تھے، ایک رات خشوع و خضوع کیساتھ دعا مانگ کر قاری صاحب سو گئے خواب میں کیا دیکھا کہ موصوف مع اپنی اہلیہ کے کسی غیر معلوم جگہ سفر فرما رہے ہیں، اتفاقاً وہ جگہ مدینہ منورہ تھی موصوف نے اپنی اہلیہ سے فرمایا کہ بلند آواز سے درود شریف پڑھنا ضروری ہے، پھر بلند آواز سے کسی اور کے درود شریف پڑھنے کی آواز سنائی دی، چنانچہ جوں ہی دروازہ کے قریب پہنچے آنحضرت صلعم بلا اطلاع تشریف لائے اور اپنے سینۂ مبارک سے چمٹا لیا، قاری صاحب پر گریہ طاری تھا اور یہ درود اللھم صل وسلم و بارک علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد کما تحب اور آٹھ دس مرتبہ کے بعد نماز کا درود بھی ایک مرتبہ جاری تھا، خواب کا یہ سلسلہ

(حاشیہ مسلسل)

ایک گھنٹے سے زائد تھا، موذن نے فجر کی اذان دی اور آنکھ کھل گئی، دل نے دعا کی قبولیت پر گواہی ثبت کی کہ انشاء اللہ پیر کامل عنایت کیا جائیگا۔ دوسرا خواب یہ دیکھنے میں آیا کہ اس پہلے خواب کے دو تین دن بعد جمعہ کا دن ہے، سب سے پہلے جامع مسجد میں قاری صاحب موصوف داخل ہوئے، کیا دیکھا کہ وسط صحن میں ایک بڑا تخت ہے اور اس پر مولانا مدنی کلام مجید تلاوت فرما رہے ہیں، دیکھتے ہی حضرت مولانا ممدوح کھڑے ہو گئے، قاری صاحب بھی جلدی سے آگے بڑھے، حضرت مولانا مدنی نے اپنے سے چمٹا لیا اور وہی کیفیت پیدا ہو گئی جو کہ پہلے خواب میں مذکور ہوئی، پھر آنکھ کھل گئی اور دل نے حقیقی طور پر محسوس کیا کہ تمام شرائط کے مطابق پیر عطا فرمایا گیا اور یہ سلسلہ رویار صالحہ ایک دو روز کے وقفہ کیساتھ جاری رہا۔ آنکھیں کھل گئیں اور اب جذبۂ شوق کی بے پایانی حیطۂ تقریر و تحریر سے باہر ہے، اسوقت مولانا مدنی نامعلوم مدت کیلئے نینی جیل میں تھے، اسلئے حضرت کے خادم خاص کو اپنے حصول بیعت کے لئے

قاری صاحب نے وسیلہ بنایا جنھوں نے خط لکھا اور شدید انتظار کے بعد جو جواب حضرت امام العصر سے شرف صدور ہوا یہ تھا کہ "ان سے کہدو کہ کوئی کامل پیر تلاش کر لے میرے پاس کیا رکھا ہے"! اس جواب سے خرمن امید پر بجلی گر گئی، پھر درخواست دی کہ معافی کا خواستگار ہوں بیعت فرمائی جائے، جواب آیا "جیل سے بیعت نہیں ہو سکتی"۔

پھر تیسرا خواب قاری صاحب نے یہ دیکھا کہ ایک کمرے میں سوئے ہوئے ہیں جس میں قد آدم تختے جڑے ہوئے ہیں، ایک رکعت نماز ادا کر کے دوسری رکعت کے لئے اٹھے کہ پاؤں کے نیچے کا ایک تختہ ٹوٹ گیا، اس میں گر گرا ن ایسی پھنسی کہ نکلنا دشوار تھا دفعۃً ایک بزرگ نے آکر سنبھال دیا، نماز پوری کرلی تو دیکھا کہ وہ حضرت مولانا مدنی مدظلہ العالی تھے، نظر پڑتے ہی حضرت نے تیز لہجہ میں فرمایا چلو بیعت ہو، چنانچہ حضرت نے قاری صاحب کے دونوں ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان لیکر بیعت فرمایا، پھر ارشاد ہوا کہ کچھ بیان کرو۔ ایک بڑے مجمع کے سامنے قاری صاحب نے زبردست تقریر شروع کر دی، اور ان تمام باتوں کی تردید بھی کرتے جاتے تھے جو ناعاقبت اندیش بربنائے تعصب و جہالت کیا کرتے ہیں، تقریر کا یہ سلسلہ تقریباً دو گھنٹہ رہا، اور پھر آنکھ کھل گئی تمام حجابات اٹھ گئے چنانچہ سب سے اشرف و ارفع پیر کی تصدیق خانۂ دل میں جاگزیں ہو گئی فللہ الحمد والمنۃ، اس باطنی بیعت کے بعد ظاہری بیعت بھی ۱۷ رمضان المبارک ۶۳ھ یوم پنجشنبہ ۹ بجے دن دیوبند آستانۂ مدنی پر حاصل ہوئی۔ جبکہ حضرت والا جیل سے تشریف لائے تھے۔

مکتوب ۱۲

محترما! یہ طعنے دینے آپ کو مناسب نہیں۔ ایک روسیاہ خلائق ننگ خاندان بدنام کنندہ نکونامان کے لئے ایسے الفاظ استعمال کرنا کیا برعکس نہند نام زنگی کافور کا مصداق اور پشہ کو باجی کہہ کر استہزاء اور انتہائی استہزاء نہیں ہے۔

کیا حضور انوار رشیدی و محمودی و رحیمی و امدادی وغیرہ کے علمی و قلبی و روحی ہر طرح سے حائل نہیں ہیں، کیا راتوں کو آپ نے تنگ نہیں کر دیا، کیا مسجدوں کو آپ نے آباد نہیں کر دیا، کیا اعتکاف رمضان اور اذکار و اوراد کے مشاغل عالیہ آپکے عاداتِ ذاتیہ نہیں ہیں، کیا اسلاف اور بزرگوں کی نظریں آپ پر پڑی ہوئی نہیں ہیں، کیا انکی صحبتیں اور دائمی مجلسیں آپکے حصہ میں عرصہائے دراز تک نہیں آئیں، علیٰ ہذا القیاس اس قسم کی صدہا نعمتوں سے آپ مالامال نہیں ہوتے رہے ہیں، پھر آپ ایک اس طفل مکتب کو جسکی طفلی کی حالت باوجود پنجاہ سالہ ہو جانیکے مفارقت گزین نہیں ہوئی ہے، بات بات اور قدم قدم پر بچپن اور لایعنی اور فضول عمل دن رات اسکا شیوہ ہے، غفلت اور معاصی اس کا عرض لازم ہے، بے حیائی اور بے شرمی از رب العزۃ اسکا خاصہ غیر مفارقہ ہے، جس نے اپنی گندگیوں سے خدا کی زمین اور تمام مخلوقات کو طرح طرح کی اذیتوں میں مبتلا کر رکھا ہے، ایسے الفاظ لکھتے ہیں، کیا انصاف اسی کو کہتے ہیں، کیا آپ کی ذرہ نوازی اور رحمت علی الصغار یہی ہے۔ بہر حال آپ کا فریضہ ہے کہ ایک آپ کا نیازمند آپ کے بزرگوں کا نام لیوا تیہ ضلالت و غفلت میں سرگرداں اور پریشان ہے، اس کی ہمت عالیہ اور دعوات صالحہ سے خبر گیری کریں، باقی وہ تو گستاخ نیازمند ہے ہی، اس کا تو فریضہ دعاگوئی ہے ہی، مولانا محمد خلیل صاحب میرے ساتھ مشاغل قرآنیہ میں معین ہیں، سلام مسنون عرض کرتے ہیں میں اس وقت دیوبند میں نہیں ہوں، اہلِ سلہٹ کے سخت اور پے در پے تقاضوں پر ایام تعطیل میں یہاں چلا آیا ہوں، امیدوار ہوں کہ الطاف عالیہ کریمانہ کو اس نالائق پر منعطف رکھیں گے اور گستاخیوں کو معاف کرتے رہیں گے

کرم ہائے تو ما را کرد گستاخ

والسلام۔ ۲۳ رمضان ۱۳۴۲ھ

مکتوب ۱۳

والانامہ فیض شمامہ باعث سرفرازی ہوا، یادآوری کا شکریہ پیش کرتا ہوں، جو کلمات مدح و ثنا اس روسیاہ ننگ خاندان کے لئے تحریر فرمائے ہیں بجز اس کے کہ ان کو حسن ظن پر حمل کروں اور کیا کہہ سکتا ہوں، ہاں بارگاہ جل وعلیٰ سے امیدوار ہوں کہ وہ کریم محض اپنے فضل و کرم سے بزرگوں اور احباب اور کرم فرماؤں کے ظنون جمیلہ کو واقعیت کا جامہ پہنائے وما ذلك علی اللّٰہ بعزیز۔

میرے بزرگ بیشک اللہ تعالیٰ نے یہ انعام کیا اور جلیل القدر انعام کیا کہ بارگاہ امدادی، اور بارگاہ رشیدی اور بارگاہ محمودی اور بارگاہ رحیمی قدس اللہ اسرارہم کی حاضری نصیب ہوئی نیز بارگاہ خلیلی کی بھی خاکروبی حاصل ہوئی مگر کیا اپنی سیاہ کاری اور نامرادی کھلے لفظوں میں ندا نہیں کر رہی ہے کہ اے روسیاہ تو ان سب بزرگوں کے لئے عار اور نہایت ناپاک عار ہے۔

کیا ہمارے لئے ایسے بہت سے واقعات عبرت انگیز نہیں ہیں کہ مثل قاضی بہت سے بدقسمت بڑوں بڑوں کے در تک پہنچ جاتے ہیں، اور سوء بختی وہاں پر اپنا عمل کھلا اور محروم خالص کر دینا کام میں لاتی رہتی ہے ؎

تہیدستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

الحاصل مولانا آپ بارگاہ رشیدی کے اولین خوشہ چینوں میں سے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس بارگاہ کے باقی خوشہ چینوں میں جناب کو تقویٰ اور طہارت، علم، عمل اور عبادات وغیرہ میں امتیازی حیثیت عطا فرمائی ہے، جس کی بنا پر یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ موجودہ زمانہ میں بارگاہ رشیدی میں آنجناب بے نظیر ہیں، اور یہ ناکارہ ننگ خاندان تو اس بارگاہ کا سب سے آخری اور سب سے پھر نالائق اس بارگاہ سے منتفع ہیں، اپنے چھوٹوں اور متأخرین کی دستگیری فرماوی اور ان میں فرزدی ہوکی کیا وہ اپنے اس فرض کو پہچانیں اور کام میں لائیں۔

محتاج دعا کا سخت محتاج ہوں ؎

احب الصالحین ولست منہم ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ لعل اللّٰہ یرزقنی صلاحاً

میں بجز دعوات اور کس خدمت کے لائق ہوں خداوند کریم سے ملتجی ہوں کہ وہ منعم حقیقی جناب کے مقاصد دارین مکمل فرمائے اور چھلکتے ہوئے کنوئیں میں سے کچھ قطرات زمینوں کو بھی عطا فرمائے ؎ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ وللارض من کاس الکرام نصیب

اگر منظور الٰہی ہے تو ۵، ۶ شوال تک دیوبند پہنچ جاؤں گا۔ خیال یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ

مکتوب نمبر ۱۴

عجبت لمسراها وانی تخلصت الیّ وباب السجن دونی مغلق

جامعہ[1] کی روز افزوں ترقی سے بہت خوشی ہوئی، فہنیا لکم ثم ہنیا لکم ...... غالباً

جناب کو ذہول ہوگیا، سورت کے میرے مرید حضرت مولانا تھانوی قدس سرہ العزیز

---

[1] یہ مکتوب گرامی حضرت تھانویؒ اور حضرت شیخ الاسلام مدظلہ العالی کے باہمی فرق، وسعت اخلاق اور مرد، شیخ طریقت کے مقام کی تعیین کرتا ہے۔

مولانا مدنی پر خلق نبوی، صحابہ کی مقدس زندگی اور صوفیائے قدیم کی سیرت اور کردار کا ایسا ابھرا ہوا رنگ جلوہ افروز اور ضوفشاں ہے کہ جس کی روشنی کے سامنے آنکھیں چکاچوند ہو اور خیرہ ہو کر رہ گئی ہیں، اور اچھے اچھوں کو غلط راستہ ہی صراط مستقیم دکھائی دے رہا ہے حالانکہ تصوف و سلوک کے اندر مجاہدہ و ریاضت کے ذریعہ اتباع سنت، اخلاص اور وسعت قلب کو جو حیثیت دی گئی ہے، وہ ارباب فن سے مخفی نہیں۔ تزکیہ نفس اور تطہیر اخلاق کا ثمرہ یہ ہے کہ آدمی میں آدمیت اور ملکیت پیدا ہو اور بہیمیت دفع ہو۔

سیاسیات میں ان دو بزرگوں کا اختلاف لوگوں کے نزدیک اجتہادی خلاف کہا جاتا ہے، ہو مگر مجکو اس سے اتفاق نہیں ہے، اور نہ میں چاہتا ہوں کہ اس کو کھول کر بتاؤں، اسیطرح یہ معمہ کہ طریقہ، عقیدہ، شیوخ، اور اساتذہ سب ایک ہیں اور تجدید بیعت! بہرطرف یہ کہ مولانا خیر محمد صاحب جالندھری، جو مولانا تھانویؒ کے مخصوص خلفاء میں سے ہیں، فرماتے ہیں کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مدنی کے متعلق میرے سامنے فرمایا کہ "ہمارے اکابر دیوبند کے بفضلہ تعالی کچھ کچھ خصوصیات ہوتے ہیں، چنانچہ شیخ مدنی کے دو خداداد خصوصی کمال ہیں جو ان میں بدرجہ اتم ہیں، ایک تو مجاہدہ جو کسی دوسرے میں اتنا نہیں ہے، دوسرے تواضع کہ سب کچھ ہونے کے باوجود آپ کو کچھ نہیں سمجھتے"

مولانا عبد الجبار صاحب خلیفہ حضرت تھانویؒ کے ہیں موصوف نے مولانا عبد المجید صاحب بچھرایوں سے جو خلیفہ تھانویؒ تھے، اور خلاف میں بہت تیز تھے، کہا کہ شیخ الاسلام سید اسعدؒ

کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور تحریکات کی بنا پر بیعت سابقہ کا توڑنا، نادم ہونا، اور توبہ کرنا
ظاہر فرمایا، اور حضرت مرحوم و مغفور سے بیعت کے خواستگار ہو کر شرف بالبیعۃ ہوئے
کذا فی النور۔ اب آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ جب کہ اہل سورت و راندیر کی یہ رائے ہے،
اور واقعہ بھی ہے کہ میں ہر طرح نالائق و ناقابل ہی ہوں تو جناب محمد کوجی صاحب کھنجوری
کو مجھ سے بیعت کی درخواست کرنا اور آپ کا تقاضا کرنا، اور وہ بھی غائبانہ بیعت کا، یہ
امور کہاں تک بہترین قیاس ہیں۔ آپ ان کی خیرخواہی فرمائیں اور صراط مستقیم ان کو
دکھلائیں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ وصال فرما گئے، مگر ماشاء اللہ بہت سے
خلفاء چھوڑ گئے ہیں۔ گجرات، سورت، راندیر وغیرہ میں بھی ضرور بہت سے حضرات ان کے
ان سے بیعت ہو چکے ہیں، اور حضرت مولانا شبیر احمد صاحب دامت برکاتہم موجود ہیں
وہ بھی بیعت فرماتے ہیں، نیز حضرت میاں صاحب زید مجدہم وہاں تشریف فرما ہیں،
ان حضرات سے بیعت کرا دیجئے۔ غائبانہ کا جھگڑا، تحریکات حاضرہ کا نجس جھگڑا ان جملہ امور سے
بھی تحفظ ہوگا اور ایک ایسی لائق اور مکمل ہستی سے رہنمائی حاصل ہوگی جو ان آلودگیوں سے پاک
و صاف ہے ؎

دیگیں خود راہ مدہ ہیچ مے را   افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را

والسلام   ۲۲ شوال ۶۳ھ

(بقیہ حاشیہ صفحہ)
خلاف نہ کہیں، کیونکہ میں نے مفتی محمد حسن صاحب امرتسری جو حضرت کے خلیفہ ہیں۔
حضرت تھانوی کے، وہ فرماتے ہیں کہ حال ہی میں میں نے حضرت مدنی کے ایک دو خط مکاتیب سلوک
میں دیکھے ہیں جس کی وجہ سے سابقہ اختلاف سے رجوع کر چکا ہوں کیونکہ باطنی دنیا میں حضرت
شیخ مدنی کا مرتبہ اور مقام شہنشاہیت کا ہے، اور حضرت مولانا عبدالرشید صاحب نے فرمایا کہ بھائی
یہ تو میں نے کئی بار حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ مجھ کو اپنی موت پر بھی فکر تھا کہ بعد
میں باطنی دنیا کی خدمت کرنے والا کون ہے۔ مگر حضرت مدنی کو دیکھ کر تسلی ہوئی کہ یہ دنیا ان سے
آباد رہے گی۔ ([illegible])

(بقیہ حاشیہ مکتوب نمبر ۱۷) غرض یہ کہ حضرت مولانا تھانویؒ حضرت شیخ الاسلام کو اکابر دیوبند شریعت اور طریقت کا ماہر اور سیاسیات میں مخلص اور متدین سمجھتے تھے، باوجود اس کے توبہ کرانا اور برأت کا اعلان شائع کرانا اور پھر بیعت یہ کیا بات تھی اور اس میں کیا راز ہے، کیونکہ مکتوب حضرت شیخ الاسلام کو ہم بالکل صحیح اور حق سمجھتے ہیں، ٹھیک اسی طرح مولانا تھانویؒ کے خلفاء میں سے حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ اور دیگر خلفاء کے بیانات کو بھی اس وجہ سے صحیح سمجھتے ہیں کہ سب ثقہ ہیں اسلئے دبی زبان سے ہم کو یہ کہنے میں ذرا بھی جھجک نہیں ہے کہ تصوف و سلوک میں حضرت شیخ الاسلام کا مقام اور مرتبہ بیعت آگے ہے جس کی وجہ صرف یہ ہو کہ بو علی سینائی موشگافی اچھے سلوک کا جز نہیں بلکہ اتباع سنت صحابہ کی ہلیت، بو حنیفہ اور شیخ عبدالقادر جیلانی کی مجاہدانہ گزشت اور چشتی بزرگوں کی اعلاء کلمۃ الحق میں بلاتفریق ملت و قومیت بے لوث خدمت اور ان سے کلہم عیال اللہ کی وسعت آپ کے تصوف و سلوک کے لاینفک جز ہیں، جتنا ورثہ کے طور پر حضرت امداد اللہ حضرت قاسمؒ و رشیدؒ اور حضرت شیخ الہندؒ کے دربار گہربار سے حضرت شیخ الاسلام کو کافی حصہ پہنچا ہے چنانچہ اس سلسلہ کا خاتم ہونا قدرت نے آپ ہی کیلئے مخصوص کر رکھا تھا، مبارک ہیں وہ لوگ جو اس دامن سے وابستہ ہیں اور خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو مدنی دربار کی دریوزہ گری پر فخر کرتے ہیں، اور سخت نادان ہیں وہ لوگ جو اس دربار کو چھوڑ کر دوسری طرف رخ کرتے ہیں، اور اب تک ان کو یہ پتہ نہیں کہ آج اگر حق شناس اور حق پرست لوگ ہوتے تو اپنی جی جانی دو کانداری کو چھوڑ کر کسب فیض کرتے اور اپنے کھوٹ کو ظاہر کرکے مس خام کو کندن بنانا جان لیتے، اور تعصب کو دور کرکے اقرار کرتے کہ وقت وقت تست وا پرگے کہ زیر لوا توبہ باشد۔ باقی اس والا نامہ کی صحیح شرح مخدوم دریابادی ہی فرمائیں گے۔

(بقیہ حاشیہ مکتوب نمبر ۱۸) حضرت شیخ الاسلامؒ نے عنوان خط میں جو فارسی شعر تحریر فرمایا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ مجھ بے رات کو ایسے وقت میں آئی جب کہ حیلی نہ کا دروازہ بھی بند ہے، تو پھر تعجب کی بات ہے کہ مجھ تک رسائی کیونکر ممکن ہوگی۔

مکتوب نمبر ۱۵

واقعات ذیل دفعات ملاحظہ فرمائیں۔ [۱]

(۱) میں ابتدا سے نہایت نفس پرست ہوں اعمال میں کاہل واقع ہوا ہوں تمام عمر گناہوں اور دنیا پرستی اور نفسانیت میں گذری ہے، اب عمر ۶۰ برس سے تجاوز کر گئی ہے مگر توشۂ آخرت کچھ نہیں ہے۔ ذخیرۂ ذنوب نہایت عظیم الشان ہے ظاہری اسباب پر نظر کرتے ہوئے کوئی امید مغفرت نہیں ہے الا ان یتغمدنی اللہ سبحانہ برحمتہ و فضلہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ میں کچھ ہوں۔ کلا واللہ اہل اللہ کے اوصاف جمیلہ اور احوال جلیلہ سے بالکل عاری اور خالی ہوں [۲]

---

[۱] اس مکتوب گرامی کا شان نزول یہ ہے کہ مولوی صفات اللہ صاحب مرحوم اب تک اپنے کو کبھی شیخ الاسلام کی بارگاہ میں حاضر پاتے اور کبھی مولانا وصی اللہ صاحب کی مجلس میں ہوتے، مگر ان دونوں صحبتوں کا اثر یہ ہوتا تھا کہ شیخ الاسلام کی بارگاہ میں قرب اور مولانا وصی اللہ صاحب سے بُعد کی کیفیت محسوس ہوتی تھی، مولوی صفات اللہ صاحب نے پوری حالت مولانا وصی اللہ صاحب کو لکھ بھیجی، موصوف سے جو جواب موصول ہوا وہ درج ذیل ہے۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا ۔۔۔ سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

مختصر یہ کہ جناب خود کو ایک بزرگ کے حوالہ کر چکے ہیں، آپ کو استفادہ کا حق ان سے ہی ہے اب آپ کو یہاں نہ تشریف لانے کی اجازت ہے اور نہ خط و کتابت کی ضرورت، فقط

حسب الحکم حضرت والا مدظلہ العالی، کتبہ محمد بشیر الدین عفی عنہ۔

[۲] بارگاہ شیخ الاسلام مدظلہ العالی سے جو جواب شرف صدور ہوا، وہ بھی ناظرین کے سامنے ہے۔ مجھ کو تعجب ہے کہ مولوی صفات اللہ صاحب شیخ الاسلام مدظلہ سے شرف تلمذ بھی رکھتے ہیں اور ارادت و عقیدت بھی باوجود اس کے پھر یہ حال لوگوں کی دیکھا دیکھی ہو جاتا ہے

سودہ گشت از سجدۂ راہِ بتاں پیشانیم　　　چند بر خود تہمتِ دینِ مسلمانی نہم

یہ واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے حضرت قطب عالم حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہٗ العزیز اور حضرت قطب عالم حضرت مولانا گنگوہی اور حضرت شیخ الہند قدس سرہما العزیز کے دروں تک پہنچایا اور ان مقدسین کے جوتے سیدھے کرنے کی نعمت نصیب ہوئی، مگر اپنی نفس پرستی اور کج ادائی اور بد نصیبی اور کسلمندی کی بنا پر کورا ہی رہا۔ ؎

تہیدستانِ قسمت را چہ سود از رہبر کامل　　　خضر از آبِ حیواں تشنہ می آرد سکندر را

بقول غالب ؎ (بقیہ حاشیہ صفحہ)

چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک راہرو کے ساتھ　　　پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں

ہر دو بزرگوں کے جواب میں بڑا اہم فرق ہے فہیم اور ذی علم کے لئے تو یہ جوابات خود مشعل راہ ہیں۔ مولانا وصی اللہ صاحب کے جواب میں جو تلخی ہے، وہ فی الحقیقت ممدوح کی طبیعت کا اقتضا ہے، اور شیخ الاسلام کے منشور گرامی میں جو بلندی وسعتِ اخلاق اور بے نفسی پائی جاتی ہے وہ ارباب اصلاح وارشاد کے لئے تازیانۂ عبرت ہے، اور یہی وہ بنیادی بات ہے جو شیخ الاسلام کے سوا کسی اور شیخ طریقت میں شاید ہی ہو ورنہ اکثر اس صفت سے خالی ہیں اور اسی نقص اور کمی کے رہ جانے کی وجہ سے موجودہ صوفیوں میں وہ بلند نظری نہ پیدا ہو سکی جو اس مبارک طریقہ کا خاصہ رہا ہے۔

پس جب طریقہ ایک مسلک ایک تو پھر یہ کون سا تصوف وسلوک ہے اور کتاب وسنت صحابہؓ کی زندگی سے اس پر کیا ثبوت ہے کہ آپ کو اب یہاں نہ تشریف لانے کی اجازت ہے اور نہ خط وکتابت کی ضرورت" حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمہارے پاس لوگ مشارق ارض اور مغارب ارض سے علم سیکھنے کے لئے آئیں گے، ان کے متعلق میری وصیت ہے کہ انکے ساتھ خیر اور بھلائی عمل میں لاؤ، اسی وصیت پر صحابہ کرام ومتقدمین صوفیائے عظام کا برابر عملدرآمد رہا ہے، نہ یہ کہ ذرا سی بات پر نادر شاہی حکم نافذ فرما دیا گیا اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور شیخیت کی گدی پر بیٹھنے سے پہلے حضرت مدنیؒ جیسے رنگ کی بارگاہ جو مرجع اور تحصیل کمال کو سرمایۂ نجات بنائے آمین

اسی بناپر اپنے آپ کو ننگ اسلاف لکھتا ہوں، یہ لکھنا تکلفاً نہیں، بلکہ حقیقت میں اپنے اسلاف کرام قدس اللہ اسرارہم کے لئے ننگ و عار ہی ہوں اپنی جگہ پر سخت شرمسار ہوں، اپنی حالت پر نفریں بھیجتا ہوں۔

لوگوں کا میری نسبت حسن ظن بالکل غیر واقعی ہے، اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور احباب کے حسن ظن سے مجھکو بخشدے تو یہ اس کا جود و فضل ہے، ورنہ میں کسی کام کا نہیں ہوں سہ

یظن الناس بی خیرا وانی لشر الناس ان لم یعف عنی

آپ کا مجھ سے بیعت کرنا سخت غلطی تھا اور ہے، جب کہ مرشد کامل اور رہنما واصل مل رہا ہے۔ ضرور ہے کہ مجھ کو چھوڑ کر اس سے بیعت ہوں اور اسی سے استفادہ فرمائیں۔

(۲) میں مختلف امور میں مبتلا ہوں، سیاسیات میں میرا انہماک ظاہر و باہر رہا ہے اور آج تک اس میں دامن ملوث ہے، علوم ظاہرہ کا اشتغال اس قدر ہے اور ہمیشہ یہی رہا ہے کہ کوئی وقت اصلاح نفس اور بزرگوں کی تعلیمات پر عمل اور اشغال باطنیہ کا ملتا ہی نہیں، اسفار اور لوگوں سے مخالطت اور خط و کتابت وغیرہ کی اس قدر کثرت ہے جس کی وجہ سے توجہ الی اللہ اور اصلاح نفس کی فرصت ہی نہیں ملتی، اہل و عیال کے مشاغل اور دین فروشی اور دنیا طلبی کا اس قدر انہماک ہے کہ بڑے بڑے . . دنیاداروں کو اس کا عشر عشیر بھی نہیں ملتا، تقریباً پانچ سو روپیہ ماہوار تنخواہ لے کر احادیث نبویہ کی تعلیم دیتا ہوں اور پھر اس میں بھی کس قدر کوتاہیاں ہوتی ہیں اگر رحمت خداوندیہ نے دستگیری نہ فرمائی تو چھٹکارا ممکن نہیں، ع

دو دل بودن یجز بے حاصلی نیست

ہوتے ہوئے کیا کوئی کمال حاصل ہو سکتا ہے، عربی کا مقولہ حب الضغتین کرما ہے سہ

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دون ایں خیال ست و محال ست و جنوں

ایسے نفس پرور سگ دنیا کو کب بیعت وارشاد مناسب ہے، ایسی نالائقی کے

ہوتے ہوئے، مجھ کو کب جائز ہے کہ میں بیعت کروں، صرف حضرات اکابر کے حکم پر بیعت کرتا ہوں، ہرگز ہرگز اس کے لائق نہیں ہوں، بیعت ہونے والے دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں، ظاہر کو دیکھ کر فریب میں آجاتے ہیں، اگر ان کو میری اصلیت اور حقیقت ظاہر ہو جائے تو یقیناً اس سے زیادہ مجھ سے نفرت کریں جتنی کہ وہ کتے اور سور سے کرتے ہیں، خداوند کریم نے پردہ ڈال رکھا ہے، جس کی وجہ سے میری گندگیوں کی لوگوں کو اطلاع نہیں خداوند کریم نے یوم تبلی السرائر میں پردہ پوشی نہ فرمائے تو میرے برابر کوئی فضیحت ہونے والا نہ ہو۔

(۳) مولانا وصی اللہ صاحب منقطع الی اللہ ہیں، سب جھنجھٹوں کو چھوڑ کر صرف باطنی اشغال اور توجہ الی اللہ میں منہمک ہیں، حسب قاعدہ ایک کام کی مداومت اس میں کمال پیدا کر دیتی ہے، پھر ماشاء اللہ ان کو پیر و مرشد کے دربار میں مجھ سے دراز تک حاضر باشی اور ذکر و شغل کی نوبت نصیب ہوئی ہے ذاتی حیثیت سے بھی کامل ہیں، ہم تو ایسے بدنصیب ہیں کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو تقریباً ایک ماہ سے کچھ زائد مکہ معظمہ میں رہنا نصیب ہوا، مگر شعائر حج کی مشغولی کی بنا پر اس مدت قلیلہ میں بھی روزانہ حاضری نہ ہو سکی، حضرت پیر و مرشد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں ڈھائی مہینہ سے زیادہ رہنا نصیب نہ ہوا، حضرت استاذ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں البتہ کچھ رہنا نصیب ہوا تو محرومیت نے دامن نہ چھوڑا، کذالک فی الدنیا نعیش البھائم، حضرت تھانوی قدس سرہٗ العزیز نے مولانا وصی اللہ صاحب کو اپنا خلیفہ اور مجاز بنایا ہے، ان کی بارگاہ میں سیکڑوں بلکہ ہزاروں کو فیض حاصل ہو رہا ہے، اس لئے موقع مت گنوایئے اور ان سے استفادہ کیجے، خصوصاً جب کہ وہ آپ کے قریب ہیں، ہر بات ان سے دریافت کر سکتے ہیں، روزانہ ان کی خدمت میں حاضر ہو سکتے ہیں، میں اتنی دور ہوں کہ نہ پہونچنا آسان ہے، نہ مجھ سے جواب حاصل کرنا آسان ہے، اس لئے ضروری

ہے کہ آپ ان ہی کی طرف رجوع فرمائیں، طریقہ بھی ایک ہی ہے، مسلک بھی ایک ہی ہے، وہ بھی حضرت حاجی صاحب قدس سرہ العزیز کے خلیفہ برحق کے خلیفہ اور مجاز ہیں، میں بھی حضرت حاجی صاحب کے خلیفہ برحق کا خاکروب ہوں، پھر غصہ یا خفگی کیسے ہو سکتی ہے۔ الحکمۃ ضالۃ المؤمن اینما وجدھا فھو احق بھا بہرحال میرا لکھنا واقعی تھا، خاک ہم از تودہ بزرگ باید گرفت، آپ میری اس تحریر کو مولانا حبیب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم کو بعد از سلام مسنون دکھلا دیجئے، کثرت کار کی وجہ سے دوسرا عریضہ انکی خدمت میں بھیجنا مشکل ہے، بیعت ہونے کو میں نے اس وجہ سے بھی لکھا تھا کہ وہ آپ کو اپنا سمجھیں اور آپکی طرف خصوصی توجہ فرمائیں، کیونکہ انسان کی جبلی بات ہے کہ اپنے کیطرف خصوصی توجہ کرتا ہے، اور غیر کیطرف منسوب ہونے والے سے کچھ نہ کچھ غیریت ہی برتتا ہے، جیسا مشہور ہے "پرائے پوت کس نے پالے"! والسلام ۷، ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ

مکتوب نمبر ۱۶

محترما! سنی سنائی باتوں پر اعتماد نہ کیجئے، میں ایک معمولی طالب علم ہوں، میں ولی بزرگ، قابل ارشاد صاحب کشف و کرامت نہیں ہوں، تمام عمر لہو و لعب، کھانے پینے سونے، نفس پرستی، دنیا طلبی میں مثل حیوانات وبہائم گذری ہے اور گذر رہی ہے۔ اس سے بڑھکر دنیا طلبی کیا ہوگی، کہ کتب دینیہ حدیث شریف وغیرہ تنخواہ لے کر پڑھاتا ہوں اور تنخواہ بھی معمولی نہیں، تین سو روپیہ ماہوار، بیشک فضل و کرم خداوندی ہے۔ باکمال اہل اللہ کے جوتوں کے سیدھے کرنے کا شرف حاصل ہوا، مگر حسب ارشاد۔ ؎

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل　　خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

خالی ہی رہا، لوگ حسن ظن عمل میں لاتے ہیں، اور انہوں نے آپ کو بھی گمراہ کیا ہے، آپ کامل تارک الدنیا اللہ والے کو تلاش کریں اور اگر بالفرض آپ کو کوئی ایسا نہ ملتا ہو تو ایسے ..... کے پھندے میں تو نہ پھنسئے ؎

کس نیاید بزیر سایہ بوم　　ور ہما از جہاں شود معدوم

میرے بال سفید ہو گئے، اعضاء میں کمزوری بیحد آگئی، پچھتر سال سے زائد عمر ہو گئی، مگر ہنوز روز اول ہے۔ ؎

قوت تمام گشت و بپایاں رسید عمر ما ہمچناں در اول راہش نشادہ ایم

میں مخلصانہ اور ہمدردانہ آپ کو لکھتا ہوں، آپ گوہر مقصود تلاش کیجئے اور اس تگ و دو میں لگے رہیئے۔ اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائے گا، ورنہ آپ معذور ہونگے آپ کو بوقت پیشی یہ عذر معقول ہوگا۔

والسلام ۳ ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ

(حاشیہ مکتوب نمبر ۱۷) محترم المقام حضرت والا زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

احقر بحمداللہ بخیریت ہے، احقر بہت دنوں سے تمنا کرتا تھا، کہ کسی بزرگ، اللہ والے شخص سے اپنا رشتہ بیعت جوڑوں، میری جانب بہت پیر آتے ہیں دین کو خراب کرنے والے اپنا مقصد انہوں نے دنیا طلبی بنا رکھا ہے، جس میں دین کی کوئی بھلائی نہیں پائی جاتی۔ بہت پریشان تھا کہ ایسے وقت میں کس کے سامنے جاؤں اور بیعت ہو جاؤں۔ ان گمراہ کن پیروں سے طبیعت مکدر ہو چکی ہے، ان سے کبھی بھی بیعت کا ارادہ نہیں ہے اور نہ کر سکتا ہوں کہ مجھے راہ راست پر لانے کے بجائے برباد کر دیویں گے، اور اگر کبھی نذرانہ نہ پیش کرونگا تو اپنی بیعت کے توڑنے کی دھمکی دیویں گے۔ اس کشمکش کی حالت میں چند احباب کے اشارے کے بموجب آپ کی طرف رجوع کیا اور آپ کو صحیح پاتا ہوں کہ آپ سے بیعت ہو کر دین اور دنیا کی سعادت حاصل کروں، اسی غرض کے لئے یہ عریضہ ارسالِ خدمت ہے، امید کہ حضور والا اپنے فرصت کے اوقات کو تحریر فرما کر مطلع فرمائیں گے۔ تاکہ حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوں، فقط والسلام

احقر عبدالمجید موضع اکبر پور ڈاکخانہ تمبو ضلع سیتاپور (یوپی)

مکتوب نمبر ۱۷

وقد یجمع اللہ الشتیتین بعد ما یظنان کل الظن ان لا تلاقیا

محترم المقام زید مجدکم۔

والا نامہ مورخہ ... رمضان المبارک باعث سرفرازی ہوا۔ چونکہ اس مرتبہ موسم نہایت گرم رہا، اس لئے روزے سخت واقع ہوئے، قرآن مجید کا روزانہ دور کرنا اور اس کو تراویح میں سنانے کے قابل بنانا بھی اس سخت گرمی میں انتہائی مشکل سے انجام پاتا تھا۔ اب ۲۰ رمضان شریف سے موسم میں تغیر ہوا ہے اور تھوڑی تھوڑی بارش ہونے لگی ہے، تب ذرا سہولت پیدا ہو گئی ہے۔ بہر حال توفیق و امداد خداوندی شامل حال رہی کہ ماہ مبارک بخیر و خوبی انجام کو پہنچ گیا۔ آج ۳۰ رمضان المبارک یوم شنبہ ۲۴ جون ہے۔ کثرت ابر کی وجہ سے ۲۹ رمضان کو چاند نمودار نہیں ہوا اور کہیں سے قابل اعتماد خبر ہلال کی اب تک آئی۔

محترما! بفضلہ تعالیٰ میں بالکل صحیح و سالم ہوں، داہنا ہاتھ جس میں فالج کا اثر ہوا تھا بحمد اللہ پوری صحت پر ہے، اسی سے میں یہ عریضہ لکھ رہا ہوں۔ مجھ کو بھی احباب و اکابر کی ملاقات کا انتہائی شوق ہے مگر تقدیرات خداوندیہ کی نیرنگیوں کے سامنے

(۱) مکتوب نمبر ۱۷ سوال نمبر ۱۔ اصطلاح سلوک میں رجعت کیا ہے اور اس کے اسباب و انجام کیا ہیں؟۔

سوال نمبر ۲۔ نسبت باشیخ کے حصول کے طریق اور علامات کیا ہیں؟۔

سوال نمبر ۳۔ شرک فی الشیخ کیا ہے، اور طریق اجتناب کیا ہے؟۔

سوال نمبر ۴۔ ملکی قومی اور ملی مفاد کے پیش نظر جماعت مودودی کے کسی جائز مطالبہ میں تائید یا شرکت ہونا چاہیے، یا کلی اجتناب؟۔

یہ مکتوب گرامی بھی اپنے اندر بہت سے مسائل اور نکات تصوف کو لئے ہوئے ہے [illegible] شرک فی الشیخ کو جس دقت نظر و گہرائی سے سمجھایا گیا ہے وہ [illegible] سالکین کا حصہ ہے۔ شعر کا مفہوم یہ ہے کہ کبھی اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو اکٹھا کر دیتا ہے [illegible] نہ ہوں گے۔

سر جھکانا ہی پڑتا ہے، تاہم رحمتہائے خداوندیہ کے مظاہر عالیہ سے مایوس ہونا کسی طرح جائز نہیں ؎

ولا یجازن اخوالبلیہ فللرحمٰن الطاف خفیہ

بہرحال ہر انسان کو اللہ تعالیٰ اور صرف اللہ تعالیٰ سے دل لگانا چاہیئے، اور اسی کی محبت میں دل اور دماغ ظاہر و باطن کو منہمک اور مصروف رکھنا چاہیئے مخلوق خواہ کوئی بھی ہو، استاد ہو یا مرشد باپ ہو یا ماں، بیٹا ہو یا بیٹی وغیرہ سب فانی ہیں کوئی بھی دل لگانے اور محبوب ہونے کے قابل نہیں محبوب حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے اور بس ؎

جہاں اے برادر نہ ماند بکس دل اندر جہاں آفریں بند و بس

بابا سب سے رشتہ توڑ بابا حق سے رشتہ جوڑ

ممکن درحقیقت فنا ہی ہے، عدم اس کی حقیقت میں داخل ہے، موجود صرف واجب الوجود ہے، اس کی فریفتگی ضروری اور واجب ہے کسی ممکن کے فراق سے مضطرب ہونا غلطی ہے، متنبہ ہو جیئے اور غیر اللہ کی محبت اور یاد میں ہرگز ہرگز عمر عزیز ضائع نہ کیجئے، امور مسئولہ عنہا کا جواب مختصر لکھتا ہوں اور صرف یاد سے لکھتا ہوں کیونکہ یہاں وطن میں کتابوں کا ذخیرہ موجود نہیں ہے ۱۰-۱۲ دن کے بعد دیوبند واپس ہونا ہے۔

(الجواب نمبر۱) رجعت لغۃً لوٹنے کا نام ہے، اصطلاح میں ان کیفیات اور احوال کے زائل ہو جانے کو کہا جاتا ہے، جو کہ سلوک اور ذکر و ریاضت وغیرہ کی وجہ سے انسان میں اثر پذیر ہوئے تھے، اس کے اسباب معاصی اور بے ادبی

اور جناب باری عز اسمہٗ کا غضب اہل اللہ کو ستانا وغیرہ ہے، انجام اس کا محرومیت از تقرب خداوندی ہے جو کہ مرتب مختلفہ رکھتا ہے، اور کبھی کبھی سوء خاتمہ کا مقتضی ہوتا ہے۔ والعیاذ باللہ۔

الجواب نمبر ۲ - شیخ محض واسطہ فیض ربانی مثل نالیاں کشت زار ہے، اس سے
تعلق ہونا ضروری ہے، ورنہ فیض کے اندر نقص یا معدومیت پیدا ہوگی، اگر کھیت کی
نالی کھیت سے علیحدہ ہوگی، اس کا رخ دوسری طرف رہے گا تو ظاہر ہے کہ... پانی
کھیت میں نہ پہونچے گا اسی بطور توحید مطلب مسترشد کو ضروری ہے مرشد سے اتنا تعلق رکھے کہ
اس کو اذعان قلبی حاصل ہو جائے کہ میرا مطلب صرف اسی شیخ کے ذریعہ حاصل ہوگا
اس لئے اپنی توجہ کا مرکز اسی کو بنائے، دو مشائخ اگرچہ اس سے اعلیٰ اور افضل ہوں گے
حصول فیض کے اندر ان کی طرف توجہ نہ کرے وہ مثل اس شیرخوار بچہ کے بنے
کہ جو صرف ماں کی طرف دوڑتا ہے، اور مجمع میں ہزاروں دودھ پلانے والیاں
موجود ہوتی ہیں۔ مگر ان کی طرف توجہ نہیں کرتا، بہر حال تعلق بالشیخ صرف توحید مطلب
کا نام ہے۔ شیخ کو تمام مشائخ سے افضل و اعلیٰ اعتقاد کرنے کا نام نہیں اور یہ سلوک
میں ضروری ہے ایک در گیر و محکم گیر اسی کا نام ہے۔ اس کی علامات ظاہر ہیں کہ تعظیم و تکریم
تمام اہل اللہ اور اہل کمال کی کرے گا، مگر اپنی کامیابی کا سوائے مرشد کے کسی کا طالب
ہوگا اور نہ اس میں کسی غیر کی طرف توجہ کرے گا، اور نہ غیروں سے واسطہ رکھے گا
اپنے آپ کو مرشد کے سامنے کالمیت فی ید الغسال بنائے گا، اور اس کی ہی ہدایت
پر عمل پیرا ہوگا۔

الجواب نمبر ۳ اپنی مقصد باری (وصول الی اللہ) میں سوائے مرشد کے کسی
دوسرے کو شریک کرنا اور فیما بینہ وبین اللہ واسطہ بنانا توحید مطلب کے خلاف کرنا
اس کی وجہ سے شیطان کو سالک میں خلل کا راستہ ملتا ہے۔ شیخ کے التفات میں
نقص ہوتا ہے۔ اور بسا اوقات شیخ کا مورد غضب و طرد بن جاتا ہے۔ سہ

ذوذنی بودن بجز بے حاصلی نیست

کتاب امداد السلوک مصنفہ حضرت گنگوہی قدس سرہٗ العزیز مطالعہ فرمائیے۔

ٹانڈہ - ۳ رمضان المبارک ۱۳۶۲ھ

مکتوب ۱۸

مندرجہ مضمون کو دیکھکر تعجب ہوا، کیونکہ جناب مشائخ طریقت اور اُن کے احوال سلوک و طریقت اور اُس کے لوازمات مغزِ سخن اور اُس کے انواع و اقسام وغیرہ سے بخوبی واقف ہیں پھر قصیدہ مذکور کے متعلق متردد ہونا سمجھ میں نہیں آتا۔ عرض ذیل ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت شیخ الہندؒ اگرچہ حضرت قطب العالم حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہٗ العزیز سے بیعت تھے مگر منازل سلوک اُنھوں نے بامر مرشد حضرت گنگوہیؒ سے طے کیے تھے اور سالہا سال اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر ریاضات شاقہ اور ذکر و اشغال سلوک انجام دیتے رہے تھے تا آنکہ حضرت گنگوہیؒ نے حضرت حاجی صاحبؒ کے پاس اُن کی سیر و سلوک کی کامیابیوں کو تحریر فرمایا جس پر وہاں سے نعمت خلافت و اجازت سے نوازے گئے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ سلوک طریقت میں کامیابی کے لئے اولین شرط اور اہم رکن مرشد کے ساتھ ربط قلب اور اعتقاد و محبت اور تعلیم کامل اور توحید مطلب ہے۔ بغیر اس کے کامیابی اس راہ میں ممکن نہیں۔ ضیاء القلوب ص۳۵ میں ہے

و ربط قلب با شیخ باعتقاد و محبت و تعظیم تمام دریں راہ سلوک شرط مقدم و رکن اعظم است

امداد السلوک ص۔ میں ہے۔

پس چوں با او بیعت کند فرمانبردار او شود و توحید مطلب حلقہ اطاعت او در گوش کشد و توحید مطلب ایں کہ بداند بجز ایں شیخ معین موصوف صفات مراد در عالم کسے بمطلب تواں رسانید اگرچہ دیگر شیوخ اقران او باشند بایں صفت موصوف بودند و ایں رکن اعظم است اگرچہ توحید مطلب ندارد پراگندہ بر جائے ماند و منحوس شود

حاشیہ مکتوب ۱۸۔ حضرت مخدوم محترم مدظلکم العالی سلام مسنون [illegible] کے لئے معذرت خواہ ہوں جب کوئی مشکل پیش آتی ہے بے اختیار آپ کی طرف رجوع کرنے پر مجبور ہو جاتا ہوں پریشان ہو کر اپنی الجھن [illegible] میں ایک دوست نے ... مرثیہ دکھایا جو حضرت مولانا محمود حسن حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی وفات پر لکھا تھا جو مطبع بلالی ساڈھورہ ضلع انبالہ سے شائع ہوا۔ دوست کو اعتراض ہوا ان مرثیہ میں جو بات حضرت ادا ہوئے جس انداز سے ظاہر کیے گئے ہیں وہ مناسب نہیں ہیں کہ حضرت مولانا گنگوہی کو بانی اسلام اور خلفاء راشدین کا مثل درجہ دیا گیا۔ بڑھا ... صوفیہ کی حیثیت علمی و عملی کا مثل بتایا گیا ہے۔

کامیابی ہے۔ حضرت شیخ الہند کے بالفاظ اور اس قسم کے دیگر جملے اسی عنایت فی الشیخ کے مظاہر ہیں جو کہ حضرت شیخ الہند کے سلوک میں کمال کو بتلاتے ہیں اس جگہ پر آپ حضرت امیر خسرو و مولانا جامی حافظ شیرازی وغیرہ اہل معرفت و شیریں کلام شعراء رحمہم اللہ تعالےٰ کی تشبیہات بلیغہ، استعارات تحقیقیہ استعارات تخییلیہ، استعارات بالکنایہ، ترشیحات، تجریدات، کنایات وغیرہ سے جن کے بغیر کلام میں شیرینی اور حلاوت پیدا ہی نہیں ہوتی اور کلام بمنزلہ "دندان و نجلہ در دہان است" ہو جاتا ہے اور جن کے ہوتے ہوئے حقیقت مراد نہیں ہوتی، غافل نہ رہیں۔ والسّلام ۲۶/۱۱/۶۰ھ

مکتوب نمبر ۱۹

والا نامہ باعث سرفرازی ہوا۔ احوال مندرجہ سے آگاہی ہوئی۔ بال رکھنا یقیناً سنّت نبویہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ) ہے۔ والد ماجد کی اطاعت بھی ضروری ہے۔ اہلیہ محترمہ کی خواہش بھی جب تک کہ حدود شرع سے باہر نہ ہو پوری کرنی مستحسن اور مطلوب ہے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ احب ان تتزین لی احب ان اتزین لھا کما احب ان تتزین لی (ترجمہ) میری زوجہ چاہتی ہے کہ میں اس کے لئے زیب و

(۱) کیا یہ مرثیہ حضرت شیخ الہند کی تصنیف ہے؟ (۲) مذکورہ بالا اور اس اداء کے دوسرے اشعار کے متعلق جناب والا کی رائے کیا ہے؟۔ خلیل، حبیب درل۔ ۳۰ر جون ۱۹۴۱ء

مکتوب ۱۸ اپنے مفہوم اور مدعا میں محتاج تشریح نہیں ہے۔ ضیاء القلوب اور مرادالسلوک کی فارسی عبارتوں میں جس مسئلہ پر حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ نے روشنی ڈالی ہے اس کی خود حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب ۱۷ میں توضیح فرمادی ہے وہاں ضرور دیکھ لیا جائے، اس لئے ہم نے فارسی عبارتوں کے ترجمہ کو چھوڑ دیا ہے حضرت شیخ الہند نور اللہ مرقدہ کے مرثیے کے بارے میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ اشارات فرمائے ہیں وہ اہل ذوق . . . . کے لئے کافی ہیں کیونکہ اس طرح کی چیزیں عربی اور فارسی بلکہ اردو کے مستند شعراء جن پر مذہب کا غلبہ رہ چکا ہے ان کے کلام میں بھی موجود ہیں یہ صحیح ہے کہ حضرت شیخ الہند تو اونچے درجے کے شاعر تھے اور شاعری ان کے محاسن میں سے تھی اس لئے بعض اہل ملک کا باعث ہو گئے۔ مولانا شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ ذی رتبہ باکمال شاعر اور ادیب تھے اور سیرۃ النبی جیسی بلند پایہ تصنیف آپ کا سب سے بڑا ذریعہ نجات ہے۔ مگر جب اپنے استاد مولانا فیض الحسن سہارنپوری سابق عالم کا مرثیہ لکھا تو یہ شعر بھی آپ کے قلم سے نکل ہی گیا خدا معاف فرمائے۔

بگیرید از کجا سنجد لطف طبع رنگینت \ بنا جہاں ندا فرحون پسندی ہمزبان بودی

زینت کروں جس طرح میں چاہتا ہوں کہ وہ میرے لئے زینت کرے خلاصہ یہ کہ زینت بھی اول حقوق میں سے ہے جن کا پورا کرنا زوجین پر ایک دوسرے کیلئے مطلوب ہے۔ قرآن شریف میں ہے وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ۔ اس میں بہت سے مصالح بھی ہیں مگر یہ کہ ساتھ اپنے مصلح اور ہادی سے فائدہ اور اصلاح جب ہی ہوتی ہے کہ آدمی اپنے کو اس کے اس طرح سپرد کر دے جس طرح مردہ نہلانے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے (کالمیت فی ید الغسال) نیز یک در گیر محکم گیر پر عامل ہو یعنی جس شخص کا دروازہ پکڑا ہے اس کو مضبوطی سے پکڑنا چاہیئے۔ آج یہاں کل وہاں نہ ہونا چاہیئے۔

بنابریں آپ خود مولانا محمد احمد صاحب موصوف سے ہی رجوع فرمائیں اور عرض کریں کہ حضور میں جناب کے حکم سے سرتابی نہیں کرتا ہوں، مگر بالوں کے رکھنے میں علاوہ سنت مصطفویہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ) ہونے کے والد ماجد کے حکم کی اطاعت اور اہلیہ محترمہ کی خواہش بھی ہے جس کی وجہ سے بہت سے مصالح دینی اور دنیوی ہونے کی صورتیں ہیں۔ اس لئے اب آپ ان حالات پر غور فرما کر جو حکم مناسب سمجھیں صادر فرمائیں۔ غالباً توی امید ہے کہ مولانا موصوف اس حکم کو اٹھا لیں گے اور اگر چاہیں تو میرا عریضہ بھی مولانا کی خدمت میں پیش کر دیں۔ اور بعد سلام مسنون عرض کر دیں کہ حسین احمد کہتا ہے کہ ان احوال کے موجود ہوتے ہوئے دور از عصمت نہ ہوگا۔ بالوں کے کٹانے کا حکم واپس لے لیا جائے اور دوسری طریقوں سے کام لیا جائے۔ والسلام (مکاتیب شیخ الاسلام) دعوات صالحہ سے فراموش نہ فرمائیں۔ ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ

حاشیہ مکتوب ۱۹:- اس مکتوب گرامی کا یہیں سلسلہ مکتوب الیہ کا پتہ با وجود سعی بلیغ کے نہیں چل سکا تاہم تمام مدعا یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ خط دیوبندی کے کسی کے نام ہے یا عرفی اور جو ہم نے اس خط کو اس لئے درج کرنا ضروری سمجھا کہ حضرت مدنی قدس سرہ کی وسعت مشرب اور طریق سلوک میں کامل دستگاہ، شرائع و مصالح کا ہی ذخیرہ، جامع شریعت و دبستان عشق کا امتزاج آپ کی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۹ ۱- زندگی کے وہ حسین عناصر تھے جہاں جمود اور متصوفانہ قسم کی زندگی کی رسوم و رواج تھی
اور غلط قسم کی پابندیاں جو مزاج تصوف کے منافی تھیں آپ کی محنت ختم کر دی گئی تھیں اور یہ وہی رنگ کر سکتا
ہے جو سلوک و تصوف میں بھی مکمل اور افضل ہو صحاح میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک
دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے غریب خانہ پر تشریف لائے وہاں ایک آدمی کے بال پریشان دیکھے فرمایا
کیا اسے کوئی ایسی چیز نہیں ملتی جس سے اپنے بال درست کر لے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا جس شخص کے بال ہوں چاہیے کہ ان کو اچھی طرح رکھے۔ اسی بنا پر
حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ صحابی کبھی ایک دن میں دو بار اپنے بالوں میں تیل ڈالتے کہ آنحضرت صلعم نے
فرمایا تھا کہ بالوں کی عزت کرو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں اور آنحضرت صلعم ایک ہی
برتن سے غسل فرماتے۔ حضرت کے بال اوپر جمہ کے اور نیچے وفرہ کے تھے۔ جمہ وہ بال جو مونڈھوں
تک ہوں اور وفرہ وہ جو کانوں کی لو تک ہوں اور جو دونوں کانوں اور مونڈھوں کے بیچ میں ہوں
تو ان کو لمہ کہتے ہیں۔ اسی روایت سے اور دوسری روایت سے سر کے بال دونوں کانوں سے لیکر مونڈھوں
تک رکھ سکتا ہے اور مونڈھوں سے زیادہ لٹکانا مکروہ ہے۔ آیت سورہ بقرہ کی تفسیر میں حضرت عبداللہ
بن عباس رضی اللہ عنہ کا بھی ارشاد ہے۔ "انی احب ان اتزین لامرأتی کما احب ان تتزین
لی و تعجب" فتح البیان صفحہ ۲۲۹ - چنانچہ امام کرخی رحمہ اللہ وجوب کے قائل ہو گئے ہیں کیونکہ آیت
کریمہ صاف بول رہی ہے اور عورتوں کا بھی حق ہے جیسا کہ مردوں کا ان پر حق ہے دستور کے موافق۔
یہ اور اس طرح کے دوسرے نصوص اور آثار کا ماحصل وہی ہے جو حضرت مدنی قدس سرہ العزیز نے اور
ابن عباسؓ اور قاضی ابو یوسفؒ، امام کرخیؒ کا ارشاد اور استنباط ہے۔ ہم مولانا سید
وحید الفریدی زاد فخرہ کے شکر گزار ہیں کہ موصوف نے اس دالانار کو حاصل فرما کر ... بہت ہی اہم معلومات
کا اضافہ فرمایا جس کی ضرورت موجودہ زمانہ میں اکثر پیش آیا کرتی ہے جس میں مشائخ اور صوفی صاحبان کے لئے
شرائع و مصالح وغیرہ اور حاجات شادی ریسی اور مسند ارشاد و اصلاح کی جانشینی کے لوازم اور فرائض کا
لحاظ ضروری ہے۔

اصلاحی۔

مکتوب ۲۰

محترم المقام زید مجدکم۔ میں ایک معمولی درجہ کا گنہگار ہوں مسلمان ہوں اس قسم کے معارف عظیمہ اور حقائق عالیہ سے مجھ کو کیا واقفیت ہو سکتی ہے ؎

یظن الناس بی خیرا وانی　　　لشر الناس ان لم یعف عنی

مگر تاہم اتنا ضرور عرض کروں گا کہ حضرت مجدد الف ثانی شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی مرزا مظہر جانجاناں قدس اللہ اسرارہم وغیرہ اکابر کے احوال میں بے شمار ایسے وقائع درج ہیں جن میں ان اکابر کو بلا واسطہ حضور سرور کائنات علیہ الصلوات سے استفادہ کی نوبت آئی ہے مگر کسی نے اپنے مشائخ اور مرشدوں سے رابطہ منقطع نہیں فرمایا اور اپنے متوسلین کو اپنے مشائخ سے ہی مربوط کرتے رہے اور یہ سمجھتے رہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہونچنا اور فیض کا حاصل کرنا سب ان مشائخ کرام کے ہی طفیل میں ہے اس لئے ان سے روگردانی عقوق اور انتہائی ناشکری ہے اگر والدین نے کسی بچہ کو پال کر اس لائق کیا کہ بادشاہ کے دربار سے بلا واسطہ مستفید ہونے لگے تو کیا والدین سے تعلق توڑنے کی اجازت دیجائیگی یا اور زیادہ شکر گذار والدین کا بنایا جائیگا واللہ اعلم۔ والسلام۔

حاشیہ مکتوب ۲۰۔ محترمی دامت معالیکم۔ گذارش یہ ہے کہ حضرت طریقہ قادریہ عالیہ کے مشائخ سے فیضیاب ہوتا رہا ہوں فیوضات خلافت و ذہبیت ذاتی و وصل ذاتی اس کی تعلیم سے سرفراز ہو گیا مگر سنہ احتمال کو بواسطہ حضرت مولانا شاہ عبد الغفور انصاری دامت برکاتہم کے فیوضات محبوبیت سرور کائنات صلعم سے مشرف ہوا بعدہ گذشتہ تیرھویں محرم الحرام کو حضور پرنور صلعم نے قلب سالک کے ساتھ رابطہ لگا دیا ہوا جب ہی میں نے آپ کے قلب مبارک کے ساتھ رابطہ لگایا حضور اقدس صلعم نے مجھے فیوضات حقیقت محمدی و حقیقت احمدی تازہ سے سرفراز فرمایا اور مجھے آنحضرت صلعم نے اپنی امت کو آپ ہی کے قلب مبارک کے ساتھ رابطہ لگائے ہوئے وجود دے گئے ارشاد فرمایا الغرض اسی وقت سے خود آنحضرت صلعم میرے شیخ و مرشد بن گئے اس کے بعد جو بھی اس خدمہ کے پاس استفادہ کے لئے آتا آپ ہی کے قلب مبارک سے مستفیض ہوتا رہا اور مجھے آنحضرت صلعم نے ایک معصوم کی حیثیت سے ان کا واسطہ بنایا اب اس اطراف کے بعض علماء و مشائخ کے واسطہ چھوڑنے کی وجہ سے ان فیوضات کو افواہ شیطانی سے تعبیر کرتے ہیں اور میرے پاس آنے والے لوگوں کو ہر طرح کی ایذا پہونچا رہے ہیں اب حضرت والا سے دریافت طلب یہ ہے کہ میں اس ارشاد نبوی کی تعمیل کے موجب مشائخ کے واسطہ چھوڑنے میں خاطی ہوں یا مصیب؟ والسلام محمد حبیب رحمٰن ۱۴ رمضان ۵۰ھ

مکتوب نمبر ۲۱

مسئولہ عنہا کا جواب حسب ذیل ہے۔

(۱) اوراد و وظائف میں برکت صاحب مجاز کی اجازت سے ہوتی ہے اور بعض موثر وظائف میں تاثیر ہی موقوف اجازت پر ہے کیونکہ صاحب مجاز زکوٰۃ وغیرہ دیئے ہوتا ہے۔ جس طرح طب کی کتابیں دیکھکر مریض اپنا علاج نہیں کر سکتا اسی طرح ضیاء القلوب وغیرہ کتب سلوک سے تصوف کا سلوک غلط کاری ہے

ہاں وظائف عامہ جن سے مقصد صرف ثواب اخروی ہے تاثیر فی القلب والروح اور انقلاب اخلاق واحوال نہیں ہے اس میں بلا اجازت عملدرآمد کرنے میں حرج نہیں ہے اعمال سلوک کے لئے مرید ہونا کافی نہیں ہے بلکہ ہر عمل کے لئے شیخ کی خصوصی اجازت ضروری ہے (کہ سالک بے خبر نہ بود ز راہ و رسم منزلہا)

کیا قرابادین وغیرہ کتب سے غیر طبیب استفادہ کرکے کامیاب ہو سکتا ہے۔

(۲) دلائل الخیرات اور بین الفرض وسنت الفجر سورہ فاتحہ کی آپ کو اجازت دیتا ہوں اگر کسی معذوری کی وجہ سے کبھی کبھی بعد الفرض سورۂ فاتحہ پڑھیں تو حرج نہیں

(۳) خواتین کو تسبیحات ستہ پڑھنے کی اجازت ہے اگرچہ وہ داخل سلسلہ نہیں ہیں۔

والسلام دعوات صالحہ سے فراموش نہ فرمائیں۔ یکم صفر ۱۳۷۳ھ

وظائف وغیرہ کے لئے صاحب مجاز سے اجازت حاصل کرنے کی کیا حیثیت ہے؟ کیوں اور کس لئے۔ اوراد و اعمال مندرجہ سلاسل طیبہ و ضیاء القلوب کے لئے آپ کے مریدین کو بھی اجازت کی ضرورت ہے؟ یا بیعت ہی ان اوراد کی اجازت کو مستلزم ہے؟

(۲) دلائل الخیرات اور سنت و فرض صبح کے درمیان سورۂ فاتحہ اکتالیس بار پڑھنے کی اجازت کا طالب ہوں۔ دلائل الخیرات پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟ سورہ فاتحہ کے اول و آخر درود بھی پڑھنا ہوگا اور کتنی بار۔ اگر کسی دن سنت و فرض کے درمیان موقعہ نہ ملے تو بعد فرض پڑھا جا سکتا ہے؟

(۳) ہمارے بھائی کی بعض خواتین جو آپ سے بیعت نہیں ہیں تسبیحات ستہ کی اجازت طلب کرتی ہیں امید ہے کہ اپنی دعوات صالحہ سے ناکارہ کو محروم نہ فرمائیں گے۔ والسلام۔ خویدکم محمد ابو فدا اجینی

محترم المقام زید مجدکم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ مزاج شریف ۔

والانامہ مورخہ ۱۲ ۔ ذی الحجہ باعث سرافرازی ہوا احوال مندرجہ سے آگاہی ہوئی

سلاسل طیبہ قدیمہ کی تمام عبارات صحیح ہیں ۔ مصححین مطبعہ کی کوتاہیوں (بلا شعوری) نے یہ گل کھلایا ہے

امور مسئولہ عنہا کا جواب حسب ذیل ہے

۱۔ عبارات نسخہ قدیمہ کی پڑھی جانی چاہئیے ۔

۲۔ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ فارسی اور اسی طرح عربی شجرہ حضرت مولانا ذوالفقار علی صاحب (مرحوم) اس لئے لکھا گیا تھا کہ پڑھنے والے کو اگر ذوق اور پسند ہوگی ہو تو وہ اسکو پڑھے کیونکہ طبائع مختلف ہیں

چنبیل صاحب کو اختیار ہے چاہیں باقی رکھیں یا حذف کردیں ۔ مگر فارسی والا شجرہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ اور مضامین بہت اعلیٰ ہیں ممکن ہے کہ اہل علم حضرات اسکو زیادہ پسند کریں بہرحال چنبیل صاحب کو اختیار ہے

۳۔ درود شریف کے الفاظ ہر دو طرح صحیح ہیں مگر قدیمہ انسب ہے ۔

۴۔ لفظ بارک درود شریف میں پڑھا جانا بہت مناسب ہے ۔

چنبیل صاحب اور دیگر احباب سے سلام مسنون عرض کردیجئے دعوات صالحہ سے

اس ناکارہ کو فراموش نہ فرمائیے ۔ جہاں تک ممکن ہو ذکر میں اور اتباع سنت میں

کوتاہی نہ فرمائیے ۔ دیگروں سے حسن اخلاق سے پیش آئیے والسلام

مکتوب ۲۳

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ

از دار العلوم دیوبند

۲۲ ۔ ذی الحجہ ۶۳ھ

بسم ملاحظہ جناب مولانا محمد حسن صاحب نوڈھازی زید مجدہم جامع مسجد کوسما

مکتوب نمبر ۴۴

محترم المقام زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف، والا نامہ ۲۴ رمضان ۲ شوال کو موصول ہوا۔ یاد آوری کا شکر گزار ہوں۔ مولانا وجیہ الدین صاحب مرحوم سے بخوبی واقف ہوں۔ بارہا ان کی خدمت میں حاضری کا اتفاق ہوا۔ اس نالائق پر بہت کرم فرماتے تھے۔

دربارۂ سلوک[1] آپ کو اوّلاً استخارہ[2] مسنونہ سات مرتبہ کرنا چاہیئے، اور اگر اس کے بعد خواب میں کوئی اشارہ میری طرف معلوم ہو تو فبہا ورنہ اپنے رجحان قلبی کو دیکھنا چاہیئے۔ اسکے بعد اطلاع دیں۔ میں ایک نالائق شخص ہوں، بجز حسن ظن احباب کوئی ذخیرہ نہیں ہے۔ والسلام

---

[1] ارادت فعل مرید کا ہے نہ کہ پیر کا، اس لئے اگر پیر ناخوش ہو کر فرما دے کہ تو میرا مرید نہیں یا اور کسی بات سے ناخوش ہو جائے تو اس سے بیعت شکست نہیں ہوتی۔ ہاں اگر مرید انکار کر دے سلسلۂ ارادت قائم نہ رکھے تو بیعت فسخ ہو جاتی ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ بابو ضیاء الرحمن صاحب نے ... کے سلسلہ میں اپنی گذشتہ زندگی پر نادم ہو کر حضرت مولانا مدنی دامت برکاتہم سے اپنے تعلقات قائم کر لیے۔

[2] استخارہ کے معنی خدا سے بھلائی مانگنا اور ان امور کے متعلق آگاہی چاہنا جو پردۂ غیب میں ہیں، اور انسان شرعاً وعقلاً کسی فیصلہ کن نتیجہ پر پہنچ نہیں سکتا ہے، ایسے امور میں بلاشبہ اپنے تذبذب اور تردد کے ازالہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے مسنون طریقہ پر استخارہ کرنے کا عمل آنحضرت صلعم نے بتا دیا ہے، وہ طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نماز نیت استخارہ الگ سے پڑھے مگر اوقات مکروہہ میں نہیں، اور کسی خاص سورت کی تعیین بھی نہیں ہے، البتہ بعض روایتوں میں قل یا اور قل ھو اللہ آیا ہے، نماز پڑھ کر ذیل کی عبارت پڑھی جائے اور جیسے داہنی کروٹ پر سو جائے دعا میں جہاں پر ھذا الامر آیا ہے، اپنی حاجت کا نام لے یا دل میں تصور کرے، انشاء اللہ سات مرتبہ تک ضرور دل میں خدا کی طرف سے القا ہو جائے گا یا خواب ہی میں اشارہ ہو جائیگا۔ استخارہ مباح اور امور خیر محض میں ہر گاہ نہ کسی واجب کے کرنے کے لیے۔ اور اسی طرح کسی حرام اور مکروہ کے ترک کرنے کے لئے استخارہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے، مشہور بات ہے، درکار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست۔ سفر تجارت اور نکاح وغیرہ کے متعلق استخارہ کیا جا سکتا ہے۔ حضرت امام العصر استخارہ کرنے کا حکم اپنے

مکتوب ۲۵

محترم المقام زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف۔ والا نامہ بچھراؤں ہوکر دیوبند پہونچا۔ قرآن کے تراویح اور نوافل میں سنانے کی وجہ سے مشغولیت زیادہ تھی۔ کیونکہ کثرت اسفار وہجوم اشغال کی بنا پر فرصت قرآن شریف کے مدارستہ کی ایام سال میں نہیں آتی۔ یہی وجہ جواب کے تاخیر میں ہوئی۔ میں وسط شعبان میں بوجہ تعطیل رمضان المبارک سلہٹ سے روانہ ہوگیا تھا راستہ میں مختلف مقامات پر جلسوں کی وجہ سے جانا ضروری تھا۔ دیوبند میں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے نواسی اور نواسہ کی شادی تھی اس لئے ۲۳ شعبان کو یہاں پہونچا اور بعد فراغ از عقد مرادآباد بچھراؤں وغیرہ جاکر ۲۹ شعبان کی شام کو دیوبند پہونچ گیا تھا اس وقت سے اب تک یہاں ہی مقیم ہوں اور یکم شوال تک یہاں ٹھہرنا ہے گا بعد ازاں قرب وجوار یعنی گنگوہ نانوتہ تھانہ بھون وغیرہ ہوتا ہوا دس یا بارہ شوال کو بچھراؤں سے روانہ بسوئے سلہٹ ہوجاؤں گا (انشاء اللہ العزیز) المعراج ایک مضمون میں نے منیجر سیاست کی طلب پر لکھا تھا ان کا خط سلہٹ میں آیا تھا کہ ہم ۲۷ رجب کو ایک پرچہ مخصوص معراج کی نسبت نکالنا چاہتے ہیں تو بھی اس میں کچھ لکھ۔ باوجود عدیم الفرصتی میں نے کچھ مضمون ہیئتِ قدیم وجدید کے موافق لکھا تھا جس کو انھوں نے ۲۷ رجب کے پرچہ میں غالباً نہیں نکالا بلکہ ۱۸ اور ۲۷ شعبان کے دو پرچوں میں شائع کیا۔ میں عدیم الفرصتی کی وجہ سے مسودہ کو مبیضہ بھی نہیں کرسکا تھا بلکہ مسودہ ہی کو باوجود قطع وبرید ان کے پاس بھیجدیا تھا اور لکھدیا تھا کہ اگر آپ کو مناسب معلوم ہو تو اس کو شائع کریں مگر دو تین کاپیاں میرے پاس بھیجدیں ورنہ کالائے بد بریش خاوند مجھ کو واپس کردیں۔ انھوں نے اس کے بعد مجھ کو کوئی اطلاع نہیں دی جب آپ نے لکھا تو میں نے

معتقدین کو اکثر فرمایا کرتے ہیں، تاکہ حکم نبوی کی تعمیل بھی ہو اور برکت وروشنی آدمی کے اندر پیدا ہو۔ اور یہی طریق سلف کا بھی رہا ہے۔ (دعا استخارہ) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ العظیم فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللھم ان کنت تعلم ان ھذا الامر خیر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری فاقدرہ لی ویسرہ لی ثم بارک لی فیہ وان کنت تعلم ان ھذا الامر شر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ واقدر لی الخیر حیث کان ثم ارضنی بہ

تلاش کیا وامالاخبار مدرسہ میں دونوں پرچوں میں یہ مضمون مکمل مل گیا۔ البتہ غلطیاں کاتب کی ضرور ہیں۔ آپ ان دونوں پرچوں پر غائرانہ نظر ڈالیں آپ اگر اس کو اس قابل دیکھیں کہ رسالہ کی صورت میں ہو تو نہا ورنہ اس کو زوایا نسیان میں محو ہو جانا ہی مفید ہوگا۔ اس میں شک نہیں کہ موجودہ سائنس اور گذشتہ فلسفہ سے اس پر خاص طور کی روشنی ڈالی گئی ہے اگرچہ یہ مضمون بدیں نوعیت میری نظر سے اب تک نہیں گذرا تھا۔

موجودہ مشائخ میں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب، مولانا صدیق احمد صاحب انبیٹھوی، مولانا اشرف علی صاحب تھانوی، مولانا عزیز الرحمن صاحب مفتی مدرسہ دیوبند، مولانا انور شاہ صاحب، مولانا شبیر احمد صاحب یہ جملہ حضرات ہر قسم کے کمالات کے حاوی ہیں بعض مسائل میں بعض حضرات کا خلاف ہونا دوسری بات ہے اس لئے ان بزرگوں میں سے استخارہ مسنونہ مکرر کر لینے کے بعد تعلق پیدا کرنا مفید اور ضروری ہے۔ میری عرض سابق کا مقصد یہی تھا کہ کم از کم قول الجمیل کی تعریف کے مطابق کوئی شیخ تلاش کریں۔ مجھ جیسے ناکارہ و نالائق کی طرف آپ کی نظر انتخاب کا اُٹھنا قباحت سے خالی نہیں ہو سکتا بلکہ غیر قابل تلافی خطا ہے۔ حقیقت میں یہ ظاہری سجادہ نشین اکثر گمراہ کنندہ ہیں اور کسی طرح قابل بیعت نہیں۔ اسی لئے پھونک پھونک کر قدم رکھنا چاہیئے۔ علی البصیرۃ کام کیجئے والسلام ۲۸ رمضان المبارک از دیوبند آستانہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ

مکتوب ۳۶

اخی المحترم سلمکم اللہ تعالیٰ السلام علیکم	میرے بھائی۔ اللہ آپکو اچھا رکھے
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وصلنی مکتوبکم	سلام مسنون۔ آپ کا گرامی نامہ پہونچا۔ آپ کی
المنیف فشکرت اللہ علی صحتکم واما منا	صحت معلوم کر کے شکر ادا کیا۔ آپ نے جو خواب
ذکرتہ من الرویا فعسی اللہ تعالیٰ بمنہ وکرمہ	ذکر فرمایا ہے خدا کرے وہ ویسا ہی ہو۔ رہگیا
ان یصدق ذلک۔ اما البیعتہ فان شاء اللہ	بیعت کا معاملہ سو وہ ملاقات پر ان شاء اللہ ہو جائیگی
المصاہر تنحصل بعد ما نتلاقی، واما اجازۃ	میں نے آپ کو حزب البحر کی اجازت اسی طرح
حزب البحر فقد اجزتکم کما اجازنی بہ مشائخی	دیدی ہے جس طرح میرے مشائخ نے مجھ کو

العظام واما قراءة الفاتحة فی الصلوٰۃ بالوقف	دی ہے ۔ سورہ فاتحہ کا ہر ہر آیت پر
علی کل ایۃ فھی عادۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم	وقف کرتے ہوئے پڑھنا آنحضرت صلعم
فی قراتہا کما ھو مذکور فی الصحاح من الحدیث	سے صحاح میں ثابت ہے ۔
والسلام ختام داعیکم حسین احمد غفرلہ	والسلام

مکتوب ۲۷

شجرہ کا ورد بہتر ہے، جس وقت فرصت ہو کر لیا جائے، نماز با جماعت اور تہجد کی مداومت نعمت الٰہی ہے اور ذکر کی مداومت حتی الوسع جی لگا کر نہایت ضروری امر ہے، بلاعذر ناغہ نہ کیجئے، قضاء عمری پڑھنا بہت زیادہ ضروری امر ہے۔ آپ نے بہت اچھا کیا کہ نوافل کو ترک کرکے اسمیں اشتغال کیا۔ خداوند کریم توفیق عطا فرمائے۔

اثناء ذکر وغیرہ میں وساوس کی وجہ سے ہرگز مت گھبرائیے، اپنا کام کیے جائیے، اور کوشش کیجئے رحتی الوسع جی اسی طرف لگا رہے، یہ زمانہ بیماریوں کا بھی ہے، دنیاوی مصائب سے گھبرانا نہیں چاہیئے، نہایت استقلال سے خداوند کریم کی طرف لو لگانا چاہیئے، قرضہ سخت مصیبت ہے، خصوصاً سودی تو زہر قاتل ہے اگر ممکن ہو تو کچھ حصہ جائداد کا کسی مسلمان کے ہاتھ فروخت کرکے اس سے سبکدوشی اختیار کیجئے۔ اگر مسلمان خریدار نہ پیدا ہو تو کافر ہی کے ہاتھ فروخت کریں، اور ہمیشہ احتیاط رکھیں، قرضہ خصوصاً سودی ہرگز نہ لیں۔ والسلام

از دیوبند، ۲ ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ

حاشیہ مکتوب ۲۷ قاضی صاحب محترم کو خواب میں بشارت ہوئی کہ حضور صلعم فرماتے ہیں کہ کیسے بے وقوف لوگ ہیں کہ میری زندگی میں ولی کامل سے بیعت نہیں کرتے اس کے بعد حضرت سے بیعت کو منظور فرمالیا اور قاضی صاحب بیعت ہو گئے۔

ــــہ شجرہ کا ورد بہتر ہے۔ ممکن ہے حضرت امام العصر کے اس فقرہ پر کسی کو کچھ شکوک و شبہات پیدا ہوں، سو انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ جس طرح فن حدیث میں سند ایسا علم ہے کہ صرف اسی کے ذریعہ ہر دینی کام کی نسبت پیغمبر صلعم تک صحیح طور پر معلوم کی جا سکتی ہے، ٹھیک اسی طرح سلاسل صوفیہ

مکتوب نمبر ۲۹

ہوں سے صدمہ ہوا میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم کو اپنی مرضیات کی توفیق عنایت فرمائے اور موجبات غضب سے بچائے آمین۔

میرے محترم۔ رحمت خداوندی سے کبھی اور کسی حال میں مایوس نہ ہونا چاہیے اور اسکے انتقام اور قہر سے بھی مطمئن نہ ہونا چاہیے، الایمان بین الخوف و الرجاء۔ قل یٰعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً الآیۃ دوسری آیت میں ہے افامنوا مکر اللہ فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون۔

گناہ اگر غلبۂ شیطان و غلبۂ نفس سے صادر ہو جائے، تو جلد توبہ کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا چاہیئے کہ اس گناہ سے بچائے۔ رباعی۔

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ   گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست   صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

ہمیشہ رحمت خداوندی کے طالب گار رہیں، روزانہ کم از کم چھ ہزار مرتبہ اسم ذات یعنی لفظ اللہ آہستہ آہستہ ذکر کر لیا کریں، خواہ ایک مجلس میں ہو یا مجالس متعددہ میں اور یہ وصیات بوقت ذکر ہے، کہ میرا محبوب فقط اللہ ہے، اور من احب شیئاً اکثر ذکرہ۔ اس کی محبت اور فریفتگی کی وجہ سے اس کا نام نامی میری زبان پر جاری ہے، اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے گا۔ والسلام   یکم رجب ۱۳۶۱ھ

بھی قبر میں دفن کر دیا جائے۔ یہ تجویز کیا گیا اور پھر ان کو خواب میں مرنے کے بعد دیکھا گیا اور پوچھنے والے نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے کیا کیا؟ کہا مغفرت فرمائی، اور وہ منادی فی ترجمۃ الکبیر علی الجامع الصغیر ص ۔۔۔ مذکور ہے یہ شجرہ کا ورد برکت کیلئے صوفیہ نے جائز رکھا، اسکو حضرت امام العصر نے بہتر فرمایا ہے۔
(۲۹) مکتوب نمبر ۲۹) حضرت الاستاذ دامت برکاتہم کی خدمت میں اپنے بعض معاصی اور عادات قبیحہ کا ذکر کیا تھا، اور علاج کی درخواست کی تھی، اسکے جواب میں یہ والا نامہ شرفِ صدور ہوا۔   (محمد مستی)

مکتوب نمبر ۳۰
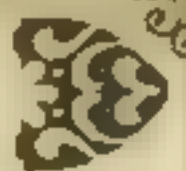
ذکر پر ہمیشہ مداومت رکھو، اثناء ذکر میں تھوڑی دیر کے بعد (خواہ ایک تسبیح کے بعد یا کم و بیش کے بعد) یہ دعا دل لگا کر مانگا کرو یا رب انت مقصودی ترکت الدنیا والاٰخرۃ[1] لک اتمم علی نعمتک وارزقنی وصولک اللہم ورضاک (خط بعد ۱؎ الدنیا) اس کا التزام کرو فرصت کو غنیمت سمجھو، اور عمر عزیز کو ضائع ہونے سے بچاؤ، اور یہ لکھو کہ کیا اور کتنا ذکر کرتے ہو اور حالت کیا ہے، مخلوق کو خالق کے لئے چھوڑ دو، اور اپنی کو صرف خالق سے لگاؤ، سر کا چکر تو چلا گیا ہوگا۔

مکتوب ۳۱

محترم المقام زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حسب ارشاد عزیزم سید حبیب میاں عزیزم سید محمود سلمہا اللہ تعالیٰ کو خط لکھ دیا ہے ان شاء اللہ حسب امکان وہ دونوں ضروریات میں تسہیل پیدا کریں گے۔ اس سفر حج میں اوقات کو غنیمت سمجھنا چاہیئے اور جس قدر بھی ممکن ہو عبادات اور [illegible] خیال رکھنا چاہیئے۔ مجالس اور اجتماعات فضولیہ دنیاویہ سے بچنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کی یاد میں [illegible] اور جس پیرایہ میں ہو خصوصیت بار بار اسم ذات (اللہ) زبان سے آہستہ آہستہ کرتے رہیں اور اس میں کوتاہی روا نہ رکھیں۔

مدینہ منورہ میں اور اس کے راستہ میں آتے جاتے درود شریف اور ذکر کی کثرت رکھیں۔ [illegible] میں جماعت کی پابندی کا لحاظ رکھیں۔ امام کے اتنے قریب کھڑے ہوں کہ انتقالات میں اس کی

---

[1] کتب سنت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا سب سے بڑی چیز ہے وہی مقصود ہونا چاہیے جس بھی کی معلوم ہے کہ وہ رضا ہی کا متلاشی ہے اور تمام معاملات اخروی و دنیوی میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا سب سے اونچا درجہ ہے حدیث صحیح میں ہے کہ حق تعالیٰ اہل جنت کو پکاریگا جنتی لبیک کہیں گے ... فرمائیگا کہ ... جواب دیں گے پروردگار خوش ہو چکے کیا وجہ ہے ... آپ نے ہم پر اتنا انعام فرمایا ... اس سے افضل ... یعنی وہ کہیں گے ... اس سے بڑھ کر ایک چیز ... جس کو بیان ... سے ... اور ... ہوگی اس وقت ارشاد ہوگا احل علیکم رضوانی فلا اسخط علیکم بعدہ ابدا ...

تکبیر سنائی دے یا اس کی تکبیر سننے والوں کے انتقالات دکھلائی دیں اور اس کی وجہ سے آپ کے انتقالات ہوا کریں۔ محض لاؤڈ اسپیکر سے انتقالات عمل میں لانا ہماری سمجھ میں باوجود غور و خوض صحت صلوٰۃ کو مانع ہے اس کا مادہ ہونا چاہیئے اللہ تعالیٰ اس بدعت سیئہ سے جلد از جلد مسلمانوں کو نجات دے آمین۔

اکبری جہاز میں اسعد اور اس کی اہلیہ بھی گئے ہیں غالباً کہیں ملاقات ہوئی ہو گی۔

۲۵ ذیقعدہ ۱۳۶۹ھ

مکتوب ۳۲

محترم المقام زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ والا نامہ باعث سرفرازی ہوا احوال پر اطلاع ہوئی جب تک کوئی حالت استقرار نہیں پکڑتی اس وقت تک ناغہ اور وہ بھی طویل، نقصان رساں ہوتا ہے اور پھر اس کے ساتھ اگر افکار دنیاویہ اور صحبت نا اہل وغیرہ جمع ہو جائیں تو اور بھی اس میں زیادتی ہو جاتی ہے۔ بہرحال اس عالم اسباب میں خداوند عالم نے امور کو اسباب کے سلاسل سے متعلق کیا ہے۔ والسلام ۸ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ

مکتوب ۳۳

محترما! اس عالم اسباب میں عادت الٰہی اسباب ہی کے ساتھ تاثیر فرما ہے جو امور خوارق عادات کسی سے ظاہر ہوئے خواہ وہ افاضہ اور استفاضہ کے متعلق ہوں یا تکوینیات کے متعلق وہ نہایت قلیل ہیں اور پھر ایسے اشخاص سے ظہور پذیر ہیں جن کی نظیر اس زمانہ میں نہایت کم ہے اور بالخصوص میرے جیسے روسیاہ تو بجز اس امر کے کہ ان اکابر کے لئے ننگ و عار کہا جائے اور کوئی قابلیت نہیں رکھتا بنا بریں جب تک قاعدہ کے ساتھ محنت نہ کی جائے کس طرح کامیابی کی توقع کی جا سکتی ہے؟ حالانکہ اس حالت میں بھی فضل و کرم خداوندی کی ازبس ضرورت ہر بس در ناامیدی کسی طرح جائز نہیں مردانہ وار قدم رکھنا چاہیئے کوشش جاری رکھئے عادتِ الٰہی نہیں ہے کہ کسی کی جد و جہد کو ضائع فرمائے والسلام ۵ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ

مکتوب ۳۴

ایں مسو کہ مرکب مردان مرد را | در سنگلاخ بادیہ پیہا بریدہ اند
نومید ہم مباش کہ رندان بادہ خوار | ناگہ بیک خروش بمنزل رسیدہ اند

محترم المقام - اگرچہ آنجناب کے والا نامجات قلت قیام اور تنگی وقت کی وجہ سے مجھکو نہ زمین نہیں ملے بلکہ بعد واپسی ہندوستان ملے مگر میں نے ہر مقدس جگہ میں اپنے احباب اور بزرگوں کو دعا سے فراموش نہیں کیا یہی نہیں کہ میری دعائیں صرف احباب اور بزرگوں تک منحصر ہیں بلکہ ہر شخص کے مقاصد دارین کے حصول کے لئے ہمیشہ دعا کرتا رہا اور دعا کرتا رہتا ہوں جس نے دعا کا حکم کیا ہے۔ آئندہ قبولیت اور حصول مقاصد قبضہ قدرت قدیمہ میں ہے ..... اتباع سنت میں سرگرم رہتے ہوئے ذکر میں پوری کوشش کرتے رہیں -

والسلام - ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ ۱۷ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ

مکتوب ۳۵

معاشی ذریعات گرچہ باعث تخریب توجہ الی اللہ اور موجب تنقص ہیں مگر بغیر ان کے اس دارفانی میں چارہ بھی نہیں ہے۔ ؎

گر دنیا نہ باشد دردمندیم | وگر باشد بمہرش پائے بندیم

اب یہی ہے کہ دل بیار دست بکار کا معاملہ جاری کیا جائے۔ جہاں تک ہو سکے توجہ قلبی اور شغل باطنی ذکر کے ساتھ ہو اور باطنہ پیر اور ظاہر اں اشغال دنیاویہ کے ساتھ ہو ؎

از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ وش
ایں چنیں زیبا روش کمتر بود اندر جہاں

۲۹ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ

مکتوب ۳۶

اس میں شک نہیں کہ مکہ نہایت مبارک اور مسعود جگہ ہے اہل اللہ اور اولیاء عظام کے افراد بہت وہاں موجود ہیں۔ ان کے قرب میں رہنا سودمند ہی ہے۔ ذکر اور اتباع سنت میں کوتاہی نہ فرمائیے۔ والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ ۲۹ شعبان ۱۳۶۳ھ

مکتوب ۳۷

جواحوال جناب نے تحریر فرمائے ہیں اطمینان بخش اور امید افزا ہیں" الاستقامة فوق الکرامة"
خواب یا انوار یا الہامات وغیرہ صرف دل بڑھانے کے لئے سالک کو پیش کئے جاتے ہیں جیسے بچے کو
بہلانے کے لئے گھنگھنا دیدیا جاتا ہے۔ اکابر کا مقالہ "تلک خیالات تربی بہا اطفال الطریقة"
مشہور ہے۔ عبادت اور ذکر پر مداومت، اتباع سنت اور شریعت پر قیام یہی امور ہیں جن کے
ہم مکلف ہیں۔ ان پر استقلال سے عمل پیرا ہونا اور درجات احسان کا حاصل ہونا کمال
ایمانی ہے۔ خوف خداوندی اور رجاء دونوں ایمان کے کمال کی نشانیاں ہیں۔ بکا اور گریہ
کا غلبہ چشتیہ نسبت کا ظہور ہے هنیئاً لارباب النعیم نعیمهم اللهم زد فزد

والسلام ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۶۹ھ

مکتوب ۳۸
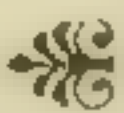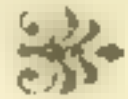
اذکار اور نمازوں میں کسی قسم کی کوتاہی روا نہ رکھیں، وساوس گذرتے رہیں آپ اپنا کام
جاری رکھیں۔ سیلاب چلتا ہے اور اس پر خس و خاشاک چھائے رہتے ہیں کچھ پرواہ نہ کیجئے۔
ہاں نماز میں یہ کوشش کیجئے کہ جو کچھ زبان سے پڑھا جارہا ہے وہ کیا ہے اور اس کے معانی کا دھیان
رکھتے ہوئے جناب باری عزاسمہٗ کو سامنے سننے والا دیکھنے والا تصور رکھئے۔ قرآن مجید میں ہے
وما تکون فی شان وما تتلوا منه من قرآن ولا تعملون من عمل الا کنا علیکم
شهودا اذ تفیضون فیه الآیہ کے مضمون کے موافق خیال باندھا کیجئے۔ غیوبت ہوجانے
پر بھی بار بار کوشش کیجئے آہستہ آہستہ حالت درست ہوگی۔

اگر ممکن ہو تو روزانہ شجرۂ منظومہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ پڑھ لیا کیجئے اور
مشائخ طریقت کے لئے ذکر شروع کرنے سے پہلے ایصال ثواب کیا کیجئے۔ درود شریف تین مرتبہ
سورۂ فاتحہ تین مرتبہ سورۂ اخلاص ۱۱ مرتبہ درود شریف تین مرتبہ پڑھکر دعا کیجئے کہ پروردگار اس کا
ثواب میرے مشائخ کو بخشدے اور ان کی برکت سے ان کے طفیل میں میرے دل کو اپنی
پاک اور سچی محبت سے اور معرفت سے منور کردے والسلام ۱۳ ربیع الاول ۱۳۷۰ھ

ترجمہ یہ ہے۔ اور نہیں ہوتا تم کسی حال میں اور پڑھتے ہو اس میں سے کچھ قرآن اور نہیں کرتے ہو تم لوگ کچھ
کام کہ ہم نہیں ہوتے حاضر تمہارے پاس جب تم مصروف ہوتے ہو اس میں۔

مکتوب ۱۴

محترم المقام زید مجدکم۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ احوال مندرجہ سے بہت تعجب ہوا۔ دنیا کا طلبگار تو دنیا کی طلب میں ذرا بھی جھجک نہیں کرتا اور بغیر شرم وحیا کے دن ورات سرگرم رہتا ہے مگر خدا کا طالب شرم کرے لوگ مضحکہ اڑائیں گے کس قدر تعجب کی بات ہے، اگر آپ کو یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی محبوبِ حقیقی ہے اور اس کے علاوہ سب فانی اور بیکار ہیں تو یقیناً اس راہ میں ہر چیز کو فدا کرنا ضروری سمجھئے۔ ؎

عشق چوں خام است باشد بستۂ ناموس و ننگ ؛ پختہ مغزان جنون راکے حیا زنجیر پاست

یہ آپ کی انتہائی خام خیالی ہے۔ معلوم ہوا کہ نہ آپ کو اللہ تعالیٰ سے حقیقی محبت ہے نہ آخرت پر پورا یقین وایمان ہے۔ یہ سب شیطانی اور نفسانی وسوسے ہیں ؎

جز یاد دوست ہرچہ کنی عمر ضائع است ؛ جز سرّ عشق ہرچہ بخوانی بطالت است

سعدیؔ بشوے لوحِ دل از نقشِ غیرِ حق ؛ علمیکہ راہِ حق ننماید جہالت است

جو رکاوٹیں آپ کو ذکر میں پیش آرہی ہیں وہ سب شیطانی ہیں حقیقی علم اور سچا عزم پیدا کیجئے ورنہ عمر ضائع کرنا اور پھر کف افسوس ملنا ہے۔ موت کا وقت کسی کو معلوم نہیں ہے۔ کہیں ہاتھ خالی نہ جانا پڑے ...... پاس انفاس ہی آپ عمل میں لاکر کیا کرلیں گے جبکہ آپ کا نفس اور شیطان ان نجس خیالات سے گندہ ہو رہا ہے۔ ذکر اللہ ھو اللہ میں آنسوں کی رکاوٹیں بھی شیطانی اثرات سے ہے اور حقیقی طلب اور عزم راسخ سے خلو کی دلیل ہے سچی طلب اور علم حقیقی پیدا کیجئے اور عشق حقیقی سے اپنی روح کو زندہ کیجئے۔

تہجد کی رکعتوں میں کوئی تحدید نہیں ہے۔ حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ روزانہ چھ سو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس برس تک عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے تو کیا یہ حضرات فقط بارہ رکعتوں ہی پر اکتفا کرتے رہے ؟

مولوی عبدالرشید صاحب کی والدہ ماجدہ سے بعد سلام مسنون عرض کردیجئے کہ ماشاء اللہ مولوی عبدالرشید صاحب کی حالت نہایت بہتر اور قابل شکر ہے ان کو اجازت بھی مل گئی ہے ان کو والدین کی دعاؤں کی ضرورت ہے میں ان سے بہت خوش ہوں وہ ان کے لئے دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو خاندان کے لئے قابلِ فخر بنائے اور اپنی رضا و خوشنودی سے دونوں ۔

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ ۲۱ رمضان ۷۳ھ

مکتوب نمبر ۴۲

حبسِ دم[1] نہایت مفید عمل ہے۔ ایسے وقت میں جبکہ معدہ بھرا ہوا ہو اور نہ اسقدر گرسنگی ہو
جو کہ بیقرار کرے، معتدل جگہ میں جہاں پر نہ زیادہ سردی ہو اور نہ زیادہ گرمی باوضو چار زانو قبلہ رو
بیٹھیں، اور آہستگی سے سانس ناف سے کھینچ کر دل پر روک لیں ... وقت میں تالو سے لگی ہوئی
غیر متحرک ہو ... سے لا الٰہ ... ناف سے نکال کر دائیں زانو پر گذراتے ہوئے دائیں
مونڈھے پر ختم کر دیں، اور پھر الا اللہ کی ضرب قلب پر لگائیں، اس سب کارروائی میں سر کو حرکت دیتے
رہیں یعنی زانو سے جب زانوئے راست پر گذرتا ہو دائیں مونڈھے تک پہنچے اور پھر قلب پر الا اللہ
کی حرکت ہو، ہر ایک سانس میں تین مرتبہ ذکر ہو، اس کے بعد آہستہ سے سانس باہر نکالدیں، پھر دوسرے
سانس میں اسی طرح کریں، اس طرز پر بیس سانس پہلے روز کریں، دوسرے دن دس اور بڑھائیں۔
یہاں تک کہ سو سانس تک نوبت آجائے، اس کے بعد ہر سانس میں ایک ایک عدد روزانہ زیادہ کرتے
رہیں یہاں تک کہ ہر سانس میں یکسو اکیس تک ذکر کرنے لگیں، اگر ابتدا میں روزانہ اس دس سانس
زیادہ کرنے میں دقت ہو تو ایک ایک سانس بڑھائیں، مگر ہر سانس میں کم از کم تین مرتبہ ذکر سے شروع کریں
اور ہر روز ایک ایک ذکر زیادہ کریں ... اس میں حرارت زیادہ پیدا ہوتی ہے، ذکر کے بعد گھنٹہ آدھ
گھنٹہ تک سرد پانی یا سرد غذا کو استعمال نہ کریں۔ اس عمل سے بہت زیادہ فوائد حاصل ہوں گے
مگر مداومت شرط ہے، خطرات فاسدہ اور وساوس کاسدہ کیلئے اکسیر ہے، غرض یہ صوفیائے اسلام
ان کو ایک سو اکیس مرتبہ ذکر کی مقدار سے زائد کرنا مناسب نہیں سمجھتے، جوگیوں کے یہاں اس کی بہت
مشق کیجاتی ہے کہ کئی کئی مہینہ اور کئی کئی دن ایک ایک سانس میں گذارتے ہیں، اللہ کا نام لے کر
شروع کیجئے، وہ مدد فرمائیگا۔ اگر اس پر بھی سمجھ میں نہ آوے تو مولانا سراج احمد صاحب گنگوہی، محلہ
نامپلی حیدرآباد موجود ہیں، ان سے سمجھ لیجئے، وہ حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز کے خادم
ہیں، میں نے اس قدر واضح کر دیا ہے کہ غالباً سمجھنے میں دقت نہ ہوگی۔

ممبروں کی پوری جماعت نہیں آئی تھی مگر آزاد تین تھیں، حاضرین کی پارٹیاں اگرچہ ایک ہی خیال نہ
رکھتی تھیں مگر آخر میں سب اس امر پر متفق ہو گئیں کہ ہم مولانا ... کے ان ہی اختیارات کو تسلیم کرتے

[1] صوفیائے کرام نے بہت سی چیزیں تدبیر کے طور پر اختیار کر لیں، ان میں سے ایک حبسِ دم بھی ہو جو معتبر ہیں ...

کے لئے تیار ہیں جو ۳۸ھ میں مولانا نے تجویز فرمائے تھے، اور جنہیں محرم ۴۹ھ میں مولانا نے ترمیم بھی کی تھی، اسی طرح وہ اختیارات مع ترمیم کے تسلیم کرتے ہیں، بشرطیکہ مولانا خود جلسہ میں شرکت فرمایا کریں، مگر بشرط کے لفظ کو حامیین نے صراحۃً لکھنا پسند نہیں کیا، اس لئے یہ لکھا گیا تھا کہ ہم فلاں فلاں دفعہ کو مع ترمیم قبول کرتے ہیں، اور چاہتے ہیں کہ مولانا خود شرکت جلسہ فرمایا کریں۔ مولانا نے خوشی سے اس کو قبول فرمالیا، اس کا خلاصہ یہ ہوا کہ سرپرست کو متفق علیہ تجویز میں کوئی اختیار مداخلت نہیں، مختلف فیہ میں اختیار مداخلت ہے، جس جانب کو چاہیں ترجیح دیدیں، خواہ اکثریت کو یا اقلیت کو، بشرطیکہ ان کو کسی جانب میں ترجیح صادر ہو جائے ورنہ کثرت ہی کو ترجیح ہوگی، مولانا مناظر احسن صاحب جبکہ دار العلوم کے ممبروں کی فہرست میں داخل ہونا اپنی کسر شان سمجھتے ہیں اور اس کے لئے سال میں ایک دفعہ سفر کرنا اثقل من الجبال فرماتے ہیں تو پھر کیوں اس مسئلہ کے دریافت فرمانے کی زحمت گوارا فرماتے ہیں، ان کی خدمت میں میرا مودبانہ سلام مسنون کردیں، مولانا عبد الحلیم صاحب ڈکیتی کیس میں گرفتار ہو گئے، بعد ازاں قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند وعلی اللہ التکلان۔ والسلام۔ ۱۰ ربیع الاول ۱۳۵۱ھ

مکتوب ۳۰

آپ کو میری عدیم الفرصتی معلوم ہے تاخیر صرف اسی بناء پر ہونی لازم ہے۔ لا الٰہ الا اللہ (۲۰۰) سر کو قلب کے سامنے لے جائیں اور کسی قدر جھکا کر "لا" کو قلب سے نکلتا ہوا تصور کریں اور چہرہ کو لا الٰہ کہتے ہوئے دائیں مونڈھے تک پھیریں اور یہ خیال کریں کہ ماسوی اللہ کو قلب میں سے کھینچ کر پیٹھ کے پیچھے ڈال دیا۔ یہاں پر سانس توڑ دیں اور دوبارہ سانس لے کر وہاں سے ہی الا اللہ کی ضرب قلب پر لگائیں جیسے کہ لوہار کا ہتھوڑا لوہے پر زور سے پڑتا ہے اس طرح الا اللہ کی چوٹ دل پر پڑے اور یہ تصور ہو کہ قلب میں صرف اللہ ہی کی محبت کو ڈال رہا ہوں یہی حال تمام ذکر میں لا الٰہ الا اللہ کے جاری رکھے

باقی ص ۵۹

(بقیہ حاشیہ ص ۵۷) حضرات نقشبندیہ [illegible] اور [illegible] بعض [illegible] ہیں۔ [illegible]
ایسی صورت میں [illegible] اور ان [illegible] فرق ہو جاتا ہے، اور [illegible]
کی [illegible] پیدا ہوتے ہیں [illegible] واللہ ا

آواز بہت زیادہ بلند کرنے کی ضرورت نہیں۔ دل لگا کر خوش الحانی کے ساتھ ذکر کیا کریں اور معنی کا خیال رکھیں۔

۲۵-۳۰ مرتبہ ذکر کرنے کے بعد سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۱) ایک مرتبہ کہہ لیا کریں۔

الا اللہ (۳۰۰) سر کو قلب کے سامنے رکھ کر چوٹ قلب پر لگائیں اس طرح کہ گویا ایک ہتھوڑا قلب پر الا اللہ کا پڑ رہا ہے۔ یہی تصور ہو کہ میرے قلب میں محبوب صرف اللہ تعالیٰ ہے اس میں سر کو ہلانا نہیں ہے۔

(اللہ اللہ (۲۰۰) سر کو قلب کے سامنے رکھ کر پہلے لفظ اللہ کے "ال" کی ضرب پر لگائیں اور لفظ "لہ" کو بغیر ضرب کے کہیں ان دونوں میں سر کو صرف اونچا نیچا کرنا ہو گا، جھٹکا دینا نہ ہو گا اور یہ تصور رکھنا ہو گا کہ قلب میں صرف اللہ ہی کی محبت ہے اور وہی محبوب ہے۔

اللہ (۱۰۰) اس میں مثل سابق "اَل" پر ضرب ہو گی۔

یہ خلاصہ اس ذکر کی تفصیل کا ہے، جب ذکر شروع کریں گے تو اول درود شریف ۳ مرتبہ پھر قل ھو اللہ بارہ مرتبہ، پھر الحمد شریف ۳ مرتبہ پھر درود شریف ۳ مرتبہ پڑھ کر اپنے مشائخ طریقت کی ارواح مقدسہ کو بخش دیا کریں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے طفیل سے میرے قلب کو ماسوا سے پاک کر دے اور اپنی معرفت کے انوار سے منور فرمائے۔

اس کے بعد باوضو اس ذکر کو شروع کریں جہاں تک ممکن ہو جی لگا کر ذکر کریں۔ آواز بہت بلند کرنے کی ضرورت نہیں ہے اتنی ہونی چاہئے کہ خود سنے اور اگر کوئی پاس ہو تو سن لے۔ دماغ پر زور پڑے گا اس لئے زیادہ زور سے آواز بلند نہ کرنی چاہئے اور خوش آوازی پیدا کرنا دل لگنے کا باعث ہوتا ہے اگر ریا کا وسوسہ پیدا ہو تو ذکر کو ترک نہ کیجئے مگر حتی الوسع کوشش کیجئے کہ محض اللہ کو راضی کرنا مقصد اصلی ہے غیر اللہ کو بالکل ہی پس انداز کیجئے۔ بعد نماز عشاء آپ ذکر کرتے ہیں اس وقت تو معدہ کھانے سے بھرا ہوتا ہے البتہ اگر کم از کم چار گھنٹے گزر چکے ہیں تو مضائقہ نہیں۔

(۱) آل عمران ۹۶

مکتوب ۴۴

آپ کے والانامجات باعث سرفرازی ہوتے رہے مگر آپ کو میری عدیم الفرصتی معلوم نہیں ہے اور یہی وجہ عدم ترسیل جوابات کی ہے، آپ فارغ ہیں جوش ہیں آکر دفتر کے دفتر لکھ سکتے ہیں، اور لکھتے رہتے ہیں، مگر مجھکو تو اتنی بھی فرصت نہیں ملتی کہ روزانہ کی ڈاک کو روز دیکھ سکوں جواب لکھوانا یا لکھنا تو درکنار ؎

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنیں حائل ... کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا[ع]

بہرحال یہ خیال کہ جوابات کی تاخیر خفگی کی وجہ سے ہے بالکل غلط ہے جو غلطیاں آپ کرتے ہیں وہ بے شک قابل گرفت ہیں ان کو نہ کرنا چاہیئے، مگر اس کی موجب نہیں ہیں کہ سلسلہ خط و کتابت بند کیا جائے۔

مولانا شمس الدین صاحب بیشک میرے عنایت فرما ہیں ان کا یہ کہنا صحیح ہے کہ سالک کو جو واقعات پیش آئیں ان کو نامحرموں سے ہرگز ظاہر کرنا چاہیئے اپنے شیخ سے ظاہر کرے، یا ایسے شخص سے جو طریقت کا ہمراز اور سالک کا ہمدرد ہو اور بس یہ چیز سالک کے لئے مضرت رساں ہوتی ہے اور بسا اوقات فیض ربانی کے انقطاع بلکہ کبھی کبھی سلب کا باعث بنجاتی ہے، جو راز و نیاز عاشق و معشوق کے درمیان ہو، اگر عاشق ان کو ظاہر کر دیتا ہے تو معشوق کی عتاب کا اس قدر ظہور ہوتا ہے کہ بعض اوقات انقطاع کامل کا باعث بن جاتا ہو جب کہ یہ حال مجازی معشوق کا ہے تو محبوب حقیقی کا کیا حال ہوگا، اس لئے ایسے امور سے بچنا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ سے صدق دل سے توبہ کرنا چاہیئے اصمعی ایک عاشق کے مندرجہ سوال کے جواب میں کیا کہتا ہے ؎

[ع] حاشیہ مکتوب نمبر ۴۳) فارسی شعر ہے جن لوگوں کو نہ تو اسلام کی تباہی کا غم اور نہ مسلمانوں کی ... بربادی کا درد ہے، وہ حضرت مولانا کے جذبات اور احساسات کا بھلا کیا اندازہ کر سکتے ہیں جو اپنی متاع ایمان کی پونجی کو محفوظ رکھتے ہوئے چو مکھی جنگ لڑ رہا ہو، اس مجاہد کا ان دینداروں سے

سوال: معشر العشاق باللہ خبّروا ۔۔۔۔ اذا حلّ عشق بالفتی کیف یصنع

اے جماعت عشاق خدا را بتاؤ کہ جب عشق آدمی کے اندر سرایت کر جائے تو وہ کیا کرے

جواب: یداری ھواہ ثم یکتم سرہ ۔۔۔۔ ویخشع فی کل الامور ویخضع

وہ اس کی خواہش کی مدارات کرے پھر اس کے راز کو چھپائے اور تمام معاملات میں خشوع و خضوع برتتا رہے۔

محبوب حقیقی ہر چیز کو جانتا ہے ہر چیز کو دیکھتا ہے، ہر چیز کو سنتا ہے، اس پر کوئی چیز مخفی نہیں، وہ شدید الغیرۃ ہے، اس کے سامنے کس قدر خشوع و خضوع اور رازہائے سربستہ کے حفظ اور طلب رضائے محبوب کا مدار اتباع سید العشاق علیہ السلام ہی ہے، کوئی چارہ نہیں ہے۔ (فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا)

جاہ طلبی، مال طلبی اس کی سخت غضبناکی کا باعث ہے، حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ما شغلک عن الحق فھو طاغوتک۔ قرآن فرماتا ہے۔ فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ الآیۃ۔

بہرحال نصب العین فقط اس کی رضا جوئی چاہیئے۔ ع

دنیا و آخرت بگذار و حق طلب کن ۔۔۔۔ کاین ہر دو بتان را من خوب می شناسم

اثنائے تلاوت وغیرہ میں جہاں تک ممکن ہو ناجائز اور غیر محمود الفاظ کو زبان سے نہ ہی نکلنے دیجئے، اور شان ربوبیت کے ساتھ ہمیشہ ادب اور عظمت کا لحاظ رکھئے بارگاہ شہنشاہی میں گستاخی کے الفاظ گرچہ قصداً نہ ہوں موجب تکدر خاطر ہو جاتے ہیں، وہ سمیع بصیر علیم

بقیہ حاشیہ مکتوب نمبر ۳۰ گیا مقابلہ ہو رہا تو پنج وقتہ کی پڑھیں اور کھانا بھی وقت تناول کریں یہ وہ دور حق ابتلائی خوف و ہراس اور فسادات کی ذمہ داری اور غم و الم کے سمندر میں موجوں کے تلاطم سے کھیل رہا ہو، اس کے تاثرات کو وہ کیا جان سکتا ہے جو کنارے پر بیٹھے سکھ چین اور آرام کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ آج بھی جو لوگ حضرت مولانا کی زندگی سے کچھ واقف ہو چکے ہیں یا پاس بیٹھے ہیں مولانا کے قلبی تاثرات اور احساسات کی آنچ اچھی طرح محسوس کرتے ہیں، مولانا کی خاموشی اور اخفا کا راز کبھی کبھی سطح کی اشعار اور جملوں سے فاش ہو جایا کرتا ہے، ورنہ اس پرسکون گہرے سمندر کی گہرائیوں کی کوئی تھاہ نہیں۔

و بردبار ہے، مگر بے نیاز اور مستغنی بھی ہے۔ اَفَاَمِنُوْا مَکْرَ اللّٰہِ فَلَا یَاْمَنُ مَکْرَ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُوْنَ، توبہ اور استغفار، اپنی فروگذاشتوں اور خطایا پر جاری رکھیے۔

جہاں تک ممکن ہو اتباع شریعت اور سنن نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی تابعداری ہمیشہ ہونہ تلب نصب العین رکھیے، ذکر میں غفلت مت کیجیے اپنی غفلات اور معاصی پر ہمیشہ تائب و مستغفر رہیے، عمر گرامایہ کو ضائع مت کیجیے ؎

جز یاد دوست ہرچہ کنی عمر ضائع است   جز سرِ عشق ہرچہ بخوانی بطالت است

سعدی بشوئے لوح دل از نقش غیر حق   علمے کہ راہ حق نہ نماید جہالت است

والسلام۔ زائد ٹکٹ اور لفافہ واپس ہے۔ ۹ ر صفر ۱۳۶۱ھ

مکتوب نمبر ۴۵

کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ آپ بتلائے ہوئے اذکار کو چھوڑ بیٹھے ہیں کبھی جوش میں آیا مہینہ دو مہینہ کیا، پھر چھوڑ بیٹھے، کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ آپ پنجگانہ نماز میں جماعت کی پابندی نہیں کرتے، کیا یہ واقعہ نہیں کہ نماز فرض کو آپ قضا کر دیتے ہیں، صبح کو اسقدر سوئے کہ آفتاب نکل آیا، کیا اس قسم کے واقعات سے آپ کے ہمدردوں اور خیرخواہوں کے دل پر صدمہ نہ ہوگا۔

بہرحال آپ کو لازم ہے کہ اپنی اصلاح کریں اتباع شریعت اور احیائے سنت میں کوشاں ہوں جب آپ پر مصائب کی بوچھار ہوتی ہے تب تنبہ ہوتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ فارغ البالی عطا فرماتا ہے تو بالکل بے فکر بن جاتے ہیں، جس قدر بھی ممکن ہو اپنے کو ذکر کا عادی بنائیے، روزانہ مغرب یا عشاء کے بعد سورہ مزمل گیارہ مرتبہ، اول آخر درود شریف گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھا کریں، اور جب فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا پر پہونچا کریں تو ۲۵ مرتبہ حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل پڑھا کریں ان شاء اللہ تنگدستی دفع ہو جائے گی یہ عمل دائمی ہونا چاہیے۔

والسلام۔   ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ ۲۲ ر صفر ۱۳۶۲ھ

برزخ الشیخ له تاثیر عجیب بغیر
ان یکون للشیخ علم بذالک او ارادة
لایصال المنافع للمرید و توجه
الیه و ذالک من الامور الفطریة
التی جعل الله تعالیٰ ذریعة قویة
الی دفع اباطیل الشیطان و میزاباً توجب
بجلب برکات الله عزوجل و حیث
ان العامة تتزلزل اقدامها فی هذا
المیدان فبناء علیه حکماء الامة
یحتاطون فیه وان له مساغ شرعی
و ثبوت من السنة و طریقه ان یتوجه
الی برزخ الشیخ فتصوره فی صورته
التی کان فی الدنیا لدیه یمیناً او قدّاماً
و فی بلدة الشیخ و مکانه ثم
یتوجه الی الذکر متخیلاً انی مشتغل
بالذکر حینما علمنی الشیخ بین یدیه
و فی مجلسه

(۵) قد علم سابقاً عیرانه فی
ابتداء الامر لا ینبغی للطالب ان
یتشوش بالخطرات و احادیث النفس
فیترک الذکر بل علی الرغم من کل
ذالک یجری فی ذکره و لقراءة القرآن
فی آخر اللیل فی اثناء الصلوة تاثیر قوی
فی تصفیة القلب سیما اذا کانت نیرة

کیفیات پیدا ہوتی ہیں، اور شیخ کو خبر بھی نہیں ہوتی، اور نہ وہ مرید کو کوئی تعلیم یا نفع پہنچانا چاہتا، نہ اس کی توجہ مرید کی طرف ہوتی ہے بلکہ یہ فطری موثرات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے شیطانی وسوسوں سے بچنے کا ذریعہ بنایا ہے، اور برکات یزدانی کے نزول کا باعث گردانا ہے، چونکہ عوام الناس کے قدم اس راہ میں لغزش کرتے ہیں اس لئے حکمائے امت نے اس مسئلہ میں احتیاط سے کام لیا ہے، ورنہ شرعاً اس کی اجازت اور روایات سے اس کا ثبوت ملتا ہے، طریقہ یہ ہے کہ وہ شیخ کی زندگی کو اپنے داہنے یا سامنے تصور کرے یا اس کے مکان اور شہر میں تصور کرے، اور ذکر کی طرف اس طرح متوجہ ہو کہ اپنے دل میں یہ تصور کرے کہ میں ذکر میں اسی طرح مشغول ہوں جس طرح شیخ کے سامنے اس کے بتائے ہوئے طریقہ پر ذکر کرتا تھا۔

(۵) پہلے معلوم ہو چکا ہے، ہاں مرید کو ابتدائی منزلوں میں خطرات و وسوسے اور پریشان کن حالات سے دلگیر نہ ہونا چاہئے۔ نہ اس سے گھبرا کر ذکر کو ترک کرنا چاہئے بلکہ حسب معمول ذکر میں مشغول رہے، اور بالخصوص آخری شب میں نماز کی مدد قرآن کی تلاوت کرنا تزکیۂ قلب کے لئے سب سے زیادہ موثر ہے، خصوصاً اس وقت

طويلة بتدبر المعاني

جبکہ قرأت لمبی اور تفکر وتدبر کے ساتھ ہو۔

(٦) لا يترك شيئا بهذه الخيالات
ينبغي ان ياتي بمعمولاته من الذكر والصلوة والتلاوة مستعيذا بالله من الشيطان الرجيم، ومعتذرا الى الله عزوجل بحضور القلب انك تدري اني اعمله بهذا القصد ولا فرق في ذلك بين الملازم بلا انقطاع ومن يحصل له الانقطاع احيانا فمنه تعويذ نفسه اما اصلاحها عن الريا والسمعة بغير قطع العمل فقد قال السلف ان ترك العمل لمخافة الرياء ايضا شرك

(۶) خیالات سے گھبرا کر وظائف کو ترک کیجیے
نماز، ذکر، تلاوت اور وظائف حسب معمول ادا کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ سے شیطانی وساوس سے پناہ مانگتا رہے اور ساتھ ہی صمیم قلب بارگاہ ایزدی میں معافی ومعذرت بھی کرتا رہے، اور کہتا رہے کہ اے اللہ میں ریاوی اغراض کے لیے یہ نیک عمل نہیں کر رہا ہوں، اور وسوسوں کا آنا تو ہر شخص کیلئے ہے، خواہ اس کام پر مواظبت کرنے والے اور اس شخص میں کوئی فرق نہیں جس سے کبھی کبھی رہ جاتا ہے، البتہ یہ بات مذموم ہے کہ ان اعمال کو مطلقاً چھوڑ دے اور ان کو کرتے ہوئے ریا وغیرہ سے اپنا تزکیہ بذکر کرتا جائے کیونکہ سلف نے فرمایا ہے ریا کے خوف سے عمل کا ترک کرنا بھی شرک ہے

(٧) الاحسن ان تكون الرواتب المذكورة موجودة في مكان يتفرغ القلب للحضور وان فات ذالك فياتي كيفما امكن ولا يتركه راسا

(۷) نیز یہ اشغال بہتر ہے ایسے مقام میں ادا کئے جائیں جہاں سکون قلب حاصل ہو، اگر ایسے مواقع حاصل نہ ہوسکیں تو جیسے بھی ممکن ہو عمل کرنا چاہیے، قطعی ترک بہتر نہیں ہے۔

اخي لا تترك شيئا بالخطرات والوساوس وهذه الخشية ترجى ان تكون حسنة مطلوبة الا ترى الى قوله تعالى والذين يؤتون ما اتوا وقلوبهم وجلة الآية فان الغرور والاعتماد على شيء من العبادة مما يخشى عنه نعوذ بالله واياكم من كل ما لا يرضيه او يحبط العبادة والسلام

میرے بھائی وسوسوں اور پریشان خیالات کی بنا پر کوئی وظیفہ ترک نہ کرو کبھی کبھی یہ خوف سالک کے نیک نتائج کا منبع خیر اور سبب بنتے ہیں، جیسا کہ آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: نیک لوگ نیک کام کرتے بھی جاتے ہیں اور دل میں ڈرتے بھی رہتے ہیں" کیونکہ عبادت پر اعتماد، گھمنڈ کا باعث ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسے کاموں سے بچائے جو ناپسندیدہ ہوں یا حبط عمل کا باعث ہوں والسلام

مکتوب ۴۷

محترم المقام زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ امور مسئولہ کا جواب حسب ذیل ہے۔

درود شریف ۳ مرتبہ سورہ فاتحہ ۳ مرتبہ سورہ اخلاص ۱۲ مرتبہ درود شریف ۳ مرتبہ اس کے بعد یہ دعا کی جائے۔ اللّٰھم تقبل ھذا منی برحمتک وکرمک واجعلہ ھدیۃ الی مشائخ الطریقۃ وبحرمتھم طہر قلبی عمن سواک ونورہ بانوار معرفتک وعشقک یا اللہ یا اللہ یا اللہ۔ جو سانس اندر جائے اس کو اس طرح کھینچیں کہ بلا صوت وبلا حرکت لسان وشفتہ لفظ اللہ پیدا ہو اور اس طرح نکالیں کہ لفظ ھو پیدا ہو اس امر کی بنا پر کہ زبان نہ ہلے اس کو تالو سے چپٹا لیا کریں یہ اس وقت ہے جب کہ سانس مُنہ سے لیا جائے اور اگر سانس ناک سے لینا ہو تو منہ بالکل بند کرلیں اور ناک سے سانس کے داخل ہوتے ہوئے لفظ اللہ اور خارج ہوتے ہوئے لفظ ہو نکالیں اسکی مشق کے لئے روزانہ باوضو قبلہ رو بیٹھ کر تقریباً ایک گھنٹہ مشق جاری رکھیں اور چلتے پھرتے اور اٹھتے بیٹھتے ہر حال میں خواہ وضو ہو یا نہ ہو قبلہ رو ہوں یا نہ ہوں اس طرح اس کی کثرت کی جائے کہ کوئی سانس ذکر سے خالی نہ رہے اور بے اختیار ہونے لگے اور یہ ہی مقصد ظاہری ہے اور باطنی یہ ہے کہ بوقت ذکر یہ تصور ہو کہ باہر سے داخل ہونے والا سانس ہوالظاہر کی خبر دیتا ہے اور اندر سے نکلنے والا سانس ہوالباطن کی خبر دیتا ہے یعنی وہ ذات مقدسہ جو کہ مدلول لفظ اللہ ہے بلا کیف وکم کما یلیق بشانہا باہر موجود ہے اور ہوالباطن میں اخبار ہے کہ وہ ذات مقدسہ بلا کیف وکم کما یلیق بشانہا باطن قلب وروح میں موجود ہے۔ والسلام۔ ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ دیوبند۔

ایک جگہ بیٹھ کر پہلو بدلنے یا ٹیکنے میں کوئی حرج نہیں۔ نیز نشست خواہ دوزانو ہو یا چار زانو، خواہ تمام ذکر میں ایک ہی طرح بیٹھے رہیں یا کبھی ایک طرح اور کبھی دوسری طرح۔ انشاء اللہ آہستہ آہستہ طبیعت کی گھبراہٹ جاتی رہے گی اور شوق پیدا ہو جائیگا۔

مکتوب ۴۸

جو حالتیں بدن میں یا خواب وغیرہ کی پیش آئیں لوگوں سے بیان نہ کیجئے ہاں اگر بے اختیاری طور پر کچھ ظاہر ہو جائے تو مضائقہ نہیں ہے۔ جو حرکات آنسو وغیرہ، درد محسوس ہوتا ہے وہ آثار ذکر کے ہیں مبارک ہوں۔ مید افزا ہیں گھبرائیں نہیں ہاں اگر کوئی حالت غیر قابل برداشت کبھی ظاہر ہو تو پانی پر سورہ فاتحہ گیارہ دفعہ پڑھ کر پھونک کر پی لیا کیجئے انشاء اللہ سکون ہو جائے گا۔ اسم ذات تیس ہزار روزانہ کیا کیجئے۔ پاس انفاس مولوی عبدالرشید صاحب بتلادیں گے اس پر عمل کیجئے۔

مکتوب ۴۹

۲۶ نومبر ۱۹۵۵ء

(۱) پاس انفاس کرتے وقت ھوالاول والآخر والظاہر والباطن کے جزو اخیر کا دھیان رہنا چاہئے یعنی باہر سے آنے والا سانس جو کہ لفظ اللہ تلفظ کرتا ہے خبر دیتا ہے کہ باہر اللہ تعالیٰ کما یلیق بشانہ عزیز منزہ عن تشبیہ وتمثیل بہ موجود ہے اور اندر سے نکلنے والا سانس جو کہ لفظ ھو تلفظ کرتا ہے خبر دیتا ہے کہ باطن قلب بھی وہی ذات مقدسہ کما یلیق بشانہ العظیم موجود ہے۔

(۲) جو نمازیں اور روزے باقی ہیں ان کا تخمینہ اس طرح کیا جائے کہ غلبۂ ظن ہو جائے کہ اس تعداد سے زیادہ نہ ہوگا وہ مقدار تدریجاً ادا کر دی جائے اور ہمیشہ جب تک زندہ ہیں گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے تائب رہیں۔ مال، جان اور زبان تو صلی کے ساتھ فرائض دینیہ کے ادا کرنے کی کوشش فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ مدد کرے گا، ضرورت اس کی بہت زیادہ ہے کہ ذکر میں پوری جد وجہد کی جائے تاآنکہ ذکر طبیعت ثانیہ کر نسبت مع اللہ پیدا کرتا ہو اور احسان جو کہ خلاصہ اور ثمرہ عبادات ہے پیدا ہو نیز شیطانی وساوس میں لاحول پڑھتے رہیں۔ ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا الآیۃ۔ بعد از صلوٰۃ وروزہ زکوٰۃ ونماز کو بجماعت ادا کرنے کی پوری کوشش کریں۔ والذین جاھدوا فینا لنہدینہم سبلنا۔

اس ناکارہ کو دعوات صالحہ سے یاد فرماتے رہیں۔ واللہ یوفقنا وایاکم لما یحبہ ویرضاہ۔ آمین ۵ ربیع الاول ۱۳۷۵ھ

(مع صفحہ ۶۶)

لاحول وغیرہ درمیان میں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

میں دعا کر رہا ہوں۔ متعلقین وپرسان حال سے سلام مسنون عرض کر دیجئے۔

دعوات صالحہ سے فراموش نہ فرمائیں۔ والسلام۔ ۱۵ رجب ۱۳۵۲ھ

مکتوب نمبر ۵۰

امور مسئولہ عنہا کا جواب حسب ذیل ہے۔

(۱) قضا صرف فرائض اور وتر کی ہوگی، سنن موکدہ بعد از خروج وقت نوافل ہو جاتی ہیں جن کی قضا نہیں۔ الا ان یشاء الانسان بنفسہ۔

(۲) یہ حالت کہ زلزلہ زمین میں بوقت ذکر معلوم ہوتا ہے کچھ تعجب خیز نہیں ہے، ذکر کے آثار محمودہ میں سے ہے، اس سے نہ گھبرائیے اور نہ اس سے دل لگائیے صرف محبوب حقیقی پر دل لگائیے، اور اسی کی طرف دھیان رکھئے اس میں شیطانی مداخلت نہیں اللھم زد فزد۔

(۳) اللہ اللہ میں لفظ جلالہ اول میں ضرب ہوگی اور ثانی میں ضرب نہ ہوگی تصور یہ ہوگا کہ میرے قلب میں صرف اللہ ہی اللہ ہے، کوئی دوسرا محبوب اس گھر میں جلوہ افروز نہیں۔

والسلام ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ ۹ ربیع الثانی ۶۶ھ

مکتوب نمبر ۵۱

پہلی حالت پر خوشی اور دوسری پر صدمہ ہوا، اللہ تعالیٰ اصلاح فرمائے، آمین، میرے محترم! قلب کے متعلق ذکر کا احساس نعمت عظمیٰ ہے، اللہ تعالیٰ اس کو روز افزوں ترقی فرمائے انشاء اللہ تھوڑی سی محنت سے یہ جاری اور دائمی ہو جائے گا، یہ حالت خواہ بیداری میں ہو یا سونے میں بہرحال غنیمت ہے، طبیعت کا بدل جانا یا تو کسی گناہ کی شومی سے یا کسی حالت کے اظہار سے یا طبعی قبض سے جو کچھ بھی ہوا ہے، استغفار کی کثرت لازم ہے، افسوس تو اس امر کا ہے کہ چار وقت کی نماز کیوں چھوٹی، ہمیشہ خیال رکھئے، کبھی ایسے وقت میں فرائض ترک نہ ہوں، دل لگے یا نہ لگے، کتنا ہی انقباض ہو، مگر نماز ہرگز ہرگز ترک نہ ہونی چاہیے، توبہ نصوح کیجئے اور کثرت استغفار عمل میں لائیے، انشاء اللہ حالت خوب ہو جائے گی، بارگاہ الٰہی میں جس قدر بھی رونا اور سوز و گداز ہو بہتر ہے، مایوسی نہ ہونا چاہیے، تضرع وزاری مطلوب ہے۔ اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ، (پکارو اپنے رب کو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے) نسبت حقیقیہ کا ابتدائی ظہور ہے اللہ تعالیٰ مبارک کرے، اس کا خیال رکھئے کہ بجز محبوب حقیقی کے کسی چیز کو مقصود نہ سمجھنا چاہیے، احوال و کیفیات ذرائع ہیں، مقاصد نہیں

والسلام، ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ ۲۴ جمادی الاولیٰ ۶۶ھ

یہ واقعہ ہے کہ سالک کے لئے بالخصوص ابتدائی ایام میں تنہائی بہت زیادہ ضروری ہے صحبت شیخ تو بیشک مفید ہے مگر بقول شاعر

از خلائق دور ہمچوں غول باش

دوری رہنا تمام لوگوں سے مفید تر بلکہ ضروری ہے، کسی کمرہ کا قرب و جوار میں انتظام کیجئے حالت بحمد اللہ امید افزا ہے۔ مگر ذکر کی مداومت شرط ہے آپ پاس انفاس پر عمل رہیں انشاء اللہ خود بخود جاری ہوگا، سینہ کا ثقل انشاء اللہ جلد زائل ہو جائے گا، نعماء الٰہیہ میں مزید شکر کیجئے، سوائے محبوب حقیقی کسی کی طلب نہ ہونی چاہیئے۔

کعبہ چہ میروی چہ کشی رنج بادیہ — کعبہ است کوئے دلبر قبلہ است روئے دوست
دنیا و آخرت را بگذار حق طلب کن — کایں ہر دو بوستاں را من خوش می شناسم

محبوب حقیقی کی یاد جس قدر بھی ہو، مفید و ضروری ہے۔ ما اشغلک عن الحق فہو طاغوتک[۱] اسی طرف اپنی توجہ رکھئے، دعوات صالحہ سے فراموش نہ فرمایئے۔ والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ، ۲۰ جمادی الاول ۶۹ھ

مکتوب ۵۳

قرآن مجید بڑی برکت والی کتاب ہے مگر اوراد و وظائف مقدم ہیں ان کے چھوڑنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ آپ تھوڑا سا وقت نکال کر تلاوت کر لیا کریں۔ پاس انفاس میں سعی و کوشش کریں کہ بے اختیار جاری ہو جائے اور ناغہ نہ ہوا کرے میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو ذکر نفسی میں برکت عطا فرمائے۔ والسلام ۲۰ جمادی الاول ۱۳۶۹ھ دیوبند

۱ جو چیز خدا سے غافل کرے وہی طاغوت ہے، غفلت سم قاتل اور یاد تریاق ہے طاغوت کا لفظ بہت جامع ہے کہ اس میں نفس، سوسائٹی، خاندان، شیطان اور حکومت بھی آجاتی ہیں، وہ تمام چیزیں جو خدا کی یاد سے مانع ہوتی ہیں اس لئے طاغوت کو ختم کئے بغیر آدمی اسلام کے حقیقی دائرہ میں نہیں آتا ہے، قرآن میں ہے فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی (البقرہ) اب جو کوئی منکر ہو گمراہ کرنے والوں کو اور یقین لاوے اللہ پر تو اس نے پکڑ لیا حلقہ مضبوط ([illegible])

مکتوب ۵۴

جماعت پنجگانہ کی پابندی اور اس میں جستی باعث فرحت و سرور ہوئی۔ اللہم زد فزد۔
خطرات و وساوس قلبیہ اور احادیث نفس طبعی امور ہیں۔ شیطان اس میں بہت غلو رکھتا ہے،
کثرت ذکر اور قلبی توجہ الی معانی الذکر اس کے دفعیہ کے لئے تریاق ہے۔ من یعش عن ذکر الرحمٰن
نقیض لہ شیطاناً فہو لہ قرین۔ بہرحال ذکر پر مداومت کیجئے۔ اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا۔

علاوہ ان تسبیحات ستہ کے پاس انفاس کیجئے، یعنی محض سانس کے ساتھ بغیر حرکت زبان
و حرکت ہونٹھ بلا آواز یہ ذکر آیندہ ہوا کرے، یعنی جو سانس اندر داخل ہو اس کو اس طرح کھینچئے
کہ لفظ اللہ پیدا ہو، اور جو سانس باہر نکلتا ہے، اس طرح نکالئے کہ لفظ ھو پیدا ہو، زبان کو
اس وقت میں تالوے لگالیا کیجئے تاکہ اس میں حرکت نہ ہو، سانس حسب عادت نہ اتنے زور زور ہو کہ
کوئی سن لے اور نہ جلدی جلدی ہو۔ روزانہ باوضو قبلہ رو مسجد میں یا مکان میں علیحدہ بیٹھکر تقریباً ایک گھنٹہ
اس ذکر کو کیجئے، جو وقت مناسب اور فرصت کا ہو اس کو متعین کر لیجئے، اور برابر اس پر مداومت
رکھیئے، اگر اس وقت پر کسی روز مجبوراً نہ کر سکیں تو اس روز کسی دوسرے وقت میں حتیٰ کہ پاخانہ
پیشاب کرتے ہوئے بھی سانس کو اسی طرح جاری رکھیئے تاآنکہ عادت ہو جائے اور بغیر قصد ہونے
لگے۔ کثرت اوراد بندی کے لئے مفید نہیں،۔ آپ کو تو ذکر کی کثرت کرنی ازبس ضروری ہے
دلائل الخیرات میں ہر منزل کے ساتھ اسماء حسنہ اور اسماء جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ
والسلام نہیں ہیں، بلکہ صرف دوشنبہ کی منزل میں ہیں۔

ترمذی شریف جلد ثانی کتاب الدعوات میں قرآن شریف کے حفظ ہونے کی ایک نماز اور دعا ذکر
کی گئی ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی شکایت کی تھی
اس پر آپ نے یہ طریقہ بتلایا تھا، اس سے ان کو بہت فائدہ ہوا، شراح حدیث اس پر اپنا تجربہ ذکر
فرماتے ہیں، اس پر آپ بھی عمل کریں۔ والسلام ۱۴ رجب ۵۹ھ

مکتوب ۵۵

سانس کو حسب دستور اور عادت آنا چاہیئے، آواز نہ ہونی چاہیئے اگر غلبۂ حال کی بنا پر کبھی خود بخود ہو جاوے، حرج نہیں ہے۔ یہ فرمایئے اب بغیر قصد و بعدم توجہی کے وقت بھی ذکر جاری رہتا ہے یا نہیں، محبت خداوندی یا خوف خداوندی کے غلبہ کی وجہ سے غلبہ گریہ کا ہوتا ہے یا نہیں، بدن میں غیر اختیاری حرکت کبھی معلوم ہوتی ہے یا نہیں، قلب میں ذکر یا اس کی حرکت محسوس ہوتی ہے یا نہیں؟۔

ف۵۵ حفظ قرآن مجید کی نماز و دعا یہ ہے کہ جمعرات کی تہائی یا وسط اس رات کے اس میں
چار رکعت نماز اس طرح پڑھا کیجیے کہ پہلی رکعت میں بعد سورہ فاتحہ سورہ یٰسین اور دوسری میں
بعد فاتحہ سورہ حم الدخان اور تیسری میں بعد فاتحہ سورہ الم تنزیل سجدہ اور چوتھی میں بعد
فاتحہ سورہ تبارک الذی پڑھی جائیں، پھر تشہد پڑھ کر خدا کی ثنا و صفت اور درود شریف پڑھ کر تمام مومنین اور
مومنات اور بھائیوں کیلئے جو گذر گئے ہیں بخشش طلب کیجئے، بعد سلام پھیرنے کے یہ دعا پوری خلوص
وسکون کے ساتھ پڑھی جاوے اللھم ارحمنی بترک المعاصی ابدا ما ابقیتنی وارحمنی ان اتکلف ما لا یعنینی
وارزقنی حسن النظر فیما یرضیک عنی اللھم بدیع السموات والارض ذوالجلال والاکرام والعزۃ التی لا ترام
اسئلک یا اللہ یا رحمن بجلالک ونور وجھک ان تلزم قلبی حفظ کتابک کما علمتنی وارزقنی ان اتلوہ علی
النحو الذی یرضیک عنی اللھم بدیع السموات والارض ذوالجلال والاکرام والعزۃ التی لا ترام اسئلک
یا اللہ یا رحمن بجلالک ونور وجھک ان تنور بکتابک بصری وان تطلق به لسانی وان تفرج به عن قلبی وان
تشرح به صدری وان تغسل به بدنی فانہ لا یعیننی علی الحق غیرک ولا یوتیہ الا انت ولا حول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم۔ حضرت ابن عباس قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پانچ یا سات جمعے کے بعد
آنحضرت صلعم کی خدمت میں تشریف لا کر بیان کیا کہ اس نماز اور دعا کے پہلے میں چار آیات بھی محفوظ نہیں کر سکتا تھا، اور وہ بھی جاتی
رہتی تھیں اور اب بحمد للہ چالیس کے قریب سیکھتا ہوں اور وہ اس طرح دل میں محفوظ ہو جاتی ہیں گویا قرآن میرے سامنے کھلا ہوا رکھا
ہے اور یہی حال احادیث کا بھی تھا اور ہے۔ آنحضرت صلعم نے سن کر فرمایا، اے ابو الحسن تو مومن ہے رب کعبہ کی قسم۔

مکتوب ۵۶

ریل میں جواب لکھ رہا ہوں، پاسِ انفاس پر مداومت کیجئے تاآنکہ طبیعت ثانیہ ہوجائے، چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، لیٹے... غرضکہ ہر حال میں خواہ وضو ہو یا نہ ہو، بدن میں لرزہ پیدا ہونا بہترین علامت ہے، نیز دنیا اور اہلِ دنیا سے بے رغبتی اور نفرت بھی عمدہ بات ہے

اللّٰھم زد فزد۔ اپنے آپ کو ریل یا کسی دوسری تیز سواری پر دیکھنا بھی عمدہ بات ہے، ہرگز ہرگز ذکر میں کمی نہ کیجئے اور جس قدر بھی زیادتی اور مداومت ہوسکے غنیمت سمجھئے ؎

ہر نفس بہرت مسیحائیست چیست	گر نداری پاس اواز جہل تست
این چنین انفاس خوش ضایع مکن	غفلت اندر شہر جاں شایع مکن
دیگرے جز یادِ دوست ہر چہ کنی عمر ضایع است	جز سرِ عشق ہر چہ بخوانی بطالت است
سعدی بشوی لوحِ دل از نقشِ غیرِ حق	علمیکہ راہِ حق نہ نماید جہالت است

اے عزیز! عمرِ عزیز کا لمحہ بسا غنیمت ہے، اور جواہرات بے بہا سے زیادہ قیمتی ہے اس کو اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی میں خرچ کیجئے، الا انبئکم بخیر اعمالکم وازکاھا عند ملیککم وارفعھا فی درجاتکم وخیر لکم من انفاق الذھب والفضۃ وخیر لکم من ان تلقوا عدوکم فتضربوا اعناقھم ویضربوا اعناقکم قالوا بلی یارسول اللہ قال ذکر اللہ (الحدیث)۔ اس سے غافل ہرگز مت ہوجئے۔ ع من نہ کردم شما حذر بکنید۔

حفظِ قرآن شریف پر جو آفت آئی اس سے صدمہ ہوا، مگر مایوس ہونے کی کوئی بات نہیں، مقویات استعمال کیجئے، اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا، میں دعا کرتا ہوں مدرسہ کے لئے دعا کیجئے۔ اگر ہوسکے تو یا بدیع العجائب بالخیر یا بدیع روزانہ بعد عشاء بارہ مرتبہ اول و آخر درود شریف ۱۱ مرتبہ پڑھ کر دعا کیجئے، اگر گھر جانا اور کاشتکاری کرنا بعد از استخارہ سات مرتبہ مرغوبِ طبع ہو تو اسی کو اختیار کیجئے۔ دیہات میں جمعہ نہیں ہوتا۔ اگر نقصان اور فسادات رونما ہوں تو پڑھ لیا کیجئے، مگر پڑھائیے ہرگز نہیں،

مکتوب نمبر ۵

پاس انفاس میں تو جہر ہوتا ہی نہیں، اس سے دماغ پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا، البتہ بارہ تسبیح
الا اللہ چار سو مرتبہ
میں جہر ہوتا ہے جس میں پورا کلمہ طیبہ (لا الٰہ الا اللہ) دو سو مرتبہ (اللہ اللہ) چھ سو مرتبہ اور
(اللہ) یک سو مرتبہ ہے اگرچہ یہ مقدار بتردد ہوتی ہے، مگر پوری تسبیح ضروری نہیں مکمل کریں جہر بسیط
نہیں بلکہ ادنیٰ جہر (ان یسمع غیرہ) کافی ہے، اسی مقدار سے دماغ پر زیادہ اثر نہیں ہوتا
اور اعتیاد کے بعد تو بالکل مضمحل ہو جاتا ہے ہاں اسمیں ضرب علی القلب ضروری ہے جس کی علامات
(ـ) پر ہونا چاہیئے اور وہ بھی بہت زور سے ضروری نہیں ہے۔ مجبوری نہیں کہ صرف کلمہ طیبہ کے ذکر
کو کیا ہو، بہرحال بارہ تسبیح اور پاس انفاس پر اکتفا فرمائیں اور بعد فجر جو ذکر کلمہ طیبہ کرتے ہیں،
اس وقت کو بھی پاس انفاس ہی میں صرف فرمائیں، پاس انفاس میں زبان اور ہونٹ کو حرکت
نہ ہونی چاہیئے نہ اور جہر پیدا ہونا چاہیئے، اندر جانے والے سانس میں لفظ اللہ اور باہر نکلنے والے
سانس میں لفظ ھو پیدا ہونا چاہیئے، اور ھو الظاہر والباطن کا تصور قائم کرنا چاہیئے، اسکو علاوہ
وقت مقررہ کے چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، حتیٰ کہ پاخانہ و پیشاب کرتے ہوئے بھی جاری رکھنا
چاہیئے تاآنکہ طبیعت ثانیہ بن جائے اور بلا اختیار و بلا ارادہ ہونے لگے۔ الحمد للہ کہ اب آپکی
طبیعت صحت پر آگئی ہوئی ہے، اس سے استفادہ کیجئے۔ مشائخ سلسلہ کے لئے ایصال
ثواب کرنے کے بعد یہ دعا ہونی چاہیئے۔ اللھم بجاھھم طہر قلبی عما سواک و نور ہ
بدوام معرفتک و محبتک۔ اگر محبت خداوندی میں آپ کو ہجوم ان خطرات
کا ہوتا ہے جن کو آپ ذکر فرما رہے ہیں تو اول تو یہ خطرہ آیات و نصوص کے مخالف ہے
یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ وغیرہ آیات و نصوص پر غور فرمانے
سے ازالہ ہی ہے، نیز وہ دور ماندگی پیش نظر ہے تو اگرچہ یہ خیال بہت عمدہ اور اعلیٰ ہے، تاہم یہ
چیز نوع بنی آدم اور جملہ افراد میں ہے جس طرح افضال خداوندی نے کروڑوں اربوں
نفوس انسانیہ کو محض اپنے کرم اور جود سے بارگاہ قدس و محبت میں جگہ دی ہے اور دیتا
رہتا ہے باوجودیکہ وہ بھی اپنے والدین کے منی اور حیض ہی سے پیدا ہوئے تھے اور باوجودیکہ
وہ بھی پاخانہ اور پیشاب وغیرہ کی گندگیوں سے ملوث تھے، اسی طرح وہ کریم کارساز ہم کو

بھی ان گندگیوں کے ہوتے ہوئے پاک صاف فرماکر نعمہائے قرب و معیت سے نوازے، آمین۔

ایسے ہی مستبعد پر آیت "خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ" روشنی ڈالتی ہے اسم خداوندی کا ذکر کرنا ایسی زبان سے جو کہ منی اور حیض کے خون اور علق سے بنی ہے زیادہ تر مستبعد ہے ؎

ہزار بار بشویم دہن زمشک وگلاب ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست

جس طرح یہ اجازت ذکر عظیم الشان انعام ہے اسیطرح خداوند قدوس کا اپنے کسی بندۂ انسانی سے محبت فرمانا اور اپنے قرب و معیت اور محبت و رافت سے نوازنا انتہائی انعام و کرم ہے اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ - اِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ "وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِىْٓ اٰدَمَ" الآیۃ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِىْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ۔ بہرحال غور فرمائیے تو بے تعداد انعامات خداوندی اس خاکی انسان پر فرمائے گئے ہیں ؎

نظر کردن بسکینان منافی جلالت نیست سلیمان باچنین حشمت نظرہا کے بموراں کرد

جد و جہد جس قدر ممکن ہو جاری رکھئے اور مایوس مت ہوجئے۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا، وَلَا تَيْاَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ (الآیۃ) اگر بالفرض یہ وہم غالب ہی آتا ہے تو دعا میں صرف دو رہ بانوالی معرفتات پر اکتفا فرمائیے، دعائیں انتہائی تضرع کے ساتھ مانگا کیجئے اور یہ نہ کہیے کہ قبول نہیں ہوئیں، اول تو وظیفہ عبودیت ہی کے خلاف ہے، عبد کا کام مانگنا تضرع وزاری عمل میں لانا، الحاح کرنا ہے ع بشنود یا نشنود من گفتگوئے میکنم۔

دوم یہ کہ ارشاد ہے: "یستجاب لاحدکم مالم یقل دعوت لهم یستجب لی" (او کما قال)

سوم یہ کہ اجابت دعا کا ثمرہ یہی نہیں کہ ہم جو مانگتے ہیں بعینہ وہی چیز حاصل ہو حکیم ورحیم بمقتضائے حکمت ورحمت جو بھی ہمارے بہبودی کی چیز عطا فرمائے، اجابت دعا ہی میں سے ہوگا۔

معاصی میں کمی اور صدور گناہ پر شرمندگی اور نفس کو ملامت علامات کمال ایمانی میں سے ہے۔ اذا سرتک حسنتک وساءتک سیئتک فقد استکملت الایمان (الحدیث راو کما قال) بہرحال اس پر حصول قوالب اعمال صالحہ پر شکر گذار رہیے، لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ قوالب کے بعد ہی نفخ روح ہوتا ہے، جد و جہد انشاء اللہ وہاں تک بھی پہنچائیگی، دعا کرتا ہوں، معاشی جد و جہد میں اقتصاد اور توسط کا لحاظ رکھئے کیا عجب ہے کہ جو خطرات مستقبل میں آپ کے خیالات میں درپیش ہیں ان کا بہترین حل قدرت ظاہر کرئے۔ والسلام

مکتوب نمبر ۵۸

تشرفت بخطابکم المفصل الذی ارسلتموہ من بمبئی فشکرت اللہ علی صحتکم و علی وصول المکتوب و علی فوزکم فی الخطبات، واما ما افدتم بہ فی السلوک فسررت بہ جداً حیث انی لم اتذکر کثیراً مما ذکرتموہ فمن الواجب الآن التمرین فی النفس حتی یکون مجری الذکر بالطبع وغیر القصد ای اذا دخل النفس تحققت لفظۃ الجلالۃ واذا خرج فلفظۃ ھو بغیر ادنیٰ حرکۃ اللسان والشفۃ و بغیر الصوت فتمرنوا بہ لیلی او نہاراً لیلاً و نہاراً قیاماً و قعوداً و علی جنوبکم واجعلوا لہ ایضاً بالخصوص وقتاً فارغاً صباحاً او مساءً وقت خلوۃ بمقدار ساعۃ او قریباً من ذالک ویکن التفکر القلبی ساعتئذ حسب قولہ تعالیٰ ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ اعنی النفس الذی یاتی من الخارج ینبئ انہ تعالیٰ مع غایۃ تنزھہ عن جمیع لوازم المادۃ واتصافہ بجمیع کمالات موجود فی الظاھر

آپ کا مفصل گرامی نامہ مرسلہ بمبئی پاکر شرف حاصل کیا، آپ کی صحت وری اور یاد فرمائی خطبات میں کامیابی کی خبر سنکر شکر خدا بجالایا، آپ نے سلوک میں جن باتوں کا ذکر کیا ہے۔ اس سے بیحد مسرت ہوئی، بہت سی باتیں جو آپ نے لکھی ہیں مجھے یاد نہ تھیں، اس لئے اب ضروری ہے کہ سانس کے ساتھ اور مشق مرین جاری کہیں تاکہ یہ ذکر و فکر طبیعت ثانیہ بن جائے اور پھر بغیر قصد و ارادہ کے جاری رہے یعنی جب سانس اندر جائے تو لفظ اللہ اور جب باہر نکلے تو ھُو، بغیر لبوں کی حرکت زبان کی جنبش اور بغیر آواز کے نکلتا رہے لہذا رات و دن۔ کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہوئے اسکی مشق و عادت جاری رکھیے تنہائی کا تقریباً ایک گھنٹہ مخصوص طور پر الگ اس کیلئے نکالئے صبح و شام کو، اور قریب ایک گھنٹہ تک خاموش مراقبہ کیجئے، اور اس وقت تصور قلبی حسب ارشاد باری ہونا چاہیئے (اللہ تعالیٰ اول ہے آخر ہے، ظاہر ہے باطن ہے) یعنی جو سانس اندر جائے وہ ظاہر کرے کہ اللہ تعالیٰ مادی جسمانی لوازم سے پاک و منزہ ہوتے ہوئے جملہ صفات

كما يليق بشانه تعالى. والنفس
الخارج من الباطن ينبئ انه تعالى
موجود كذالك فى باطن القلب و
الروح واجتهدوا فى هذا التمرين
عسى الله ان يمن عليكم بما من
به المخلصين من عباده وما ذالك
على الله بعزيز. واما ما كان حضرة
الشيخ امر به من تصور الكتابة
الذهبية فلا حاجة له الآن
بعد ما اشتغلتم بالتنفس فان
ذالك اول قدم فى السلوك و
الحمد لله قد تجاوزتم عنه

و کمالات الوہیت کے ساتھ ظاہر میں موجود ہے
اور جو سانس اندر سے باہر آئے وہ بھی اس عنوان
کو ظاہر کرے کہ ذات باری ان ہی اوصاف کے ساتھ
باطن میں بھی موجود ہے، آپ مسلسل مشق جاری رکھیں
ممکن ہے اللہ تعالیٰ آپ پر فیوض و برکات کا
نزول فرمائے، جو اس نے اپنے مخلص بندوں کو
بخشا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ کوئی بڑا کام نہیں
لیکن شیخ نے جو لکھا ہے کہ نقش نگین کا تصور کرے تو
اب اس کی ضرورت باقی نہیں رہی، کیونکہ آپ
ذکر بالنفس میں مشغول ہو چکے ہیں، اور تصور شیخ
تو تصوف کی ابتدائی منزل ہے، اور آپ اس سے
آگے نکل چکے ہیں۔

واما التسبيحات ۱۲ فان كان المراد
من ذالك الذكر الجهرى بالنفى والاثبات
اعنى لا اله الا الله مائتين والاثبات
المحض اى بعمائة واسم الذات
للمكرر ستمائة فان تيسر ذالك دائما
فبها ونعمت وان كان الدوام
على ذالك غير متيسر فاتركوه واقتصروا
على التنفس فاذا صار الذكر بالتنفس
دينا طبعيا جاريا فحينئذ يكون
الاشتغال باواخر اسماء الله

رہ گئیں ۱۲ تسبیحات، تو اگر آپ نفی اور اثبات
سے ذکر جلی کرنا چاہتے ہیں یعنی لا الہ الا اللہ
دو سو بار، اثبات محض چار سو بار اور اسم ذات کا
چھ سو بار، اگر برابر اس کی پابندی ممکن ہو
تو بہتر ہے اور پھر کیا کہنا، اگر دوام نہ ہو تو ترک
کر دیجئے، اور صرف ذکر خفی ضرب پر اکتفا کیجئے
جب یہ ذکر خفی آپ کی فطرت اور طبعی
فعل بن جائے گا تو پھر ان شاء اللہ دوسرا
شغل جاری کیجئے گا . . . .

. . . .

واما ان كان المراد من التسبيحات
الاثنا عشرية سبحان الله مائة والحمد

اگر تسبیحات سے مراد بارہ تسبیحیں ہیں یعنے
سبحان اللہ سو بار الحمد للہ سو بار اور لا الہ الا اللہ

لله مائة ولا اله الا الله مائة وغيرها من التسبيحات الستة صباحا ومساء فالامر بالتيسير اليكم وليس هذه من اذكار السلوك بل من الاوراد

واما ما ذكرتم مسائل الجامع ووقفه فكتب الشافعية غير موجودة لدي وانما كان اشتغالي بالمدينة المنورة تدريسا لا افتاء وامهات الكتب لديهم الروضة والتحفة وكتب ابن حجر والرملي فلا ادري هل هذه المسألة توجد في هذه الكتب ام لا واين مخرجها وارى لي ان تكتبوا صورة السؤال ثم ترسلوها الى السيد زكي البرزنجي بالبوسطة الهوائية ـ وتذكروا الامور الفاسدة والعواقب الكاسدة صراحة في ورقة اخرى فان التفصيل لا يمكن اتيانه في السؤال ولا يلزم ان تذكروا خصوصية . . المسألة واكدوا عليه باسراع الجواب فان فزتم في ذلك تقوم الحجة المقنعة على اركان الجامع

واما علماء الهند فقد افتوا بجواز صرف اوقاف المسجد اذا كان المسجد الموقوف عليه مستغنيا عن غير

سو بار، یہ چھ تسبیحات صبح و شام تو یہ آپ کی سہولت پر موقوف ہے۔ یہ اذکار سلوک میں سے نہیں ہیں، بلکہ عام اوراد و وظائف ہیں۔

آپ نے جامع مساجد اور ان کے اوقاف کا مسئلہ دریافت کیا ہے۔ تو شوافع کی کتابیں میرے پاس موجود نہیں، میں مدینہ منورہ میں درس و تدریس میں مشغول تھا، فتویٰ نہیں دیتا تھا۔ الروضۃ التحفہ شوافع کی مستند ترین کتب ہے اور ابن حجر و رملی کی کتابیں بھی ہیں معلوم نہیں یہ مسئلہ ان کتابوں میں ہے یا نہیں اور کہاں ملے گا، میرا خیال ہے کہ آپ سوال لکھ کر سید زکی برزنجی کے پاس ہوائی ڈاک سے بھیج دیں کیونکہ فتویٰ کے اندر تفصیل کرنا ممکن نہیں ہے، اور نہ مسئلہ کی مخصوص صورت و کیفیت لکھنا ضروری ہے، اور تاکید کر دیجئے کہ جلد جواب دیں۔ اگر آپ کا جواب آ گیا تو جامع مسجد کے ارکان پر انہیں خاموش کرنے والی حجت قائم ہو جائے گی . . .

. . . .

. . . .

ہاں علماء ہند نے فتوے دیا ہے کہ ایک مسجد کے اوقاف دوسری مسجد کی ضروریات میں صرف کر سکتے ہیں، بشرطیکہ مسجد کو

الموقوف علیہ من المساجد بل افتوا
بجواز ذالک علی وجوہ اخر ایضا غیر المساجد
وان شئتم فاطلبوا نقل ذالک عن
دار الافتاء بدار العلوم دیوبند
فانہ فتاء تم ھذا فی زمان حضرۃ
مولانا عزیز الرحمن صاحب المرحوم للراندیر وغیرہا
وان فتشتم علی الامر بواسطۃ القاضی
مسعود احمد تجدونہ انشاء اللہ
ولکن اری ان ھذا الامر لایقنع ارکان
الجامع، وکذالک الامر فی اخذ
الربوا من المخزون فی البنک وان
المسئلہ عند الحنفیۃ بینۃ فان ابا
حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی یجیز ذلک فی دار الحرب خلافا
للصاحبین والثلاثۃ رحمہم اللہ تعالی ولکن اذا
ذکرتم ھذا الرخا ما لسید ذکی البرزنجی فلعلہ یفتی
بنص فی مذہب الشافعیۃ ایضا لذلک اما حنفیۃ
فقد افتوا بجواز بل بوجوب اخذ الربوا من بنوک
الافرنجیۃ التی بالدیار الحربیۃ
وانہ لایجوز ترک شیء من ذالک
وقد شاع قبل فتوی الجمعیۃ بذالک
لعلکم تصلون الیھا فی دفتر الجمعیۃ
او عند المفتی کفایت اللہ ولکن اری ان
ھذا ایضا لایقنع ارباب الجامع

فرصت نہ ہو، بلکہ غیر ضروری آمدنی کو غیر
مساجد پر بھی خرچ کرنے کی اجازت دی ہے
دیوبند کے دار الافتاء سے اس کی سند
منگا لیجئے، کیونکہ اس قسم کے فتاوے
حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب مرحوم
کے سامنے راندیر وغیرہ سے آئے تھے
اگر قاضی مسعود کے ذریعہ اس کی تلاش
کرائیے تو انشاء اللہ مل جائے گا، لیکن
ارکان مسجد کو اس سے تشفی نہ ہوگی، یہی
حال بنک کے سود کا بھی ہے، یہ مسئلہ بھی
حنفیہ کے نزدیک واضح ہے۔ کیونکہ
امام ابوحنیفہ نے دار الحرب میں اسکی
اجازت دی ہے، صاحبین اور ائمہ ثلاثہ
خلاف ہیں۔ اگر آپ ان ہنگاموں کو
سیدذکی برزنجی کے یہاں لکھ بھیجیں تو
بہت ممکن ہے کہ وہ مذہب شافعیہ کے
نصوص آپ کے پاس بھیجدیں، علماء احناف
نے نہ صرف جواز ہی کا بلکہ ان بنکوں سے سود
لینا واجب قرار دیا ہے، جو انگریزوں نے
دار الحرب میں قایم کیا ہے، لہذا سود کی رقم ذرا بھی
چھوڑنی جائز نہیں ہے، اور جمعیۃ کا فتوی پہلے شایع ہو چکا ہے
دفتر جمعیۃ سے آپ کو مل سکتا ہے، یا مفتی کفایت اللہ
صاحب، مگر اس سے بھی ارکین مسجد کو تسلی نہ ہوگی

اخی تعجبت من الاشکال الواقع
فی الذکر الخفی واظن انکم نسیتم
الطریق الذی تبین لکم والاصل فیہ
ان الانسان اذا ادخل النفس فی
الباطن فلیقل معہ لفظة الجلالہ
بغیر صوت ولا تحریک شفة او لسان
وانما تحدث ساعتئذ صوت خفی
بالحس فقط یعلمہ الذاکر المتحسس
لا غیرہ واذا اخرج النفس من الباطن
فلیخرج معہ لفظة (ھو) بغیر
صوت ولا تحریک شفة ولسان
وحیث ان بعض الناس لا یقدرون
ساعتئذ علی منع اللسان من التحرک
امر ارباب الفن بالصاق اللسان
بالحنک الاعلی او الاسفل ولیس
ذلک الا لمنع اللسان من التحریک
فان حصل الامتناع بغیر الصاق اللسان
بالحنک فھو المراد وھذا اذا کان النفس
من الفم واما اذا کان بالانف فحینئذ ینبغی
ان یسد الفم بالکلیة ولا یحرک اللسان ولا
الشفتان ویجری النفس کما ذکرنا سابقا ان
یحدث لفظ الجلالة (اللہ) بالنفس الداخل
ولفظ (ھو) بالخارج بعد ان التنفس بالفم

بھائی مجھے تعجب ہے کہ ذکر خفی سے آپ کو اشکال
پیدا ہو رہا ہے، غالباً آپ کو اس کا واضح طریقہ فراموش
ہو گیا ہے، اصل یہ ہے کہ جب انسان سانس اندر لیجائے
تو جی میں (اللہ) کہے بغیر آواز کے، اور بغیر
حرکت لب کے صرف دل سے اس وقت ایک
خفیف آواز پیدا ہوگی جس کو صرف ذاکر
محسوس کرے گا اور کوئی نہیں، اور جب سانس باہر
آئے تو دل سے لفظ (ہو) نکلے بغیر آواز و حرکت
لب و جنبش زبان کے چونکہ بعض لوگ حرکت
زبان کو روک نہیں سکتے اس لئے ارباب
فن نے حکم دیا ہے کہ زبان کو تالو سے ملائے
تاکہ زبان کو جنبش نہ ہو، اگر بغیر الصاق
کے زبان کی حرکت رک جائے تو فبہا۔
یہ جبکہ منہ سے سانس لے۔ اور جس وقت
ناک سے سانس لے تو منہ بالکل بند ہو
لب اور زبان کو جنبش نہ ہو اور سانس
کی آمد مذکورہ بالا طریق سے ہوتی ہے
یعنی نفس داخل سے (اللہ)۔ . .
اور نفس خارج سے (ہو) نکلتا ہے۔
ہاں منہ سے سانس لینے میں دماغ کو
ضرر نہیں پہونچتا، البتہ ناک سے سانس
لینے میں دماغ میں خشکی پیدا ہوتی ہے
جبکہ ذکر زیادہ کیا جاوے . . .

لا یضر بالدماغ - واما التنفس بالانف ربما یورث الیبوسۃ فی الدماغ اذا اکثر وینبغی مع الذکران یتصور فی القلب مفہوم الظاہر والباطن من آیۃ (ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ) ای تصور بالنفس الداخل نفائل لفظ الجلالۃ ان اللہ سبحانہ موجود فی الظاہر کما یلیق بشانہ منزھا عن الالوان والاعراض والمادۃ وجمیع النقائص التی لا تلیق بشانہ متصفا بصفات الکمال ومایہ الجلال والنفس الخارج ینبغی انہ تعالی موجود فی باطن القلب والروح کما یلیق بشانہ وینبغی ان یکون الذکر ھکذا کل یوم علی الاقل زمنا ساعۃ کاملۃ متوضأ مستقبلا للقبلۃ فی مکان یطمئن فیہ الخاطر ثم فی اوقات الاخر ینبغی ان یداوم علی ذلک قیاما وقعودا و مضطجعا وعلی الجنب ومشیا و رکوبا فی سائر الاحیان حتی لدی التغوط والبول فان الذکر النفسی لا یمنع فی حالۃ ما وان کانت العوائق تمنع عن الذکر الجہری فاقتصر علی ھذا الذکر النفسی ، فانہ خفی لا یطلع علیہ احد ولا یحتاج الی مجلس دائم علیہ حتی یکون ... الطبیعۃ ...

. . . .

. . . .

ذکر میں (ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ) کے مطابق ظاہر و باطن کے مفہوم کا قلب میں تصور رکھیے، یعنی جب سانس اندر جائے اور لفظ (اللہ) نکلے تو تصور کرے کہ اللہ تعالیٰ خارج میں موجود ہے، جیساکہ اس کی شان ہے، وہ اعراض الوان، مادی اوصاف و عیوب و نقائص سے پاک اور صفات کمال و جمال سے متصف ہے، اور جب سانس باہر نکلے تو ظاہر کرے کہ اللہ تعالیٰ دل، روح میں حسب شان جلالی موجود ہے، اسطرح روزانہ ایک گھنٹہ ذکر کرنا چاہیئے۔ باوضو قبلہ رو، پرسکون جگہ میں، اور دوسرے اوقات میں بھی دوام رکھیے، کھڑے بیٹھے، لیٹے، چلتے، پھرتے، سوار، پیدل ہر آن میں، یہانتک کہ حالت بول و براز میں، کیونکہ ذکر خفی ہر حال میں جائز ہے اگر ذکر جلی میں دشواریاں ہوں تو ذکر خفی پر اکتفاء کیجئے۔ اس سے نہ کوئی آگاہ ہوگا، اور نہ مجلس کی ضرورت ہوگی، اسی پر مواظبت کیجئے تاکہ یہ طبیعت ثانیہ بنجائے اور بلا قصد و ارادہ صادر ہو۔ ورنہ ...

الی الارادة ثم الاشتغال بالتدریس	تدریس کا مشغلہ بھی رکھیے، اور جس قدر
والمطالعة فمن اهم الامور فاشتغل	ممکن ہو ذکر و فکر کے مواقع بھی پیدا کیجیے
فیهما واجتهد فی تفریغ الوقت للذکر	. . . .
قدر ما امکن	. . . .
ثم ینبغی ان یکون المقصد من الذکر	ذکر و شغل کا مقصد خوشنودی رب
والجد فی ذلك رضاء الله سبحانه تقیاماً	اور شکر ہونا چاہیے . . . . .
بشکر نعمائه لا غیر	. . . .
ینبغی ان تطالع فی اوقات الفراغ	فرصت کے اوقات میں سید شہید کے
الصراط المستقیم ملفوظات حضرة السید	ملفوظات کا مطالعہ کیجیے، جس کو مولانا اسمٰعیل
الشهید التی جمعها مولانا اسمٰعیل الشهید	شہید رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیا ہے۔ اور
رحمهما الله تعالی وکذلك امداد السلوك	امداد السلوک بھی، یہ تصوف کی بلند
فانها کتابان جلیلان فی السلوك واما	کتابیں ہیں، وسوسے خطرات نفس کی
الخطرات والوساوس فلا یهمنك امرها	فکر نہ کیجیے حتی الامکان ان کے دفع
واجتهد فی دفعها قدر ما امکن فقد	کی کوشش کرنا چاہیے، جیسا کہ ارشاد
قال سبحانه وتعالی إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا	خداوندی ہے، جن کے دل میں ڈر ہے
إِذَا مَسَّهُمْ الایة وقال سید رسول الله	جہاں پڑ گیا ان پر شیطان کا گذر چونک گئے
صلی الله علیه وسلم ان احدکم اذا قام الی الصلوٰة	پھر اسی وقت ان کو سوجھ آ گئی۔ اور حضرت صلعم
اتاه الشیطان یقول اذکر کذا الحدیث	نے فرمایا ہے کہ جب بندہ نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے
فان اشتغلت الخواطر واحادیث النفس	تو شیطان اس کے پاس آتا ہے اور وسوسے لاتا ہے
فعلیك بتکرار سورة الناس کل یوم	اگر وسوسوں سے زیادہ تردد ہو تو سورۃ ناس
مائة مرة فانها اکسیر لدفع انشاء الله	کا وظیفہ کیجیے، یہ اکسیر اعظم ہے
واما القیام من آخر اللیل فاجتهد	آخر شب میں تہجد کی بھی کوشش کیجیے
فی ذلك فان لم یتیسر لاجل المشاغل	اگر مشاغل کی کثرت سے موقع نہ ملے

العلمية فلا ضير فان النية لذلك لا تخلو عن ثمراتها . نعم قبل النوم وان اتيت بركعتين باواخر البقرة تكفيان ان شاء الله عن القيام حسبما ورد في الاحاديث الصحيحة ثم الصلوة في الليل بعد العشاء الآخرة في اى وقت كانت هي التهجد فان فيها ترك الهجود فبعد الفراغ عن المطالعة قبل النوم لو صليت كانت هي من قيام الليل واما حبس النفس فلا تعجل في ذالك ومرن نفسك بالذكر النفسي اولاً حتى يجري وعسى الله ان ينجح من ذالك ايضاً .

تو چنداں مضائقہ نہیں ہے کیونکہ حسنِ نیت بھی مفید نتائج پیدا کرتی ہے، اگر سوتے وقت دو رکعت سورہ بقرہ آخر رکوع کی پڑھ لیں تو کافی ہے ان شاء اللہ جیسا کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے پھر عشاء کے بعد کسی وقت نماز پڑھنا تہجد ہے کیونکہ اس میں ترک نوم ہے، اگر مطالعہ سے فراغت پانے کے بعد قبل استراحت دو رکعت پڑھ لیں تو یہ بھی تہجد ہو جائے گی، ہاں حبس دم کے لئے جلدی نہ کریں۔ ذکر خفی کی مشق کریں تاکہ آسانی سے عادت پڑ جائے، امید ہے کہ آپ کامیاب رہیں گے۔

واما ما بشرتمونی به من جريان الذكر النفسي والمداومة عليه فشكرت الله تعالى على ذالك وعسى ان يكون الازدياد منكم حسبما تيسر فانه الفوز بالمراد ؎

هذى المكارم لا قعبان من لبن
شيبا بماء فكانا بعد ابوالا

اما آپ نے جو ذکر نفسی کے جاری اور برابر ہونے پر خوشخبری سنائی ہے تو میں بھی خدا کا شکر اس پر ادا کرتا ہوں اور امید ہے کہ اس میں زیادتی حسب موقع ہوتی رہیگی جو مقصد اصلی ہے ؎

یہ مکارم ہیں نہ پانی سے ملا ہوا دودھ کے پیالے کہ پینے کے بعد پیشاب بن جاتا ہے

والسلام ختام حسین احمد غفرلہٗ

والسلام ۱۸ ربیع الثانی

ہر چند سالکؒ کو ذکر کی کیفیات اور یہ کہ وہ کس طریق کا ہے پوچھنا نہ چاہیے۔ مریض کو دوا کا استعمال ضروری ہے، اس کی کیفیت وغیرہ سے سوال کرنا لایعنی امر ہے، تاہم اس امر کے ظاہر کرنے میں کوئی بخل نہیں ہے، یہ شغل طریقہ چشتیہ قادریہ کا ہے، آپ کام میں مشغول ہوں، سوائے ذات خداوندی کسی چیز کی ہوس نہ ہونی چاہیے۔

دنیا و آخرت را بگذار حق طلب کن　　　کین ہر دو لولیاں را می خوب می شناسم

جس سے تعلق ہو محض خدا کی وجہ سے، اور جس سے نفرت ہو محض اسی کی وجہ سے قول کم ہو حال زیادہ ہو۔ پرسان حال سے سلام کہدیں۔ والسلام　مورخہ ۲۷؍ اکتوبر۔ از دہلی۔

(بقیہ ص ۔۔) جس کے مختلف مدارج ہیں، (۱) اللہ کے نام کا یاد کرنا (۲) بواسطہ نام کے ذات کو یاد کرنا (۳) یہ کہ نام کا بھی واسطہ نہ ہے، ذات ہی کی یاد پر قادر ہو جائے، لفظ ذکر نفی میں امراض کے علاج کیجانب بھی اشارہ ہے، یعنی بدون اصلاح حال کے جو ذکر کرتا ہے گویا وہ ذکر نہیں۔

سالک　اس مکتوب گرامی میں حضرت امام العصر دامت برکاتہم نے ایک لفظ سالک کا ارشاد فرمایا ہے، ہم جلد دوم کے مقدمہ میں مقدمات سلوک کی کچھ توضیح کریں گے، یہاں لفظ سالک بتانا چاہتے ہیں صوفیہ کی اصطلاح میں سالک وہ ہے جو خدا کی نزدیکی بھی چاہے اور شغل معاش بھی رکھتا ہو یا بالفاظ دیگر سالک وہ ہے جو بغیر علم و تصور اپنے حال سے مقام کو طے کر رہا ہو، اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ آدمی کے دل میں ایک پر زور اور غیر مسخر جذبہ وجدانی ایمان کے حصول کا پیدا ہو جائے اور وہ صرف اس تصدیق و یقین پر قانع نہ رہ جائے جو وراثت میں ملا ہے، یا منطقی اور عقلی دلائل کے پیچ و خم میں پڑ کر ملا ہے، روح کی صلاحیت اور نفس کی استعداد کے اعتبار سے یہ رغبت انسان کے اندر بڑھتی رہتی ہے یہاں تک کہ اس میں ایک بے پایاں جذبہ اس امر کے لئے پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے خالق کو ذوقی طور پر پہچانے۔ چنانچہ قدم رکھتے ہی اوہام دل میں ابھرنے لگتے ہیں، پس وہ ایک مرشد کے دامن میں پناہ لیتا ہے، جو محقق اور عارف باللہ ہو، تصوف سلوک کے تمام مراحل طے کر چکا ہو اور اپنے مشائخ کیطرف سے اس امر کی اجازت رکھتا ہو کہ دوسروں کی تعلیم و تربیت کرے اور جسکا اصل مقصود دنیا میں یہ ہو کہ شیخ کی تعلیم کے مطابق خدا کی بندگی عبادت و ریاضت میں زندگی گزاریگا وہ صدق نیت کیساتھ خدا کیطرف بڑھتا ہے، اور دل کو غیر اللہ کی وابستگی سے پاک کرتا ہے، اسیکو سالک کہتے ہیں ع گر بگویم شرح این بیحد شود۔

مکتوب ۶۰

محترم المقام زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جوابات حسب ذیل ہیں

(۱) پاخانہ اور پیشاب کے وقت میں صرف ذکر لسانی ممنوع ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ بھی ممنوع نہیں لہذا پاس انفاس کا ذکر یا قلب یا روح یا سر یا خفی یا اخفی کا کسی طرح نہ ممنوع ہے اور نہ مکروہ یہ آپ کا توہم ہے شریعت کو اس کو تعلق نہیں۔

(۲) میں کوئی بڑا القاب نہ آپ کو لکھتا ہوں اور نہ میری عادت ہے مدار بڑائی کا قبولیت خداوندی پر ہے نہ عمر پر نہ علم پر نہ عمل پر "پیا جسکو چاہیں سہاگن وہی ہے" ع

تا یار کرا خواہد وکرا طلبد دوست

اگر اس نے قبول کر لیا تو زہے قسمت ورنہ کچھ ٹھکانا نہیں قبول کرے تو تراب الارض والسماء خطائیں اور معاصی ایک دم میں معاف ہو جائیں بلکہ حسنات بن جائیں (اولئک یبدل اللہ سیاٰتہم حسنات) نہ قبول فرمائے تو جبال حسنات ذرہ سے بھی چھوٹے ہو جائیں بے نیاز اور بے پروا سرکار ہے پھر کیا چارہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو بڑا کہیں۔

حاشیہ مکتوب ۶۰ پیشوائے راہ شریعت و ہادی دین متین دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
عرصے سے آنجناب کی خیریت معلوم نہیں ہوئی تردد ہے خود ارادہ کئی بار ہوا لیکن ایسی کاہلی ہے رہ گیا اب چونکہ بہت
مطلب پڑا ہی چند امور دریافت طلب جمع ہو گئے سو آمادہ ہو گیا
(۱) ذکر رفع حاجت کے موقع پر جیسا کہ آنجناب نے تحریر فرمایا کہ جائز ہے ویسے ہی بجا وہ کیسی کی لو کے
ساتھ ہی دم مارنے کی جا نہیں لیکن خاص بیچارہ کے وقت ذکر قلبی بھی کرتے ہوئے میری کم بخت طبیعت منقبض ہوتی
ہے اور دل بھی گوارا کرتا اس کا کیا علاج کروں؟ (۲) آنجناب خط میں کوئی بڑا القاب تحریر نہ فرمایا کریں کبر پیدا ہوتا
ہے۔ ایسے ہی جب آنجناب نے دعا کے لئے لکھا تو نفس کو اچھا معلوم ہوا اور عجب و کبر آ گیا حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے سیدنا فاروق اعظم سے دعا کرائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لیکن مجھ بد نصیب کا عجب حال ہے اس کا کیا علاج کروں؟
ذکر بحمد اللہ پابندی وقت چلا جا رہا ہے" وہ خوف" اگرچہ نفس کو اس کے ثمرات کے حصول کی
رغبت و خواہش بعض وقت ہوتی ہے لیکن اس کو بھی جھڑک کر خاموش کر دیتا ہوں کہ
خدا کی ہی کس قدر عنایت ہے کہ اس نے چند عرصے کا سر لگا رکھا ہے ورنہ پہلے تو یہ بھی نہ تھا۔ اگر ان کو ہی لینا چاہئے
اور عنایت ہو گئے نجات فرما دیں تو بہت ہے بے مثال مہربانی ہے جس کا ہر وقت کھٹکا لگا رہتا ہے (۳) تذکرۃ الرشید
میں یہ لکھا ہے کہ درود دوں ہیں" بعد دوسرے معلوم کہ "لوگ پڑھتے ہیں" میں اس کو پسند نہیں کرتا کیونکہ اس سے معلومات باری
تعالیٰ کے منافی ہونے کا شبہ ہوتا ہے سو جو درود شریف آنجناب نے بندہ کو ارشاد فرمایا ہے وہ برابر اسی طرح پڑھتا

یقیناً ذکر و شغل پر مداومت ہونی یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔ الاستقامۃ فوق الکرامۃ
مگر ثمرات جس کی نفس خواہش کرتا ہے اگر وہ انوار، الہامات، کشوف، رویائے صادقہ وغیرہ اشیاء ہیں
تو انتہائی غلطی ہے۔ غیر اللہ کا قصد کرنا اور اُن کی خواہش ہونی الدین گمراہی ہے ؎

دنیا و آخرت را بگذار حق طلب کن — کایں ہر دو لولیاں را من خوب می شناسم

سب کو زیرِ لا لانا چاہیے اور الا اللہ کی ضرب سے صرف ذات "وحدہٗ لا شریک لہٗ" کا قصد کرنا چاہیے
فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہ احداً

ان ہاں فراق و وصل بھی غیر ہیں ؎

فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب

بجز رضائے الٰہی اور کوئی قصد نہ ہونا چاہیے (ویبتغون فضلاً من اللہ و رضواناً، ورضوان
من اللہ اکبر۔ یہ رضائے الٰہی اگر ہزار برس عبادت کے بعد بھی حاصل ہو تب بھی عظیم الشان
کامیابی ہے۔ ورزقنا اللہ وایاکم بہر حال انوار الہامات وغیرہ کے لیے اسلاف فرماتے ہیں تلک
خیالات تربی بہا اطفال الطریقہ

(۳) درود شریف میں عدد کل شئ معلوم لک" اس کو حضرت قطب عالم حاجی امداد اللہ صاحب قدس
سرہ العزیز پسند فرماتے تھے جن اشیاء سے صفاتِ الٰہیہ کو تعلق ہے اُن میں سب سے زیادہ وسعت علم کو ہے۔
بنا بریں عدد خلقک و رضاء نفسک و زنۃ عرشک و مداد کلماتک وغیرہ الفاظ وارد ہے
اس لفظ کو اوسع ترین شمار کیا جائے گا اور یہی مقصد درود شریف پڑھنے والے کا اس مقام پر ہے معلومات
الٰہیہ کی نسبت دیگر اشیاء کتنا ہی غیر محدود قرار دیا جائے مگر وہ احاطہ علمیہ میں ضرور داخل ہیں واحصی کل
شئ عدداً۔ تو اس لحاظ سے اگر فنا ہی کہا بھی جائے تو کیا حرج ہے۔ مگر حضرت گنگوہی قدس اللہ
سرہ العزیز اس مقام پر (کما تحب و ترضی عدد ما تحب و ترضی) کو پسند فرماتے ہوئے ترجیح دیتے
تھے اور دریافت کرنے سے پہلے میرا یہی خیال تھا مگر چونکہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے امر فرمایا تھا

رضا ہوں کوئی حرج نہیں (۲) تذکرۃ الرشید میں ہے کہ یا باسط گیارہ سو مرتبہ بعد نماز عشاء اور یا مغنی گیارہ مرتبہ
ما صبح اول و آخر [illegible] درود شریف پڑھنے سے [illegible] انشاء اللہ [illegible] کی باکافی چلی ہو
سے کہ اس پر دوام کرے انشاء اللہ تنگی دور ہو جائے گی اور خدا کی مدد حاصل ہوگی [illegible] دونوں چیزوں کی حاجت
ہے کیا میں دعا کر سکوں (۳) [illegible] کی بعد [illegible] جس کے باعث کسل اور طبیعت

اور حضرت حاجی صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کے معمولات میں بھی مرقوم ہے اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم اپنے متوسلین کو یہی تھی میں نے یہی قائم رکھا آپ کا جی چاہے تو کیا تعجب ہے جاری کر دیں۔

(۴) و (۵) ان کو عمل میں لائے کچھ حرج نہیں۔

(۶) قوت ہاضمہ کے لئے مجھ کو کوئی نسخہ معلوم نہیں۔ میں طبیب نہیں ہوں۔ ہاں اگر ورزش جسمانی (ڈنڈ) کا التزام کیا جائے جس میں صرف ۲۱ ڈنڈ روزانہ نہار منہ لنگوٹ باندھ کر کر لیتا اور اگر ممکن ہو تو چند ہاتھ ملکی جوڑی کے پھیر لینا بہت زیادہ مفید ہے المومن القوی خیر من المومن الضعیف وفی کل خیر الحدیث اس سے قوت ہاضمہ اور اعضاء رئیسہ کی تقویت اور بدن کی چستی وغیرہ امور سب حاصل ہوتے ہیں۔ ڈنڈ سے فارغ ہونے پر اگر رات بھر بھگوئے ہوئے مٹھی بھر چنوں کے پانی کو شہد میں میٹھا کر کے پی لیا جائے تو نور علی نور جسمانی صحت اور قوت کے لئے مفید تر ہے۔

(۷) جو حالت بعد از فراغت وظائف ہوتی تھی نہایت مبارک تھی مگر وہ مقصود بالذات نہیں سوائے رضائے الٰہی اور سوائے ذات اللہ تعالیٰ اور کسی کی خواہش نہ کرنی چاہیئے وہ حالت بھی تو غیر خدا ہے۔ حاصل جو کچھ ہو وہ بہتر ہے مگر مطلوب اور مقصود صرف ذات الٰہی اور اس کی رضا ہونی چاہیئے آپ ذکر پر مداومت کیجئے اور جی لگا کر ثابت قدم رہیئے سب کچھ حاصل ہوگا کسی دوسرے عمل کی خوف و رجا وغیرہ کے حصول کے لئے ضرورت نہیں۔

(۸) درود پڑھتے وقت روضہ اطہر کے سامنے کھڑے ہونے کا تصور کوئی اصلیت نہیں رکھتا

(۹) ریا اور نمائش سے جہاں تک ممکن ہو بچیئے۔ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانئے اور اسی کے راضی کرنے کا خیال کیجئے یقین رہے کہ اگر ساری دنیا راضی ہو جائے اور وہ راضی نہ ہو تو کوئی فائدہ نہیں اور اگر وہ خوش ہو اور ساری دنیا انتہائی دشمن ہو تو کوئی ضرر نہیں پہونچا سکتا لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد۔ الحدیث

(۱۰) جو عمل شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ کا درباره زیارت باسعادت ہے اس کو جاری رکھنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔

(۱۱) تایا صاحب کا سفید لباس میں ہونا امید افزا ہے امید کہ ان کی مغفرت ہو گئی ہو کچھ اعمال سیئہ کا اثر بھی ان کے ساتھ موجود ہے جو کہ درد اور کرب وغیرہ کی صورت میں ظاہر ہے ایصال ثواب اور استغفار مناسب ہے۔ والسلام حسین احمد غفرلہٗ، ۲ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ

مکتوب نمبر ۱۱

ذکر کرتے وقت طبیعت پر زور ڈال کر ذکر کے معنی اور مذکور کی عظمت اور محبوبیت کا دھیان رکھا کریں اسباب و افکار دنیاویہ میں حتی الوسع حصہ اور دلچسپی نہ لیا کریں، ان امور کا خیال رکھیں، اس کا بھی التزام کریں کہ جب کوئی خطرہ آئے، اس کو دل میں ٹھہرنے نہ دیں، اور دلچسپی پیدا نہ ہونے دیں۔ فوراً دفع کریں۔ آپ کو اپنی دعاؤں اور اذکار میں نقصانات نظر آ رہے ہیں، ان کو مکمل کرنے کی جدوجہد رکھنی ہی چاہیئے۔ مگر واقعہ یہی ہے کہ ہم کتنی بھی کامل عبادت کریں، شان الٰہی کے سامنے وہ نہایت حقیر اور ناقص ہے، جب کہ سرور کائنات سید الرسل علیہ السلام فرماتے ہیں۔

ما عبدناك حق عبادتك ولا عرفناك حق معرفتك ۔ تو ہم اور آپ کس شمار قطار میں ہیں ..... آپ کو ہمیشہ ذلیل و خوار سمجھنا اور اپنے اعمال و اخلاق کو ناقص سمجھنا واقعیت اور ضروری ہے، اور اس پر ناز کرنا اور کامل سمجھنا خوفناک ہے۔ لن ینجو احدکم بعملہ الا ان یتغمدہ اللہ برحمتہ (او کما قال علیہ السلام) تم میں سے کوئی بھی اپنے عمل کی بنا پر نجات نہیں پا سکتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں چھپالے اس کی رحمت اور کرم کا ہمیشہ سہارا چاہنا چاہیئے اور صرف اسکی رضا کی طلب ہی چاہیئے۔

فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد ازو غیر ازیں تمنائے

حاشیہ مکتوب ۱۱ مذکور کی عظمت کا تصور، دنیا سے بے رغبتی، اپنے اعمال کو ہیچ سمجھنا، رحمت پر بھروسہ اس کی رضا کی طلب نفس کو سمجھا کر رام کرتے رہنا وغیرہ اس مکتوب سامی کے نبیادی نکتے، تصوف و سلوک نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اساسی خط و خال ہیں، اس مکتوب گرامی کے اندر حدیث کا لفظ آگیا ہے جسکی تشریح ہم اپنے استاد حضرت مولانا حمید الدین فراہی رحمۃ اللہ علیہ جو علوم قرآن کے امام، تقوی اور طہارت، وفور عقل اور درستی عمل کے لحاظ سے آیۃ من آیات اللہ تھے، ان کی زبان سے

جب کہ وہ ہمارے حرکات و سکنات، اقوال و اعمال، نیات و خطرات سب کا جاننے والا ہے، تمام دنیا و ما فیہا سے اہم اور ضروری چیز ہے۔ نفس کو ہوی وحب دنیویہ سے ہٹانا.... اس کو ہمیشہ سمجھانے اور فکر کرنے سے ان شاء اللہ عادت ختم ہو جائے گی۔

کچھ حرج نہیں، لیس علی المریض حرج، آیت قرآنی ہے، طبیعت پر زور ڈالئے اور جس وقت غصہ آئے تو اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب اور اس کی قدرت کو یاد کیجئے۔ من لا یرحم لا یرحم، الراحمون یرحمہم الرحمٰن، ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء (حدیث نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام) جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔ رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے، زمین والوں پر رحم کرو تم پر آسمان والا رحم کرے گا۔ لوگوں پر رحم کرنے کی اور احسان کرنے کی عادت ڈالئے۔ ذکر میں کوشش زیادہ سے زیادہ ہو یعنی اس کی مداومت کی، معنی و مضمون کے خیال رکھنے کی جاری رکھیئے۔ خدا کی مدد فرمانے کا قوی وعدہ فرماتا ہے۔ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا آیت قرآنی ہے۔ من تقرب الی شبرا تقربت الیہ ذراعا (حدیث) جو مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے میں اس سے ایک گز قریب ہوتا ہوں) کا خیال رکھئے۔ مگر جو کچھ ہو اس میں ریا، سمعہ، اغراض دنیویہ نہ ہوں، پیدا ہونے کی صورت میں اولاً غض بصر کیجئے، ثانیاً استغفار کی کثرت رکھئے، یعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور کا دھیان رکھیئے اور ان الحسنات یذھبن السیئات سے امید باندھئے۔ اللہ آپ کی اور میری اور تمام مسلمانوں کی دستگیری فرمائے۔

والسلام۔ ۲۷ شعبان ۱۳۶۲ھ

مکتوب نمبر ۶۲

(۱) آپ کا ذکر میں کوتاہی کرنا اور پاس انفاس کو دن رات میں صرف دس پندرہ منٹ انجام دینا انتہائی کسالت اور بے توجہی ہے۔ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِہِمْ[۱] کا سماں کس طرح پیدا کریں گے، کیا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا وَّسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا۔[۲] پر اسی طرح عمل ہو سکتا ہے، وَاذْکُرْ رَّبَّکَ[۳] فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَۃً وَّدُوْنَ الْجَہْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَکُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ، فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ[۴] پر کس طرح عمل کریں گے۔ افسوس آپ بہت زیادہ غفلت اور کوتاہی میں مبتلا ہیں، آپ مجھ سے وقت پوچھتے ہیں میں کیا بتا سکتا ہوں، آپ خود سوچئے، اور انتظام کیجئے۔

(۲) رمضان شریف کے روزوں کے لئے اکثر متیقن یا کم از کم اغلب ظن پر جتنے دن ہوں ان کی قضا رفتہ رفتہ کیجئے یہ سردی کے ایام غنیمت باردہ ہیں۔

(۳) نظر کی حفاظت کیجئے، استغفار اور ذکر کی کثرت کیجئے۔ نظر شہوت کو روکئے مشتبہات سے اجتناب کیجئے، بالخصوص خلوت ہرگز نہ ہونی چاہیئے۔

(۴) کرکٹ وغیرہ ہو ولعب میں جانا بالکل چھوڑ دیجئے، آخرت اور خداوندی

(حاشیہ مکتوب نمبر ۶۲) [۱] وہ جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے [۲] اے ایمان والو یاد کرو اللہ کی بہت سی یاد اور پاکی، بولتے رہو اس کی صبح و شام۔

[۳] اور یاد کرتا رہ اپنے رب کو اپنے دل میں گڑگڑاتا ہوا اور ڈرتا ہوا، اور ایسی آواز سے جو کہ پکار کر بولنے سے کم ہو، صبح کے وقت اور شام کے وقت اور مت رہ بے خبر [۴] پھر جب تم نماز پڑھ چکو یاد کرو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے۔

مکتوب نمبر ۶۳

جو جسمانی یا قلبی کیفیات آپ نے لکھی ہیں، مبارک ہیں، ذکر کی کیفیات جب جسم میں سرایت کرتی ہیں تو بہت لذتیں پیدا ہوتی ہیں، یہ بعینہ وہی مثال ہے کہ فلاسفہ لکھتے ہیں کہ اجزاء ناریہ دخانیہ جزء ارضیہ کو اڑا لیجانا چاہتے ہیں راستہ میں سحاب سے اصطکاک ہوتا ہے تو گرج برق، صاعقہ، رعد، شہاب وغیرہ پیدا ہوتے ہیں، ان سے گھبرانا نہ چاہیے، اور استقلال کے ساتھ کاربند ہونا چاہیئے۔ یہ کیفیات قلب سے تجاوز کر کے تمام جسم میں ساری ہوں گی اور سلطان الاذکار کا غلبہ ہوگا، چونکہ نفوس میں علی اختلاف الاستعداد مختلف اطوار پر ظاہر ہوتا ہے، بعض اشخاص کو محسوس ہوتا ہے کہ جسم کا ہر ہر حصہ اور ہر ہر بال و ذرہ ذرہ ذکر کرتا ہے، بعض کو دوسری کیفیات پیش آتی ہیں، جو کیفیت تارہ کی طرح معلوم ہوئی وہ بھی بہتر ہے، مگر کسی سے تلذذ نہ کیجئے، صرف اللہ تعالیٰ اور اس کی رضا میں سرگرداں ہو جائیے، اسی سے دل لگائیے اور غیر اللہ کو تحت قدم لائیے اور استقلال اور عالی ہمتی کے ساتھ محبوب حقیقی کی طلب قلب اور روح میں قائم کیجئے، اس کے سوا جو کچھ ہے غیر مقصود اور غیر محبوب ہے اوقات فارغہ کو اسی کے ذکر و فکر میں صرف کیجئے، دوہرہ: بلا بات رشتہ توڑ؛ بابات رشتہ جوڑ احوال کو کسی سے بیان نہ کیجئے۔

والسلام ۵ رجب ۱۳۵۵ھ

مکتوب نمبر ۶۴

محترم المقام زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ذکر کا یہ اثر نہایت امید افزا ہے کہ بلا اختیار جاری ہونے لگا۔ غیر مناسب مواقع پر خود بخود جاری ہونا اطمینان بخش ہے امام مالک کے نزدیک تو ذکر پاخانہ اور پیشاب وغیرہ کرتے ہوئے بھی جائز اور مستحسن ہے، ائمہ ثلاثہ اس کو مکروہ فرماتے ہیں، مگر ذکر غیر لسانی خواہ سانس سے ہو یا قلب سے روح سے ہو یا سر سے یا خفی و اخفیٰ کا اس میں کسی کے نزدیک کوئی کراہت نہیں، نماز میں خود بخود ہونے لگے تو مت روکئے، بہرحال اس کو جاری ہونا چاہیئے، یہاں تک کہ سوتے وقت بھی جاری ہو جائے، اگرچہ سونے والے کو اس کا علم نہ ہو، مگر پاس کے جاگنے والے کو سانس کی کیفیت سے ذکر محسوس ہونے لگے، گریہ غلبہ ہونا نسبت چشتیہ کا ظہور ہے، اللہ تعالیٰ روز افزوں ترقی فرمائے، آمین۔

جو لمحہ اور سانس ذکر کے ساتھ گذرتا ہے، وہی حقیقت میں زندگی کا لمحہ ہے، باقی تو محل گفتگو ہے الدنیا ملعونۃ وملعون ما فیہا الا ذکر اللہ وما والاہ او کما قال، اگر اسباق اور مجالس میں ہو تو اس سے بڑھ کر کیا بات ہوگی۔ دوہرہ

جب پیت لگی تب لاج کہاں سنسار ہنسے تو کیا ڈر ہے
دکھ درد پڑے تو کیا چنتا دکھ سُکھ تو کیا ڈر ہے

عشق چوں خام است باشد بستۂ ناموس ننگ
پختہ مغزانِ جنوں را کے حیا زنجیر پاست

اگر لوگ رنگ آمیزی کریں اور مذاق اڑائیں تو کیا پروا ہے، اسکا خیال بھی نہ ہونا چاہئے اللہ مبارک کرے جو واقعات خلاف طبع پیش آرہے ہیں انکی پروا بھی نہ کیجئے، اپنے کام سے کام رکھئے، میں نے سنا ہے کہ دورہ میں دو سو پچاس سے زاید طلبا ہیں، پھر کیسے کہا جا سکتا ہے کہ ۲۵ یا ۵۰ سو سے زیادہ طلبہ نہیں آئے اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔ والسلام ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۶۱ھ

مکتوب نمبر ۴۵

میرے محترم آپ اس امر کا اندازہ نہیں کر سکتے کہ میں کس قدر عدیم الفرصت ہوں اور ڈاک کی آمد کس قدر زیادہ ہے، میں سخت متحیر ہوں کہ کس طریقے سے جناب کے خطوط کا جواب دوں، خواب میں دیکھنا آپ کی عنایات اور توجہات کا نتیجہ ہے، مولانا تھانوی کے مواعظ بہت مفید ہیں ضرور ان کا مطالعہ رکھیں (علی ہذا القیاس تربیت السالک بھی مفید ہے) پریشانیوں کے ازالہ کے لئے روزانہ تین سو مرتبہ بعد از عشاء لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین پڑھ لیا کریں، اور سوتے وقت سترہ مرتبہ سورۃ الم نشرح لک پڑھ کر سینہ پر دم کر لیا کریں۔

اہلیہ محترمہ کے پابند وظائف اور صلوٰۃ ہونے سے بہت خوشی ہوئی۔ ان سے اور تمام بہنوں سے بہت بہت سلام عرض کر دیں سب دعا کرتا ہوں۔ پاس انفاس اگر نماز میں خود بخود جاری ہو تو نہ روکیں اور اپنے طور پر جاری کرنے کی کوشش نہ کریں، نماز کی طرف دھیان رکھیں، میں سب کے لئے دعا گو ہوں اللہ تعالیٰ سب کو مقاصد دارین میں کامیاب فرمائے آمین۔ والسلام ۲ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ

مکتوب ۶۷

محترم المقام زید مجدکم　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ　　مزاج مبارک

(۱) میرے محترم پاس انفاس سے اصلی غرض یہ ہے کہ انسان کا کوئی سانس اللہ کے ذکر سے خالی نہ رہے نہ اندر جانے والا سانس نہ باہر نکلنے والا سانس۔ انسان دن رات میں تقریباً پچیس ہزار سانس لیتا ہے سب کا سب ذکر سے معمور ہے۔ عمرِ عزیز کا جو حصہ بھی ذکر میں گذرے وہی زندگی ہے اور وہی مفید ہے۔ ؎

صبر کن حافظ بسختی روز و شب　　٭　　عاقبت روزے بیابی کام را

(۲) توکل کی عادت ڈالئے اور اللہ تعالیٰ ہی پر ہر کام میں اعتماد اور بھروسہ کیجئے انشاء اللہ تدریجی طور پر اثر ہوگا۔ ؎

تو مگو ما را بآں شہ بار نیست　　٭　　بر کریماں کارہا دشوار نیست

(۳) بیشک یہ امور مثلاً جھوٹ بولنا، وعدہ خلافی کرنا، امانت میں خیانت کرنا نفاق کے شعبے ہیں مگر یہ نفاق عقیدہ نہیں ہے نفاق عمل ہے ان کو جہاں تک ممکن ہو چھوڑنا چاہئے اور اس کے ترک کی کوشش میں لگے رہنا چاہئے اور بارگاہ خداوندی میں استغفار کرتے رہنا چاہئے اور اسی سے دعا مانگتے رہنا چاہئے کہ وہ کریم کارساز تمام بری عادتوں اور تمام ناپسندیدہ اخلاق اور اعمال سے ہم کو بچائے اور موجودہ ناسزا امور کو دور کر دے۔

(۴) آپ ذکر اور اتباعِ شریعت و سنت پر مداومت کرتے رہئے انشاء اللہ اصلاح رفتہ رفتہ ہو جائے گی۔ اہل و عیال اور ان کی خبرگیری چھوڑ کر میرے پاس آنا بہتر نہیں ہے

والسلام۔ ننگِ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ ۲۹ ربیع الثانی [illegible]

حاشیہ مکتوب ۶۷ نفاق کی دو قسموں کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ ایک نفاق اعتقادی دوسرے نفاق عملی۔ پہلا زیادہ سنگین ہے۔ کیونکہ اس میں سرے سے قلبی تصدیق ہی نہیں ہوتی ہے اسی کو اصل نفاق کہا جاتا ہے اور اسی اعتبار سے جو منافق ہے اس میں اور کافر میں آخرت کے دن کوئی فرق نہیں کیا جائے گا بلکہ وہ جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں ہوگا۔ عملی نفاق یہ ہے کہ اس نے دل سے تصدیق کی ہے مگر اعضاء و جوارح کے اعمال پورے طور پر ادا نہیں کرتا، تو اس کو فاسق کے نام سے بھی تعبیر کیا گیا ہے اور بعض سلف سے یہ بھی منقول ہے کہ اگر دل کا عمل تصدیق کے ساتھ نہ ہو رہا ہے تو یہ نفاق عملی ہے۔ نفاق دراصل قلب کی ایک خاص حالت کا

مکتوب نمبر ۴۶

جناب گورنر صاحب ... ۲۴ر مارچ کا والا نامہ مفصل باعث سرفرازی ہوا، بحمد اللہ خیر و عافیت سے ہوں، یہاں اجتماع عظیم ہے، اجتماع کہاں نصیب ہو سکتا ہے، نمبر ایک میں جتنا تقریباً دو سو ہے شاہد صاحب، مظفر صاحب بھی اسی احاطہ میں ہیں، ان کے علاوہ باقی موجود بھی ہیں، ہر طرح سے آرام و راحت ہے، اصل کا واقعہ معلوم کر کے صدمہ ہوا کاش روانگی سے پہلے آجاتی، تقدیرات الٰہیہ میں کیا چارہ ہے۔

صدیقی صاحب کا مفصل والا نامہ یہاں آیا، جو کہ صدر صاحب کی روانگی اور ان کے جماعت کی نیرنگیوں کی مفصل داستان ہے، آپ کے اور گورنر جنرل صاحب کے ملاحظہ کے لئے بھیج رہا ہوں، دیکھئے اور عبرت پکڑئے، قدرت کے کارنامے ہیں، استعفاء کے الفاظ بھی عجیب و غریب ہیں، مگر اس کو نہیں بھیجتا، بہرحال چار پانچ نئے مدرسوں کے ذریعہ سے دار العلوم سنبھال لیا گیا۔

امور مسئولہ کے جوابات (۱) ذکر میں بصورت سانپ گھناؤنی چیز کا نکلنا بہت عمدہ اور مفید ہے، اس کے یہ معنی ضروری نہیں کہ خناس بالکل جدا ہو گیا، ہاں اس کا کوئی اثر کم ہو گیا اور ذکر کی برکتوں سے ایسا ہونا ضروری ہے، وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ سے معلوم ہوتا ہے کہ غفلت عن الذکر کی بنا پر جو شیطان مسلط تھا وہ بوجہ ذکر جدا ہو گیا، اب وہ جدا تو ہو گیا، مگر کیا صرف ایک ہی تھا کہ اس کے جدا ہونے کے بعد میدان بالکل خالی ہو گیا، یہ کہاں سے سمجھ لیا گیا، اتنے دنوں کی غفلت نے جدا جانے

ؔ بعض اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں، جو تحریک ۱۹۴۲ء کے زمانہ میں برتی گئی تھیں، گورنر اور صوبیدار صاحب سے مراد مولانا سید محمد میاں صاحب ہیں جو اس زمانہ میں جمعیۃ علماء صوبہ یوپی کے ناظم تھے اور صدیقی صاحب سے مراد عبد الوحید صاحب غازی پوری ہیں، جو اس وقت دار العلوم کے شعبۂ تنظیم کے انچارج تھے۔ اور صدر صاحب سے مراد مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی مرحوم ہیں جو دار العلوم کے صدر مہتمم تھے، اور گورنر جنرل یا وائسرائے سے مولانا حفظ الرحمٰن صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء ہند مراد ہیں۔ ابو معز حافظ سادات ان کی کنیت ہے ۱۹۴۵ء واقعہ یہ ہوا کہ مولانا محمد میاں صاحب نے خواب دیکھا

ان شیاطین کے کتنے انڈے بچے پیدا کردئیے ہوں گے، ذکر پر مداومت سے ان شاء اللہ آہستہ آہستہ صفائی ہوجائیگی، نیز نفس تو جدا نہیں ہوا، وہ سالہا سال کی مصاحبت سے جو رنگ حاصل کر چکا ہو وہ دوچار دن میں کہاں جائے گا، وہ اپنا رنگ لاتا ہی رہے گا، بہر حال مردانہ وار کام کیجئے اور ان لغویات کی طرف دھیان نہ کیجئے۔

(۲) میرے ان الفاظ میں "کوشش کیجئے کہ معانی کا تصور اور قلب کا تعلق از ابتداء تا انتہا ہو جائے" اس سے تو یہی مقصد تھا کہ جو الفاظ زبان سے یا قلب سے (ذکر قلبی میں) یا سانس کے ساتھ (پاس انفاس میں) نکلتے ہیں ان کے معانی کا تصور قلب میں قائم ہے یہ نہ ہو کہ زبان سے کچھ نکل رہا ہو اور قلب غافل ہے، یا کسی دوسری طرف متوجہ ہے اور بر زبان تسبیح و در دل گاؤ و خر" کی صورت کو دفع کرتے رہیئے، مثلاً لا الٰہ الا اللہ کہتے ہوئے کوشش کیجئے کہ معانی لا محبوب الا اللہ قائم رہیں اور لفظ لا الٰہ کہتے ہوئے خیال قائم ہو کہ ماسوی اللہ کو قلب سے نکال کر پس پشت پھینک دیا، اور الا اللہ کہتے ہوئے اللہ تعالٰے کی محبت کو ضرب لگاتے ہوئے زور سے دل میں گاڑ دیا ؎

خواہم کہ ہیچ صحبتِ اغیار بر کنم | در باغ دل رہا نہ کنم جز نہال تو
از دل بروں کنم غم دنیا و آخرت | یا خانہ جائے ذکر بود یا خیال تو

خطرات، وساوس، حدیث نفس وغیرہ کو حتی الوسع دفع کرتے رہیئے، اثناء ذکر میں ابتدا سے انتہا تک یہی کوشش جاری رہنی چاہیئے ؎

حضوری گر ہمیں خواہی ازو غافل مشو حافظ | متی ما تلق من تھوی دع الدنیا و اہملھا

مگر آپ دوسری طرف دوڑ گئے اور جناب باری عز اسمہ کے تصور اور کلمات مشائخ رحمہم اللہ میں الجھ گئے محترما جو کچھ عقیدہ اہل سنت والجماعت ہے اور جو کچھ دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہوتا ہے، وہی حق ہے، وہ یہ ہے کہ اللہ تعالٰے عز شانہ نور اور نار اور شکل و صورت وغیرہ تمام اعراض و جواہر سے منزہ اور پاک ہے، اور تمام صفات کاملہ لائقہ بذاتہ اس کے ساتھ قائم ہیں، اور اک ذات بحت احاطہ علم بشر سے خارج ہے، صفات کاملہ ثبوتیہ و صفات سلبیہ تک ادراک بشر پہنچتا ہے، اس لئے اس کی ذات بحت کے تصور کے لیے موجود حقیقی

کمایلیق بشانہ منزھا من جمیع النقائض وسمات الزوال متصفا بجمیع صفات الکمال والجلال مدرکہ میں لانا ضروری ہوگا۔

دور بینان بارگاہ الست — غیر ازیں پے نبردہ اند کہ ہست
اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم — وز ہرچہ گفتہ اند شنیدیم و خواندہ ایم

کہ ایک کالا سانپ میرے بدن سے بڑا ہے جس پر گھونگی جیسی رطوبت کے موجود ہے جس سے طبیعت سخت متوحش ہوئی کہ اگر یہ چیز میرے بدن پر رہ گئی ہوتی تو کیا حال ہوتا، حضرت امام العصر دامت کاتہم نے جواب جو تعبیر ارشاد فرمائی ہے اور قرآنی روشنی میں خواب کو واضح بنا دیا ہے یہ حضرت اقدس کا ادنیٰ کمال معرفت اور تاویل رویاء کا معمولی کرشمہ ہے۔ مولانا محمد [illegible] نے ایک خواب دیکھا کہ ایک بڑا احاطہ ہے اس کے وسط میں ایک بوسیدہ کمرہ ہے جس کی زمین زرد رنگ کے سنگریزوں سے ملی ہوئی ہے، اس وسیع احاطہ میں ایک بہت بڑا اژدہا سطح زمین میں گھسا ہوا ہے مسطح دم کی طرف کا کچھ حصہ موٹا سا بھی رہتی کے اوپر آجاتا ہے، اژدہے کا رنگ زرد ہے، بارہ گز لمبا اور ایک گز کے قریب چوڑا ہوگا طول اور ضخامت کا حصہ ایک طرف سے اتنا ہی باہر ہے کچھ کر دوسری جگہ ہے اس اژدہا کو دیکھ کر مولانا کو بڑا خوف ہوا کہ اس کا مارنا [illegible] مگر اللہ دونوں مشکل ہے بس پر امام العصر دامت برکاتہم نے یہ والا نامہ تحریر فرمایا اور تعبیر بھی صاف صاف بیان فرما دی۔

حاشیہ صفحہ: لفظ اہل سنت و جماعت پر ہم کسی قدر بحث کرنا ضروری سمجھتے ہیں تاکہ اس کا صحیح مفہوم واضح ہو جائے اور گروہ مخالفین تدلیس سے کام نہ لے سکیں۔ اس میں تین الفاظ ہیں

(۱) اہل۔ اشخاص، مقلدین، اتباع اور پیرو کو کہتے ہیں۔ (۲) سنت عربی میں راستہ کو کہتے ہیں، یہاں سنت سے مقصود عام سنت نہیں بلکہ دینی اصطلاح میں آنحضرت صلعم کی طرز زندگی اور طریق عمل کو سنت کہتے ہیں۔ (۳) جماعت کے معنی گروہ کے ہیں، یہاں جماعت سے مراد جماعت صحابہ ہے، لہٰذا اہل سنت والجماعت کا اطلاق ان اشخاص پر ہوتا ہے جن کے اعتقادات وغیرہ کا مرکز پیغمبر علیہ السلام کی سنت صحیحہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اثر مبارک ہے پس اہل سنت کے مذہب کا مدار اور مبنی دو اصول ہیں (۱) داعی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عقائد اور اعمال کے متعلق اپنی امت کو جو کچھ تعلیم اور تلقین کی اس میں ایک ذرہ زیادتی یا کمی نہیں ہو سکتی (۲) عقائد یا خدا کی ذات اور صفات کے متعلق قرآن نے جو کچھ بیان کیا یا آپ نے جو کچھ بتایا اور جب

لیس کمثلہ شیٔ اس کے لئے ذریعہ اتم ہے، ہاں اسکی تجلیات انوار مختلفہ اور صور کاملہ شمسیہ وغیرہ میں ہو سکتی ہے جن سے وہ ذات مقدسہ وراء الوراء ہے، آفتاب آئینہ ہائے مختلفہ میں متجلی ہو سکتا ہے، مگر وہ اپنے مقام پر لاکھوں میل دور ہے، یہ آئینہ مظہر شمس ہے، عین شمس نہیں اس مظہر میں شمس حقیقی موجود نہیں، اس کا عکس ہے اس کے عکس کو عین شمس نہیں کہہ سکتے جیسے غیر بھی من کل الوجوہ نہیں کہہ سکتے، چونکہ ذات بلاکیف وبلاکم کا سمجھانا لوگوں کو بالخصوص ابتدا میں مشکل ہوتا ہے، انوار وغیرہ سے مدرکہ میں استقرار کرایا جاتا ہے ؎

ہست رب الناس را با جان ناس   اتصالے بے تکیف بے قیاس

آپ ماشاء اللہ عالم اجل اور فاضل بے بدل ہیں، آپ اس حقیقت پر پہنچکر اپنے قوی مدرکہ کو پوری تنزیہات وتقدیسات کیساتھ عامل اور عالم کر سکتے ہیں، وہ ذات بے چون وبے چگون مدرکہ میں قائم رکھنی، وہ علیم بذات الصدور اور اَقْرَبُ اِلَیہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیدِ اور ھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ تصور کرنی آپ کیلئے مشکل نہیں اسکے احاطہ منزہ عن الاعراض والکیفیات کا تصور کرتے ہوئے ذکر نفی واثبات محض میں جد وجہد فرمائیں اور تدریجاً ترقی کریں، انشاء اللہ آہستہ آہستہ کامیاب ہوں گے وَالَّذِینَ جَاھَدُوا فِینَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِینَ، نہایت قوی وعدہ ہے، مایوس ہونا اس کی رحمت عامہ سے کفران ہے، اس فرصت کو غنیمت جانئے اور نعمت اَلَّذِینَ ھُمْ عَلیٰ صَلَوٰتِھِمْ دَائِمُونَ سے فیضیاب ہونے کی کوشش کیجئے، نعم المولیٰ ونعم النصیر کی مدد ضروری ہے، بحرمۃ النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام وآلہ الامجاد۔

(۳) ہر شخص جس راستے سے فیضیاب ہوا ہے، اس کا گیت گاتا ہے، اور اسی کا مداح وثناخوان ہوتا ہے، یہ اس کا فریضہ ہے ورنہ لطف خداوندی منحصر کسی خانوادہ اور کسی طریقہ میں نہیں ہے، ہاں ازمنہ مختلفہ میں اسی طرح تبدیل ہوتا رہتا ہے، جیسا کہ کاشتکار کبھی کسی نالی سے پانی جاری کرتا ہے اور کبھی کسی نالی سے فیض مبداء فیاض بھی اسی طرح سے ملتے

استنباط سے اصلی تشریح وتفسیر صحیح ہیں اور نہ اس پر ایمان لانا اسلام کی صحت کیلئے ضروری ہے لا بلکہ ہو کہ وہ گمراہی اور ضلالت کا موجب ہو، مرض جو بہی فرقے آج پیدا ہو گئے ہیں وہ اپنے کو اہل سنت والجماعت ملکہ حنفی اہل سنت وغیرہ کا نام استعمال کرتے ہیں وہ برعکس نہند نام زنگی کافور کا مصداق ہیں

کسی ننگ سلاف کی وجہ سے اسلاف پر تنقید نہیں کیجا سکتی، لہٰذا زمانہ موجودہ کے چشتیوں کی حالت سے نفس طریقہ پر حرف تنقید لانا غلط تھا کسی مقصد یا حال میں ناکامی کا سبب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس شخص سے ارتباط اور تعلق پیدا کیا گیا ہے وہ بذات خود نالائق اور سخت ناقص ہے، جو کہ واقعی امر ہے، نیز حسب ارشاد شیخ اکبر رحمۃ اللہ تعالیٰ "طرق الوصول الی اللہ بعدد انفس الخلائق" طبائع کا اختلاف پیدائشی بھی ہوتا ہے، بہر حال جد و جہد جاری رکھیں اور کسی کامل اور مکمل رفیق طریق کی تلاش کریں، ازمنہ موجودہ میں اگرچہ ان کی کمی ہے مگر معدوم نہیں، "لا یزال اللہ یغرس بھذا الدین غرسا" اور کما قال "لا تزال طائفۃ من امتی" الحدیث کسی ناقص کو چھوڑ کر کامل کو اختیار کرنا ممنوع نہیں بلکہ یہی سمجھ کی بات ہے۔ اور اکابر نے ایسا کیا ہے۔

(۴) پاس انفاس میں کامیابی موجب صد شکر ہے، اللّٰھم زد فزد۔ بسط و قبض ضعف بشری کا تقاضا ہے، مایوس نہ ہونا چاہیئے۔

(۵) سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تو مشائخ طریقت میں ہیں، درود شریف ان کے لئے خاص ہونے کے ساتھ ایصال ثواب بھی ان کے لئے ہو ہی جاتا ہے۔ بہر حال اگر آنحضرت علیہ السلام کے لئے کوئی خصوصی چیز ہدیہ کیجائے تو اس میں کلام ہی کیا ہے۔ جبکہ جناب علیہ السلام فرماتے ہیں:

لا یحقرن جارۃ لجارتھا	اور پڑوسی کو ہدیہ دینے میں حقیر نہ جانے اگرچہ
ولو فرسن شاۃ	ایک ٹکڑا بکری کے کھر کا بھیجے۔ (ترمذی)

(آئینہ) اور یہ جذب برکت ہے، اتباع سنت کی، کیونکہ اتباع سنت کا ثمرہ تو جد تشبہ بالمحبوب کے محبوبیت عند اللہ ہے، اور محبوبیت کے لئے جذب لازم ہے، یہی وہ حقیقت ہے جس کی جانب حضرت امام ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ تصریح فرماتے ہیں کہ ہمارے اسلاف کرام پر عنایت الٰہیہ سلوک چشتیہ میں بہت زیادہ مبذول ہوئیں جو کہ ازمنہ اخیرہ میں دوسرے دین میں ابا شمل ہیں گئیں
امام العصر کا شعر درد کے جام تربیت اور کو اس موقع پر پڑھنا و نقل فرمانا بڑی معرفت رکھتا ہے، اور اپنی بزرگوں کا کمال ہو کہ سلوک نقشبندیہ و چشتیہ دونوں کو جمع کر کے ایک عمل کمال بیان ہوا، باقی یہ بھی بات کہ جس طریقہ سلوک سے وابستہ ہو تعلیم بھی اسی طریقہ کے مطابق رہنی چاہئے، تاکہ نسبت بھی اس طریقہ کی باقی رہے،

کسی کی بات سمجھ سے بیں مقصود نہیں، کیونکہ مقصود رضا الٰہی اور خوشنودی باری ہے یہیں (باقی ص ۱۰۳ پر)

اور مشہور مقولہ ہے، «الهدیة علی قدر مهدیها» تو کیوں قلت ہدیہ سے شرم آئے، آپ کا حصہ تو ہماری ہر عبادت میں لگا ہوا ہے، خواہ نماز ہو یا ذکر ہو، مالی عبادت ہو یا بدنی قلیل ہو یا کثیر، بہر اس میں لگ جائے گا اختیاری و اضطراری دونوں طرح سے،

بحمد اللہ میں ہر طرح خیر و عافیت سے مطمئن الخاطر ہوں، جب کبھی کوئی خیال آتا ہے تو معاً یہ آیت سامنے آجاتی ہے۔

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا — اور تو ٹھہرا منتظر اپنے رب کے حکم کا تو تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے،

و سکون ہو جاتا ہے ما اراد المولی فهو الاولی۔

دو دو ہوئے ڈاکٹر نیچو پیوز دیے گئے وزن تقریباً ۴ پونڈ کم ہو گیا تھا، نجار وغیرہ کی شکایت تھی وہ دور ہیں، پنڈت اور مولانا صاحب اور دوسرے پانچ چھ آدمی اے کلاس میں اس وقت تھے، جبکہ سہ شش میں اسمبلی میں سوال اٹھا تھا، اور اب تک ہیں اس کلاس والوں کو گرمیوں میں باہر سونے کی اجازت ہے۔ اور غذا اور میووں وغیرہ میں مراعتیں ہیں، مگر الٹی میٹم اب تک وہاں سے نہیں آیا، اگر آجاتا تو مجھکو بھی کچھ احتجاج کا موقع

(بقیہ حاشیہ ص ۱۰۲) سلوک سے حاصل ہو، اور تزکیہ و تطہیر قلب جس صورت سے ممکن ہو کرنا چاہئے فضل اللہ کسی خاص طریقے سے مخصوص نہیں ہے طرق مختلف ہیں منزل ایک۔

(جواب نمبر ۲) اس میں بعد و بعض قبض بسط استعمال فرمایا گیا، جس پر حضرات عارف اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح فتوح الغیب میں مفصل کلام فرمایا ہے، صوفیہ سلوک و عادات سے تعبیر کرتے ہیں یعنی ترقی کے بعد بندہ پر خوف اور رجا کی حالت طاری ہوتی ہے، دونوں میں فرق یہ ہے کہ خوف و رجا کا تعلق امر مستقبل سے ہے اور قبض و بسط امر حاضر سے تعلق رکھتا ہے قبض بسط سے زیادہ نافع ہے، کیونکہ بسط میں عجیب خطرہ ہے۔

(جواب نمبر ۳) مولانا محمد میاں صاحب کو یہ ہدایت تھی کہ روزانہ [illegible] سے پہلے گیارہ مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھ کر روزانہ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کو ایصال ثواب کیا کرے۔ یہ سوال موصوف شبہ ہے کیا کہ بارگاہ عظمت پناہ میں تو ہدیہ بہت ہی کم ہے کبھی کبھی ایصال ثواب کے وقت ندامت بھی محسوس ہوتی کہ این بضاعۃ مزجاۃ بآن بارگاہ عالی چہ نسبت دارد؟

ل ہوتا حافظ صاحب اور گورنر جنرل صاحب، ابو جعفر صاحب اور دوسرے طلبا

مکتوب نمبر ۶۹

تصوف کا ضروری اور مضبوط اصول جو کہ نفس پر شاق بھی بہت ہوتا ہے یہ ہے کہ اپنے نفس کے ساتھ بدظنی اور دوسروں کے ساتھ حسن ظن رکھا جائے اسی کے ماتحت حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، معرفت خدائے تعالیٰ بر آں کس حرام است کہ خود را از کافر فرنگ بہتر و نہ نیکوتر داند۔ اپنے نفس کے کید و مکر سے کسی وقت بھی مطمئن نہ ہونا چاہیے، ع۔ فانک تعرف کید الخصم والحکم۔ وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ۔

پس جو حضرات پہلے سے معتقد علیہم ہیں یا جن کے افعال و اقوال مسائل خاصہ کے سوا مرضی و پسندیدہ ہیں ان کے ساتھ بد اعتقادی وغیرہ نہ چاہیے حسن ظن رکھنا چاہیے۔ ہمارے مشاجرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین درس عبرت ہیں ممکن ہے کہ ان حضرات ہی کی آراء صحیح ہوں، اگرچہ غلبۂ ظن یہی ہے کہ ہمارے آراء اور اعمال بالکل حق بجانب ہیں، لہذا نہ زبان درازی چاہیے نہ بد اعتقادی بلکہ انکے اور اپنے لئے دعا کرنی چاہیے۔ اللّٰھم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابہ۔ ذکر سے غافل نہ ہوجیے، وقت کو غنیمت جانیے، گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں، آج کچھ کر لیجیے، کل کو کرنا ناممکن ہوگا، جفاکش بنیے، آرام و راحت آخرت کے لئے چھوڑیے۔

نازپروردہ تنعم نبرد راہ بدوست
عاشقی شیوۂ رندان بلاکش باشد

من نہ کردیم شما حذر بکنید
والسلام

مکتوب نمبر ۲

(۱) اس کا خیال رکھیں انشاء اللہ العزیز رفتہ رفتہ دوام حاصل ہوگا۔

(۲) بہت مناسب وقت ہے۔

(۳) گریہ اگر خود بخود طاری ہو تو بہتر ہے، کوشش کی زیادہ ضرورت نہیں اگرچہ نص میں موجود ہے۔ ان لم تبکوا فتباکوا الحدیث، بعض اسلاف گریہ ہی کو مقصود بالذات فرماتے ہیں، مگر تحقیق یہ ہے کہ گریہ خصوص ذکر کا ذریعہ ہے، اسلئے مقصود بالذات ذکر ہی ہے کام کیجئے۔ انشاء اللہ حدت پیدا ہوگی۔

(۴) مجھے اس وقت کوئی تدبیر مخصوص یاد نہیں تھی جس کا میں نے تذکرہ کیا ہو، ہاں حقیقی محبوب اور اسکی صفات کریمہ کا تدبر اور اپنی احتیاج اور مفارقت وتقصیرات عشقیہ کا خیال انشاء اللہ یہی اور حق پیدا کرکے رہیگا۔ لا تیئسوا من روح اللہ الآیۃ۔

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ

(حاشیہ مکتوب نمبر ۲) حضرت مرشد محترم دام اللہ فیوضکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ابکی حضرت کی خدمت میں چندوں کی حاضری کی سعادت کے سلسلے میں حضرت کی مصروفیت کا پورا اندازہ ہوا، یہ محض میری ناواقفیت وجہالت کی جرأت تھی کہ حضرت کے اوقات ومشاغل کا اندازہ کئے بغیر لمبے چوڑے عریضے لکھتا اور مفصل جواب کی توقع کرتا تھا، اب اگر حضرت پسند فرمائیں تو بندہ ہر مہینے میں صرف دو ایک باتیں اپنی نسبت عرض یا دریافت کیا کروں، وہ بھی اس طرح کہ جواب نیلے لفافے ہی کے حاشیہ پر کافی جگہ چھوڑ دیا کروں تاکہ اسی پر تحریر فرما دیا جایا کرے۔ (۱) پاس انفاس کی صبح وشام پابندی کے بجائے اب چلتے پھرتے ہر وقت خیال کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن اکثر بھول جاتا ہوں (۲) ذکر قلب پہلے عشاء کے بعد کرتا تھا اب تہجد یا نماز فجر بعد کرتا ہوں (۳) حضرت نے ابکی فرمایا تھا کہ اس ذکر کے ساتھ گریہ کی کوشش کیا کرو (۴) اسکی تو کوئی تدبیر بھی دماغی تھی بدبختی سو خیال سے از گئی بھی ہو تحریر فرما دیں۔ والسلام

حضرت کا ادنیٰ خادم کریم اللہ [illegible] محتاج [illegible] عبد الباری غفرلہ [illegible]

مکتوب نمبر ۱۷

اللہ حاضری اللہ ناظری الخ میں بھی صرف دھیان یعنی تفکر نہیں مطلوب ہے بلکہ زبان سے بھی کہنا چاہیئے، البتہ معنی کا خیال رکھتے ہوئے اور اسم سے مسمی کیطرف منتقل ہوتے ہوئے ذکر کرتے رہیں، چونکہ صفات حضور و ناظریت و معیت کی ہیں، اسم جلالہ کی نہیں ہیں لہذا یہ دھیان رہنا چاہیئے کہ وہ ذات مقدسہ بلا کم و کیف، بیچوں و بیچگوں ان معانی کے ساتھ متصف اور مشاہد ہے اسیطرح یا حی یا قیوم (الخ) میں الفاظ کے ساتھ اس مسمیٰ اور ذات مقدسہ کا دھیان رکھتے ہوئے مخاطبت کرنی چاہیئے اور عدد مذکور کو پورا کرنا چاہیئے انگریز یا دیگر عیسائی یورپین قومیں حربی اور محارب قطعاً و یقیناً ہیں، ان کے خالص بینک بلاشبہ اس حکم کے مستحق ہیں، کافر حربی جبکہ محارب ہے اس کی اعانت بھی دشمن کی اعانت ہے اور اس کی تقویت کا ذریعہ ہے، لہذا ممنوع ہوگا بخلاف عاصی کی اعانت کے کیونکہ اسمیں دشمن کی تقویت لازم نہیں خصوصاً جبکہ اسکی اعانت بوجہ اضطرار وغیرہ میں ہو لہذا دونوں میں فرق ہوگا

والسلام ننگِ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ ۲۹ محرم الحرام سنہ ۱۳۵۵ھ از دیوبند

مکتوب نمبر ۲۷

آپ کے والا نامہ کے متعلق یہ عرض ہے کہ یقیناً قلبی اور روحی حالت درست ہونی چاہیئے فلسفہ خواہ یونانی ہو یا یورپی اس حالت میں تغیر پیدا کرتا ہے جو شرعی اور آسمانی تعلیمات سے ہونی چاہیئے

پائے استدلالیاں چوبین بود ۔۔۔ پائے چوبین سخت بے تمکین بود

گر باستدلال کار دیں بُدے ۔۔۔ فخر رازی راز دارِ دیں بُدے

علم معقولات گندہ می کند ۔۔۔ علم منقولات بندہ می کند

علم منقولات علمِ انبیا ۔۔۔ علم معقولات علمِ اشقیا الخ

ان فلاسفہ کے لچر اور پوچ خیالات وَ قَدْ خَوَابِهِمْ عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ کے ماتحت ہیں جو علوم الہیہ سے کہیں بھی مناسبت نہ رکھنے کی بنا پر مبغوض ہیں اسلئے قلب پر مزید گندگی اور نجاست پیدا کرتے ہیں، اور صغار و روح میں موجز ہیں، قرن اول اس سے ، لکل مطہر نظر آتا

ہے، لہٰذا حتی الوسع اس سے اشتغال میں کمی ہونی چاہیئے، تاہم اس نجاست کے زائل کرنے کے لئے
اگر اس میں اشتغال ہو تو جس طرح کھاد سے گل دریاں پیدا ہو جاتے ہیں، ممکن ہے یہ بھی کسی
مفید نتیجہ تک پہنچا دے، بہرحال بالفعل اس میں گندگی ضرور ہے، دو ضرورتیں اس پر مجبور کر رہی
ہیں، نو عمروں اور غیر تجربہ کاروں کی اصلاح، دوسرے ملازمت اور ضرورت معاش اسلئے
پوری کوشش ہونی چاہیئے کہ اس کے ضرر سے بھی بچیں اور آگے کو صفائی اور تنور میں بھی ...
فرق نہ آئے بنا بریں جلاء قلب یعنی ذکر کی کثرت اور استغفار کی مداومت بہت زیادہ ضروری
ہے، جو خیالات پریشان ہوتے رہتے ہیں بحمد اللہ آپ خود ان کو بندہ سمجھکر دفع کرتے رہتے ہیں،
اسی قسم کے واقعات کو صحابہ نے عرض کیا تھا، جس کو آنحضرت علیہ السلام نے عین الایمان فرمایا ہے
اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہوجیئے اور ذکر و فکر میں لگے رہیئے، عاقبت [illegible] کام رہا،
آپ دیوبند کتبخانہ قاسمیہ سے مجموعہ تحریرات منگا لیجئے، اور اس میں حضرت نانوتوی کا شجرہ
قدسیہ جسکی ابتدا الٰہی غرق دریائے ندامت ہوتی ہے، اس کو کم از کم ایک مرتبہ دن میں
دعاءً پڑھ لیا کیجئے۔

دوسرے امر کی نسبت آپ کو وہ حدیث شریف یاد دلاتا ہوں جس میں فرمایا گیا ہے۔

ان المرأة خلقت من ضلع	یعنی عورت (آدم کی) بائیں پسلی سے پیدا
اعوج وان اعوج شیء من الضلع	ہوئی ہے۔ اور بہت ٹیڑھی چیز پسلی میں
اعلاہ (الحدیث)	اوپر کی پسلی ہے۔

یہ صفت ہی طبعی طور پر اعوجاج ہے اور چونکہ اعلیٰ ضلع سے پیدا ہوئی ہے، اس لئے اس
میں اعوجاج بھی زیادہ ہے، اب دو صورتوں میں سے ایک اختیار کرنی ضروری ہے،
یا تو پوری طرح اس کو سیدھا کیا جائے، تب تو توڑنا پڑ جائیگا، جو کہ بہت سی دینی اور دنیوی
مصالح کے خلاف ہے یا اسی اعوجاج کے ساتھ اس سے منافع دینی اور دنیوی کو حاصل کر لیا جائے
اور اس اعوجاج پر صبر کیا جائے، آنحضرت علیہ السلام دوسری شق کا ارشاد فرماتے ہیں، اگر عورتیں
اعوجاج سے پاک ہوتیں تو ازواج مطہرات ہوتیں، لہٰذا استقامت کاملہ کو تلاش کرنا اور
بالخصوص نو عمر ناتجربہ کار لڑکی میں، اور وہ بھی دیہات کی رہنے والی میں بہت زیادہ بے موقع
بات ہے، شہروں کی لڑکیوں میں بہت سی باتیں حسب طبع پائیں گے، مگر ان میں دوسری

خرابیاں اتنی اور ایسی ہیں جن کے سامنے موجودہ خرابی کی کوئی وقعت نہیں، آخر کار کا پور کے متعلق آپ کو کچھ انکشافات ہوئے ہی تھے، اور پھر اگر یہ لڑکی بالکل مستقیم ہوتی تو آپ کے نفس کی اصلاح کس طرح ہو سکتی، آپ اپنے نفس کو جنیدؒ و شبلیؒ کا نفس سمجھتے ہوں گے، حالانکہ ان کا نفس بھی نفس ہی تھا، حضرت یوسف علیہ السلام تو فرماتے ہیں وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ۔ ایسے ظلوم و جہول کو جب ہر وقت چونکے اور تیز چونکے نہ پڑیں گے کب درست ہو سکے گا۔

خدا کا شکر کیجئے کہ آپ کی اصلاح کا اللہ تعالیٰ نے سامان کیا ہے جس میں آپ کو ایک گونہ مجبوری ہے، ملازم اگر خلافِ طبع کام کرتا، کان پکڑ کر نکال دیا جاتا، مگر یہاں نہ نکال سکتے ہیں اور نہ چونکوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ علیحدہ رکھ کر اگرچہ بغیر طلاق ہو زندگی بسر کرنا سخت نامردی اور جبن ہے، اور اصلاحِ نفس سے بہت دور کرنے والا ہے، یہ بہت عمدہ ذریعہ آپ کی درستی کا ہے۔ تحمل کیجئے، اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحمل کو سامنے رکھئے، یہاں تو شرارت کا مادہ نہیں ہے، وہاں فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُکُمَا ہے، وہاں تو عورتیں کثرت موجود ہیں، یہاں ایک ہی بیچاری ہے ؎

بھونرا بوے پھول کا کلی کلی رس لے   کانٹا لاگے پریم کا تڑپ تڑپ جو دے

ساتھ رکھئے اور بوجھ اٹھائیے اور صبر کیجئے اور کڑوے سے کڑوے گھونٹ پیجئے اور اس کو نعمت سمجھئے، یہاں حوروں کے ملنے کا امکان نہیں ہے، ان کے لئے یہ ذریعہ ہے، وہ وجدہ درست کرتی رہیں گی، اور ان شاء اللہ آہستہ آہستہ درستی آتی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ سے تنہائی میں اس کی اصلاح کی بھی دعا کیجئے،

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ	اور گزران کرو عورتوں کے ساتھ اچھی طرح پھر اگر
کَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا	وہ تم کو نہ بھاویں تو شاید تم کو پسند نہ آوے ایک چیز
وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا الآیۃ	اور اللہ نے رکھی ہو اس میں بہت خوبی ۔

اس میں ان شاء اللہ خیر و برکت ہے، کے حقوق مصاجعت وغیرہ میں بھی کمی نہ کیجئے۔ اگر غصہ کی وجہ سے اگر وہ اور مصاجعت بھی پڑے تو ازواج مطہرات نے بھی آنحضرت علیہ السلام کو اسقدر ستایا تھا کہ دو دو تین تین دن تک غصہ کی بنا پر بات نہیں کرتے تھے، نہ آپ کا نفس نفوس سے پاک تر ہے کہ اس کے اصلاح کی ضرورت نہ ہو، ورنہ آپ کے لئے ازدواج

(۱) زنا، نقب اور اس قسم کے تفکرات کا علاج سوائے استغفار اور الحاح وزاری بارگاہ رب العالمین کیا ہو سکتا ہے، اس قسم کے گناہوں کے لئے ارشاد ہے۔ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ اور یہ ذنوب جماعات خمسہ اور جمعہ اور صلوٰت سے معاف ہو جاتے ہیں اور جب کہ آپ کو تجربہ ہے کہ جس قدر زائل کی فکر کرتا ہوں اسی قدر زیادہ تفکرات پیدا ہوتے ہیں تو پھر تو علاج معلوم ہوگیا۔ آپ کوئی اہمیت اس قسم کے خیالات کو نہ دیجئے، امانت، اللہ کی حفاظت اور نمازوں سے ان کا کفارہ ہو ہی جائے گا، جہانتک ممکن ہو حقیقی اور جسمانی زنا سے احتراز رکھئے وہی کبیرہ ہے۔

(۲) گناہ اور طاعت کا محاسبہ کے متعلق جو حال پیدا ہوا ہے، نہایت امید افزا ہے اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔ آمین۔

(۳) ذکر و اذکار اور معمولات میں فرق نہ آنے دیجئے خواہ دل لگے یا نہیں، دل کا لگنا مطلوب نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کا راضی کرنا مقصود ہے، اسکی کوشش جاری رہنی چاہیئے۔ ؎

من نہ کردم شما حذر بکنید

(۴) جہاں تک ممکن ہو دعا گڑگڑا کر کیجئے ورنہ دعا کرنا نہ چھوڑیئے ؎

یابم اورا یا نیابم جستجوئے میکنم | بشنود یا نشنود من گفتگوئے میکنم

معاصی کی بنا پر بھی قبض ہوتا ہے، اور کبھی طبعی طور پر بھی ہوتا ہے، بہرحال بندہ کا کام عبدیت کا اظہار اور تضرع وزاری ہے،

(۵) استغفار اور دیگر اذکار نیت خالص ہی سے پڑھنا چاہیئے اور اد کو ادا کرنا کوئی مستقل چیز نہیں ہے، استغفار میں تو نیت استغفار ثابت ہی ہونی چاہیئے۔

(۶) الدعاء مخ العبادۃ صحت طور سے بتا رہا ہے کہ دل لگا کر تضرع وزاری کرنا عبادت ہی ہے، بلکہ نفسِ تر سب اسی کو عمل میں لایئے۔

میں باوجود اپنی نالائقی دعا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ مقاصد دارین میں کامیاب فرمائے آمین، آپ بھی اس خستہ حال کو دعاؤں میں یاد رکھیں،   والسلام

۲۰ رجمادی الثانی ۱۳۶۲ھ۔

مکتوب نمبر ۷۴

مساء الیوم بتاریخ ۲۶ شوال سنۃ ۱۳۴۳ھ وصلنی مکتوبکم المنیف فی دھلی فساءنی مضمونہ جدا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون عظم اللہ اجرکم وغفر میتکم وخلفکم بخیر امین۔ اخی المحترم ھذہ العربۃ وھذہ الاحزان مکدرۃ جدا کان اللہ لکم اینما کنتم، انما نزل بك فانزلہ علی اللہ عزوجل وکن صبورا شاکرا فللہ ما اخذ ولہ ما اعطی وان الدنیا سجن المومن جنۃ الکافر

اما قولکم ان اصلاح الباطن مع الاشتغال بالزوجۃ لا یمکن فلا اکاد اسلمہ فان الجماع یصفی القلب ویزیل الکدورات الروحیۃ۔ وقد قال شارح کتاب القاضی عیاض رحمہما اللہ تعالیٰ کل شھوۃ یسود القلب الا الجماع فانہ یزیدہ صفاء۔ نعم ان التفکرات المعاشیۃ قد تمنع عن التفرغ لاصلاح الباطن فمن لا یقدر علی التجرد فلا محیص لہ عن التزوج والاشتغال باطنہ۔

والسلام

۲۶ شوال ۱۳۴۳ھ کی شام کو آپ کا گرامی نامہ دہلی میں موصول ہوا مضمون پڑھکر افسوس ہوا اناللہ۔ الخ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے مرحوم کی مغفرت فرمائے اور آپ کو امان میں رکھے آمین، برادرم یہ غربت اور رنج والم بہت پریشانی کا باعث ہیں خدا آپ کا محافظ ہے جہاں بھی آپ رہیں، یہ مصیبت اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے آپ صبر و شکر سے کام لیں۔ اللہ ہی دیتا ہے اور اللہ ہی لیتا ہے، دنیا مومن کے لئے زندان اور کافر کے لئے باغ جناں ہے

آپ کا فرمانا کہ زن وشو کے تعلقات کیساتھ اصلاح نفس محال ہے، میں اس کو تسلیم نہیں کرتا کیونکہ بیوی کے ساتھ خلوت بھی قلب کو صفا اور روح کو جلا دیتی ہے، کتاب قاضی عیاضؒ کے شارح نے کہا ہے کہ ہر شہوت دل کو زنگ آلود کرتی ہے، سوائے خلوت صحیحہ بیوی کے ساتھ کیونکہ اس سے صفائی باطن ہوتی ہے، ہاں فکر معاش اصلاح نفس میں رکاوٹ پیدا کرتی ہے لیکن جو تجرد پر قادر نہ ہو تو لامحالہ اس کو شادی اور باطنی اصلاح کے کام دونوں ہی سے مشغول ہونا پڑے گا

والسلام

حسین احمد غفرلہ دہلی۔

مکتوب ۵

عزیزم سلمکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ تمہارا خط آیا اور اس سے پہلے بھی خط آیا تھا مگر ان دنوں ایسی عدیم الفرصتی رہی کہ جواب نہ دے سکا۔ میرا خیال تھا کہ مئو کے جلسہ میں جو کہ ۲-۳- مارچ کو ہونے والا تھا آؤں گا تو ٹانڈہ بھی اترو ں گا مگر وہاں کا جلسہ ملتوی ہوگیا۔

تم کو اپنی حالت قلبی پر گھبرانا نہ چاہیئے۔ ذکر پاس انفاس پر مداومت کرنی چاہیئے انشاء اللہ نتیجہ اچھا ہوگا، اللہ تعالیٰ مدد کرے گا۔ جی لگا کر محنت کرو دنیاوی امور سیکھو مگر متفکر مت ہو خدا کا شکر کرو ابھی والدین اور بابا کا سایۂ خداوندی تمہارے اُوپر ہے اللہ تعالیٰ ان کی عمروں میں برکت دے آمین۔ ان دنوں میں کوشش کر کے اصلاح باطن اور اللہ تعالیٰ سے تعلق کی عمدہ کیفیت پیدا کرلو۔ ہمارا خاندان اولیاء اللہ اور سچے فقراء باطن کا ہے۔ جہاں تک میں نے والد مرحوم سے سُنا ہے دادا مرحوم یا ان سے پہلے لوگ اہل باطن اور اہل نسبت تھے۔ دنیا دار اور مال ومتاع زمین کے گرویدہ نہ تھے۔ والد مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ خاندان میں آخری لوگ دنیادار اور جاہل ہوئے ہیں پہلے سب کے سب اللہ والے اور بزرگ تھے۔ ہم کو اور تم کو کوشش کرنی چاہیئے کہ ہم اپنے سچے اولیاء اللہ بزرگوں کے جانشین بنیں۔ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ نے سترہ اٹھارہ گاؤں دیئے تھے مگر وہ کیا ہوئے اور ۱۸۵۷ء کے بعد سے ہماری حالت کیسے کیا ہوگئی۔ اس دنیا سے دل لگانا نہ چاہیئے۔ ہمارے خاندان میں صرف گنے چنے آدمی نہ تھے۔ الٰہداد پور آدمیوں سے بھرا ہوا تھا مگر آج ہو کا میدان نظر آتا ہے غرضیکہ دنیا سے بقدر ضرورت دل لگاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ہردم تعلق رکھو۔ گھبراؤ نہیں۔

تمہاری اہلیہ آگئی ہوں گی تم کو ان سے حسن معاشرت چاہیئے۔ والدہ ماجدہ کی اطاعت اور فرماں برداری اور عظمت کا لحاظ رکھتے ہوئے اس کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ عورتیں طبعی طور سے ٹیڑھی طبیعت کی ہوتی ہیں اور آپس میں لڑائی جھگڑا لگانا

جناب مولانا سید فضیل الرحمٰن صاحب ٹانڈہ الٰہداد پور کے نام

بچھا، ان کی فطرت میں داخل ہے اس سے متاثر ہونا نہ چاہیئے۔ اگر بہنوں اور ساس میں رنجش وغیرہ ہوا کرے تو صلح اور سمجھانے اور فتنہ کے بجھانے کی کوشش کرو مگر مارپیٹ برا بھلا کہنا ایسی باتوں سے پرہیز کرو۔ والد ماجد اور بابا کی خدمت اور تابعداری میں کوتاہی ہرگز مت کرو ان کو خوش رکھو۔ جنین کے نکاح کے متعلق کیا رائے ہے اور میاں جان مرحوم کی والدہ سے کوئی صورت صلح کی نکالی جا سکتی ہے یا نہیں جہاں تک ممکن ہو ان کے بڑھاپے اور تنہائی کا خیال بھی رکھنا چاہیئے وہ اپنی طبیعت سے مجبور ہیں۔ مفید النسا اپنے گھر اور دولہا کے معاملات سے خوش ہے یا نہیں۔ ؟ مولوی عبدالمومن اگر آیا کریں تو ان کی دلداری میں کوتاہی نہ ہونی چاہیئے۔ والسلام۔

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ ۵ از ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ۔

مکتوب نمبر ۷۶

محترم المقام زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جب کہ حکیموں کی بھی رائے ہے اور ضرورت بھی ہے تو نکاح کا جلد از جلد انتظام کرنا چاہیئے، اور مصارف میں جہاں تک ممکن ہو کمی کرنی چاہیئے رواج کے مطابق مصارف سے بچنا ضروری ہے۔ اس زمانہ میں فضول خرچی کو جاری رکھنا قومی زندگی اور دیانت کے لئے از حد نقصان دہ ہے۔ اگر بغیر قرض کام نہ چل سکے تو سخت ضروری خرچ کی مقدار میں قرض لیجئے حسب احادیثِ صحیحہ اس کا تکفل باری تعالیٰ خود فرمائیگا۔

پاس انفاس اور ذکر سے ہرگز تغافل نہ کریں زیادہ سے زیادہ وقت ذکر میں خرچ کریں یہی کار آمد ہے اتباع شریعت میں کوتاہی روا نہ رکھیں، سورۂ فاتحہ کے عمل کی اجازت دیتا ہوں ...... مذاق العارفین کا مطالعہ مناسب ہے مگر اتنا تشدد نفس پر نہ کیجیے کہ صحت پر اثر پڑے۔ ہمارے زمانہ کے، اعصاب اور اغذیہ اس تشدد کے متحمل نہیں جو اس زمانہ اور ان اقطار اور امزجہ کے مناسب تھے۔ اعتدال کو ملحوظ رکھئے۔ ...... والسلام ۹ ار محرم ۱۳۵۷ھ دیوبند

مکتوب ۷۷

محترما! مایوس نہ ہونا چاہیے اور مردانہ ہمت کے ساتھ یاد خداوندی میں انہماک کرنا چاہیے، پاس انفاس میں کوشش جاری رکھیے اور غیر وقت معین میں بھی خواہ وضو ہو یا نہ ہو حتی کہ پیشاب پائخانہ کرتے ہوئے بھی اس کو کرتے رہنا چاہیے اور اس کی اس قدر مشق کیجئے کہ بے اختیار اور برابر ورد ہونے لگے۔ خطرات اور وساوس کی وجہ سے ذکر ترک مت کیجئے آہستہ آہستہ ان میں بھی کمی ہو جائے گی کتنے بھی وسوسے آئیں ذکر کرتے رہیں جس طرح سیلاب آتا ہے اور اس پر خس و خاشاک بہتے رہتے ہیں، اسی طرح یہ وساوس اور خیالات ہیں ہرگز ہرگز ان سے متاثر ہو کر ہمت مت ہارئے علاوہ پاس انفاس اسم ذات (اللہ) زبان سے آہستہ آہستہ دن رات میں دس ہزار مرتبہ کر لیا کیجئے خواہ ایک مجلس میں ہو یا چند مجالس میں اس مقدار میں کمی نہ ہو ذکر اسم ذات کرتے ہوئے یہ خیال اور دھیان رکھئے کہ میرا محبوب صرف اللہ تعالیٰ ہے اس کی محبت کی وجہ سے زبان اسی کا نام رٹتی ہے اور میں اس کے سامنے ہوں وہ مجھکو دیکھ رہا ہے۔ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی (کیا انسان نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیکھتا رہتا ہے) والدہ، جدہ کو میں نے بیعت کر لیا ان کو اتباع شریعت کی تاکید اور تسبیحات ستہ کی تلقین کر دیجئے۔ والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ دیوبند ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۷۳ھ

مکتوب بنام مولانا محمد ادریس نگرامی۔ از تعمیر حیات لکھنؤ ۱۰ و ۲۵ ستمبر ۱۹۶۸ء

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ذکر کی توفیق اور مداومت دے رکھی ہے، اللھم زد فزد۔ ہجوم خطرات سے پریشان نہ ہونا چاہیے اور کوشش کرنی چاہیے کہ جو عبادت بھی ہو بالخصوص نماز اور ذکر اس میں دل لگا رہے اور سنون کا خیال قائم و دائم ہو سے

ہر کارے کہ ہمت بستہ گردد اگر خارے بود گلدستہ گردد

شیطان کا شیوہ ہے کہ وہ خطرات پیدا کرے اور اذکر کذا، اذکر کذا کہتا رہے نہ آنے دے۔

مکتوب نمبر ۹۷

والا نامہ باعث سرفرازی ہوا، آپ کے محبت و عنایت آمیز الفاظ متجاوز ہیں میں ایک نالائق اور عاجز شخص ہوں، اپنی حالتوں پر نہایت افسوس کناں اور نادم ہوں، مگر اپنی محرومی پر افسوس کرنے سے بھی کوئی اثر نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ فضل و کرم فرمائے، تو نجات اور کامیابی کی امید ہو سکتی ہے، الا ان یتغمدنی اللہ برحمتہ[1] ؎

سودہ گشت از سجدہ راہ بتاں پیشانیم — چند بر خود تہمت دین مسلمانی نہم

محترما! ہم ہر چند قصوروار اور کم ہمت ہوں، سراپا خطایا و تقصیرات ہوں، مگر جس طرح ہم کو غرور اور امن سے

اَفَاَمِنُوْا مَکْرَ اللّٰہِ فَلَا یَاْمَنُ مَکْرَ اللّٰہِ — کیا بے ڈر ہو گئے اللہ کے داؤ سے سو بے ڈر نہیں ہوتے

اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ — اللہ کے داؤ سے مگر خرابی میں پڑنے والے،

یٰاَیُّھَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ — اے آدمی کس چیز سے بہکا تو اپنے رب کریم پر

وغیرہ فرما کر روکا گیا ہے، اسی طرح قنوط اور یاس سے بھی سختی سے روکا گیا ہے، لَا تَیْأَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ اور لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰہِ (اللہ کی رحمت سے مایوس ہو) ارشاد ہے ؎

این مشو کہ مرکب مردان مرد را — در سنگلاخ بادیہ پیہا بریدہ اند

نومید ہم مباش کہ رندان بادہ خوار — ناگہ بیک خروش بمنزل رسیدہ اند

جس قدر بھی ممکن ہو ذکر و فکر اور توجہ الی اللہ کو عمل میں لاتے رہیے مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ۔ من نکردم شما حذر بکنید۔

مہربانی فرما کر بغور ملاحظہ عریضہ ہذا ایک مکمل نسخہ معاشیات ہند کا بذریعہ ڈاک جسٹری کر کے ارسال فرمادیں، سخت ضرورت ہے، اگر برنی صاحب نے معاشیات یا سیاسیات کے متعلق علم المعیشت کے علاوہ اور کوئی کتاب لکھی ہو تو اس کو بھی ارسال فرمادیں۔ والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ ۱۲ رجب ۱۳۵۶ھ

---

[1] آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے، مفہوم یہ ہے کہ عمل پر نازاں نہ ہونا چاہیے، اگر اسکی رحمت شامل حال نہ ہوئی تو نجات کا معاملہ بڑا ہم ہو جاتا ہے، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں لے لے۔

مکتوب نمبر ۸۰

والانامہ معہ رسالہ اشیاء کے حسب تحریر بھیجا خوب نہایت مبارک اور بشارات سے بھرے
آپ کی اور شیخ ولی محمد صاحب کی مخلصانہ جد و جہد اگرچہ مجھکو رہا کرا گئی، مگر آپ حضرات کی سب تو
ساعی عند اللہ مقبول و محمود ہوئیں اللہ تعالیٰ کی قبولیت اور عنایت بصورت حضرت شیخ الہند
رحمہ اللہ آپ دونوں حضرات سے ملاقی ہوئی ہے، اور آپ کی بحالی ہی ہے اور علاوہ ازیں آپکو
کدورات روحانیہ سے صفائی بصورت غسل حاصل ہوئی ہے۔ اگرچہ اس میں تھوڑی بشارت میرے
لئے بھی ہے کہ میری پریشان حالی . . . . . کی جاتی ہے۔ وللہ الحمد بہرحال آپ دونوں صاحبوں کو
میں بھی مبارکباد دیتا ہوں، اب تو آپ دونوں صاحبوں کا غم اور غصہ بالکل جاتا رہنا چاہیئے
مقصود اعظم جملہ حرکات و سکنات رضاء باری عز و جل ہے، وہ راضی ہو تو ساری خدائی پوجنے لگے اور
اگر خدانخواستہ وہ ناراض ہو جائے تو کوئی بھی اپنا نہیں، بالخصوص عالم صوری میں ۔

سیاں انکھیاں پھیریاں میری ملک جہان تک جب بھی کے مہ کی مکھ موڑ ایں سب

ہماری اس تحریک کی روح رواں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ ہیں باوجود ہر قسم کے کمالات
ظاہری اور باطنی کے اور تصوف و معرفت خداوندی کے استغراق و انہماک کے کئی خصوصی وجوہ سے
خبیث حکومت کے انقطاع وانہماک کی طرف ہمیشہ تو قدم تک ہیں۔ ان پر بعض [illegible] علیہ
تھا کہ فرماتے تھے کہ "مجھکو اپنے نفس کے ساتھ یہانتک بدگمانی ہے کہ غالباً مجھکو اسلام کی خیرخواہی اور
محبت اس قدر نہیں ہے، جتنی کہ اس خبیث قوم کی بدخواہی اور عداوت ہے" حالانکہ یہ بغض بھی اسلامی
محبت کا ہی لازمہ ہے، بہرحال حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور اکابر دیوبند کا آپکے پاس تشریف لانا اور
آپکے دسترخوان پر سب کا شریک ہو کر کھانا نہایت مبارک امر ہے جس سے ان بزرگوں کی توجہ اور

سیدنا المحترم ذوالمجد والکرم دامت برکاتہم السامیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عریضہ گرامی آج یوم الخمیس ہے سو تقریباً ... دیکھے ہیں
ایک عجیب خواب دیکھا، کیا دیکھتا ہوں کہ میں اپنے مکان پر ہوں، اور دریائے گنگ میں غسل کر رہا ہوں عصر کا
وقت ہے اور لوگ بھی حسب معمول نہا دھو رہے ہیں دریائے گنگ اصل سطح سے ... وہ تنگ ...
زیریں حصہ میں رواں ہے، ہم دو یا تین ... ہوا کہ میں غسل کر رہا ہوں ...

ربانی الطاف کا پتہ چلتا ہے، اللہم زد فزد، اسکی اطلاع شیخ ولی محمد صاحب کو بھی دیدیجئے۔

(بقیہ حاشیہ ص ۱۱۵) کچھ ادھیڑ عمر علمانہ لباس میں دریا کی جانب آرہے ہیں، ان میں ایک بزرگ ضعیف العمر پتہ قد حاپہنے ہوئے ان علماء کے آگے آگے ہیں، اور ایک بزرگ انکے آگے آگے لوٹا لئے ہوئے ہیں، اور سب کے سب ڈھلوان زمین سے اتر کر ساحل پر چلے آرہے ہیں، ان علماء کے گروہ میں سے ایک صاحب نے جلدی جلدی قدم میری جانب بڑھاکر زور سے آواز دی کہ مولانا حیدری غسل سے فارغ ہوکر جلد تشریف لائیے، آپ سے حضرت شیخ الہندؒ ملنے آئے ہیں، اور حضرت مولانا سید حسین احمد صاحبؒ مدنی کی خیریت مزاج دریافت کرنے کی غرض سے تشریف لائے ہیں، میں نے آواز دینے والے صاحب سے پوچھا کہ یہ اور لوگ انکے ہمراہ کون ہیں، تو انہوں نے فرمایا کہ یہ دیوبند کے علماء کرام ہیں، جو حضرت شیخ کی معیت میں حضرت مولانا مدنی کی خیریت کے طالب ہیں۔

حضرت شیخ الہندؒ سطح زمین سے ڈھلوان راستہ پر نصف اتر آئے تھے، مگر ان کو اترنے میں اور ساحل تک پہنچنے میں تکلیف محسوس ہورہی تھی، اس لئے وہ علماء کرام معیت میں تھے، انہوں نے عرض کیا کہ حضرت! دریا تک پہنچنے میں بہت دشواری ہے، اوپر چل کر اس مسجد میں آپ تشریف لے چلئے اور نماز عصر کی فارغ ہولیجئے، مولوی حیدری وہیں غسل کرکے ابھی آجاتے ہیں، دریا کے بالائی حصہ پر ایک چھوٹی سی مسجد نظر آئی، وہاں سے مڑکر حضرت شیخ الہندؒ اس مسجد میں مع اپنی جماعت کے تشریف لے گئے اور میں جلد غسل سے فارغ ہوکر سیدھے گھر آیا اور اپنی نانی صاحبہ اور والدہ صاحبہ سے کہا کہ خدا کے لئے بیس مہمان تشریف لائے ہیں ان کے لئے کھانا تیار کیجئے، اس وقت گوشت تو نہیں ملے گا، جو کچھ ممکن ہو تیار کیا جائے، میری والدہ صاحبہ وغیرہ کھانے کی تیاری میں مصروف ہوئیں اور میں کپڑے بدل کر جلدی جلدی مسجد میں حضرت موصوف سے ملنے چلا، پہنچنے میں دیر ہوگئی اس اثنا میں حضرت شیخ الہندؒ مع اپنی جماعت کے سب گھر کی جانب روانہ ہوگئے، راستہ میں ملاقات ہوگئی، حضرت موصوف سے مصافحہ کرکے دست بوسی کی، اللہ اکبر نورانی چہرہ، ریش مبارک سفید ورعب دار مجھے دیکھتے ہی متبسم ہوئے اور فرمانے لگے کہ اتنی دیر کہاں رہے، میں نے عرض کی کہ حضرت غسل کرکے کپڑے پہننے گھر چلا گیا تھا، معذرت چاہتا ہوں، اور علماء کرام سے بھی مصافحہ ہوا، اور سب کے سب غریب خانہ کے گھر آئے، حضرت شیخ الہندؒ باطمینان بیٹھکر خیریت مزاج و استفسار کیفیات و حالات حضرت مولانا مدنی مدظلہ العالی بہت دیر تک پوچھتے رہے، اس کے بعد دریافت کیا کہ شیخ ولی محمد کہاں ہیں، میں نے کہا کہ حضور وہ جونپور ہیں ابھی تار دیکر ان کو بلاتا ہوں، فوراً ان کو تار دیکر طلب کیا، پھر حضرت مجھ سے مخاطب ہوئے، میں اٹھ کر اندر گیا تو دیکھا کہ میری نانی صاحبہ اور والدہ صاحبہ بریانی، قورمہ، زردہ وغیرہ پکارہی ہیں، میں نے نانی صاحبہ سے کہا کہ آپ لوگوں نے گوشت کہاں سے اس وقت حاصل کیا دیہات میں اس وقت کہاں سے گوشت مل گیا تو میری نانی صاحبہ نے مسکراکر فرمایا کہ بیٹا ان کے مقدر کی جو چیز ہوتی ہے وہ ضرور مل جاتی ہیں، یہ سب ان ہی بزرگوں کی کرامت ہے جو تشریف لائے ہیں، کھانا تیار ہوا میں نے باہر نشستگاہ میں دسترخوان لگایا، کھانا سامنے رکھا گیا، سب بزرگوں نے کھانا کھایا، اثناء تناول طعام میں حضرت شیخ الہندؒ بہت محظوظ ہوئے، پھر اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی، آج حسب معمول نماز فجر کے بہت پہلے کچھ وقت سے پہلے بیدار ہوگیا۔ ورد میں وقت سے ابھی تک اس خواب کی کیفیت اور مسرت کا نشہ طاری ہے، ایک کیف و سرور

(۱) ہم نے قربانی کی اجازت مانگی تھی، خیال تھا کہ اگر اجازت ہوئی تو ایک بکرا یا مینڈھا منگا دیں گے
مگر ابھی تک اجازت نہیں دی گئی یہ کہا گیا کہ ہم غور کریں گے۔ اگرچہ میں نے قاری صاحب کو ماسبق خط میں لکھ دیا
ہے کہ وہ حسب سابق میری طرف سے وہاں قربانی کر دیں، تاہم اگر یہاں بھی اجازت ہو جائے تو
بہتر ہو، ماسال میں ہم کو اجازت دی گئی تھی اگر مل گئی تو آفس میں جو اکاؤنٹ ہے اس سے قیمت
ادا کیجائے گی۔ اس کے لئے میں نے ڈاکٹری صاحب کو لکھا ہے کہ منگوا کر بھیج دیں، کیونکہ باقی
ماندہ مقدار اکاؤنٹ میں اب تھوڑی ہی ہوگی۔

(۲) اگر آپ یہاں رہے اور قربانی کی تو کیا آپ تن تنہا اس سے مستفید ہوں گے جیسے کہ خواب
میں حضرت شیخ الہندؒ اور ان کے رفقاء کو کھلایا، اور خود بھی کھایا اور ہم کو پوچھا تک بھی نہیں، یا
اس میں سے ہم کو بھی اگرچہ ایک ہی ٹکیہ کباب ہو، حصہ دیجئے گا۔

(۳) آپ نصوص الحکم کے متعلق استفسار فرماتے ہیں، واقعہ یہ ہے کہ آپ کو بالفعل سلوک
طے کرنا چاہیے، اور کتب تصوف کو مطالعہ کرنا چاہیے، جتنا وقت آپ ذکر میں صرف کر سکیں وہی
اشد ضروری ہے، کتب تصوف کے مطالعہ کو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سالک کے لئے منع
فرماتے تھے، مریض ظاہر اگر کتب طب کو مطالعہ کرے تو بجز تشویش کے اسکو کچھ حاصل نہیں ہوتا
اور اگر خود ان ادویہ اور نسخہ جات کو استعمال کرنے لگے تو عموماً بجائے نفع، نقصان اٹھاتا ہے،
مریض ظاہر کو لازم ہے کہ طبیب نے جو دوا تجویز کی ہے اسی کو استعمال کرے ورنہ نقصان ہی
ہوتا ہے، جبکہ مرض ظاہر، ادویہ ظاہریہ کا یہ حال ہے تو امراض خفیہ اور ادویہ باطنیہ جو کہ حواس ظاہرہ سے
پردہائے خفا میں ہیں، کیا حال ہوگا، یہ تو ان کتب کا حال ہے جو مداوات باطنیہ اور سلوک یا ضیات
سے تعلق رکھتی ہیں، اور کتب علم وحقائق جو کہ تکوینیات اور ثمرات نتائج سے تعلق رکھتی ہیں جیسے نصوص الحکم
اعلیٰ پیمانہ کی کتب میں سے ہے اور ان کا حقیقی طور پر سمجھنا صرف ان نفوس کے لئے ہو سکتا ہے جو کہ
عوالم علویہ کے مشاہدات سے فیضیاب ہو چکے ہیں ما و شما کے لیے کیسے درست ہو سکتا ہے اس
میں غلط فہمی اور غلط کاری کا بہت زیادہ خطرہ ہے، اس لئے خود شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ اور انکے
امثال کا مقالہ مشہور ہے کہ وہ فرماتے ہیں یحرم علی من لیس من اھلھا مطالعۃ کتبنا بہت سے
شراح نصوص بھی اس کو سمجھے ہیں یا نہیں، اس میں کلام ہے، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی
رحمۃ اللہ علیہ مقالات شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کو سنکر ارشاد فرماتے ہیں فھو زندیق اور حسب ثبات

ؔ ان کتابوں کا پڑھنا اس شخص کے لئے حرام ہے جس نے ہماری کتابوں کو پڑھا نہیں ہے۔

شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ ہوئی تو فرمایا مات قطب الوقت من کان ولی اللہ لوگوں نے کہا آپ نے
ان کی زندگی میں تو ان کو زندیق فرمایا تھا، ہم لوگوں نے ان سے اجتناب کیا اور اب آپ یہ
ارشاد فرماتے ہیں ہم کو ان کے فیض سے محروم کردیا تو فرمایا، ان کی زبان اسرار غیوب کے ساتھ
کھل گئی تھی جن کو تم سمجھ نہیں سکتے تھے، اگر تم ان کی صحبت میں جاتے تو بجز زندقہ تم کو کچھ حاصل نہ ہوتا اسلئے
میں نے تمہاری حفاظت کے لئے روکا تھا، بعض اہل اللہ نے شیخ اکبرؒ کو خواب میں دیکھا، ان کے گرد کچھ
عیسائی اور کچھ مسلمان [illegible] بیٹھے ہوئے ہیں، اور عیسائیوں پر تجلیات برستی ہیں، پوچھا
کہ یہ کون لوگ ہیں فرمایا یہ عیسائی وہ لوگ ہیں جنہوں نے میری تصانیف کو مطالعہ کیا اور سمجھے نہیں اور
[illegible] اور یہ مسلمان وہ لوگ ہیں جو سمجھے، اور صحیح عقیدہ پر باقی ہیں، حضرت
مجدد رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے اکابر ان کی کتابوں کے مطالعہ سے سختی سے روکتے ہیں، اسرار
تکوینیہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ کیا کیا پیش نہیں آیا، حالانکہ
ان کا تعلق بھی علم معاملات کے ساتھ تھا، تو پھر تکوینیات علویہ اور اسرار غیب میں ہم جیسوں کا کیا
حال ہوگا، اس مطالعہ کو ترک کردینا ہی ضروری ہے، اگر شوق ہے تو صراط مستقیم ملفوظات حضرت
سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ [illegible] السلوک اور مکتوبات حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ مطالعہ فرمایئے،
ارباب سکر و مغلوب السکر ان کی تصانیف سے اس وقت تک احتراز ضروری ہے جب تک کہ
ہم کو اور آپ کو ان کا مقام نہ حاصل ہو جائے ہمارے لئے فتوحات مدینہ اور فصوص محمدیہ انفع و

---

۴۳ قطب وقت [illegible] آج مر گیا۔ شیخ محی الدین ابن عربی المتوفی ۶۳۸ھ کے متعلق بہت غلط
فہمیاں [illegible] ہوئی ہیں، چنانچہ بہت سے فقہاء اور علماء ظاہر نے مطعون کیا ہے، اسی طرح صوفیہ
کی ایک جماعت [illegible] مقامات [illegible] سعیدہ محمدی کا امام قرار دیا ہے، شیخ شہاب الدین سہروردی
سے [illegible] فرمایا، رجل مملوء من فرقہ الی قدمہ من السنۃ یعنی شیخ سر سے پیر
تک [illegible] ڈوبے ہوئے ہیں، سعد الدین حموی جو اصحاب نجم الدین کبریٰؒ میں سے ہیں فرماتے ہیں
[illegible] شیخ اکبر ایک بحر ذخار ہیں جس کا کنارہ نہیں، شیخ صدر الدین قونوی شیخ مؤید الدین
[illegible] اور امام ولی اللہ دہلوی نے شیخ اکبر کے کلام پر گہری تحقیق فرمائی ہیں، اور
[illegible] تحقیق [illegible] ہیں، لیکن یہ کلام علماء ظاہر کا نہیں ہے، اسلئے ان تمام بزرگوں نے بھی
عموماً [illegible] سے [illegible] کو سختی سے روکا ہے، جیسا کہ [illegible] بھی کیا ہے۔

الزم ہیں، ان ہی میں ہمارے لئے مشغول ، وہدایات ہیں ان کو لازم پکڑیئے اور ذکر پر استقلال التزام کیجئے کہ قلب اور روح ذکر دائم کے ساتھ متصف ہو کر ذکر حقیقی ، مشاہدہ تحقیقی کیلئے ذریعہ وسلم بن جائیں

کار کن کار بگذر از گفتار کاندریں راہ کار دارد کار

ضرورت علم تصوف کی نہیں ہے، ضرورت حال تصوف کی ہے، اس کے لئے جد وجہد فرمایئے آمین ۔ والسلام ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ

مکتوب نمبر ۸۱

کل میں نے سرسری طور پر کہدیا تھا کہ بہار جانے میں کیا حرج ہے ، بعد میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد یاد آیا کہ رمضان شریف کی خاطر جمعی اور توجہ الی اللہ کو تمام سال کی خاطر جمعی میں بہت بڑا دخل ہے ، ادھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اخیر عشرہ کے متعلق شدت اہتمام بہ نسبت عبادات خود فرمانا اور ترغیب شدید دینا اور فقہاء و صوفیہ کرام کا عشرہ اخیرہ کی راتوں کو تمام سال کی راتوں سے افضل تر قرار دینا وغیرہ کا تقاضہ ہرگز نہیں ہے کہ ان دنوں اور راتوں کو ضائع کیا جائے جس قدر بھی ان میں قرأۃ ، قرآن ذکر وغیرہ ہو سکیں بہتر از بہتر ہوگا ، ادھر یہ کہ آپ کا ان ایام میں اپنے بچوں میں رہنا ان کے لئے موجب طمانیت ہے ، اس لئے میری رائے یہ ہے کہ عید سے پہلے سفر نہ فرمائیں ۔ رمضان میں ریلوں کی بھیچ پھیچ میں سفر کرنا اور اس کی وجہ سے تمام معمولات حتیٰ کہ فرائض تک میں خلل پڑنا تشویش خاطر وغیرہ کا ظاہر ہونا کچھ بہتر نہیں معلوم ہوتا ۔ ہاں عید کے دن یا اس کے اگلے دن اگر آپ سفر کریں تو زیادہ مناسب ہوگا ، ممکن ہے اکبر پور تک میں بھی آپ کی اردلی میں حاضر باشی کا شرف حاصل کر سکوں ؟ آئندہ جناب کو اختیار ہے ، میرے عید کرنے کے بارے میں کچھ ترددات پیش آرہے ہیں ، یہاں کے حضرات سخت متقاضی ہیں کہ منصور پور میں عید کی جائے اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ دیوبند ۔ بہر حال رسہ کشی ہو رہی ہے ، دیکھئے کون غالب آتا ہے ، جو مقصد یہاں کے رہنے کا قرار دیا گیا تھا اسکو بالکل انجام نہیں دیسکا افسوس ، دعاؤں کا سخت محتاج ہوں ، آپکے تیسرے قرآن کی خبر سے خوشی ہوئی هنیئاً لارباب النعیم نعیمھم ہم تو ابھی تک ایک قرآن بھی ختم نہ کر سکے ۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ والسلام ۲۳ رمضان المبارک ۶۶ھ از حسین آباد

مکتوب نمبر ۸۲

سبحان من اقام العباد فیما اراد

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ

اگر تیرا رب چاہتا تو وہ لوگ کام نہ کرتے سو تو چھوڑ دے وہ جانیں اور ان کا جھوٹ۔

۱۱ رمضان کا والا نامہ ملا، مجھے سخت تعجب ہے، آپکے اوہام اور لایعنی خیالات و افکار دور نہیں ہوئے، اسی پیچ وتاب میں آپ پڑے رہتے ہیں، اگر ایسا ہی ہے تو خدا سے رہائی کیجئے اور اس کے لئے کمر باندھیے، تکوینیات اسی کے ارادہ اور قدرت کے کرشمے ہیں، اس میں سرگرانی اور بیش بہا اطمینانی حالت کو ضائع کرنا قلب اور اسکے سکون کو ان لایعنی باتوں میں کافور کر دینا کس قدر کھلی ناشائستہ غلطی ہے، تکوینیات صرف اسی کے قبضہ میں ہیں۔

مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ الآية

کوئی آفت نہیں پڑتی ملک میں اور نہ تمہاری جانوں میں جو لکھی نہ ہو ایک کتاب میں پہلے اس سے کہ پیدا کریں ہم اس کو دنیا میں بیشک یہ اللہ پر آسان ہے تاکہ تم غم نہ کھایا کرو اس پر جو ہاتھ نہ آیا اور شیخی نہ کیا کرو اس پر جو تم کو اس نے دیا۔ (سورہ حدید)

ما اصابک لم یکن لیخطئک وما اخطأک لم یکن لیصیبک۔ الحدیث۔ کو کس کیلئے پڑھا۔ العجب فالعجب، میں کہہ چکا ہوں کہ ذکر کی کثرت کیجئے اور صرف اللہ تعالیٰ سے لو لگائیے مخلوق کو خالق کے لئے چھوڑ دیجئے، اگر کوئی مصیبت آپ پر آئے کشادہ پیشانی سے برداشت کیجئے۔ ”ضرب الحبیب زبیب“ سمجھئے اور قلب کو ان تمام دنیاوی اور تکوینی کدورتوں سے پاک اور صاف کیجئے، حضرت لقمان علیہ السلام کی وصیت واصبر علی ما اصابک ہی نہیں بلکہ حضرت نوح علیہ السلام کی زندگی کو دیکھئے کہ کن شدائد میں گذری اور پھر ان کو انہ کان عبدا شکورا فرمایا جاتا ہے، آپ اپنا جائزہ لیجئے ۲۴ گھنٹہ میں کس قدر شکر کرتے ہیں اور کس قدر نعماء الٰہیہ کا استعمال کرتے ہیں، اس کے آپ مسئول ہیں، اپنے فرائض کو انجام دیجئے، ان دنیاوی پریشانیوں پر لات ماریئے، ”من حقر بترالاخیہ وقع فیہ“ کے کرشمے دیکھئے۔ والسلام

[illegible] جو کچھ ہو رہا ہے جو شکل تھا کہ اس میں چوک ہو جاتی اور جو تیر چوک گیا [illegible]
[illegible] کہ اس میں ضعف کی گنجائش نہیں ہے [illegible] لانا ہے کہ اسکی کھود کرید کیا [illegible] اس سے اجتناب۔

[illegible]

مکتوب نمبر ۸۳

محترم المقام زید مجدکم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مزاج شریف، ذکر کی طرف اس قدر توجہ اور اس سے بشاشت اور منعہ ہو جانے سے طبیعت کا تاثر "این ہم غنیمت است" مگر میرے محترم! آپ کو اس راہ میں مرد بننا چاہیئے، اور بہادرانہ تگ و دو کرنی چاہیئے، کسی شب میں قضا کیوں ہو! اور مقدار ذکر میں وہی تعداد کیوں باقی رہے، جو دو تین ماہ پہلے تھی: "اذکروا اللہ حتی یقولوا انہ لمجنون"

جہاں اے برادر نماند بکس	دل اندر جہاں آفریں بند و بس

والسلام ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۶۳ھ

مکتوب نمبر ۸۴

والا نامہ مع والا نامہ صوبیدار صاحب پہنچا، یادآوری کا شکریہ ادا کرتا ہوں ان کے والدین ماجدین کے تفکرات سے صدمہ ہوا۔ ان کی خدمات عالیہ میں سلام مسنون عرض کردیں اور توجہ دلائیں کہ جو وقت بھی اس اسارت، عنداللہ میں گذرتا ہے، اجر و ثواب سے خالی نہیں ہے، نیز صوبیدار صاحب اس فرصت میں جب کہ اپنی جد و جہد سے غافل نہیں ہیں تو خوش ہونے کا مقام ہے، ضرورت شدید ہے کہ صوبیدار صاحب اپنے اسلاف کرام کے مقامات روحانیہ کو حاصل کریں، جس کے لئے بجز فراغ کوئی صورت نہیں۔ یہ فراغ ان کو باہر نہیں مل سکتا، ماشاء اللہ اپنی روحانی جد و جہد سے غافل نہیں ہیں، ان کو والدین ماجدین اور اعزہ کی طرف سے تاکید ہونی چاہیئے، کہ وہ مطمئن الخاطر ہو کر اپنی روحانی اور قلبی اصلاحات میں بیش از بیش منہمک رہیں، اور اعزہ و اولاد کی فکر نہ کریں، اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ اَجْرٌ عَظِیْمٌ۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلَا اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ الآیۃ ان کو مشوش نہ کیا جائے، بلکہ تنبیہ کیجائے کہ وہ اس فرصت کو غنیمت سمجھکر اپنی زندگی کے ضروری فرائض کو انجام دینے میں مصروف رہیں یہ ان کی خدمت نہ صرف اپنی ہوگی بلکہ والدین ماجدین اور اعزہ کی نہایت بیش قیمت خدمت ہوگی۔

یوسف گم گشتہ باز آید بکنعاں غم مخور	کلبۂ احزاں شود روزے گلستاں غم مخور

مولانا ابو جعفر صاحب مرادآباد کے نام

م والسلام - ۱۹ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ

مکتوب نمبر ۸۵

محترم المقام زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج شریف، آپ ذکر پر داومت فرمائیں، اور جہاں تک ممکن ہو اپنے نفس اور قلب پر قابو رکھیں اور اگر بے قابو ہونے لگیں تو درود شریف پڑھتے ہوئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کریں، کاروبار معیشت کا چھوڑنا بالخصوص جب کہ والدین ماجدین پیرانہ سالی میں ہیں اور ان کو ضروریات زندگی در پیش ہیں کسی طرح قرین عقل و مروت نہیں ہے، ان کی تابعداری اور خدمتگزاری نہ صرف فریضہ انسانی ہے بلکہ عبادت بھی ہے، نماز تہجد اگر ہو سکے فبہا ورنہ فرض نہیں ہے سونے سے پہلے چار رکعت پڑھ لینا اسی نیت سے مبارک امر ہے، سوتے وقت اواخر سورہ کہفؔ پڑھ لینا آنکھوں کے کھلجانیکا ذریعہ ہے۔ والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ،

مکتوب نمبر ۸۶

محترم المقام زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خواب دونوں اچھے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ فائدہ پہنچے گا۔ دلائل الخیرات، حزب البحر اور مناجات مقبول سب کی اجازت ہے، جیسی سہولت سمجھیں پڑھیں، تمام ادعیہ مطلوبہ کی اجابت کی دعا کرتا ہوں۔

مزار پر جاکر جو ذکر ہمیشہ کرتے ہیں اسکو کرنا چاہیئے، ان کی برکت سے آپمیں ترقی ہوگی،

والسلام۔ ننگ اسلاف حسین احمد۔ از دیوبند۔

اصلاحیہ مکتوب نمبر ۸۵ اور درود شریف کے برکات پر مستقل کتابیں موجود ہیں حضرت شاہ ولی اللہ کا یہ فقرہ کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا کہ وجدنا ما وجدنا فرماتے ہیں، ہم کو جو کچھ بھی ملا اسی درود شریف کی برکت سے حاصل ہوا جیا کہ سہو ہے بیر ص کی درالہ درود شریف ہاں یہ واضح رہے کہ درود شریف کے اثرات اسی وقت ہوتے ہیں جب پڑھنے والا پابند شریعت اور بدعت سے دور ہو ورنہ بجائے خوشنودی کے الٹے آنحضرت صلعم کی خفگی اور ناراضی کا باعث ہوگا پھر کہاں ٹھکانا ہوگا۔ ؎ سورہ کہف کی آخری آیات یہ ہیں اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا خٰلِدِیْنَ فِیْهَا لَا یَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰۤى اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ان کو پڑھ کرکے کہے کہ خدایا مجھکو فلاں وقت جگادیجے۔ مجرب ہے۔

مولانا محمد مسلم صاحب [illegible] ضلع اعظم گڑھ کے نام

میاں جی محمد یوسف صاحب مبارکپور ضلع اعظم گڑھ کے نام

مکتوب نمبر ۸۷

میرے بھائی دنیا میں جو وقت بھی مل جائے وہ نہایت غنیمت ہے اسکی قدر کرنی چاہیے، اور اس کو ضائع نہ ہونے دینا چاہیے، یہ زمانہ کھیتی کا ہے اس کا ہر ہر سکنڈ ہیرے اور زمرد سے زیادہ قیمتی ہے، جس قدر بھی ہو اس کو ذکر الٰہی میں صرف کیجئے۔

ہر نفس ہر سینہ ما بست جست　　　گر نداری پاس او از جہل تست
دین چنیں انفاس و ہر یک ضائع مکن　　　غفلت اندر شہر جان ضائع مکن

اتباع سنت کا بہت خیال رکھیے، یہی کمال ہے یہی مطلوب ہے یہی رضائے خداوندی کا موجب ہے۔

[illegible]

حضرت مولانا تھانوی کے مواعظ پڑھیے اور ان کو بھی دیکھا کیجیے　والسلام

صحابہ کرام و تمام بزرگان دین کا محور عمل صرف رسول اللہ صلعم کی ذات تھی اس لئے وہ تمام اعمال میں آپ کی سنت کا اتباع کرتے تھے کیونکہ صحابی نسب اور تزکیہ نفس براہ راست تعلیمات مصطفوی کا ثمرہ ہے جب مرشد میں اتباع نبوی ہونے لگتا ہے تو حجابات خود بخود اٹھتے جاتے ہیں، اسی لئے اطاعت رسول فرض اور عین محبت الٰہی کی علامت ہے، اور اتباع رسول کا صلہ محبت الٰہی قرار دیا گیا ہے پس جو شخص جس قدر متبع رسول ہے اسی قدر زیادہ محب الٰہی کا بھی حصہ دار ہے۔ حضرات صوفیہ صافیہ نے اتباع کا حق ادا کیا ہے اور اسی کی تاکید فرمائی ہے شیخ عبد القادر جیلانی کا ارشاد ہے "اتبعوا ولا تبتدعوا" سنت کی پیروی کرو اور بدعت نہ نکالو، دوسری جگہ فرماتے ہیں، "اجعل الکتاب والسنۃ امامک واعمل بھما ولا تغتر بالقال والقیل" (فتوح الغیب) قرآن اور سنت کو اپنا پیشوا بناؤ اور ان پر عمل کیا کرو اور لوگوں کی کہی سنی باتوں پر دھوکا نہ کھایا کرو۔ سید احمد عبد الحق ردولوی باوجودیکہ مجذوب تھے لیکن اتباع سنت نبوی کا یہ عالم تھا کہ جامع مسجد میں سب سے پہلے جا کر اپنے ہاتھ سے جھاڑو دیتے تھے، در چالیس سال تک جماعت سے نماز پڑھی مگر یہ نہ جانا کہ جامع مسجد کون ہے اور کدھر ہے۔ (مسالک السالکین) ابو سعید بن ابی الخیر جو جمال اہل طریقت تھے آپ ہی کا واقعہ ہے کہ ایک شخص آیا اور مسجد میں سب سے پہلے (خلاف سنت) بایاں پیر رکھا آپ نے فرمایا پلٹ جا، میں اس سے ملنا نہیں چاہتا جو دوست کے گھر میں جانے کا طریقہ نہیں جانتا (الدر المنظم) سید الطائفہ جنید بغدادی رح فرماتے ہیں، "ہمارا سارا علم کتاب و سنت کا پابند ہے" دوسری جگہ (باقی ص ۱۳۳)

بنام زاہد حسین صاحب فارم کوٹ، ڈاکخانہ ... ضلع ... مشرقی

مکتوب نمبر ۸۸

محترم المقام زید مجدکم. السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ. امراضِ قلبیہ کے متعلق جدوجہد ہمیشہ جاری رکھیئے، مگر سب سے زیادہ مقدم ذکر اور مراقبہ ہے، اس میں انتہائی محنت اور توجہ ہونی چاہیئے، اگر اس میں کامیابی ہوگئی تو آہستہ آہستہ اخلاق بھی درست ہو جائیں گے۔ ورنہ حذر کم ہوگا۔ متقدمین تہذیب اخلاق کی جدوجہد اولاً کراتے تھے، پھر سلوک بالذکر والمراقبہ کراتے تھے، مگر بسا اوقات ایسا ہوا کہ سالک کی عمر تہذیب اخلاق ہی میں ختم ہوگئی اور وصول الی اللہ کے بعد اخلاقِ رذیلہ کا ازالہ کراتے ہیں، اسمیں اگر سالک کی عمر دنیا میں ختم ہوگئی تو محروم نہیں جاتا، نیز وصول الی اللہ کے بعد اخلاقِ حمیدہ کا بنا اسی طریقہ کو ہمارے اکابر پسند فرماتے ہیں، بنابریں آپکو پوری جدوجہد ذکر میں جاری رکھنی چاہیئے، معانی کا لحاظ رکھتے ہوئے دل لگا کر ذکر میں کوشش فرمایئے، اس کے بعد انشاء اللہ اصلاح اخلاق ذیلیہ ہو جائیگی، اس کے یہ معنی نہیں کہ ان کے اصلاح سے منہ پھیر لیا جائے بلکہ اس کی طرف کو مقصدِ اصلی نہ سمجھا جائے، اور وصول الی اللہ ہی کو

آسان ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۳) فرماتے ہیں حق پر تمام راستے بند کر دیئے گئے ہیں بجز اس کے کہ سنت نبوی کے نقش پر چلا جائے (رسالہ قشیریہ) خواجہ اجمیری کا ارشاد ہے کہ کوئی شخص کسی عبادت سے قرب الٰہی حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ نماز بطریق سنت نہ پڑھے، کیونکہ نماز ہی معراج المومنین ہے (تاریخ اجمیر) ان تصریحات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تمام بھلائیوں کا سرچشمہ اور خیر کا دروازہ محمد رسول اللہ صلعم کی اطاعت اور اتباع سنت میں ہے، اس سے باہر نہ تو کوئی راستہ ہے اور نہ کتاب و سنت سے بہتر کوئی نسخۂ شفا اور روحانی علاج دریافت ہو سکتا ہے، کیونکہ صاف اور پاکیزہ پانی وہیں ملتا ہے جہاں سے چشمہ پھوٹتا ہے، اور قاعدہ ہے کہ پانی سرچشمہ سے دور ہو کر گدلا ہو جاتا ہے، اور اس کا اصلی رنگ قائم نہیں رہتا، جہاں حضرات صوفیائے کرام نے متابعت کامل کا حق ادا کیا ہے، وہیں ان کے کاموں پر صد ہا بدعات متوسلین نے ایجاد کر دیں جو ان کے مقدس ناموں کی آڑ میں پھل پھول رہی ہیں، اور گویا سانپ اور بچھو کا سا معاملہ ہے کہ نہ اگلتے بنتا نہ نگلتے بنتا۔ امام العصر نے اپنے اس والا نامہ میں اتباع سنت پر زور دیا ہے، کیونکہ آپ کی زندگی کا طغرائے امتیاز اتباع سنت ہی ہے، چونکہ آپ سلسلۂ صابریہ امدادیہ کے خاتم ہیں اس لئے اور بھی اپنے متوسلین میں اتباع نبوی کا جذبہ اور شوق مختلف صورتوں سے پیدا فرما رہے ہیں، آپ کے ان الفاظ کو ہرگز فراموش نہ کرنا چاہیئے۔ ارشاد ہوتا ہے تم ہی کمال روحی

بنام مولانا عزیز الرحمٰن صاحب تکیہ کلاں رائے بریلی (اودھ)

مقصود اصلی قرار دیکر شدید جد وجہد جاری رکھی جائے، بنا بریں عرض ہے کہ ذکر کی کیفیت باعتبار نتائج تحریر فرمائیے اور اس کی مداومت و استحضار قلب میں پوری کوشش جاری رکھئے۔ والسلام۔ ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ۔

مطلوب ہے، یہی رضاء خداوندی کا موجب ہے" جس طرح ان صوفیائے کرام نے اتباع پر زور دیا اور عملی نمونہ پیش فرمایا ہے، اسی طرح ان ہی کا متفقہ ارشاد ہے کہ تصوف وسلوک

دوسرا نام ہے، اتباع سنت کا جس کو راقم الحروف نے کتابی صورت میں مرتب کر رکھا ہے۔

مواعظ حضرت مولانا تھانوی" کا مطالعہ مفید ہے، کیونکہ اسمیں تصوف اسلام وسلوک پر جگہ جگہ نکات موجود ہیں حضرت امام العصر اور حضرت مولانا تھانوی دونوں ایک ہی خستان معرفت کے جرعہ نوش ہیں اسلئے جہانتک تعلیم و تربیت سلوک کا تعلق ہے دونوں مشترک ہیں اس اعتبار سے ایک کو دوسرے پر کوئی وجہ ترجیح نہیں ہے۔ باقی حضرت امام العصر کی مجاہدانہ زندگی تو یہ ہمارے حضرت کا وہ مقام ہے جہاں آج سے نصف صدی قبل شاید ہی کوئی ہستی موجود ہو بہر کیف اس مثال اور دوسرے شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ دونوں بزرگ بیک وقت سلوک تصوف کے امام ہوتے ہوئے تعلیم و تربیت سلوک میں متحد الخیال تھے۔

(حاشیہ مکتوب نمبر ۸۸) تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ قرب خداوندی کے اسباب میں سب سے زبردست سبب خدا کا اپنے بندوں کو اپنی جانب کھینچنا ہے یہ جذب کبھی بلا واسطہ ہوتا ہے اسکو اجتباء سے موسوم کرتے ہیں، اور کبھی بتوسط ہوتا ہے مثلاً عبادت و صحبت انسان کامل مکمل، ایک کو برکات عبادت اور دوسرے کو تاثیر شیخ کہا جاتا ہے، یہ گفتگو علت فاعلی کی بنا پر ہے، علت قابلی استعداد کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے اندر ودیعت فرمائی ہے اور کتاب وسنت اس پر گواہ ہے، البتہ یہ استعداد انسانوں کے اندر فرق مراتب رکھتی ہے، پس معلوم ہوا کہ ناقصوں کی تکمیل بدون کسب و صحبت شیخ کامل کوئی اور چارہ کار نہیں ہے، اس لئے حضرات صوفیہ نے رفع موانع کو تحصیل مقاصد پر

مقدم رکھا ہے اور مرید کو اوکار و ریاضات اور مجاہدات کی اولاً تلقین فرمائی ہے، اب اگر مرید یہاں ہی سے رخصت ہو جاتا ہے تو مطلقاً وصول الی اللہ سے محروم نہیں رہتا کیونکہ تقرب پہلی ہی صحبت میں اسکو حاصل ہو چکا ہے، خلاصہ یہ کہ حضرات مشائخ دفیضہم الکلم رشدی وسیدی دامت فیوضہم اپنے مریدوں کو جو پہلے پہل ریاضت و مجاہدہ اور ذکر کا امر فرماتے ہیں، اسکا مقصد تزکیہ نفس حصول قرب ہوتا ہے مگر جب تک صحبت شیخ کی پشت پر نہ ہو یہ تصفیہ و تزکیہ حق سے کما حقہ حاصل نہیں ہوتا ہے۔ اسلئے سلوک بالذکر و المراقبہ کو

مکتوب نمبر ۸۹

(۱) مہربانانِ سکرورکا منشا اور حکم میرے زیرِ نظر ہے، اس طرف جب بھی پہنچا ہوا صرف ایک شب کے لئے انشاءاللہ حاضر ہوں گا۔

(۲) صبر مقدمہ شکر ہے، اس لئے اس کو مقدم کیا جانا ضرور ہے، صبر میں نفس کے خلاف کوشش ہوتی ہے اس لئے اس کو بہت زیادہ مشکل سے مقابلہ ہوتا ہے۔ بدیں وجہ تاکید زیادہ ہونی لازم ہے، بخلاف شکر کے کہ اس میں اس قدر نفس پر مشقت نہیں ہے اور نہ اصلی عبادت شکر ہے۔

(۳) حسب ارشاد میں ان دنوں اسی تاریخی کام میں دلو بند کریاس میں پڑ ہوں امید ہے کہ عنقریب انجام دیدوں گا، انشاءاللہ العزیز۔

(۴) اگر ہمارے ذنوب میں دنیا ہی میں خفت پیدا ہو جائے اور آخرت میں کسی قسم کے شدائد کی ضرورت نہ باقی ہو جائے تو زہے نصیب "من یرد اللہ بہ خیرا یصب منہ"، والسلام۔

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ

مکتوب نمبر ۹۰

تبلیغی خدمات کے انجام دینے اور اس کے لئے مولانا محمد الیاس صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر ہدایات حاصل کرنے کا قصد مبارک قصد ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور پھر توفیق عطا فرمائے کہ آپ اس عظیم الشان خدمت کو بلکہ اپنی خاندانی وراثت کو بخیر و خوبی انجام دیں، مولانا محمد الیاس صاحب کو علیحدہ خط لکھنے کی ضرورت نہیں ہے وہ بلا... سفارش اس کام کو مکمل طریقہ پر انجام دیں گے، اور بالفرض اگر آپ ضرورت ہی سمجھیں تو اس عریضہ کو ان کی خدمت میں پیش کر دیں اور میرا سلام و درخواست دعوات صالحہ انجام دیں۔

حاشیہ مکتوب نمبر ۹۰) پروفیسر سید احمد شاہ صاحب بی اے مراد آبادی لکھنؤ مسلم انٹر کالج میں پروفیسر ہیں نوجوان سیاح ہیں حضرت شیخ الاسلام سے بیعت ہیں، حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی حیات ہی میں تبلیغی جماعت کی طرف رغبت تھی، ایک چلہ کام کرنے کا وعدہ کیا تھا، لیکن عملی طور پر کام کرنے میں تامل تھا کہ اپنے پیر و مرشد سے [illegible] منقول [illegible] کی رائے اس جماعت

حزب البحر کی زکوٰۃ کا ارادہ بھی مبارک ارادہ ہے، آپ کو اجازت ہے اللہ تعالیٰ مبارک کرے صاحبزادہ کی سلامتی کی خبر سے خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ بلند اقبال الطویل العمر مرضی السیرۃ والسریرہ کرے، اور تمام آفات ارضی و سماوی سے ہمیشہ محفوظ رکھے، آمین، دیں محترمہ کا بلند بنانا آپ کا اولین اور سب سے اہم فریضہ ہے، حسن تدبیر کیساتھ پوری جد وجہد اس میں صرف کیجئے۔ میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو مقاصد دارین میں کامیاب فرمائے اور اپنی مرضیات کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ والسلام ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ ۱۰ صفر ۶۳ھ

(حاشیہ) مکتوب نمبر ۱ کی حرکت کے متعلق نہ معلوم کیا ہے تدبیر یہ سوچی کہ حضرت والا کو اس عنوان سے لکھوں کہ میں نے ایک جماعت میں دیا ہے مولانا محمد الیاس صاحب کو میرے متعلق تحریر فرما دیں، بالفاظ دیگر سفارش فرما دیں کہ وہ اس راہ میں کام کرنے اور تجربہ حاصل کرنے کے لئے مجھے موقع دیں اور اس راستہ میں میری رہنمائی فرمائیں کہ وہ اس راہ میں راہ سلوک کے مسافر کے لئے اس کام کو مضر تصور فرمائیں گے تو اپنے مرید با اخلاص کو صاف منع فرما دیں گے، اور اگر مکتوب گرامی میں اس عاد کی تحسین فرمائیں گے اور سفارش تحریر فرما دیں گے، تو رائے عالی سے آگاہی ہو جائے گی، جواب میں یہ مکتوب گرامی آیا، سید احمد شاہ صاحب اس تحریر عالی کو اپنے ہمراہ دہلی لے گئے، اور حضرت مولانا محمد الیاسؒ کو یہ مکتوب اقدس دکھایا، مولانا موصوف اس کو دیکھ کر باغ باغ ہو گئے، اور حاضرین سے فرمایا کہ حضرت کی توجہ ہماری قبولیت کی دلیل ہے اسی مفہوم کے الفاظ مولانا مرحوم نے ارشاد فرمائے، حاجی انتی صاحب فریدی مراد آبادی موطن نے یہ مکتوب مجھے دیا اور ساتھ ہی ساتھ یہ واقعہ نقل فرمایا۔ (فریدی)

٭ دعائے حزب البحر کے شان نزول کے بارے میں حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اپنی شرح میں تحریر فرمایا ہے کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ شہر قاہرہ میں تھے کہ حج کے دن قریب آ گئے، شیخؒ نے ان ایام میں اپنے دوستوں سے فرمایا کہ ہم کو اس سال جب سے حج کرنے کا حکم ہوا ہے جہاز تلاش کرو، دوستوں کو بہت تلاش کے بعد ایک بوڑھے عیسائی کے جہاز کے سوا اور کوئی جہاز نہ ملا سب اسی جہاز میں سوار ہو گئے، جب بادبان اٹھا تو قاہرہ کی آبادی سے نکلتے ہی مخالف ہوا چلنے لگی، اور ایک ہفتہ تک قاہرہ کے قریب اس طرح

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۷) ٹھہرے رہے کہ قاہرہ کے پہاڑ دکھائی دیتے تھے۔ مخالف لوگ طعنے دینے لگے کہ شیخؒ فرماتے ہیں کہ مجھ کو غیب سے حج کا حکم کیا گیا ہے اور حالت یہ ہے کہ حج کا وقت قریب آگیا ہے اور ہم مخالف ہوا میں پھنسے ہوئے ہیں، یہ بات شیخؒ کے لئے دلی بے چینی کا باعث ہوئی مگر وہ ضبط کی قوت سے پی جاتے تھے۔ اتفاقاً شیخؒ دوپہر کو سو رہے تھے، کہ خدا نے ان کو اس دعا کا الہام کیا شیخ نے نیند سے اٹھ کر یہ دعا پڑھنی شروع کی اور جہاز کے افسر کو بلا کر فرمایا خدا کے بھروسہ پر بادبان اٹھا دے۔ اس نے جواب دیا کہ اگر ہم بادبان اٹھا دیں گے تو ہوا اسی وقت ہمارا منہ پھیر دے گی اور ہم کو قاہرہ میں پہنچا دے گی، شیخ نے فرمایا کہ تو دل میں اطمینان رکھ ہم جو کچھ کہتے ہیں اس پر عمل کر اور خدا کی عجیب مہربانی دیکھ، جوں ہی بادبان اٹھایا، وہیں موافق ہوا چلنے لگی، یہاں تک کہ اس کشتی کو جس کے ساتھ جہاز کو کھینچنے باندھ رکھا تھا کھول نہ سکے، ناچار اس کو کاٹ دیا اور بڑی جلدی امن و امان اور سلامتی کے ساتھ مبارک مقصد پر پہنچ گئے، بوڑھے عیسائی کے بیٹے مسلمان ہوگئے اور وہ دل میں بہت غمگین ہوا، رات کو اس نے خواب میں دیکھا کہ شیخؒ ایک بڑی جماعت کے ساتھ بہشت میں تشریف لیجا رہے ہیں اور اس کے لڑکے بھی شیخؒ کے ساتھ جا رہے ہیں، اس نے اپنے بیٹوں کے پیچھے جانا چاہا، مگر فرشتوں نے جھڑکا کہ تو ان لوگوں کے دین والوں میں نہیں ہے ان سے تیرا کیا مطلب، صبح کے وقت خدا کی ہدایت اسکی مددگار ہوئی اور اس نے بھی کلمۂ توحید پڑھ لیا، اور تھوڑے عرصہ میں اس کا مرتبہ یہاں تک پہونچ گیا کہ وہ بڑے کمالات والا ہوگیا، اور اس طرف کے لوگ اس کی نزدیکی اور صحبت کے طالب ہونے لگے، بہر وجہ مشائخ کبار نے برائے تحصیل کام پڑھا اور خود اس کے پڑھنے کی اجازت دینے کا مشغلہ رکھا، لیکن یہ دعا ہر خاندان میں مختلف طریقوں سے پڑھی جاتی ہے، اور سب مشائخ کے یہاں معمول بہ ہیں، یہ دعا متبرک ضرور ہے، مگر قرآن اور حدیث میں جو دعائیں منقول ہیں، وہ سب سے بہتر ہیں۔ راقم الحروف بھی اس دعا کو پڑھتا رہتا ہے (اصلاحی)

مکتوب نمبر ۹۱

مزاج شریف بحمد اللہ میں ہر طرح خیر و عافیت اور آرام سے ہوں، آپ کی خیر و عافیت اور دہلی کی تبدیلی معلوم کر کے اطمینان ہوا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کو مقاصد دارین میں ... کامیاب فرمائے اتباع سنت میں ہمیشہ کوشاں رہیں، اور جہاں تک ممکن ہو ذکر میں کوتاہی نہ کریں جو وقت بھی ذکر خدا میں گذرے وہی زندگی ہے، الدنیا ملعونة وملعون ما فیها الا ذکر الله وما والاه (او کما قال علیہ السلام) ؎

حز یاد دوست ہر چہ کنی عمر ضائع ست | جز سر عشق ہر چہ بخوانی بطالت ست
سعدی بشوے لوح دل از نقش غیر حق | علمیکہ راہ حق نہ نماید جہالت ست

عزیزم جہاں تک ممکن ہو عقلمندی سے کام لیں اور اس دنیا مزرعة الآخرة کو مزرعہ ہی بنائیں، وقت ضائع نہ کریں؛

ظ من نہ کردم شما حذر بکنید والسلام ۔ نینی جیل، رجب ۶۲ھ

مکتوب نمبر ۹۲

میرے خیال میں عام دعاؤں کے لئے مندرجہ ذیل دعا زیادہ مناسب ہوگی،

اَللّٰهُمَّ بَلِّغْنِیْ وَبَلِّغْ جَمِیْعَ مَنْ اَوْصَانِیْ بِالدُّعَاءِ وَجَمِیْعَ مَنْ لَّہٗ حَقٌّ عَلَیَّ اِلَی الْمَقَاصِدِ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ وَاکْشِفْ عَنِّیْ وَعَنْهُمْ مَا بِیْ الْکُرُبَاتِ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِمْ وَبِمَطَالِبِهِمْ وَکُرُبَاتِهِمْ اَنْتَ اَکْرَمُ الْاَکْرَمِیْنَ وَاَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ حَیِیٌّ کَرِیْمٌ تَسْتَحْیِیْ اَنْ تَرُدَّ یَدَیِ الْعَبْدِ صِفْرًا اِذَا رَفَعَ الْکَفَّ اِلَیْکَ وَصَلِّ عَلٰی اَحَبِّ خَلْقِكَ اِلَیْكَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

نیز اسلاف اور مسلمانوں کے لئے دعا میں مختصر اور مناسب حسب ذیل ہوگی۔

اَللّٰهُمَّ تَغَمَّدْ بِرَحْمَتِكَ وَرِضْوَانِكَ وَغُفْرَانِكَ جَمِیْعَ مَشَایِخِیْ وَجَمِیْعَ اَسَاتِذَتِیْ

جناب قاری جرار احمد صاحب صدیقی امروہی کے نام

وَجَمِیْعِ اَسْلَافِیْ وَجَمِیْعِ اِخْوَانِیْ وَجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ اِنَّکَ یَا مَوْلَایَ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ کَرِیْمٌ مُجِیْبُ الدَّعْوَاتِ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

ان مختصر اور جامع دعاؤں میں جس قدر تکرار اور خشوع وغیرہ عمل میں لایا جاوے وہ کارآمد ہوگا۔

تمام مسلمان خواجہ تاش اور آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خادم ہیں سب سے محبت رکھنی اور خیرخواہی چاہنی اور ان کے لیے دعا کرنا ہمارا فریضہ ہے، ان کی دعاؤں حاجتوں میں خبرگیری حتی الوسع اور خدمات بجا لانا ضروری ہے، جس قدر ہو سکے اس میں کوشش کیجیے، اور اگر کسی پر غصہ آجائے تو اسی خواجہ تاشی کو اور اللہ تعالیٰ کے غضب اور انتقام کو یاد رکھ کر جہاں تک ممکن ہو غصہ کو فرو کیا کیجیے۔

والسلام ..... ننگِ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ

مکتوب نمبر ۹۳

(۱) دعا میں دل لگنا ضروری ہے۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، ان اللّٰہ لا یقبل الدعاء بقلب لاہٍ[۱] لہٰذا دعا میں دل لگنا ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ مظلوم کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ خلوصِ دل سے نکلتی ہے، تاہم اگر دل نہ لگے تب بھی فائدہ سے خالی نہیں لیکن کوشش کرنا ضروری ہے۔

---

[*] خواجہ تاش کے معنی ہیں ایک مالک کے کئی غلام یا ایک آقا کے بہت سے نوکر یہ ہر ایک آپس میں اہلِ فارس کے نزدیک خواجہ تاش ہوئے مقصودِ شیخ الاسلام کا واضح ہے کہ ہم کو خصوصاً عام مسلمانوں کے ساتھ محبت و ہمدردی ہونی چاہیے یعنی دوستی اور دشمنی کا معیار اللہ کی اطاعت اور رسول کی محبت ہو نہ کہ جذبات۔

حاشیہ مکتوب نمبر ۹۳ [۱] حدیث کا مفہوم یہ ہے اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول نہیں فرماتے جو دل لگا کر نہ کی جائے یعنی دل غافل ہو۔

اور حجاب ہونگے، یہاں تک فرمایا گیا کہ جو حمل ساقط ہو گیا ہو وہ بھی اپنے ماں باپ کیلئے خداوند کریم سے جھگڑا کرے گا اور بالآخر رحمت الٰہی حاصل کرکے اس خطاب کا مستحق ہوگا ایہا السقط المراغم ربہ اخرج ابویک من النار یعنی اے ساقط ہو جانے والے حمل اپنے پروردگار سے بہت جھگڑنے والے جا اور اپنے ماں باپ کو دوزخ سے نکال لے، اس مضمون کی بکثرت احادیث موجود ہیں، جن میں صبر اور شکر کی بھی بعض مقام پر شرط ہے، اب خیال کیجئے کہ آخرت کی زندگی ایک پائدار اور ہمیشہ باقی رہنے والی زندگی ہے اسکے حصول کیلئے یہ مرجانے والی اولاد بالخصوص جبکہ صبر اور شکر کی کام لیا جائے ہو، تریاق کا کام دینے والی ہے، اور آخرت کا عذاب وہ عذاب ہے کہ دنیا کی جملہ انواع کی تکالیف ایک طرف اور آخرت کے عذابوں کی ایک قسم کی تکلیف چند منٹوں کی ایک طرف ہو تو یہ آخرت والی تکلیف اس پر بالا ہو جائیگی، اور یہ مرجانے والی اولاد آخرت کی جملہ عذابوں سے بچانے والی ہے، لہٰذا میں تو سمجھتا ہوں کہ اگر کسی کو دنیا میں بچپن میں ایک یا زیادہ اولاد کے مرجانے کی صورت پیش آگئی ہو تو اس کو بہت خوش ہونا چاہئے کہ الحمد للہ ہماری مغفرت کا سامان خداوند کریم نے پیدا کر دیا، اور یہ اولاد ہماری پیش خیمہ بنکر ہم سے پہلے بارگاہ الٰہی میں پہنچ گئی، ہمارا خاتمہ خداوند کریم ایمان پر کر دے تو اس سے بڑھ کر ہمارے لئے کوئی نعمت نہیں ہو سکتی، ایسی نعمت پر اولاد کو دنیا میں باقی رہنے کی نعمت ہزار مرتبہ قربان ہے الحاصل عقلمند مسلمان کو تو یہاں فقط خوش ہونیکا مقام ہے۔

(۲) بات غور کی یہ ہے کہ اگر کوئی ہمارے پاس امانت لاکر رکھتا ہے تو ہم پر بہت بڑی ذمہ داری پڑ جاتی ہے، اور جب تک اسکی امانت اسکو ادا نہیں کر دیجاتی اس وقت تک بوجھ ہلکا نہیں ہوتا جب ادا ہو جاتی ہے تو سمجھدار اور امانت دار طبیعتیں بہت زیادہ خوش اور ہلکی ہو جاتی ہیں اور یہ خیال کرتی ہیں کہ آج ہمارے سر سے بہت بڑے پہاڑ کا بوجھ اتر گیا، اسی بنا پر وہ حمد و ثنا بھی کرتی ہیں، ہاں دروغ گو، بے اطمینان، خائن طبیعتیں رنجیدہ ہوتی اور آہ واویلا کرتی ہیں ہم کو جو کچھ اس دار فانی میں عطا کیا گیا ہے وہ سب خداوند کریم کی امانت ہے، خصوصاً اولاد جن کی پرورش، تعلیم وغیرہ ہم پر لازم ہوتی ہے اور کمی کرنے کی صورت میں مواخذہ کا کھٹکا ہر وقت سر پر ہے، اس امانت کا رکھنے والا جب اپنی امانت کو واپس لے لیتا ہے تو ہم اگر رنجیدہ خاطر ہوں تو آپ ہی فرمائیں کہ خائن کہلانے کے مستحق ہونگے یا امانت دار

ان الذی انت ترجوہ وتاملہ | من البریۃ مسکین ابن مسکین
فاسترزق اللہ عما فی خزائنہ | فانما الامر بین الکاف والنون

اس لئے مخلوقات پر اعتماد کو چھوڑ دیئے، اور مالک خزائن السموٰت والارض پر اعتماد کیجئے، عالم اسباب پر متوسط طریقہ سے عملدرآمد رکھیئے۔ ع

بر توکل زانوے اشتر بہ بند

والسلام ..... ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ ۷ر جمادی الثانی ۱۳۶۳ھ

مکتوب نمبر ۹۶

(۱) نصوص شرعیہ سے آپ واقف ہیں، بوقت ضرورت سوال کی اجازت دی گئی ہے۔ ضرورت کی تحدید حقیقی نہیں کی گئی ہے، یہ کلی مشکک ہے اور مختلف درجات رکھتی ہے، اضطرار کے وقت میں سوال واجب اور فرض ہو جاتا ہے، سرمایہ دار کو سرمایہ بڑھانے کے لئے حرام ہو جاتا ہے (یعنی وہ سرمایہ دار جو کہ حوائج اصلیہ سے زائد اتنے مال کا مالک ہے، جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور حولان حول بھی ہو گیا ہے)، درمیانی درجات، احکام بھی درمیانی رکھتے ہیں، آپ کی وہ ضرورتیں جن کو تحریر فرما رہے ہیں، اگر نفس پرستی اور خوش خوراکی اور تلذذ وتنعم کے لئے نہیں ہیں تو اباحت اور تجویز کا موقع ضرور دیں گی، بالخصوص وہ طریقہ سوال جسکو آپ ذکر فرما رہے ہیں جو کہ الحاح اور تفریع سے خالی بھی ہے۔ ۱۰ر رجب ۱۳۶۳ھ

(حاشیہ مکتوب نمبر ۹۵) اشعار کا مفہوم یہ ہے کہ تم جس سے امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہو وہ تو خود مسکین در مسکین ہے البتہ اللہ تعالیٰ سے رزق مانگنا اور امیدیں وابستہ رکھنا چاہیئے، جو ایک لفظ کن سے فیکون کرتا رہتا ہے۔

(حاشیہ مکتوب نمبر ۹۶) اس مکتوب گرامی میں بعض اصطلاحات منطقی وفقہی آگئی ہیں انکو صاف کر دیا جاتا ہے باقی مکتوب واضح ہے، کلی مشکک وہ کلی ہے جو اپنے افراد پر برابر برابر صادق نہ آئے جیسے مثلاً موجود، یا مثلاً نور وغیرہ تشکیک کی چار قسمیں ہیں جو کتب منطق میں موجود ہیں، حوائج اصلیہ کی تعریف یہ ہے کہ وہ مال جو اپنی اصلی ضرورتوں سے زیادہ نہو، اور اصلی ضرورتوں کی مثال جیسے رہنے کے مکان، بدن کے کپڑے، گھر کے اسباب، سواری کے جانور، خدمت کے غلام، مشغول رہنے والے ہتھیار (ان) پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ (ہدایہ)

مکتوب نمبر ۹۷

وہ مصائب جن کا ذکر جناب فرما رہے ہیں، بے شک باعثِ اضطراب ہیں مگر اس کا یہ اثر غلط ہے جو کہ آپ لکھ رہے ہیں، اس کا اثر تبتل الی اللہ اور تضرع وزاری ہونا چاہیئے تھا، معاصی اور غفلات سے تنفر ضروری تھا. آپ کو اس روایت کا خیال رکھنا چاہیئے. ان الناس اذا راوا الظالم فلم یاخذوا علی یدیہ اوشک ان یعمہم بعقاب فیدعونہ فلا یستجیب لہم (او کما قال علیہ السلام) بہرحال عقل اور دانائی سے کام لیجئے، اور مالک قضا و قدر کی رضا جوئی کی زیادہ سے زیادہ فکر ہونی چاہیئے۔ والسلام . . ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ، ۲۰ رمضان مبارک ۱۳۶۲ھ

مکتوب نمبر ۹۸

آپ کی بیماریوں اور تکلیف کی کیفیات معلوم کر کے صدمہ ہوا، جو طبعی امر ہے ورنہ عقلی طور پر چونکہ مسلمان کے لئے یہ جملہ تکالیف موجب کفارہ سیئات اور رفع درجات و مضاعفت حسنات ہیں، اس لئے یہ سب ایسی ہی شان رکھتی ہیں، جیسے شاہانہ لباس کی دھوبی کے یہاں ہوتی ہے. وہ کپڑوں کو خم میں ڈالتا ہے، پانی گرم کرتا ہے. ریہ اور صابون لگاتا ہے، پٹڑوں اور پتھروں پر پٹکتا ہے، اور بار بار نچوڑتا ہے، گرم دھوپ میں ڈالتا ہے، مادہ دے کر استری پھیرتا ہے، شکنوں کو صاف کرتا ہے، ان تمام مراحل کو ایک ظاہر بین کپڑوں کے لئے آزار شدید اور سخت مصیبت سمجھے گا. مگر حقیقت شناس یہی کہے گا کہ ان کپڑوں کا اعزاز و اکرام ہے، اور یہی ان کے لئے رحمت کاملہ ہے، انکو شہنشاہ کے جسم کی زینت بنانے کے لئے یہ اعمال کئے جاتے ہیں، اس لئے یہ سب اعمال ان کے لئے رحمت ہی رحمت اور ترقی ہی ترقی ہیں۔ والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ، ۹ ذی الحجہ ۱۳۶۳ھ

مکتوب نمبر ۱۰۳

ملاقات کا اشتیاق غلطی ہے اپنے کام میں لگے رہیئے، ہمارے جیسے لاکھوں ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں۔ ؎

جز یادِ دوست ہرچہ کنی عمر ضائع است — جز سرِ عشق ہرچہ بخوانی بطالت است

سعدی بشوی لوحِ دل از نقشِ غیرِ حق — علمے کہ راہِ حق ننماید جہالت است

عمر عزیز کا جو حصہ ملے اس کو غنیمت سمجھیے اور ضائع نہ ہونے دیجیے محبوبِ حقیقی کی یاد میں صرف کیجیے، ؎

ہر نفس بہرت سیمائیت چست — گر نداری پاس او از جہل تست

من نہ کردم شما حذر بکنید، والسلام ۲۰ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ

مکتوب نمبر ۱۰۴

اوقات کو ذکر و شغل میں معمور رکھئے، ذکر کا جو کچھ اثر ہے وہ نہایت امید افزا ہے دل لگا کر استقلال سے محنت کیجیے۔ تاکہ بفضل اللہ و رحمتہ ملکۂ راسخہ و نسبت پیدا ہو جائے وہ کریم کارساز روزانہ ہزاروں کو نوازتا ہے۔ اس کے لطف و کرم سے مایوسی جائز نہیں، وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا بشارت نوید ہے … والدہ ماجدہ کی تعظیم و تکریم ان کی اطاعت اور فرمانبرداری میں ذرہ برابر بھی کوتاہی روا نہ رکھئے رغم انفہ رغم انف الذی وجد والدیہ اواحدھما ثم لم یدخلاہ الجنۃ ارکما قال، والسلام

مکتوب ۱۰۵

چونکہ دنیا دار الاسباب ہے اگر معاش کی تنگی سے فکرِ معاش ہو تو اس کو دنیا کی محبت نہیں کہا جا سکتا۔ دنیا خدا سے غفلت کا نام ہے، اور بحمد اللہ آپ کا دامن اس سے پاک ہے۔ میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کی مشکلات کا حل فرما دیں۔ آمین۔ والسلام

کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ذکر میں مشغولیت امتحان میں کامیابی کا ذریعہ ہے۔ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً یہ امتحان کے ایام استقلال سے پورے کیجئے۔ نفس خبیث کو اس کی خواہشات سے روکئے انبیاء علیہم السلام کی زندگی کو یاد کیجئے اور اس پر قدم بقدم چلنے کی کوشش کیجئے۔ وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ تدریج درجہ ہے اس پر عمل کیجئے۔ مثنوی میں ہے کہ حضرت سری سقطی یا خواجہ شبلی رحمہا اللہ تعالیٰ نے اپنے تصرف سے نفس کو اپنے میں سے نکال لیا جو کہ بصورت کبوتر نکلا، تو وہ ہر دو لطائف و انوار خداوندی کے بند ہوگئے۔ بہت تعجب کیا اور عرض کی کہ پروردگار یہ تو تیرا اور میرا دشمن ہے، جب کہ یہ مجھ میں سے نکل گیا، تو اور زیادہ الطاف مجھ پر مبذول ہونے چاہئیں تھے، فرمایا گیا کہ اے شبلی تجھ پر میرے انعامات اسی بنا پر تھے کہ میرے دشمن کی موجودگی اور اس کی ہر وقت کی مخالفت کے ہوتے ہوئے تو میری اطاعت اور محبت و یاد میں مشغول تھا، اور اگر وہ نہ رہے تو پھر تیری کیا منزلت ہے، جب تو تو میری عبادت اور یاد پر مجبور ہوگا۔

بہر حال نہ گھبرانا چاہیئے، نہ ترک تعلقات کرنا چاہیئے نہ مایوس ہونا چاہیئے نہ اللہ تعالیٰ کی یاد اور ذکر سے غافل ہونا چاہیئے، ان تمام تعلقات اور عوائق کے باوجود ذکر و فکر اطاعت اور اخلاص میں قدم آگے ہی بڑھانا چاہیئے خبردار خبردار ذکر میں کوتاہی نہ کیجئے اور نفس پر زور ڈال کر حضور قلب اور تصور معنی کے ساتھ ذکر میں مشغول ہونا چاہیئے، آپ نے ان دنوں زیادہ دنیاداری شروع کر دی ہے، دنیا کی محبت اور غیر اللہ سے تعلق بہت بڑھا دیا ہے، جاگئے اور اپنی حالت حاسد ہائے نفس خبیث پر سرزنش کیجئے اور طمع دنیوی سے دور کیجئے، دنیاوی مطاعم اور ملابس وغیرہ میں تلذذ سے بچئے، ہمیشہ سادہ اور موٹا جھوٹا کھانا کپڑا فرش وغیرہ اختیار کیجئے۔ والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ، ۲۰ شوال ۱۳۷۰ھ

ؐ اور جو کوئی ڈرتا ہو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے اور روکا ہو اس نے جی کو خواہش سے۔

مکتوب نمبر ۱۰۱

مسئلہ مذکورہ میں کچھ غلطی ہے، خواہ آپ کی یادداشت یا استاد کے بیان میں متحقق ہوئی ہو۔ ایمان کو ہمیشہ بین الخوف والرجاء ہونا چاہیے وادعوہ خوفا وطمعا۔ نص قرآنی ہے اور اس معنی پر مختلف آیت صریح موجود ہیں، مگر حالت زندگی میں غلبہ خوف کا ہونا چاہیے، اور قرب موت میں غلبۂ رجاء کا ہونا چاہیے، لقولہ علیہ السلام فی الحدیث القدسی انا عند ظن عبدی بی وقال سبحانہ تعالیٰ، اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ . اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ وَقَالَ وَلَا تَيْاَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ الخ۔ والسلام۔ (۲ شوال ۶۳)

جو اجتش کو لاکر پیش کرے گھبرانا نہ چاہیے، ہمت مردانہ کے ساتھ کام کرنا چاہیے ؎

یقیں می داں کہ آں شاہ نکونام بدست سر بریدہ می دہد جام

آپ فرماتے ہیں کہ شمار کرنے میں ذکر قلبی جاتا ہے۔ یہ تعجب خیز امر ہے۔ شمار انگلیوں سے ہوگا۔ ذکر خیال اور قلب سے ہوگا ایک دوسرے پر غلبہ کس طرح حاصل کر سکتے ہیں، بہرحال کوشش جاری رکھئے۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا الآیۃ

صبر کن حافظ بہ سختی روز و شب عاقبت روزے بیابی کام را

ذکر پر مداومت اور اس کے آثار سے خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ روز افزوں ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔ توجہ الی اللہ میں جس قدر انہماک ہو سکے ضروری اور مفید ہے۔ اخلاص ہر امر میں ضروری ہے۔ اتباع شریعت و تابعداری سنن مصطفویہ میں کوتاہی نہ فرمائیں (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) سب کو چھوڑ چھاڑ کر رہبانیت اختیار کرنا طریقہ مرضیہ نہیں ہے۔ کمال اسی میں ہے جو کہ سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ ہے۔ میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اپنی مرضیات پر آپ کو اور ہم کو چلائے۔ آمین ۔ ۳ ذی الحجہ ۶۳ھ

[1] یکارو اپنے پروردگار کو خوف سے اور لالچ سے یعنی رحمت اور جنت کی طمع سے)

مکتوب ١٠٢

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنیں حائل ۔ کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

؎ کسی کے درد اور غم کو کسی کا ناز کیا جانے ۔ گذرتی صید پر کیا ہے دل صیاد کیا جانے

میرا الفرصتی کی حالت یہ ہے کہ بسا اوقات خطوط پر نظر ڈالنے کا وقت بھی نہیں ملتا ۔

؎ نہ شگوفہ نہ برگے نہ ثمر نہ سایہ دارم ۔ در حیرتم کہ دہقاں بچہ کار کشت مارا

تم خطوط کے جواب نہیں دے سکا ہوں ان کی مقدار تقریباً ہزار سے بہت زیادہ ہے ۔ کیا کروں اور کس طرح کروں ؟ آپ کے محبت آمیز کلمات کا شکریہ ادا کرتا ہوں مگر میرے عزیز عشق و دل بستگی محبوب حقیقی خالق کون و مکان سے ہونا چاہیے کسی فانی اور ناقص کے ساتھ ایسا تعلق ہونا غلطی ہے اسی ذات وحدہ لا شریک لہٗ کا تصور ہونا چاہیے اور اسی سے وابستگی ؎

بجز تو شاہا دگر ندارم بجز درے تو دگر ندارم ۔ ایک سی و سنگ رجو دان سات تم سوالی

حز یاد دوست ہر چہ کنی عمر ضائع است ۔ جز سر عشق ہر چہ بخوانی بطالت است

روحانی برکات مبارک ہوں خواب بہت بہتر ہے اللہ تعالیٰ مبارک کرے کیا تعجب ہے کہ واقعیت کا جامہ اللہ تعالیٰ پہنا دے (قبر کو) بوسہ دینا اگرچہ شرعاً مذموم ہے مگر تعلق قلبی کی خبر دیتا ہے ۔ والسلام ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ ١٠ رمضان ۵۵ھ سلہٹ

حاشیہ مکتوب ١٠٢ ۔ محترمہ قاضی صاحب نے بحالت احکامات خواب میں قبر اطہر سید دو عالم صلعم کو بوسہ دیا اسی کی جانب حضرت اقدس نے اشارہ فرمایا ہے چنانچہ اسی سال ۱۳۵۵ھ میں پہلی بار حج و زیارت کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوئے للہ الحمد والمنۃ ۔ قبر کو بوسہ دینا تعلق قلبی کی علامت ہے مگر یہ کسی کو جواز مل گئے اور وہ قبروں کو چومنا شروع کرتے ۔ سو اس کو معلوم ہونا چاہیے کہ سد باب ذرائع اصول شریعہ میں سے ایک اصل عظیم ہے چنانچہ جو ذریعہ جائز بلا قصد و ارادہ انسان کو کسی مفسدہ میں مبتلا کر دے جیسے قبروں کے سامنے نماز پڑھنا یا اس کو بوسہ دینا خواہ کسی کی ہو شریعت اس کو روک دیتی کیونکہ بقول امام اعظم ستر عاً مذموم ہے ۔ اصلاحی ۔

مکتوب نمبر ۱۰۳

ملاقات کا اشتیاق غلطی ہے اپنے کام میں لگے رہیئے، ہمارے جیسے لاکھوں ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں۔ ؎

جز یادِ دوست ہر چہ کنی عمر ضائع است جز سرِ عشق ہر چہ بخوانی بطالت است
سعدی بشوی لوحِ دل از نقش غیر حق علمے کہ راہِ حق نہ نماید جہالت است

عمر عزیز کا جو حصہ ملے اس کو غنیمت سمجھیے اور ضائع نہ ہونے دیجیے محبوب حقیقی کی یاد میں صرف کیجیے۔ ؎

ہر نفس بہرت مسیحائیت جست گر نداری پاس ازو جہل تست

من نہ کردم شما حذر بکنید، والسلام ۲۰ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ

مکتوب نمبر ۱۰۴

اوقات کو ذکر و شغل میں معمور رکھئے، ذکر کا جو کچھ اثر ہے وہ نہایت امید افزا ہے دل لگا کر استقلال سے محنت کیجیے۔ تاکہ بفضل اللہ و رحمتہ ملکۂ راسخہ (نسبت) پیدا ہو جائے وہ کریم کارساز روزانہ ہزاروں کو نوازتا ہے۔ اس کے لطف و کرم سے مایوسی جائز نہیں، وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا بشارت قویہ ہے۔ والدہ ماجدہ کی تعظیم و تکریم ان کی اطاعت اور فرمانبرداری میں ذرہ برابر بھی کوتاہی روا نہ رکھئے رغم انفہ انف الذی وجد والدیہ او احدھما ثم لم یدخلاہ الجنۃ او کما قال۔ والسلام

مکتوب ۱۰۵

چونکہ دنیا دارالاسباب ہے اگر معاش کی تنگی سے فکر معاش ہو تو اس کو دنیا کی محبت نہیں کہا جا سکتا۔ دنیا خدا سے غفلت کا نام ہے اور بحمد اللہ آپ کا دامن اس سے پاک ہے میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کی مشکلات کا حل فرما دیں۔ آمین۔ والسلام

کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ذکر میں مشغولیت امتحان میں کامیابی کا ذریعہ ہے۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً۔ یہ امتحان کے ایام استقلال سے پورے کیجئے، نفس خبیث کو اس کی خواہشات سے روکئے انبیاء علیہم السلام کی زندگی کو یاد کیجئے اور اس پر قدم بقدم چلنے کی کوشش کیجئے، وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى نص صریح قرآنی ہے، اس پر عمل کیجئے، مثنوی میں ہے کہ حضرت سری سقطی یا خواجہ شبلی رحمہا اللہ تعالیٰ نے اپنے تصرف سے نفس کو اپنے میں سے نکال لیا جو کہ بصورت کبوتر نکلا تو دیکھا کہ جو الطاف و نوازش خداوندی تھے بند ہو گئے، بہت تعجب کیا۔ اور عرض کیا کہ پروردگار یہ تو تیرا اور میرا دشمن ہے، جب کہ یہ مجھ میں سے نکل گیا، تو اور زیادہ الطاف مجھ پر مبذول ہونے چاہئیں تھے، فرمایا گیا کہ اے شبلی تجھ پر میرے نوازشات ابھی جاری تھے کہ میرے دشمن کی موجودگی اور اس کی ہر وقت کی مخالفت کے ہوتے ہوئے تو میری اطاعت اور محبت و یاد میں مشغول تھا، اور اگر وہ نہ رہے تو پھر تیری کیا منزلت ہے، جب تو تو میری عبادت اور یاد پر مجبور ہو گا۔

بہر حال نہ گھبرانا چاہیئے، نہ ترک تعلقات کرنا چاہیئے نہ مایوس ہونا چاہیئے نہ اللہ تعالیٰ کی یاد اور ذکر سے غافل ہونا چاہیئے، ان تمام تعلقات اور عوائق کے باوجود ذکر و فکر اطاعت اور اخلاص میں قدم آگے ہی بڑھنا چاہیئے خبردار خبردار ذکر میں کوتاہی نہ کیجئے اور نفس پر زور ڈال کر حضور قلب اور تصور معنی کے ساتھ ذکر میں مشغول ہونا چاہیئے، آپ نے ان دنوں زیادہ دنیا داری شروع کر دی ہے، دنیا کی محبت اور غیر اللہ سے تعلق بہت بڑھا دیا ہے، جاگئے اور اپنی حاسد صالحیت نفس خبیث پر سرزنش کیجئے اور طمع دنیوی سے روکئے، دنیاوی مطاعم اور ملابس وغیرہ میں تلذذ سے بچئے، ہمیشہ سادہ اور موٹا جھوٹا کھانا کپڑا فرش وغیرہ اختیار کیجئے۔ والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ ۸ شوال ۱۳۶۵ھ

لہ اور جو کوئی ڈرا ہو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے اور روکا ہو اس نے جی کو خواہش سے،

جائداد یا مکان ہے وہ والد صاحب ہی کا ہے، اگر انہوں نے یہ قرضہ کرلیا ہے تو آپ لوگوں کو مداخلت کا کوئی حق نہیں ہے، صبر کیجئے، اور دعا کرتے رہیئے، کہ خداوند کریم ان سے وہ کام لے جس میں خود خوش ہو، اور کوشش کرکے جس طرح بھی ممکن ہو قرضہ کو ادا کرائیے، کاشتکاری کرنے میں اگرچہ محنت ہے، مگر انشاء اللہ حلال روزی ہے اس سے نہ گھبرائیے، اور نکاح کے لئے بھی رغبت ہونا اور سعی کرنا مبارک ہے۔ خداوند کریم سے دعا کرتا ہوں کہ جلد از جلد آپ کے مقاصد کو پورا کردے۔

قوم میں جو کچھ جہالت ہے، وہ تعلیم سے انشاء اللہ آہستہ آہستہ رفع ہوگی برسوں بلکہ صدیوں کی بیماری یکبارگی نہیں جایا کرتی اسی طرح بے پردگی بھی انشاء اللہ آہستہ آہستہ رفع ہوجائے گی۔

آپ نے دوسرے خط میں جس کو بھیجا ہے کہ غذا مطلق حلال نہیں میرے محترم آج اس حال کو ڈھونڈھنا اور حاصل کرنا جس کو اہل تقویٰ امام غزالیؒ اور دوسرے اکابر فرماتے ہیں محال ہوگیا ہے، اگرچہ صریح حرام سے بچنا ہوجائے تو یہی غنیمت ہے، میرا خیال ہے کہ آپ حرام صریح سے ضرور بچتے رہیں بیشک نفس نہایت شریر اور خبیث ہے اس کی اصلاح حتی الوسع کرنی چاہیئے، اور ذکر کی کثرت سے اس میں بہت کچھ مدد ملتی ہے، میں دعا کرتا ہوں، کاش خداوند کریم قبول فرمائے۔

جب وسواس کا غلبہ ہوا کرے تو لاحول ولا اور استغفار کی کثرت کیا کیجیے، اور خواب جب خبیث آوے تو تین دفعہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور لاحول پڑھ کر بائیں طرف تھوک دیا کیجئے اور جس کروٹ پر سوئے ہوں دوسری کروٹ بدل کر سو جائے میں پہلے خط سے سمجھا تھا کہ پورا قرآن ختم ہوچکا ہے، مگر اس سے معلوم ہوا کہ فقط چونے چھبیس ہی ہوئے ہیں، خیر اب باقی کو؟ اسے جلد ختم کرلیجئے، نیک کام دیکھ کر خوش ہونا اور بد پر غصہ ہونا عمدہ بات ہے، مگر اپنے عیب کو زیر نظر رکھنا ہمیشہ ضروری ہے۔ جس قدر جلد ممکن ہو، نکاح کرلیں، یہ دنیا اور آخرت کے لئے مفید ہے، فقط والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ دہشن لکشام ضلع کرلا۔

مکتوب نمبر ۱۰۷

جناب مولانا حاجی حبیب الرحمٰن صاحب محلہ چودھریان سیوہارہ ضلع بجنور کے نام

محترم المقام زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج مبارک

عزیزم مرغوب الرحمٰن مرحوم کے انتقال سے صدمہ ہوا، اللہ تعالیٰ اسکو والدین کے لئے فرط اور ذخیرہ عظیمہ فرمائے آمین۔ یقیناً ثمرات قلوب والدین کا انتقال موجب حزن وملال ہے، مگر اگر غور وتدبر سے دیکھا جائے تو موجب شکر وسرور ہے کیونکہ حسب بشارات نبویہ (علی صاحبہا الصلاۃ والتحیۃ) وہ والدین کے لئے حجاب عن النار ہوتے ہوئے خود کو بھی دخول [illegible] ہیں اور والدین کو بھی۔ جو اولاد زندہ رہتی ہے اور سن بلوغ کو پہنچتی ہے اس سے والدین کا انتفاع فی الآخرۃ او فی الدنیا قلیل الوجود ہے خصوصاً ہمارے زمانہ شرور وفتن میں بخلاف ان ثمرات فواد کے اللہ تعالیٰ خلف صالح عطا فرمائے اور پسماندگان کی عمر اور ان کے اعمال میں برکت عطا فرماکر اپنی رضا اور خوشنودی سے مالامال کرے، آمین۔ بہرحال تقادیر الٰہیہ میں جو کہ ازل میں مقرر ہو چکی ہیں ان پر اضطراب اور بے چینی ہماری کمزوری ہے۔ رضا برضاء الباری عز وجل وتدبیرہ سبحانہ (وارادتہ) فریضہ عبودیت ہے صاحب امانت کے امانت لے لینے پر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا سا شکر اور استقلال عمل میں لانا ضروری ہے، دنیا کی مصائب اور تفکرات مومن کے لئے باعث صفائی عن الذنوب ہیں، من یرد اللہ بہ خیرا یصب منہ الحدیث، اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل الحدیث بشارت عظیمہ ہے خود بھی خوش ہو جیئے اور بچہ کی والدہ کو بھی مطمئن کیجئے ؂

جہاں اے برادر نماند بکس　　　دل اندر جہاں آفرین بند و بس

یہ قلق اضطراب غیر اللہ سے دل لگانے کا نتیجہ ہے إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ، صرف محبوب حقیقی سے دل لگنا چاہیئے ؂

الا کل شیء ما خلا اللہ باطل　　　وکل نعیم لا محالۃ زائل

وَجَمِیْعِ اَسْلَافِیْ وَجَمِیْعِ اَخَوَاتِیْ وَجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ اِنَّكَ یَا مَوْلَانَا سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ كَرِیْمٌ مُجِیْبُ الدَّعَوَاتِ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

ان مختصر اور جامع دعاؤں میں جس قدر تکرار اور خشوع وغیرہ عمل میں لایا جاوے وہ کارآمد ہوگا۔

تمام مسلمان خواجہ تاش اور آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خادم ہیں سب سے محبت رکھنی اور خیر خواہی چاہنی اور ان کے لئے دعا کرنا ہمارا فریضہ ہے، ان کی دعاؤں حاجتوں میں خبر گیری حتی الوسع اور خدمات بجالانا ضروری ہے، جس قدر ہو سکے اس میں کوشش کیجئے، اور اگر کسی پر غصہ آجائے تو اسی خواجہ تاشی کو اور اللہ تعالےٰ کے غضب اور انتقام کو یاد رکھ کر جہاں تک ممکن ہو غصہ کو فرو کیا کیجئے۔

والسلام ... ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ

مکتوب نمبر ۹۳

(۱) دعا میں دل لگنا ضروری ہے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، ان اللہ لا یقبل الدعاء بقلب لاہٍ لہٰذا دعا میں دل لگنا ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ مظلوم کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے، کیونکہ وہ خلوص دل سے نکلتی ہے، تاہم اگر دل نہ لگے تب بھی فائدہ سے خالی نہیں لیکن کوشش کرنا ضروری ہے۔

---

[۱] خواجہ تاش کے معنی ہیں، یک مالک کے کئی غلام یا ایک آقا کے بہت سے نوکر یہ ہر ایک آپس میں اہل فارس کے نزدیک خواجہ تاش ہوئے۔ مقصود شیخ الاسلام کا واضح ہے کہ ہم کو خصوصاً عام مسلمانوں کے ساتھ محبت و ہمدردی ہونی چاہیئے یعنی دوستی اور دشمنی کا معیار اللہ کی اطاعت اور رسول کی محبت ہو نہ کہ جذبات۔

حاشیہ مکتوب نمبر ۹۳ [۱] حدیث کا مفہوم یہ ہے اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول نہیں فرماتے جو دل لگا کر نہ کیجائے یعنی دل غافل ہو۔

اور حجاب ہونگے، یہاں تک فرمایا گیا کہ جو حمل ساقط ہو گیا ہو وہ بھی اپنے ماں باپ کیلئے خداوند کریم سے جھگڑا کرے گا اور بالآخر رحمت الٰہی حاصل کر کے اس خطاب کا مستحق ہوگا ایھا السقط المراغم ربہ ادخل ابویک الجنۃ (یعنی اے ساقط ہو جانے والے حمل اپنے پروردگار سے بہت جھگڑنے والے جا اور اپنے ماں باپ کو دوزخ سے نکال لے۔ اس مضمون کی بکثرت احادیث موجود ہیں۔ جن میں صبر اور شکر کی بعض مقام پر شرط ہے۔ اب خیال کیجئے کہ آخرت کی زندگی کیسی پائدار، دائمیہ باقی رہنے والی زندگی ہے اسکے حصول کیلئے یہ مرجانیوالی اولاد بشرطیکہ جبکہ صبر اور شکر کا نام لیا گیا ہو، تریاق کا کام دینے والی ہے اور آخرت کا عذاب وہ عذاب ہے کہ دنیا کی جملہ انواع کی تکالیف ایک طرف اور آخرت کے عذابوں کی ایک قسم کی تکلیف چند منٹوں کی ایک طرف ہو تو یہ آخرت والی تکلیف اس پر بالا ہو جائیگی، اور یہ مرجانیوالی اولاد آخرت کی جملہ عذابوں سے بچانے والی ہے، لہذا میں تو سمجھتا ہوں کہ اگر کسی کو دنیا میں بچپن میں ایک یا زیادہ اولاد کے مرجانے کی صورت پیش آگئی ہو تو اس کو بہت خوش ہونا چاہیئے کہ الحمد للہ ہماری مغفرت کا سامان خداوند کریم نے پیدا کر دیا، اور یہ اولاد ہماری پیش خیمہ بنکر ہم سے پہلے بارگاہ الٰہی میں پہنچ گئی، ہمارا خاتمہ خداوند کریم ایمان پر کر دے تو اس سے بڑھ کر ہمارے لئے کوئی نعمت نہیں ہو سکتی۔ ایسی نعمت پیاولاد کو دنیا میں باقی رہنے کی نعمت ہزار مرتبہ قربان ہے الحاصل عقلمند مسلمان کو تو یہاں فقط خوش ہونیکا مقام ہے۔

(۲) بات غور کی یہ ہے کہ اگر کوئی ہمارے پاس امانت لاکر رکھتا ہے تو ہم پر بہت بڑی ذمہ داری پڑجاتی ہے اور جبتک اسکی امانت اسکو ادا نہیں کر دیجاتی اسوقت تک بوجھ ہلکا نہیں ہوتا، جب ادا ہو جاتی ہے تو سمجھدار اور امانت دار طبیعتیں بہت زیادہ خوش اور ہلکی ہو جاتی ہیں اور یہ خیال کرتی ہیں کہ آج ہمارے سر سے بہت بڑے پہاڑ کا بوجھ اتر گیا، اسی بنا پر وہ حمد و ثنا بھی کرتی ہیں، ہاں دروغ گو، بے اطمینان، خائن طبیعتیں رنجیدہ ہوتی اور آہ و واویلا کرتی ہیں ہم کو جو کچھ اس دار فانی میں عطا کیا گیا ہے وہ سب خداوند کریم کی امانت ہے، خصوصاً اولاد جن کی پرورش، تعلیم وغیرہ ہم پر لازم ہوتی ہے اور کمی کرنے کی صورت میں مواخذہ کا کھٹکا ہر وقت سر پر ہے، اس امانت کا رکھنے والا جب اپنی امانت کو واپس لے لیتا ہے تو ہم اگر رنجیدہ خاطر ہوں تو آپ ہی فرمائیں کہ خائن کہلانے کے مستحق ہونگے یا امانت دار

اور کیا ہم عتاب کے مستحق ہوں گے یا ثواب کے؟

افسوس ہے کہ ہم کس شدید اور قبیح غلطی میں مبتلا ہیں، ہم امانتوں کو اپنی ملک اور کفران نعمت کو شکر اور احسان کو کفران سمجھ رہے ہیں، غرضکہ ہمارے لئے اولاد کے مرنے پر خوشی کا مقام تھا رنج کرنا سراسر غلطی اور قبیح ہے، امانت رکھنے والے نے جو امانت باقی رکھی ہے اسکی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے اس کا اور جس امانت کو ہم سے واپس لیکر ہمارے بوجھ کو ہلکا کر دیا ہے اس کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔

(۳) بندہ اور غلام کا فرض یہ ہے کہ اپنے آقا کی خوشی اور اس کی رضا میں فنا ہو، دن رات یہی دھن رہنی چاہیئے، اور جس بات میں اس کا آقا خوش ہو اسی کی دن رات کوشش کرنی چاہیئے ورنہ برابری اور ہمسری کا دعویٰ شمار ہوگا، کسی اعتراض کو جگہ دینا یا دل کا غم آلود ہونا بندگی اور عبدیت کے بالکل ہی خلاف ہے، بس جبکہ کسی بچے یا کسی نعمت کو آقا نے ہم سے لے لیا تو اس کے اس فعل سرتاپا حکمت پر صدمہ یا ناراضی کا اظہار ہونا نہایت زیادہ بے ادبی اور گستاخی کی بات ہے، ہمارا فرض یہی ہے کہ دل اور زبان سے یہی کہیں ؏

راضی ہیں ہم اس میں جسمیں کہ ہو تیری رضا

ہم کو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کا مصائب کے وقت میں خاص طور کا اتباع کرنا ضروری ہے، انہوں نے اس وقت میں نہایت صبر و استقلال سے کام لیا ہے، آپ دونوں صاحبوں کو بھی یہی چاہیئے، ان اسلاف کرام کا اتباع باعث رحمت ہے دشمنوں سے محفوظ رہنے کے لئے فجر کے فرض اور سنت کے درمیان میں چالیس دفعہ سورۂ فاتحہ اول و آخر درود شریف تین بار پڑھ لیا کریں۔ والسلام

از سلہٹ خلافت آفس ۹ رمضان المبارک ۱۳۴۹ھ

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ

دو حاشیہ مکتوب نمبر۱۰؎ ام سلمہ، زینب، رقیہ، کلثوم اور محمد کریم کے پیہم انتقال کے بعد محمد نعیم ۵ ماہ کا سیتاپور اسپتال میں پیدا ہوا، اور عدم سے عالم وجود میں آتے ہی ایک چیخ کے ساتھ اپنے بھائی بہنوں سے جا ملا، اسپتال میں یہ ۵ ماہ بوجہ علیحدہ اور پریشانی میں کاٹے گئے، مگر میں بچہ کمرور تھیں اور ہر وقت قلب بند ہو جانے کا خطرہ تھا، خود لیڈی ڈاکٹر ان کی زندگی سے تقریباً مایوس ہو چکی تھی، بچہ کے مرنے سے ان کی

مکتوب ۱۰۹

[illegible] معلوم ہوا ہے کہ آپ نے مشاغل میں بہت زیادہ غفلت اور
[illegible] کثرت سے استغفار رکھئے اور [illegible] اوقات کا تحفظ کیجئے۔ ذکر کو ہرگز مت چھوڑئے۔
جہاں تک ممکن ہو [illegible] اوقات تعلیم کے خلاف کلام اور وقت مجالست کو عمل میں لائیے
دعوات صالحہ در خدمات مقدسہ سے فراموش نہ فرمائیے

مولوی منظور صاحب سے بھی سلام مسنون عرض کر دیجئے وہ بھی اپنے اوقات کو زیادہ تر ضائع
کر رہے ہیں ان کو کہہ دیجئے کہ عمر عزیز بہت قیمتی [illegible] بہت زیادہ قابل قدر ہیں والسلام ۱۰ محرم ۵۵ھ

مکتوب ۱۱۰

محترم المقام زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ماہ شعبان کے ابتدا یا ماہ رجب کے
آخر میں [illegible] مولوی برہان الدین صاحب کا خط آیا تھا اور انھوں نے اپنی یہ حالت دیوبند کی واپسی کے بعد
لکھی تھی [illegible] اسی بار جب کہ تشریف لے گئے تھے اس کے ساتھ چند رویا بھی لکھی تھیں۔
[illegible] فرصت تھا میں نے قاری اصغر علی صاحب کو کہہ دیا تھا کہ وہ لکھ دیں کہ یہ حالت
مبارک ہے [illegible] خوش ہونا چاہیئے انھوں نے یہ بھی لکھا تھا کہ میں نے حضرت شاہ اہل اللہ صاحب
کو خواب میں دیکھا اور ان سے اپنی حالت کا تذکرہ کیا تو انھوں نے فرمایا کہ ہمارے جیسی حالت تم کو [illegible] بہرحال
میں نے مبارکباد دی دی تھی جس سے [illegible] کہ آپ حضرات کو اطمینان ہو جاتا مگر تعجب ہے کہ ایسا
نہیں ہوا۔ مولوی برہان الدین جب آئے تھے ان پر کوئی بیماری کا اثر نہ تھا نہ انھوں نے کوئی
شکایت کی تھی۔

واقعہ یہ ہے کہ حضرات چشتیہ رحمہم اللہ تعالیٰ جن کا طریقہ ہمارے حضرات مشائخ حضرت حاجی
امداد اللہ صاحب حضرت گنگوہی حضرت نانوتوی حضرت شیخ الہند قدس اللہ اسرارہم کا طریقہ اصلی
سلوک ہے، ان کی خاص نسبت گریہ و بکا تڑپ و بیقراری عشق و ولولہ ہے جب اس نسبت کا کسی
پر ظہور ہوتا ہے تو بے اختیار گریہ کا غلبہ ہوتا ہے اور جس قدر بھی زیادہ ہوتا ہے وہی مفید سمجھا جاتا ہے
حضرت گنگوہی قدس سرہ العزیز پر جب کسی ان کے توسل کو مدتوں محنت کے بعد ایسی حالت پیش آئی

جناب منشی معراج الدین صاحب پھلتی کے نام

تھی تو فرمادیتے تھے کہ الحمدللہ فلاں شخص کو رونا آنے لگا۔ خود حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اخیر تک شب
بہت رویا کرتے تھے اور بالخصوص ابتدا میں تو اس قدر روتے تھے کہ تمام کمالات بردمیتے پڑجاتے تھے
مولانا محمد یحییٰ صاحب مرحوم نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں کچھ لکھتا ہوا رہ گیا حضرت رحمۃ اللہ علیہ
آنکھوں سے معذور ہو چکے تھے وہ سمجھے کہ کمرہ خالی ہے قرآن شریف کی تلاوت فرمانے لگے اور قرآن
شریف کی تلاوت کے درمیان اس قدر بیقراری کے ساتھ روئے کہ ہچکیاں بندھ گئیں۔ میں یہ حالت
دیکھ کر آہستہ سے وہاں سے اٹھ کر چلا آیا۔ خلاصہ یہ کہ یہ امر خاص نسبت چشتیہ کا ظہور ہے نہایت مبارک
امر ہے نہ صرف صاحب حال کو بلکہ اس کے والدین و احباب کو بھی نہایت خوش ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ
نے یہ نسبت عطا فرمائی ہے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے اور مزید ترقی کی دعا کرنی چاہیئے کسی سے صاحب حال
کو ظاہر نہ کرنا چاہیئے اور نسبت کو مستور رکھنا چاہیئے جب یہ نسبت عشقیہ جب ظاہر ہوگی تو صاحب حال کو سب خلق سے
انس ہوگا اس کا لگاؤ تو خالق اور اس کے ذکر سے ہونا ضروری ہے اس کے جسم کا کمزور ہونا رنگ کا زرد ہونا
نیند کا کم ہونا ذکر و تنہائی کا اختیار کرنا لوازم نسبت میں سے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا
یہ حالت پیش نہیں آئی۔ اہل اللہ پر بالخصوص چشتیہ اور قادریہ خاندان میں کم و بیش ہر ایک پر یہ حالت
طاری ہوتی ہے اور جس قدر زیادہ کسی پر طاری ہوتی ہے اس کی خوش نصیبی ہے۔ ؎

تا نگرید بچہ کے جوشد لبن　　　تا نہ بارد ابر کے خندد چمن

خدا کا شکر کیجئے اور اپنے وقت عزیز کو مخلوق کی صحبت غیر ضروری میں ہرگز ضائع نہ کریں
خالق ہی محبوب حقیقی ہے اسی کی رضا جوئی اور خوشنودی کو اپنا نصب العین اور مقصد زندگی سمجھیں اور
شاکر و ذاکر رہیں اگر کسی قسم کی جسمی بیماری موجود ہو تو اس کا علاج جاری ہونا چاہیئے۔ والسلام
ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ ۱۴ رمضان المبارک ۱۳۵۹ھ

حاشیہ مکتوب

حضرت شاہ اہل اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ عبدالرحیمؒ کے صاحبزادے حضرت شاہ ولی اللہؒ
کے بھائی تھے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اس والا نامہ میں بھی مکتوب کا مطلب ہے کہ روحانی سلوک
اور عطا ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ "الحمدللہ فلاں کو رونا آنے لگا" اس احساس کی اگر تحسین کی جائے تو
ایک کتاب بن جائے چونکہ قطب گنگوہی کی زندگی اور زندگی کی ساری میل میل وزو گداز یہ بھی

وہ رات تھی کہ بقول آسی مرحوم ؎

رات ہے رات نولیس مرد خوش اوقات کی رات ٭ گریۂ ذوق کی اور شوقِ ملاقات کی رات
گریۂ غم ہے کہ ساون کی جھڑی تادمِ صبح ٭ کوئی موسم ہو یہاں رہتی ہے برسات کی رات
ہے شبِ قدر سے دعوائے مساوات کی رات ۔

اللھم ارزقنا بحرمۃ نبیک صلعم

مگر آہ گئے وہ دن اور آئے یہ دن پھر وہ بات حاصل نہ ہو سکی جو تڑپ و بیقراری اور آہ و زاری کی طاری ہو گئی تھی آج بھی اس کے تعلق میں دل مسوس کر رہ جاتا ہے ان کیفیات کے طاری ہونے کے اسباب بہت سے ہو سکتے ہیں اور اسی بنا پر گریہ و بکا میں بھی فرق ہوا کرتا ہے حتی کہ بعض وقت کسی خوشخبری و خیشہ سے بھی بے ساختہ آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑتے ہیں۔ چوٹ لگنے، پھوڑے کے چیرنے پھاڑنے اور خبر موت پر بھی ایسا ہوتا رہتا ہے۔ مگر یہ رونا یا اس آنسو کا نکلنا مطلوب و مقصود نہیں۔ اس راہ کے رہبر اور حکیم اُمت حضرت مولانا رومؒ نے جو ہدایات دی ہیں وہ یاد رکھنے اور سمجھنے سے تعلق رکھتی ہیں رحمت کا انحصار گریہ و زاری ہی کو قرار دیتے ہیں ملاحظہ ہو

رحمتم موقوف آں خوش گریہ ہا است	چوں گرست از بحرِ رحمت موج خاست
اے برادر طفل، طفلِ چشم تست	کام خود موقوف زاری داں نخست
کام تو موقوف زاریٔ دل است	بے تضرع کامیابی مشکل است
زاری و گریہ قوی سرمایہ ایست	رحمت کلی قوی تر دایہ ایست
دایہ و مادر بہانہ جو بود	تاکہ کے آں طفل گریاں می شود

باعث گریہ و زاری پر عجیب حکیمانہ بات فرماتے ہیں۔ ؎

درحقیقت ہر عدو داروئے تست	کیمیائے نافع و دلجوئے تست

گریہ بکا اور آہ و زاری کی قدر و قیمت پر اس سے زیادہ کیا کہا جا سکتا ہے ؎

اشک کاں از بہر او بارند خلق	گوہر است و اشک پندارند خلق

گریہ کا فلسفہ اور نتیجہ بیان فرماتے ہیں ؎

از پئے ہر گریہ آخر خندہ ایست	مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست

ذوقِ خندہ دیدہ اے خیرہ خند | ذوقِ گریہ بیں کہ ہست آں کان قند

تنے کی بات آخر میں ہے جس سے گریہ کے جھوٹے اور سچے ہونے کو پرکھا جا سکتا ہے ۔

گریۂ با صدق با جانہا زند | تا کہ عرش و فرش ما نالاں کند

ذرہ را بگذار و زاری را بگیر | رحم سوئے زاری آید اے فقیر

گریہ اور خندہ کا مخزن و منبع کیا ہے فرماتے ہیں

گریہ و خندہ غم و شادی دل | ہر یکے را معدنے دان مستقل

میلان گریہ و زاری پر اس طرح رطب اللساں ہیں ۔

چوں خدا خواہی کہ ما یاری کند | میل ما جانب زاری کند

اے خنک چشمے کہ او گریان اوست | اے ہمایوں دل کہ او بریان اوست

مکتوب ۱۱۱

میرے محترم ! بارگاہ خداوندی نہایت عظیم الشان بارگاہ ہے رحمت اور کرم اس کے اوصاف کاملہ میں سے ہے "سبقت رحمتی علی غضبی" اس کے لطف و کرم سے کسی وقت مایوس نہ ہونا چاہیئے ۔ راہ سلوک میں مردانہ وار گامزن رہنا چاہیئے ۔ اگر ستر برس کی محنت و ریاضت کے بعد بھی تھوڑی سی توجہ محبوب حقیقی اور بارگاہ لم یزلی کی حاصل ہو جائے تو نعمت غیر مترقبہ اور احسان غیر متناہی ہے ۔

اگر بدانم کہ خواہی آمد بتربت من تو گاہے گاہے | ان احترقت بنار عشقک و مت ہجراً فلا ابالی

اس محبوب لم یزلی کی یاد میں عمر صرف کیجئے اور مایوسی کو راہ نہ دیجئے ۔ لا تقنطوا من رحمة الله ۔ من تقرب الی شبرا تقربت الیہ ذراعاً الحدیث کو پیش نظر رکھئے اس محبوب حقیقی کی رضا و خوشنودی مقصد اصلی ہے اگرچہ سارا جہان چھوٹ جائے

فلیتک تحلوا والحیاة مریرة | ولیتک ترضی والانام غضاب

(کاش کہ آپ کی محبت کی حلاوت مجھے حاصل ہو جاتی پھر چاہے زندگی کتنی ہی تلخ ہوتی اور کاش کہ آپ مجھ سے راضی ہو جاتے چاہے ساری دنیا ناراض ہو جاتی (ترجمہ اصلاحی)

ذکر میں جس قدر ممکن ہو مداومت کیجئے (والذین ھم علی صلواتھم دائمون) یہی غنیمت بارد ہے جو کہ اس دنیا سے ہم کو لیجانا ہے ۔ ۲۰ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ

مکتوب (۱۱۲)

جو بات مراقبہ کے متعلق عرض کی گئی تھی آپ نے بالکل بھلا دی۔ محترما اب تک جتنے اذکار کئے گئے ہیں خواہ جہری ہوں یا سری، زبانی ہوں یا قلبی، سانس سے ہوں یا دھیان سے ان سب کا تعلق اسم خداوندی کے ساتھ تھا یعنی اس وحدہ لاشریک لہ کے نام ہی کو ان طریقوں اور مقامات سے یاد کیا جاتا تھا۔ اب اس سے ترقی کرنی ہے اور مسمیٰ یعنی ذات مقدسہ الٰہیہ کو جو کمیت، کیفیت، رنگ و روپ، مادیت و جوہریت، عوارض نقص، مکان و زمان وغیرہ سے پاک اور منزہ اور تمام صفات کمالیہ سے متصف ہے، بیچون و بیچگون ہے اس کو یاد کرنا اور اس کی طرف دھیان کو متوجہ کرنا اور اس سے زیادہ سے زیادہ تعلق قائم کرنا، اپنے قلب اور روح میں اسی کا جلوہ دیکھنا اور ظہور پانا اور تصور کرنا یہ مراقبہ ذاتیہ فی النفس ہے۔ یہ محض خیالی بات نہیں بلکہ واقعی چیز ہے ہماری غفلتوں کی وجہ سے ہم اس سے بیگانہ ہو گئے ہیں ورنہ حقیقت اس کے خلاف ہے وفی انفسکم افلا تبصرون (ذاریات) — سنریهم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسهم حتی یتبین انه الحق اولم یکف بربک انه علی کل شیء شهید الا انهم فی مریة من لقاء ربهم الا انه بکل شیء محیط۔ (حم سجدہ) ونحن اقرب الیه من حبل الورید (ق) وغیرہ آیات شاہد صدق ہیں اسی میں سرگرمی کیجئے اور اسی دھیان میں زیادہ سے زیادہ وقت لگا دیجئے یہ حقیقی ذکر ہے اتنا انہماک کیجئے کہ الذین هم علی صلاتهم دائمون (معارج) کا سماں قائم ہو جائے ؎

ہر کہ غافل از وے یک زمان است | در آن دم کافر است اما نہان است
مبادا غافل بپیوستہ باشد | در اسلام بروے بستہ باشد
یک لحظہ غافل از آں ماہ نباشی | شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

میرے محترم غفلت اور سستی کو چھوڑ دیجئے، اور محبوب حقیقی سے لو زیادہ سے زیادہ لگائیے۔ زندگانی اور اس کا ثمرہ یہی ہے۔ اور جو کچھ ہے وہ فضول ہے بد

الا کل شیٔ ما خلا اللہ باطل — وکل نعیم لا محالۃ زائل

ضعف میں اگرچہ تخفیف ہے مگر بدستور تکلیف ہوتی رہتی ہے تھوڑے سے
چلنے و حرکت پر سانس رکتا ہے۔ مسجد میں بغیر اس تکلیف کے نہیں جا سکتا
حکیم نے مسجد میں نماز کے لئے جانے سے بند کر دیا ہے۔ مہمان خانہ ہی میں جماعت
پڑھتا ہوں تدریس کی اجازت نہیں ہے دعا کا محتاج ہوں۔ والسلام۔

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ مورخہ ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۷۰ھ

مکتوب ۱۱۳ — جوابات

بجز رضائے الٰہی اور توجہ الی الذات المقدسہ کوئی چیز مقصود اصلی نہ ہونی چاہئے
یعنی بے چینی اور اضطراب اسی کی ہونی اور رہنی چاہئے مگر اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ دوسری
شئی جو اس کے سلسلے میں ہو اس کو رد کر دیا جائے۔ ان اللہ تصدق علیکم
فاقبلوا صدقتہ" بلکہ اس کو سر اور آنکھوں پر رکھیں مگر اطمینان، اضطراب اور بے چینی
مقصد اصلی کے لئے ہونی کے سوا جملے اس کو تے رہیں اور طلب مقصود
اصلی میں سکون نہ ہو۔ والسلام ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ فقط محمد واحد۔

حاشیہ مکتوب: — **سوالات**

ہیں خوف و لیقعدۃ معلوم ہوا کہ خداوند قدوس کی جانب سے اس حقیر کو رفعت علمی اور
رفعت عالی مطلب تھا اور دولت جس جو ایک پینے بجز نظارہ ہی کے اور چیزوں کے لینے
سے انکار کر دیا۔ (حامد میاں)

ومن اعجب ما رأیت وسررت بہ انی رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المراقبۃ
فسلمت علیہ ثم عرضت فی جنابہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان استغفر لی یا رسول
اللہ فی جناب الباری عز اسمہ وادع لی برضاہ فسمعت انہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال مرارا بالفارسیۃ "شمارا برضائے خود مشرف ساختند" ثم تبسم جلدہ
واستزدتہ فسمعتہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا زید قد اعطیت ما فقدت لہ

سید حامد میاں صاحب نے حالت مراقبہ میں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا سلام کیا
اور اپنی مغفرت کے لئے جناب باری عز اسمہ کے دربار میں آنحضرت کو سفارشی بنایا حضور صلعم نے

مکتوب ۱۱۴

آپ کے محبت بھرے الفاظ تو میرے لئے بہت ہی زیادہ باعثِ ہمت افزائی ہیں کاش للہ تعالیٰ آپ کے حسنِ ظن کو جامۂ واقعیت پہنا دے، وما ذٰلک علی اللہ بعزیز۔

میرے محترم! آپ کے حُسنِ ظن نے میرے عیوب پر پردہ ڈال دیا ہے وہ آپ کو نظر نہیں آتے، علام الغیوب بخوبی جانتا ہے اگر اس نے اپنا فضل و کرم نہ فرمایا تو مجھکو نجات کی بھی صورت نظر نہیں آتی۔ وہی کریم کارسانہ آپ کا اور ہمارا والی اور منعم ہے اور اسی کے رحم اور جود پر سہارا ہے۔ ہر دو جہاں میں اگر اس کی مہر و عنایت ہے تو بیڑا پار ہے ورنہ ہلاکت میں کوئی شک نہیں۔ ؎

ستّاں تھیاں پھیریاں بیری ملک جہان — تک جہان کی اک مہر کی۔ کھوں کریں سلام

میرے محترم! اسی کی رضاجوئی کی دھن لگائیے اور اسی کی جد و جہد کیجئے وہی دنیا اور آخرت میں کام آنے والا ہے اس کے سوا کوئی بھی قابلِ توقع ورمیہ نہیں ہے

؎ با بار رشتہ سب سے توڑ! — با بار رشتہ حق سے جوڑ،

جہاں اے برادر نہ ماند بکس — دل اندر جہاں آفریں بند و بس

اسی کا ذکر کیجئے۔ اسی سے لو لگائیے۔ اسی سے توقع رکھئے۔ وہی کام آنے والا ہے فنعم المولیٰ ونعم النصیر۔ والسّلام ۔ ۔ ذی الحجہ سنہ ۶۳ھ۔

[حاشیہ:] فارسی زبان میں ارشاد فرمایا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا و خوشنودی سے نوازا۔ مولانا حامد میاں نے پلنے مبارک کو بوسہ دیا۔ اس کے صدمیں آنحضرت نے فرمایا کہ کیا چاہتے ہو جو تمہارے مقدر کا تھا مل گیا۔ یہ واقعہ کسی بڑے مرتبہ کی غمازی کرتا ہے۔ صورت و سیرت بھی جس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ ؎ بالائے سرش ز ہوشمندی — می تافت ستارۂ بلندی

اس والانامہ میں ہمارے حضرت قدس اللہ سرہٗ العزیز نے عجیب نکتے کی طرف تنبیہ فرمائی کہ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ دین و دنیا ہی سے جو اس کے سوا ہے تو اس کو رد کر دیا جائے "بلکہ حضرت فرماتے ہیں کہ مقصد اصل۔ ف اور توجہ ذات مقدسہ کے سوا کوئی نہ مقصود رہے۔ اس کے سو جو ملے لیتے رہیں۔ سبحان اللہ کیا ہی عارفانہ انتباہ ہے۔ حدیث نبوی سے استدلال نے اور بھی جان ڈال دی ہے یہ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سلوک کی امتیازی شان ہے جنوں ... ؎

آں کس است اہل بصارت کہ اشارت داند — نکتہ ہست بہ محرم اسرار کیست

مکتوب نمبر ۱۱۵

[illegible] دو تین کے ہمراہ میں نے دیکھی، افسوس کہ وہاں اتنی فرصت نہ مل سکی کہ آپ سے باتیں کرتا، آپ کو معلوم ہو کہ [illegible] کے لئے دو چیزیں ہیں ایک اسم دوسرا مسمّٰی۔ حقیقی کمالات مسمّٰی یعنی ذات [illegible] شخص میں ہیں جس کا نام مثلاً عبداللہ ہے، اس کو مسمّٰی کہا جاتا ہے، وہی قوت رکھنے والا اور وہی سننے والا ہے، اسم یعنی نام میں دراصل کوئی کمال اور قوت نہیں ہے مگر مسمّٰی کی طاقت کا اثر اسم میں کم و بیش آتا ہے شہنشاہ کا نام بھی اگر لیا جاتا ہے تو لوگ کانپ اٹھتے ہیں اگر محفل میں کہہ دیا جاتا ہے کہ فلاں صاحب بادشاہ صاحب کے ندیم یا غلام یا بیٹے ہیں، تو لوگ مرعوب ہو جاتے ہیں اور اس نام کی وجہ سے تعظیم و تکریم کرنے لگتے ہیں۔ مگر حقیقت میں یہ بھی اثر مسمّٰی ہی کا ہوتا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ فلاں دوست [illegible] فلاں حاکم کا نام حکومت کرتا ہے۔ الغرض نام اور اسم میں بھی تاثیر اور قوت ہوتی ہے، مگر بہ نسبت مسمّٰی کے بہت کم ہوتی ہے اور مسمّٰی ہی سے آتی ہے۔ لفظ اللہ یا رحمن یا رحیم وغیرہ جناب باری تعالیٰ کے نام ہیں، ان ناموں میں بھی قوت اور تاثیر ہے، ان ناموں کی بھی تقدیس اور تنزیہہ اور ذکر کا حکم کیا گیا ہے، ان ناموں کو زبان سے یا دل سے یا سانس سے یاد کرنا بار بار یہ اثر پیدا کرتا ہے، اور مسمّٰی کی طرف کھینچتا بھی ہے۔ مگر حقیقی کمالات لفظ اللہ اور رحمان وغیرہ کے مسمّٰی میں ہیں جو کہ بیچون و بیچگوں ہے، اس کے مثل کوئی چیز نہیں لیس کمثلہ شیٔ وہ نور ہے، اور سب سے پاک ہے، نور و نار اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں وہ جسم اور مادہ صورت اور شکل رنگ اور روپ سب سے منزہ ہے، یہ سب چیزیں اسی کی پیدا کی ہوئی ہیں، وہ مکان اور زمان، جہت اور حد سب دائیں اور بائیں، آگے پیچھے، آسمان و زمین سب سے منزہ اور بلند ہے، یہ سب چیزیں محدودات کے لئے ہیں۔ جسم کے لئے ہیں، وہ نا محدود اور غیر مجسم ہے، یہ چیزیں کمزوری کی وجہ سے ہیں، وہ ہر قسم کی کمزوریوں سے پاک اور اعلیٰ ہے وہ سب جگہ ہے اور کسی جگہ مقید نہیں ہے، وہ سب کو دیکھتا ہے اور سنتا ہے اور کوئی اس کا احاطہ نہیں کر سکتا وہ سب سے قوی تر اور بلند ہے، کوئی اس جیسی قدرت اور بلندی نہیں رکھتا وہ ہر قسم کی

شوکت و عظمت رکھتا ہے، کوئی اس کے سامنے شوکت اور دبدبہ نہیں رکھتا ہے۔ وہ سب کے قریب ہے، مگر ہر مکان سے منزہ ہے، اس کے سوا جو کچھ ہے مخلوق اور اس کا محتاج حادث اور فانی ہے۔ وہ سب کا پیدا کرنے والا سب سے مستغنی ابدی اور ازلی ہے۔ بے شک جو کچھ آپ ذکر کرتے رہے اور جس قدر بھی آپ نے یاد کی ہے اس ذات مقدسہ کے نام اور اسم کی کی ہے، اور چونکہ اس کے نام میں بھی بہت زیادہ کمالات اور قوتیں ہیں اسلئے اس کے آثار بحمد اللہ ظاہر ہو رہے ہیں۔ شکر کیجئے، مگر میرے محترم اب آپ کو اصل اصول اور حقیقت الحقائق^ف کی طرف توجہ کرنا چاہیئے، اگرچہ اس کے نام کی طرف توجہ کرنا بھی اسی کی طرف توجہ جیسے کہ بادشاہ کے غلام یا بیٹے کی تعظیم و تکریم ہے۔ مگر بواسطہ اور بلاواسطہ میں زمین اور آسمان کا فرق ہے، اب آپ مسمّی اور ذات مقدسہ کی طرف توجہ کریں۔ قرآن شریف میں فرمایا جاتا ہے وھو معکم اینما کنتم (وہ ذات مقدسہ اپنی حشمت اور جلال اور اپنے تمام حقیقی کمالات کے ساتھ جہاں بھی تم ہو تمہارے ساتھ ہے) روزانہ ایک گھنٹہ کسی معین وقت میں اس دھیان کو باندھنے اور اس تصور و خیال کو پختہ کرکے اس قدر بڑھایئے کہ دائمی ہو جائے، اور اسی کو مراقبہ کہتے ہیں، وہ اذکار جو کہ اسماء کے ہیں، خواہ قلبی ہوں یا نفسی یا لسانی ان کو اس مراقبہ کے لئے موید بنایئے، اگر تسبیحات اور وہ اذکار پورے ہو سکیں تو بہتر ہے، اور اگر اس کے کرنے کی وجہ سے ان میں کوئی کمی وقت کی وجہ سے ہو تو حرج نہیں ہے نہ مقصود اصلی ہے ان میں تسبیحات ستہ اور کسی ذکر کو کم کر دیں مگر اس مراقبہ میں کوتاہی نہ کریں۔ دعوات صالحہ سے اس روسیاہ کو بھی یاد کر لیا کریں۔ والسلام

ہو تو حرج نہیں ہے نہ مقصود اصلی ہے اس میں تسبیحات ستہ اور کسی ذکر کو کم کر دیں مگر اس مراقبہ میں کوتاہی نہ کریں۔ دعوات صالحہ سے اس روسیاہ کو بھی یاد کر لیا کریں۔ والسلام

ف اس مکتوب گرامی میں حضرت امام عصر نے ایک مصدری لفظ حقیقۃ الحقائق استعمال فرمایا ہے جس کو صوفیہ حضرت محمدؐ اور حضرت نوح سے تعبیر فرماتے ہیں مرادی ہی ذات مقدسہ کی طرف کلیۃً متوجہ ہونا ہے، جو کہ مرتبۂ احدیت جامعہ جمیع حقائق و معارف ہے، اس کو حضرت امام عصر نے اس مکتوب گرامی میں اچھی طرح واضح فرما دیا ہے۔

مکتوب ۱۱۶

آپ کے سوالات کا جواب مختصر اتنا عرض ہے کہ چاروں سلسلوں میں کوئی تضاد نہیں ہے بلکہ سب کا مقصد ایک ہی ہے، اور چاروں میں بیعت کرنے کا مقصد یہی ہے کہ سب سے تعلق باقی رہے۔ قوالی وغیرہ طریقت کی چیزوں میں سے نہیں ہے۔ چاروں سلسلوں میں بیعت ہونے سے یہ ضروری نہیں ہے کہ تعلیم بھی سب کی ہو تعلیم ایک ہی طریقے کی ہو گی ورنہ بات مشائخ قدس اللہ اسرارہم عموماً چشتیہ میں تعلیم فرماتے ہیں۔

اپنے احوال پر مامون نہ ہو جانا اور اپنے نفس کے ساتھ بدگمانی رکھنا نہایت ضروری ہے۔ جب یہ حالت طاری ہو تو توبہ و استغفار میں مشغول ہونا چاہیئے اور جب فرحت و انبساط پیدا ہو تو اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرنا چاہئے اور کسی حال میں اللہ تعالیٰ کی بے نیازی اور استغنا سے غافل نہ رہنا چاہیئے نہ اپنے اعمال پر بھروسہ کرنا چاہیئے بلکہ بھروسہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر ہونا چاہیئے اور اس کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہونا چاہیئے۔ بتائے ہوئے وظیفہ پر پابندی کے ساتھ عمل کرتے رہیئے میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپ کو نوازے اور صراط مستقیم پر چلائے آمین۔ آپ بھی میرے لئے دعا فرماتے رہیں۔ شجرہ کو ہر روز پڑھنا ضروری نہیں ہے کبھی کبھی پڑھ لینا اچھا ہے۔ والسّلام۔

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ دیوبند ۲۲ اپریل ۵۳ء

حاشیہ مکتوب ۱۱۶:- یہ والا نامہ اور اس کا یہ فقرہ "قوالی وغیرہ طریقت کی چیزوں میں سے نہیں ہے" تھوڑی سی تشریح کا محتاج ہے۔ تصوف و سلوک جو کہ اتباع سنت ہی کا دوسرا نام ہے بدقسمتی سے مسائل فقہ و کلام کی طرح اس کے اندر بھی بعض چیزیں ایسی داخل کر لی گئی ہیں جن کا ماخذ کتاب و سنت کے بجائے محض مشائخ کرام کے مستحسنات اور ان کا تعارف اور تعامل ہے۔ انھیں میں سے سماع اور قوالی وغیرہ بھی ہیں جن کو غلطی سے جان تصوف سمجھا جاتا ہے مگر ہے وہ بے جان چیز۔ اور یہ اس لئے کہ مجلس سماع کے اندر رقص اور تواجد کی تاریخ بہت ہی قدیم یا خود اصحاب سامری سے شروع ہوتی ہے کہ یہ لوگ گوسالہ پرستی میں رقص کرتے اور گرد رقص اور ناچتے کودتے تھے اسی طرح طبل وغیرہ کی ایجاد زنادقہ کے زمانہ کی پیداوار ہے جیسا کہ علامہ

قرطبیؒ نے تصریح فرمائی ہے۔ رہ گئی یہ بات کہ حضرات صوفیہ میں سماع اور قوالی وغیرہ کی ابتدا کب ہوئی اور اشعار کے ذریعہ مجلس سماع میں گرماگری کی تاریخ کیا ہے؟ نشور المحاضرہ کی شہادت سے جو چوتھی صدی کے وسط کی تصنیف ہے ثابت ہے کہ دیالمہ کے عہد میں صوفیانہ رباعیاں مجلس سماع کو گرم کرتی تھیں اور ایک دوسری شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ ۳۸۲ھ سے پہلے صوفیوں کی مجلس میں رباعیات سماع استعمال کے کام میں آتی تھیں رباعی کے جہاں اور بہت سے نام تھے ایک نام قول بھی تھا اور غالباً اسی سے مشتق ہو کر صوفیوں میں قوال کے معنے گویے کے ہو گئے جو کثرت استعمال سے ہر صوفیانہ مطرب کو قوال کہنے لگے یہ ہوا اس مسئلہ کا تاریخی پہلو۔ سلطان ابوسعید ابوالخیرؒ کو عمارہ کا کوئی شعر سنایا گیا تو وجد طاری ہو گیا اور اپنے مریدوں کے ساتھ وہ اس کی قبر پر تشریف لے گئے۔ اسی طرح شیخ ابو حسن خرقانیؒ سے پہلے فارسی کا کوئی ترانہ خواں صوفی نظر نہیں آتا یہیں سے پھر یہ سلسلہ شروع ہو کر نت نئی صورتیں اختیار کرتا ہوا موجودہ زمانہ تک نوبت پہونچی جس کے بارے میں مشہور بزرگ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی جو سلسلۂ قادریہ میں اپنا بڑا ہی بلند مقام رکھتے اور علوم دینیہ میں امامت کے درجے پر فائز تھے شاہ صاحبؒ کو سماع اور قوالی وغیرہ پر ایک مستقل رسالہ لکھنا پڑا جو فارسی زبان میں چھپکر شائع ہوا ہے۔ اس موقع پر بہت اختصار سے شاہ صاحبؒ کی تحقیق پیش کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کیونکہ صاحب البیت ادری بما فی البیت۔

سماع :- باجہ اور راگ کا سننا وجد کرنا اور صوفیہ کی مجالس میں ساز اور بلا ساز کے قوالوں کا مخصوص لحن کے ساتھ نعتیہ اور معرفت کے کلام کا گانا اور اس کو سننا اس میں مشایخ کرام کے اقوال اور افعال مختلف ہیں۔ ایک جماعت سرے سے سماع کی منکر ہے اور دوسری قائل اور تیسری توقف یعنی خاموشی اختیار کرتی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ ابتداً میں سماع سنتے تھے اور اہل سماع کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے لیکن آخر میں ترک کر دیا، لوگوں نے وجہ پوچھی آپ نے فرمایا کس سے سنوں اور کس کے ساتھ سنوں آپ کا مقصد یہ تھا کہ جس کے ساتھ سنتے تھے اور بیٹھتے تھے اب وہ نہیں رہے کیونکہ وہ خود اہل تھے اور دوسرے بھی اہل تھے۔ چنانچہ مشایخ نے جب بھی اور جہاں بھی سماع میں شرکت کی آداب و شرائط کے ساتھ سنی تھی جیسا کہ ان حضرات کی تصنیفات بھی اس پر شاہد ہیں اور یہ بھی بلا مزامیر کے، اور کبھی کبھی نہ کہ ہمیشہ سنتے رہے ہوں اور عادت بنالی ہو بس جب کہ حضرت جنیدؒ نے آداب و شرائط کے نہ پائے جانے پر سماع ترک کر دیا تو دوسرے کی کیا مجال کہ زبان کھول سکے چند سطروں کے بعد حضرت محدث فرماتے ہیں یہ بھی صحیح روایت ہے کہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس مرید کو

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۶

دیکھو کہ وہ سماع کی خواہش رکھتا ہے تو سمجھو اس میں کچھ کھوٹ باقی رہ گیا ہے۔ حضرت محدث دھلوی۔ اپنے اس رسالہ میں پہلے یہ واضح کر دیتے ہیں کہ "شنیدن مزامیر باتفاق حرام است (مزامیر کا سننا باتفاق حرام ہے) اس کے بعد مسئلہ سماع میں مخالف اور موافق دلائل تفصیل کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں۔

تنبیہ:۔ یہ بات واضح ہو گئی کہ سماع کے بارے میں مشائخ طریقت کے افعال اور اقوال مختلف اور متعارض ہیں۔ اور اس میں بھی شک نہیں ہے کہ جہاں اقوال و افعال مختلف ہوں تو اس کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ خاموشی اختیار کی جائے اور دو ٹوک فیصلہ نہ کیا جائے۔

مگر یہاں یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ یہ خاموشی کس صورت میں بہتر ہوگی اور کونسی صورت ایسی ہے جس میں دو ٹوک فیصلہ نہیں کیا جائیگا۔ اس سلسلہ میں ایک بنیادی اور اصولی بات سمجھ لینی چاہیے۔ اصولی بات یہ ہے کہ کسی ایک جانب دو ٹوک فیصلہ اس وقت کیا جاتا ہے جب اس کے دلائل اور وجوہات واضح ہوں اور اس کے اسباب نمایاں ہوں۔ اسباب اور وجوہات کے سلسلہ میں یہاں چند باتیں سامنے آتی ہیں۔ مثلاً تضیع اوقات نفس کا غلبہ۔ خواہشات نفس کی فراوانی۔ احکام شریعت کی جانب سے بے توجہی اور لاپرواہی اور فقدان نیت اور کسی قسم کے اچھے ارادہ کا نہ ہونا نہ بہتر چیز دل کی پسند ہوتی۔ نہ اولیٰ اور ارجح کا انتخاب کرنا۔ گویا یہ سب بحث سے خارج ہے کہ شریعت کی منشا معلوم کریں اور جو افضل و بہتر ہو اس پر عمل کریں۔ جن کی یہ حالت ہو کہ وہ سماع محض خواہشات نفس پوری کریں اور اپنے متعلقہ امور سے بے پرواہ ہو کر انہیں باتوں میں وقت ضائع کرتے رہیں وہ بے خبر ہیں وہ جاہل اور غافلوں کی شمار میں آتے ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گم گشتہ راہ ہوتے ہیں۔

ایک اور جماعت ہے نفس پروروں کی۔ جن کو نہ طاعت و عبادت سے ذوق۔ نہ ذکر و تلاوت سے دلچسپی۔ نہ خلوت و مناجات میں لطف۔ ان سب سے محروم۔ اس بنا پر کہ فطرتاً ان کی ایسی تھی۔ یا اس بنا پر کہ تن آسانی اور آرام طلب لوگوں کی صحبت نے ان کو ایسا کر دیا ہے۔ یہ لوگ جب نغمہ سنتے ہیں تو چونکہ نغمہ کی خاصیت ہے کہ وہ باطن میں ہیجان پیدا کر دیتا ہے۔ اور انسان کی توجہ کو متفرق خیالات اور طرح طرح کے خیالات سے ہٹا کر ایک طرف کھینچ لیتا ہے۔ ان کو ایک طرح کی لذت اور ایک قسم کا ذوقی شعور حاصل ہوتا ہے اور اس سے وہ رفتہ رفتہ اپنے آپ سے باہر ہو جاتے ہیں اور ایک طرح کے فریب میں مبتلا ہو کر خود کو کامیاب اور اس حالت کو غنیمت سمجھتے ہیں اور اس کو احکام شریعت کی پابندی عبادت اور ریاضت پر ترجیح دینے لگے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ بعذر بروز دین

دیانت کے طریقے سے دور ہو جاتے ہیں نماز سے ان کو کچھ حاصل نہیں ہوتا اور یہ نماز نمائشی بھی کچھ عرصے کے بعد چھوٹ جاتی ہے اور اگر کہیں اچھی آواز کے ساتھ اچھی صورت بھی مل گئی تو پھر کیا کہنا۔ (۳) ایک جماعت ہے جو تفریح اور قصہ کہانی کا ذوق رکھتی ہے وہ وحدت رموز اور اشارات و اسرار جس سے طائفہ وجودیہ اور باطنیہ متصف ہیں، اپنے کو زمانے کا عارف اور کامل سمجھتے ہیں حالانکہ وہ بدمعاشوں کے غول کے سردار ہیں کاش ان میں یہ ذوق اور معرفت نہ ہوتا اور خشک نماز اور روزے کو بڑھیا کا سا دین بنا لیا ہوتا تو اپنے ساتھ ایمان لے کر جاتے۔ (۴) جماعت یہ ہے جو احکام شریعت کو نہیں جانتی اور راہ حدیث اور علماء حق کے اقوال کو نہیں سنا ہے یہ لوگ جاہل اور ناواقف ہیں ان کی تعلیم ہونی چاہیے اور صحیح حکم سے باخبر کرنا چاہیے (۵) یہ جماعت کہتی ہے کہ ہم کو شریعت سے کوئی سروکار نہیں ہے ہم تو ان بزرگوں کے سلسلے میں ہیں اور اپنے رشتہ کو ان بزرگوں کے دامن سے باندھ لیا ہے اس سے زیادہ کی کیا ضرورت یہ لوگ کافر ہیں ان پر ارتداد کی سزا جاری کرنی چاہیے اور تعزیر بھی (۶) ایک جماعت کہتی ہے کہ ظاہری طور پر یہ طریقہ اور عمل خلاف سنت ضرور ہے مگر چونکہ بزرگوں نے یہ عمل کیا ہے ان کا عمل بے سند نہ ہوگا ہم تقلیدی طور پر کرتے ہیں ان سے کہنا چاہیے کہ بزرگوں نے جو کچھ کیا ہے وہ ایک مخصوص صورت کے ماتحت اور عالم مستی و بے خودی میں اور وہ بھی کبھی کبھی مصلحتاً ضرورتاً اور شرائط و آداب کے ساتھ نہ کہ اس کو عادت بنا لیا ہو اور دوسروں کو کرنے کا حکم بھی نہیں دیا ہے تو وہ مصلحت وقت کی رعایت ذوق و کیفیت اور نیت اب کہاں ہے اگر آپ میں ہے اور یقینی طور پر آپ شرکت کرنے والوں میں مشاہدہ کرتے ہیں تو اللہ مبارک کرے۔۔ ۔۔ہم نے مانا کہ باجے کے بغیر گانا مطلقاً حرام نہیں لیکن اب یہ خاص اجتماع ایک مخصوص کیفیت کے ساتھ کیا معنی رکھتا ہے؟ اور کیا مناسب ہے کہ پیروں کی پیروی میں صرف سماع کو چن لیا ہے اور باقی دینی باتوں کو نظر انداز کر دیا ہے حاشا و کلا ان بزرگوں اور پیروں سے کوئی نسبت نہیں۔

حضرت محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ بیشک ایک جماعت خواہ وہ کتنی ہی مختصر ہے ایسی بھی ہے جس نے صحیح جذبہ کے ساتھ راہ سلوک میں قدم رکھا ہے۔ ان کی تڑپ یہ ہے کہ وہ اکابر مشائخ اور بزرگان تصوف کی طرح کے کام کریں انھوں نے جس نسبت اور صحیح جذبہ مندی کے ساتھ جامۂ درویشی زیب تن کیا ہے ان کے دلوں میں درد ہے۔ اُن کا منشا اور نصب العین یہ ہے کہ مشائخ طریقت کے قدم بقدم چل کر وہ حالات اور وہ کیفیتیں حاصل کریں جو ان بزرگوں کو نصیب ہوئی تھیں۔ یہ لوگ ذکر، مراقبہ، ریاضت و مجاہدہ وغیرہ تمام باتوں میں اُن

مکتوب ۱۱۷

آپ کی تدریس و تبلیغ موجب صد شکر ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی جدو جہد سے باغہائے اسلامیہ کی سرسبزی و شادابی فرمائے آمین۔

جس قدر بھی ہو سکے، اس راہ میں جدو جہد فرمائیں اور کسی قسم کی کسالت و سستی کو راہ نہ دیں۔ نیز ذکر میں کبھی بھی نہ اور کسلمندی نہ کریں لوگوں سے اخلاق کے ساتھ ملیں اور وعظ و تقریر میں احادیث صحیحہ کو جس قدر بھی ممکن ہو ذکر فرمایا کریں مشکوٰۃ اس میں زیادہ مفید ہے۔ میں اسے کلاس میں رکھا گیا ہوں ہر طرح سے خوش و خرم ہوں مرضیٔ مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ اس میں عند اللہ خیر ہوگی۔ مقدمہ چل رہا ہے ابتدائی مراحل طے ہو چکے ہیں ۲۳ر جولائی کو بحث اور ۲۵ر کو فیصلہ کی تاریخ ہے استقامت کی دعا فرماتے رہیں، والد صاحب کی خدمت میں کوتاہی نہ کریں اور اگر وہ اجازت دیں تو متعلقین کو اپنے پاس لیجائیں آپکو میرے متعلق کوئی فکر نہ ہونی چاہیئے والسّلام۔

رجب سنہ ۱۳۶۰ھ (نینی جیل، الہ آباد)

مکتوب نمبر ۱۱۸

والانامہ باعث سرفرازی ہوا، بخاری شریف کے ختم کرا دینے کا شکریہ ادا کرتے ہوئے میں حیران ہوں کہ آپ کو مبارکباد دوں یا اپنے آپ کو بہر حال آپ کی گوناگون عنایات نے اس قدر مجھکو گرانبار کر دیا ہے کہ سر اٹھا نہیں سکتا ؎

ساشکر عمرو ان تراخت منیتی	ایادی لم تمن وان ہی جلت
رای خلتی من حیث یخفی مکانہا	فکانت قذی عینیہ حتی تجلت

جب سے نئی گرفتاریاں شروع ہوئی ہیں تقریباً ڈیڑھ سو آدمی گرفتار ہو کر آگئے ہیں جب سے میری ملاقات اور اخبار سب بند کر دیئے گئے ہیں، دار العلوم کا مفاد اور اس کی خدمات سب پر مقدم ہیں، اخلاص و للہیت کے ساتھ اس کا خیال رکھیں، خواہوں اور خود غرضوں کا کبھی اعتبار نہ کریں، با دوستان تلطف با دشمنان مدارا کا خیال رکھتے ہوئے فمارحمۃ من اللہ لنت لہم پر عمل پیرا رہیئے، اور جس قدر ممکن ہو ذکر اور فکر میں وقت

مولانا محمد داؤد علی صاحب نہٹور ضلع بجنور کے نام!

صرف کیجئے۔ ع وخیر جلیسٌ فی الوجود الہ۔ انا جلیسٌ من ذکرنی، ارشاد نبوی علیہ السلام روایۃ عن اللہ ہے اس کو غنیمت سمجھئے، اللہ تعالیٰ کی مجالست کے برابر کسی کی مجالست ہو سکتی ہے، پھر کیوں ہم عمر ضائع کریں، من نہ کردم شما حذر بکنید ؎

دوستان تضییع حسرت میکنند | نخل حسرت را بافسوں میکنند
ہر نفس بہر سیمائیست چست | گر نداری پاس اوازجہل تست
ایں چنیں انفاس خوش ضائع مکن | غفلت اندر شہر جاں شائع مکن

پھرنے والی الماری پر بڑا قرآن حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا چار ترجمہ والا بوسیدہ جلد کا ہے، اس کی مضبوط اور عمدہ جلد بنانے کی ضرورت ہے، اور اگر وہ مجھ تک پہونچا دیا جائے تو بعض ضروری فوائد سے استفادہ کر سکوں گا، اور اگر یہ نہ ہو سکے جب بھی اس کی مضبوط جلد بندھ جانی چاہیئے۔ والسلام

مکتوب نمبر ۱۱۹

آپ کو افواہوں پر کان نہ دھرنا چاہیئے، ذکر پر مداومت کیجئے، اس دنیا میں وہ کون ہے جو لسان ناس سے محفوظ رہا ہو۔ ؎

قیل ان الالٰہ ذو ولد | قیل ان الرسول قد کھنا

اپنے کام سے کام رکھیئے علیک بخاصۃ نفسک ودع عنک امرالعامۃ، اور اگر طبیعت پریشان ہو اکرے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جاکر ایصالِ ثواب کے بعد ذکر میں مشغول رہتے ہوئے تھوڑی دیر جب تک جی لگے بیٹھا کریں، انشاء اللہ سکون ہوگا، اور فائدہ بھی، اگر اجتماع کیا جائے، اور اس میں شرکت ضروری ہو تو جاکر بلاحیاد حجاب صاف طور سے اپنی رائے پیش کر دیجئے، خواہ مانی جائے یا نہ، سوائے اللہ تعالیٰ کسی سے توقع نہ رکھیئے، اسی سے لو لگائیے۔ ؎

یا بار رشتہ سب سے توڑ | یا بار رشتہ حق سے جوڑ

انکار کو دل میں جگہ نہ دیجئے۔ ظہر ہو تو اللہ تعالیٰ کی خیال ہو تو اللہ تعالیٰ کا تجربہ ہے، کہنے والوں نے تو خدا کو صاحب اولاد کہدیا، اور رسول کو کاہن کہہ دیا گیا ہے

کہ خواہ ارشاد سے مجھ بار گراں ہے جس اس کا نسخہ میں پڑھتا ہوں۔

[illegible]

دھیان ہو تو اللہ تعالیٰ کا۔ ے

از دل بروں کنم غم دنیا و آخرت | در باغ دل رہا نہ کنم جز نہال تو
از دل بروں کنم غم دنیا و آخرت | یا خانہ جائے ذکر بود یا خیال تو

آخر کب تک ان اصطلاحی اور رسمی علوم میں دل و دماغ اور اعضائے رئیسہ کو کھپایئے گا، کیا قرآن حکیم اسی واسطے اتارا گیا ہے؟ کیا پیغمبر اس کے لئے بھیجے گئے ہیں، روح اور قلب کو محبوب حقیقی کی محبت اور تعظیم سے رنگیے، اور اسی کی یاد میں رنگین کیجئے، عمر کا بہت بڑا حصہ ان رسمیات میں گذر چکا ہے، یہ وسائل ہیں مقاصد نہیں ہیں، کب تک ان رسوم میں جو کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ میں نہیں تھیں، عمر کو ضائع کیجئے گا۔

تکوینیات کو مکون کے حوالہ کیجئے۔ سبحان من اقام العباد فیما اراد، طلبہ پر جس قدر شفقت ہو سکے عمل میں لایئے، ان کو اپنی اولاد سمجھیے، اور مثل ابوین ان سے معاملہ کیجئے۔ واسترزق اللہ عمانی خزائنہ فانما الامر بین الکاف والنون

والسلام

مکتوب نمبر ۱۲

مولانا محمد میاں صاحب کے والد ماجد کی بیماری کی وجہ سے فکر ہے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ شفائے کلی عطا فرمائے آمین، ان تکالیف کی وجہ سے کبیدہ خاطر نہ ہوں احادیث صحیحہ بتلاتی ہیں کہ مسلمان کے لئے دنیا کی یہ تمام تکالیف اس کی گناہوں کے لئے کفارہ اور باعث معافی ہوتی ہیں، بیماریوں کی وجہ سے مسلمان سے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح پت جھڑ کے زمانہ میں درختوں سے پتے جھڑتے ہیں، ارشاد نبوی علیہ السلام ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے اسکو مصائب میں مبتلا رکھتا ہے اور جس قدر مسلمان کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے یہاں زیادہ ہوتا ہے اسی قدر وہ مصائب میں مبتلا کئے جاتے ہیں، پس آپ اپنی ان شدید تکالیف پر نہ صرف صبر جمیل (جس میں شکوہ شکایت نہ ہو) پر اکتفا کریں، بلکہ شکر گذار رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ ہوں اور اس سے عفو اور عافیت کے ہمیشہ طالب رہیں، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

ے شعر کا ترجمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہی طلب کرو، جو اسکے خزانہ میں ہے؟ کیونکہ تمام کاموں کا انحصار کاف اور نون پر ہے

رحمۃ اللہ علیہ کو اگر کسی دن کوئی مصیبت نہیں آتی تھی تو رو تے تھے اور فرماتے تھے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آج میرا رب مجھ سے کچھ خفا ہے، ہر حال خوش رہیے اور اللہ تعالیٰ کی یاد اور ذکر و استغفار میں کمی نہ کیجیے۔ والسلام ۱۶ رجب ۱۳۶۹ھ

مکتوب نمبر ۱۲۱

محترما! یہ عمر عزیز اور اس کے لمحات نہایت بیش قیمت جواہر ہیں ہم اپنی غفلتوں میں ان کو ضائع کر رہے ہیں جن کا خمیازہ بجز کفِ افسوس ملنے کے اور کیا ہو سکتا ہے اور کیا ہوگا جب کہ ہم کو کہا جائے گا اولم نعمرکم ما یتذکر فیہ من تذکر وجاء کم النذیر۔ الآیۃ[1]

میرے محترم! دوستوں اور احباب کی وجہ سے ان لمحات عزیزہ کو ضائع کرنا کس قدر بیوقوفی ہے، سوچ کر اور غور کر کے اس کو سمجھیے ؎

دوستاں تضییع عمرت می کنند — نخلِ عمرت را فسوں می کنند

یہ جلسہ بازیاں اور انجمنیں آج اچھی معلوم ہو رہی ہیں، مگر موت کے قریب اور بعد ان پر لعنت اور ہزار لعنت بھیجنی ہوگی، ان میں جہاں تک ممکن ہو کمی کیجیے۔ لا تلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ پر غور کیجیے[2] المال والبنون زینۃ الحیوۃ الدنیا والباقیات الصالحات کو پس پشت نہ ڈالیے، یہ جوانی کی عمر اور صحت حاضرہ نہایت عظیم الشان نعمت ہے، اس کو ضائع نہ ہونے دیجیے ؎

ہر نفس بہر مسیحا ئیست چست — گر نداری پاس او از جہل تست

ایں چنیں انفاس خوش ضائع مکن — غفلت اندر شہر جاں شایع مکن

نعمتان مغبون فیھما کثیر من الناس الصحۃ والفراغ، اس کی قدر کیجیے، اور پاس انفاس کو اس درجہ بڑھایئے کہ بلا قصد و بلا اختیار ہر وقت ہونے لگے، اور اس کے بعد ذکر قلبی کے جریان کی نوبت پہنچ جائے، اور ترقی سلوک کا راستہ کھل جائے تاخیر نہ کریں اتباع سنت کا ہر حرکت و سکون میں لحاظ رکھیے۔ والسلام ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۶۹ھ

---

[1] کیا ہم نے عمر نہ دی تھی تم کو اتنی کہ جس میں سوچ لے جس کو سوچنا ہو اور پہنچی تمہارے پاس ڈرانے والا

[2] اے ایمان والو غافل نہ کر دیں تم کو تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے[3] مال اور بیٹے رونق ہیں دنیا کی زندگی میں اور باقی رہنے والی نیکیاں بہتر ہیں تیرے رب کے یہاں

جناب مولانا قاری محمد میاں صاحب مدرس فتحپوری دہلی کے نام

(۱) آپ فرماتے ہیں وہ کیا خاص عمل ہیں جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے؟

جواب :۔ ذکر خداوندی حدیث قدسی میں آیا ہے انا مع العبد ما تحرکت بی شفتاہ، دوسری حدیث میں ہے، انا جلیس من ذکرنی، اس بارہ میں اس جیسی کی بہت سی حدیثیں وارد ہیں)

(۲) آپ فرماتے ہیں کہ کسطرح دعا کرنے سے قبول ہوتی ہے، دعا کرنیکا کیا طریقہ ہے؟

جواب :۔ تضرع اور زاری اور دل لگاکر مانگنے سے اور حلال مال اپنے اوپر صرف کرنے سے اور جلد بازی نہ کرنے سے، اللہ تعالےٰ سے مایوس نہ ہونے سے۔

(۳) وہ کیا عمل ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالےٰ رزق میں کمی کر دیتا ہے؟

جواب :۔ کفرانِ نعمت۔

(۴) آپ فرماتے ہیں وہ کیا عمل ہیں جن سے مال دولت زیادہ کر دیجاتی ہے؟

جواب :۔ شکرگذاری اور تقویٰ۔

(۵) آپ فرماتے ہیں کہ کس عمل سے اللہ تعالےٰ بندہ کو دنیا میں بے عزت، ذلیل و خوار، کنگال بنا دیتا ہے؟۔ جواب :۔ تکبر و انانیت اور کمزوروں کو ستانا۔ (۶) آپ فرماتے ہیں کہ کس عمل سے عزت، وقار بخش دیتا ہے۔ جواب :۔ حقیقی تواضع و انکسار اور کمزوروں کی خبرگیری

مکتوب نمبر ۱۲۳

درمدردی جوانسٹری کیلئے ہو۔ واللہ اعلم ۲ محرم ۱۳۷۰ھ

محترم المقام زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بہت قریب رہنے والے ناکام رہتے ہیں، اور دور کے بسنے والے مثل اویس قرنی رضی اللہ عنہ کامیاب ہو جاتے ہیں اپنی تعلیمی اور تبلیغی سرگرمیاں جو کچھ آپ نے ذکر فرمائی ہیں، بہت زیادہ امید افزا ہیں، اوقات ذکر کے علاوہ جس قدر بھی آپ اس میں سرگرمی رکھیں بہتر اور مفید ہے، یقیناً فتنہ خاکساری بہت بڑا فتنہ ہے، جو کہ عسکریت کے روپ کی بنا پر قلوب کو جذب کرتا ہے اور اس میں انگریزی غلامی کا زہر حلول کرتا ہے، اس کے سامنے کوئی صحیح نصب العین موجود نہیں ہے جس پر اعتماد کیا جائے، اس کے مٹانے میں جس قدر بھی حصہ لیا جائے ازبس ضروری ہے، اور چونکہ وہ عسکریت قوت و نظام بھی کم و بیش پیدا کر رہا ہے، اس لئے آئندہ چلکر شریعت کے نہ

اس سے زیادہ نقصان رساں ثابت ہوگا، جتنا کہ انگریزی اسکول، کالج، یونیورسٹی کا لٹریچر ثابت ہوا، اسکو ابھرنے دینا سخت غلطی ہے۔ والسلام

جز یاد دوست ہر چہ کنی عمر ضائع است — جز سر عشق ہر چہ بخوانی بطالت است

سعدی بشوی لوح دل از نقش غیر حق — علمیکہ راہ حق ننماید جہالت است

مکتوب ۱۲۴

محترم المقام زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ صوبیدار صاحب اور ان کے رفیق صاحب کے احوال پر اطلاع ہوئی ... والدہ صاحبہ دام مجدہا سے بعد از سلام مسنون عرض کردیں کہ آپ کو اس دنیائے ذلیل میں بار بار رنج دینے والے اور دل کو توڑنے والے صدمات پیش آرہے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کیطرف سے وعظ اور نصیحت کرنے والے یاد دلانے والے پیغام سمجھئے اور ذرا بھی دل میں تشویش اور قلق کو جگہ نہ دیجئے انسان ان چیزوں سے دل لگا بیٹھتا ہے اور اصلی محبوب سے بے پروا اور غافل ہوجاتا ہے حالانکہ صرف وہی ذات پاک دل لگانے کے قابل ہے اور سب ہیچ ہیں قدرت ان کو بار بار جگاتی اور جھنجوڑتی ہے کہ یہ چیزیں خواہ اپنے اعضاء ہوں یا اپنی اولاد یا رشتہ دار یا ماں باپ وغیرہ سب کے سب فانی اور جدا ہونے والے ہیں صرف ایک ذات رب الارباب کی باقی رہنے والی دوا کرنے والی حقیقی معنوں میں نفع دینے والی ہے اسی سے اور صرف اسی سے دل لگایئے۔

جو چمن سے گذرے تو اے صبا تو یہ کہنا بلبل زار سے

کہ خزاں کے دن بھی ہیں سامنے نہ لگانا دل کو بہار سے

اب آپ کی ضعیفی کی گھڑیاں یاد خداوند حقیقی اور صرف اسی کی یاد میں گذرنی چاہئیں جس قدر بھی ممکن ہو اللہ کا ذکر کیجئے اور جملہ افکار کو پیچھے ڈالئے آپکا ایک ناکارہ خادم میں بھی ہوں میرے لئے بھی اپنی اولاد کے ساتھ دعاؤں میں حصہ رکھئے۔

والسلام ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ

حافظ سادات حسن صاحب دیوبندی مقیم مرادآباد کے نام

مکتوب ۲۵

قرآن شریف کا شغل اور اس میں دل کا لگنا اور اس کے پڑھنے میں کیفیاتِ عجیبہ اور سرور کا پیدا ہونا اور اس طرح لذت اور لطف کا ظہور کہ چھوڑنے کو جی نہ چاہے نہایت عظیم الشان نعمت ہے اللّٰھم زد فزد۔ اس پر جس قدر بھی شکر کیا جائے وہ کم ہے ھنیئاً لارباب النعیم نعیمھم۔

محترما! سلوک کے طریقوں میں یہ طریقہ نہایت قوی اور عمدہ ہے اگرچہ اس میں مدت زیادہ لگتی ہے مگر نہایت مامون اور محفوظ طریقہ ہے خطرات سے بالکل خالی ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہی طریقہ ہے مبارک ہو۔ ذکر کے طریقہ میں اگرچہ مدت کم لگتی ہے عشق کی سوزش اور محبت محبوب حقیقی کی آگ تیزی کے ساتھ منزل مقصود کی طرف جلد پہونچا دیتی ہے مگر اس میں خطرات اور مخاوف بہت ہیں بہرحال اس طریق میں جس قدر جد و جہد ہو سکے عمل میں لاتے رہیے ہاں اگر یہ تصور بندھ سکے کہ پروردگار عالم میری زبان سے پڑھ رہا ہے اور میرے نفس کو اور تمام اپنے بندوں کو شہنشاہی خطاب اپنی عظمت اور جلال کی شان اور رافت و رحمت کی صنعت سے کر رہا ہے تو بہت بہتر ہے۔ معانی کا دھیان رکھتے ہوئے عمل فرمائیں۔ انشاء اللہ بہتر نتائج پیدا ہوں گے۔ تعلیمات دینے سے بھی نسبت میں قوت پیدا ہوتی ہے اس میں بھی کوشش فرماتے رہیں اور مغتنم سمجھیں اللہ تعالیٰ اپنا فضل شامل حال فرمائے۔ آمین۔ اتباع سنت میں کوتاہی کو روا نہ رکھیں۔

(۱) دعاء ختم قرآن مذکور میری نظر سے کسی حدیث کی کتاب میں نہیں گزری اتنی فرصت نہیں ہے کہ کتابوں میں تلاش کروں۔

(۲) لفظ نسبت یا انسیت کل حکم ایجابی نہیں ہے امام بخاریؒ نے نسبت نسیان بصیغۂ مجرد و مزید دونوں کو بھی مختلف روایات سے ثابت کیا ہے۔

(۳) قوت حافظہ کے لئے سورۂ فاتحہ اکتالیس بار مع بسملہ روزانہ بعد عصر پڑھ کر سینہ پر دم کر لیا کریں

والسلام ۱۶ جمادی الثانی ۷۰ھ

مکتوب ۱۲۶

درگور برم از سر گیسوئے تو تارے
تا سایہ کند بر سر من روز قیامت

آپ کا اذکار میں: ذکر نا غہ ہے، اذکار کو جاری رکھئے۔ فرصت نہ ہو تو دوسرے وقت میں پورا کر لیا کیجئے۔ کتابوں کو مطالعہ کر کے ہمیشہ پڑھایا کیجئے اور طالب علموں کو سمجھانے میں کمی نہ کیا کیجئے۔ خواب بہت عمدہ ہے اللہ تعالیٰ مبارک کرے اس شعر سے جو کہ اوپر درج ہے خواب کی حقیقت معلوم ہوگی۔ اس سال بانس کنڈی کا جانا ابھی تک سمجھ میں نہیں آیا مولانا محمد علی صاحب کا خط آیا تھا...... ایک جگہ کسی جگہ جاتا ہوں تو لوگ ہمیشہ کے لئے تقاضہ کرنے لگتے ہیں۔ ٹانڈہ ہندوستان کے وسط میں ہے۔ سب جگہ کے لوگوں کو آسانی سے آنا اور رہنا ممکن ہوتا ہے بہرحال ابھی تک رمضان میں رہنا سمجھ میں نہیں آیا آئندہ کیا رائے ہوگی واللہ اعلم۔

مکتوب ۱۲۷ از اسلام ۱۵ صفر ۱۳۶۶ھ دیوبند

محترم المقام زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ذکر قلبی میں آپ نے لکھا ہے کہ طبیعت بہت گھبراتی ہے اور دنیا بھر کے فاسد خیالات دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ میرے محترم یہ جو طبیعت بشری ہے جو کام بھی ...... ابتداء میں کیا جاتا ہے طبیعت اس سے گھبرایا کرتی ہے خصوصاً جو کام اصلاح کا ہو اور شیطان کی خواہشات کے خلاف ہو اس سے طبیعت کا گھبرانا اور نفس پر بوجھ پڑنا ضروری ہوتا

دعاء ختم قرآن کا ثبوت کسی حدیث کی کتاب سے ثابت نہیں ہے یعنی یہ دعا، جو کہ صدق اللہ العظیم سے شروع ہوتی ہے اور ... پر ختم ہوتی ہے البتہ حضرت ملا علی قاری کی شرح میں ختم میں بعد تلاوت قرآن مجید اس دعا کو ذکر فرمایا ہے۔ اللھم ارحمنی بالقرآن واجعلہ لی اماما ونورا وھدی ورحمۃ اللھم ذکرنی منہ ما نسیت وعلمنی منہ ما جھلت وارزقنی تلاوتہ آناء اللیل والنھار واجعلہ لی حجۃ یا رب العالمین۔

نیز حضرت مولانا محمد یعقوب چرخی سے منقول ہے کہ صحابہ کرام بعد تلاوت قرآن مجید یہ درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ اللھم صل علی محمد وآلہ وصحبہ بعدد ما فی جمیع القرآن حرفا حرفا وبعدد کل حرف الفا الفا۔

ہے مگر استقلال اور مداومت سے آہستہ آہستہ اس میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے طبیعت پر زور ڈالئے اور دل لگا کر مداومت کیجئے۔ بچہ کو جب کہ مکتب میں داخل کیا جاتا ہے اور الف اور با پڑھایا جاتا ہے تو اس کی طبیعت اس سے کس قدر الجھتی ہے اور بچہ کس قدر گھبراتا ہے ہر ایک کو معلوم ہے مگر زور ڈالنے سے رفتہ رفتہ خوگر ہو جاتا ہے اسی کو سورۂ وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا میں ذکر کیا گیا ہے پہلا مرتبہ نازعات غرقا کا ہے دوسرا مرتبہ ترقی کا وَالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا۔ اس میں اس کو نشاط حاصل ہونے لگتا ہے۔ پھر اسی کام میں اس کو روانی حاصل ہو جاتی ہے جس کو تیسرا مرتبہ وَالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا سے ذکر کیا گیا ہے پھر وہ تیز رو ہو جاتا ہے اور دوڑ لگاتا ہوا دوسروں سے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے یہ چوتھا مرتبہ ہے جس کو وَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا میں ذکر کیا گیا ہے پھر وہ اس قدر مشاق ہوتا ہے کہ دوسروں کی رہنمائی کرنے لگتا ہے جو کہ پانچواں مرتبہ ہے جس کو فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا میں ذکر کیا گیا ہے۔ ہر قسم کے کمالات انسانیہ میں خواہ دنیوی ہوں یا دینی یہ پانچوں مقامات پیش آتے ہیں بشرطیکہ آدمی جما رہے اور گھبرا کر چھوڑ نہ بیٹھے۔

میرے محترم آپ کو گھبرانا نہ چاہیئے اور طبیعت کے خلاف جہاد قائم رکھنا چاہیئے فاسد خیالات کو بقدر امکان دفع کرنا چاہیئے انشاء اللہ کمی ہو جائے گی میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے آمین۔ والسلام۔ ۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۹ھ

حاشیہ مکتوب۔ صوفیاء کا اتفاق اس بات پر ہے کہ قرآن مجید سے جو سلوک پیدا ہوتا ہے وہ نہایت قوی اور پائدار ہوتا ہے جو دوسری صدی ہجری تک اسی طریقہ کا رہین منت رہا بعد کو جب بدعات اور حُبُّ الدنیا کا غلبہ ہوا اور قلوب میں وہ پہلی سی صلاحیت باقی نہ رہی تو اطباء روحانیین نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق تدابیر سے کام لے کر ابتداءً ذکر و شغل کا سلسلہ جاری فرمایا اس میں بڑی کامیابی ہوئی یہ طریقہ عوام کے لئے تو کار آمد ہوا لیکن خواص کے لئے سلوک بالقرآن ہی میں سب کچھ حاصل ہوا۔ ہمارے حضرت مولانا مدنیؒ پر سلوک بالقرآن اور صحابہ کرامؓ کی نسبت کا ایسا کھلا ہوا غلبہ تھا جو اس آخری چودھویں صدی میں کم ہی دیکھنے میں آیا

مکتوب ۱۲۸

محترم المقام زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ خیر و عافیت معلوم کر کے خوشی ہوئی خصوصاً خدمات علمیہ دینیہ سے بہت زیادہ خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ کریم کارساز آپ کو اور ہم کو اور تمام امت محمدیہ کو اپنی رضا اور خوشنودی سے نوازے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلائے آمین۔

محترما! یہ دنیا چند روزہ ہے اس کے لمحات ضائع نہ فرمائے عمر عزیز کا ہر حصہ گرانمایہ جوہر ہے اس کو غفلت اور سلفلی میں ضائع کرنا انتہائی خسارہ ہے اس کو ذکر اور فکر اور ایسے علوم وفنون و اعمال میں صرف کیجئے جو کہ بوقت نزع اور اس کے مابعد کام آئیں۔ آخرت کے لئے تیار رہیے تاکہ کف افسوس نہ ملنا پڑے ؎

چراغ صبح پیری میں وہ لیں حسرت کے خمیازے جو کھوتے خواب غفلت میں شب قدر جوانی میں

یہ جوانی اور قوت کا زمانہ مردانہ وار کوششوں سے مزین کیجئے اور علم نافع و عمل صالح، اتباع سنت سنیہ سے منور فرمائیے۔ طلبہ علوم دینیہ سے ساتھ شفقت کیجئے۔ کتابوں کو مطالعہ شروح وحواشی کے ساتھ پڑھائیے۔ لوگوں کے ساتھ خلط ملط بقدر ضرورت رکھئے اور بس۔ ع۔ از خلائق دور ہم غول باش۔ ذکر میں جس قدر ممکن ہو انہماک رکھئے۔ دعوات صالحہ سے ننگ اسلاف کو فراموش نہ فرمائیے۔ والسلام۔

مکتوب ۱۲۹

۲۷ شوال ۱۳۷۱ھ دیوبند

(۱) حضرت امام المحدثین والمفسرین شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز جن کی وسعت نظر اور تحقیق مسلمات میں سے ہے تفسیر سورۂ قدر میں ارشاد فرماتے ہیں " ونیز باید دانست کہ بعضے از مفسرین قدر را بمعنی تقدیر گرفتہ اند وگفتہ اند کہ دریں شب ارزاق وآجال ومصائب وامراض واعمال ودیگر حوادث عالم کون وفساد مقدر می شوند وازلوح محفوظ بملائکہ نسخہائے امور متعلقہ بآنہا نقل کردہ حوالہ میگردد تا بر طبق آں در تمام سال عمل نمایند لیکن اصح آنست کہ ایں تقدیر در نصف شعبان است کہ آں را شب برات نامند اگرچہ بعضے از تابعین چنیں

گفتہ اند کہ نقل نسخہا دراں شب شروع می شود و دریں شب بہ تصدیاں تسلیم می نمایند پس ابتدائے تقدیر در شب برات است وانتہائے آں دریں شب تحقیق ہماں است کہ مذکور شد۔"

دوسری جگہ اسی سورت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

"وشب مبارک کہ نزد اکثر علماء عبارت است از شب برات کہ پانزدہم شعبان است" اس سے صاف ظاہر ہے کہ سورہ دخان کی شب مبارک سے مراد لیلۃ البراۃ ہی ہے اور یہی امر راجح اور قوی ہے۔

(۲) بیعت توبہ اور بیعت ارشاد میں فرق ہے۔ بیعت توبہ یہ ہے کہ کسی شخص کو الفاظ توبہ تلقین کرائے جائیں اور اس کے ساتھ ساتھ الفاظ ایمان کہلوائے جائیں اور اس کو اتباع شریعت کی تاکید کر دی جائے۔ یہ امر ہر اُس شخص کے لئے صحیح ہے جو کہ عالم باعمل ہو خواہ اس نے کسی مجاز طریقت کے ہاتھ پر بیعت کی ہو یا نہ۔ خواہ اس نے سلوک تصوف طے کیا ہو یا نہ۔ خواہ اس کو مرشد سے اجازت تسلیک ہو یا نہ۔ اور بیعت ارشاد اُس شخص کا حق ہے جس نے کسی مجاز طریقت کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد منازل سلوک طے کر کے ملکہ یادداشت حاصل کر لیا ہو اور مجاز تسلیک ہو گیا ہو۔

(۳) یہ علامت تو ایمانی کی ہے مگر اسی کے ساتھ ساتھ اخلاق نبوی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کا اختیار کرنا اور اُدع الی سبیل ربک الآیۃ پر عمل پیرا

حاشیہ مکتوب ۱۷۶ :— سیدی دام فیضکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مندرجہ ذیل سوالات لائق توجہ سامی ہیں۔

(۱) لیلۃ القدر و لیلۃ البراۃ کی تحقیق حضرت اقدس کے نزدیک کیا ہے؟

(۲) ناچیز پہلے حضرت مولانا سید محمد امین رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھا آپ کے وصال کے بعد نصیر آباد وغیرہ کے اطراف سے بہت لوگوں کے دستخطی خطوط آئے کہ تم آ کر سید صاحبؒ کے ہاتھ پر لوگوں کو چلاؤ اور بیعت کرو۔ ناچیز کو کیا حکم دیا جاتا ہے۔ بعد (۳) مرشدی : خلاف شریعت دیکھ کر تو خاموش رہا

جاتا ہے اور نہ کسی طالب راہ سلوک کی جائز خواہش کو پورا کرنے کی اہلیت ہے اور نہ اجازت حاصل ہے

ہونا بھی ضروری ہے تاکہ مخلوق کی ہدایت ہو ارشاد باعلی لان یہدی اللہ بک رجلا خیر من ان تکون لک حمر النعم کا مثال ہو کوشش کیجئے۔ والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ یکم ذی الحجہ ۱۳۶۹ھ دیوبند

مکتوب ۱۳۰

ذکر اور اپنی اصلاح کی فکر موجب شکر ہے اس میں جس قدر بھی تعمیر اوقات ہو جد و جہد جاری رکھیں عمر عزیز کے گزشتہ لمحات کو ضائع نہ ہونے دیں۔ ع

"من نکردم شما حذر بکنید"

جس قدر بھی تعمیر اوقات بالعبادت والاذکار ہو رہی ہے اس پر شکر کرتے رہیں قرآن مجید کا شغف بہت ہی مبارک ہے اللہم زد فزد۔ شہر میں جو درس التزام کے ساتھ جاری کیا گیا ہے بہت غنیمت اور امید افزا ہے لئن شکرتم لازیدنکم کا خیال رکھئے۔ والسلام۔

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ ۲۴ محرم ۱۳۷۰ھ

مکتوب ۱۳۱

حجرہ میں منتقل ہونے سے خوشی ہوئی اللہ تعالی مبارک فرمائے اور اپنی رحمتوں سے نوازے آمین۔ خواب جو کچھ ہیں مبارک اور امید افزا ہیں ذکر میں کوتاہی کو روا نہ رکھئے کوئی عبادت ایسی نہیں ہے جس میں تقیدات نہ ہوں مگر ذکر کے لئے کوئی قید نہیں ہے اور اکثار جس قدر بھی ممکن ہو مطلوب ہے۔ والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۷۲ھ

مکتوب ۱۳۲

جب تک کوئی حالت استقرار نہیں پکڑتی اس وقت تک ناغہ اور وہ بھی طویل، نقصان رساں ہوتا ہے اور پھر اس کے ساتھ اگر افکارِ دنیاویہ اور صحبت نااہل وغیرہ جمع ہو جائیں تو اور بھی اس میں زیادتی ہو جاتی ہے۔ بہرحال اس عالمِ اسباب میں خداوندِ عالم نے امور کو اسباب کے سلاسل سے متعلق کیا ہے۔ والسلام ۰ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ

مکتوب ۱۳۳

محترما! اس عالمِ اسباب میں عادتِ الٰہی اسباب ہی کے ساتھ تاثیر فرما ہے جو امور خوارقِ عادات کسی سے ظاہر ہوئے خواہ وہ افاضہ اور استفاضہ کے متعلق ہوں یا تکوینیات کے متعلق وہ نہایت قلیل ہیں اور پھر ایسے اشخاص سے ظہور پذیر ہیں جن کی نظیر اس زمانہ میں نہایت کم ہے اور بالخصوص میرے جیسے روسیاہ تو بجز اس امر کے کہ ان اکابر کے لئے ننگ وعار کہا جائے اور کوئی قابلیت نہیں رکھتا بنا بریں جب تک قاعدہ کے ساتھ محنت نہ کی جائے کس طرح کامیابی کی توقع کی جا سکتی ہے؟ حالانکہ اس حالت میں بھی فضل وکرمِ خداوندی کی از بس ضرورت ہے یاس اور ناامیدی کسی طرح جائز نہیں مردانہ وار قدم رکھنا چاہیئے، کوشش جاری رکھئے عادتِ الٰہی نہیں ہے کہ کسی کی جدوجہد کو ضائع فرمائے والسلام ۱۵ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ

مکتوب ۱۳۴

ایمن مشو کہ مرکبِ مردانِ مرد را	در سنگلاخِ بادیہ پیہا بریدہ اند
نومید ہم مباش کہ رندانِ بادہ خوار	ناگہ بیک خروش بمنزل رسیدہ اند

محترم المقام۔ اگرچہ آنجناب کے والا نامجات قلتِ قیام اور تنگیٔ وقت کی وجہ سے مجھکو حجاز میں نہیں ملے بلکہ بعد واپسی ہندوستان ملے مگر میں نے ہر مقدس جگہ میں اپنے احباب اور بزرگوں کو دعا سے فراموش نہیں کیا۔ یہی نہیں کہ میری دعائیں صرف احباب اور بزرگوں تک منحصر تھیں بلکہ ہر اس شخص کے مقاصد دارین کے حصول کے لئے ہمیشہ دعا کرتا رہا اور دعا کرتا رہتا ہوں جس نے دعا کا حکم کیا ہے۔ آئندہ قبولیت او حصول مقاصد قبضۂ قدرت قدیر میں ہے.... اتباعِ سنت میں سرگرم رہتے ہوئے ذکر میں پوری کوشش کرتے رہیں۔

والسلام۔ ننگِ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ ۱۰ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ

مکتوب نمبر ۱۳۵

محترما! آپ کا ارادہ حضوری حرمین شریفین اور قیام مدینہ منورہ زید شرفہا بہت ہی نیک فال اور مبارک امر ہے، کون مسلمان ہے جو ایسی مبارک بات پسند نہ کریگا، مگر ضروری ہے کہ انجام اور احوال پر غور کر لیا جائے، ہندوستان میں رہتے ہوئے شوق مدینہ منورہ میں بیقرار رہنا اور اسی عشق میں مرنا ہزار مرتبہ بہتر اس سے ہے کہ مدینہ منورہ میں رہ کر ہندوستان کے لئے بے چینی ہو۔

میرے محترم! مدینہ منورہ میں بہت سی سختیاں پیش آتی ہیں، جن پر صبر کرنا مشکل ہو جاتا ہے، عالی ہمت اور مستقل الارادہ حضرات پھسل .... جاتے ہیں پھر عورتوں اور بچوں کا قائم رہنا نہایت ہی دشوار اور مشکل امر ہے، آج وہاں کی سختیوں کی یہ حالت ہے کہ پشتہا پشت کے وہاں کے باشندے دوسرے ملکوں میں مارے مارے پھرتے ہیں، آپ کی جائداد مقروض ہے اور پھر وہ قرضہ سودی ہے، اس کا ادا کرنا ہر حال نہایت ضروری ہے، اور جلد از جلد جس طرح بھی ممکن ہو عمل میں لانا چاہیئے، اور آیندہ عہد کر لینا چاہیئے کہ کیسی بھی ضرورت ہوگی قرضہ اور خصوصاً سودی قرضہ ہرگز نہ لوں گا، اس کے بعد اگر حج فرض ہے تو حج کے ادا کرنے کا ارادہ کیجئے، یعنی اگر جائداد کی آمدنی آپ اور آپ کے متعلقین کے سالانہ اخراجات سے زاید ہوتی ہے، یا آپ کے پاس اتنا نقد یا زاید سامان موجود ہے کہ جس سے کہ معظمہ کا سفر ہو سکتا ہے تو زاید جائداد کو بیچکر یا زائد نقود کو لیکر حج کر آیئں، اور وہاں جا کر چند مہینہ قیام کر کے نشیب و فراز پر غور کیجئے، احوال کو خوب سمجھ کر ملاحظہ کیجئے، پھر اگر ہمت پڑے تو وہاں جا کر قیام کا ارادہ کیجئے، پھر بھی ہجرت کی نیت مت کیجئے، مگر تمام جائداد کو بیچکر جانا یا متوکلانا زندگی وہاں بسر کرنے کا خیال کرنا میری سمجھ سے باہر ہے، آپ بذات خود اگر ایسا یقین وایمان رکھتے ہیں کہ ذرا بھی قدم پھسل نہیں سکتا تو مجھکو ہرگز اطمینان نہیں کہ عورتیں اور بچے ایسا یقین رکھیں گے۔

ع کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مجاورت مدینہ چھوڑ دیا، ہزاروں صحابہ کرام اور کروڑوں اولیاء اللہ غیر عرب میں ہوئے اور وہیں مرے، کیا ان کو عشق نبوی نہ تھا، کیا انکو ایمان

اور غیرت ایمانی نہ تھی، وہاں رہنا فرض نہیں واجب نہیں، مقصود اصلی رضاء الٰہی ہے، جہاں بھی حاصل ہو جائے وہیں کار آمد ہے، اور اگر ہمارا مرقد حجرہ شریف مطہرہ میں ہو اور رضاء الٰہی رضاء الٰہی اور مغفرت کا سامان نہ ہو تو وہ ذرہ برابر قابل اعتبار نہیں۔

میرے محترم! اس فضیلت یا سنت کو حاصل کر کے فرائض اور واجبات کو ترک کریں یا محرمات اور مکروہات کا ارتکاب کریں، کس شریعت میں جائز ہے، لوگوں کی طرف ہاتھ پھیلانا، ریاستوں یا اہل دنیا سے قرض لینا، جائداد کو دوسروں کے رحم و کرم پر چھوڑنا وغیرہ امور کسی طرح بھی میری سمجھ ناقص میں نہیں آتے۔ نہ حیدرآباد میں مہتمم صاحبان سے کوئی امید ہو سکتی ہے، ورنہ دوسرے رؤسا یا ارباب ہم سے کوئی فائدہ حاصل ہونا ممکن معلوم ہوتا ہے ؎

کعبہ چہ می روی چہ کشی رنج بادیہ　　　کعبہ است کوئے دلبر قبلہ است روئے دوست

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ماں کی اطاعت و خدمت میں حضوری بارگاہ نبوت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ترک کر دیتے ہیں، اور عشق و جذبہ نبوت کی واقعی داد دیتے ہیں، سید الاولیاء والاصفیا ہوتے ہیں، حضرت عمرؓ جیسے صحابی کو ان سے دعا حاصل کرنے کا ارشاد ہوتا ہے، حالانکہ رویت نبوی سے ممتاز نہ ہوئے تھے ؎

دل بدست آور کہ حج اکبر است　　　از ہزاران کعبہ یک دل بہتر است

میرے محترم! خانہ کعبہ کی زیارت مقصود و مقدم نہیں صاحب خانہ کی زیارت مقصود و مقدم ہے اس میں کوشاں ہو جیے ؎

نا برده رنج گنج میسر نمی شود　　　عاشقی شیوۂ رندان بلاکش باشد

کوشش کیجئے، اصلاح باطن میں دن رات صرف کیجئے، پھر دارہ دیار کا بھی قصد کر لیجئے، ورنہ اس میں مت پڑیئے، وقت اور عمر عزیز ضائع نہ کیجئے ؎

ہر نفس بہرت مسیحائیست چست　　　گر بداری پاس او از جہل تست

این چنین انفاس خوش ضائع مکن　　　غفلت اندر شہر جان شائع مکن

من نکردم شما حذر بکنید۔　　　والسلام۔ از دیوبند، ۲۵ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ

۱۳۳۰ھ میں مجھے نہایت جوش تھا کہ کسی طرح مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً اقامت حاصل ہو جائے اور وہیں پہنچ کر مدینہ منورہ میں مستقل بود و باش اختیار کروں، میں نے عزم و ارادہ کر لیا تھا کہ کل جائداد فروخت یا رہن ہو

بقیہ حاشیہ صفحہ

کرکے میں ہندوستان سے ہجرت کر جاؤں، یہ وہ زمانہ تھا جبکہ شریف مکہ اور سلطان ابن سعود کی باہمی آویزش و جنگ کی وجہ سے مدینہ منورہ کی آبادی ناقابل برداشت سختیاں برداشت کر رہی تھی، اور وہاں کے باشندے دوسرے ملکوں کو ہجرت کر رہے تھے میں نے اپنے اس ارادہ کا اظہار حضرت والا دامت برکاتہم سے کیا، جس پر یہ مکتوب برکت شرف صدور لایا۔ فقط احمد حسین لاہرپوری۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ قبیلہ مراد سے تھے، جو مذحج کی ایک شاخ ہے، عہد رسالت میں موجود تھے۔ اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت کی وجہ سے جو نابینا تھیں، دربار نبوی صلعم میں حاضر نہ ہو سکے، اس وجہ سے صحابیت کے رتبہ سے محروم رہے، لیکن باتفاق علماء اور صوفیہ کرام ان کا درجہ زہد اور تقویٰ کے لحاظ سے تابعین میں سب سے بڑھ کر ہے مسلم کا بیان ہے کہ تابعین میں آخر اشخاص میں سے اویس ہیں جنگ صفین میں شہید ہو گئے۔ ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے کہ اویس ثقہ ہیں گو ان سے کوئی حدیث مروی نہیں، لیکن امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اویس کو باصطلاح محدثین فی اسنادہ نظر لکھ کر مجروح کیا ہے امام ذہبی میزان الاعتدال میں فرماتے ہیں کہ اویس سے تو کوئی روایت ہی نہیں کی گئی جو ان کی تقویٰ یا غیر ثقہ ہونے کی بحث اٹھائی جائے، اگر امام بخاری سے ان کو ضعفاء میں لکھا ہوتا تو میں قطعاً اس کا ذکر ہی نہ کرتا کیونکہ وہ ابدال ثقات میں سے ہیں۔ امام مالک وغیرہ حضرت اویس قرنی کے منکر ہیں لیکن بقول امام ذہبی علم عدم علم پر مرجح ہے ممکن ہے ان منکرین کو ان کی بابت علم نہ پہنچا ہو حالانکہ

اثر ابن عباس کی روایت مسلم میں تین طرق سے مروی ہیں جو ... صحیح ... بروست تہادت

ہے، بہرکیف بزرگوں سے دعا کی درخواست کرنا حق ہے، دوسرا کا چھوٹوں سے دعا کرانا مقصد طریقہ ہے اور بڑوں سے دعا کی درخواست کرنا تو عام بات ہے اجابت دعا بڑی کرامت ہے مستجاب الدعوات بزرگوں کی ایک طویل فہرست ہے جو انبیاء صادقین اور اولیاء صالحین گزرے ہیں ان کے متعلق آنحضرت صلعم کے ارشادات کافی سے زیادہ موجود ہیں، احادیث میں اور تاریخ میں ان کی حکایتیں موجود ہیں۔ اکثر ارباب سلوک اس امر میں مختلف ہو گئے ہیں کہ مصائب میں دعا کرنا بہتر ہے یا سکوت اور تفویض، ترجمہ عوارف کا فیصلہ ہے کہ مطلق ایک کو دوسرے پر ترجیح و مزیت حاصل نہیں فیصلہ یہ ہے کہ دعا کا بھی ایک خاص زمانہ اور وقت ہوتا ہے جو بہتر ہوتا ہے اس وقت دعا کرنا چاہیے مثلاً دل کے اندر جوش اور رغبت صادق دعا کرنے کی طرف زیادہ ہو اور طبیعت میں سستی اور اسیت، عاجزی بھی ہو، اور خاموشی کا بھی ایک وقت ہوتا ہے کہ اس وقت دعا کرنے کو جی نہیں چاہتا ہے مثلاً ایسے وقت میں جبکہ دل کے اندر خوف و ہراس اور انقباض محسوس ہو تو دعا کرنا ہی بہتر ہے لیکن حق یہ ہے کہ دعا کرنا ہمیشہ

مکتوب نمبر ۱۳۶

ذکر جو کچھ کرتے ہیں برابر کرتے رہیئے، واقعہ یہ ہے کہ ذکر کرتے کرتے جب چھوڑ دیا جاتا ہے تو قلب میں ایسی قساوت پیدا ہو جاتی ہے کہ اس کے بعد ذکر کرنے میں پہلی حالت زیادہ دنوں میں عود کرتی ہے، ہاں اگر انسان کے باطنی اجزاء ذکر سے پوری طرح رنگین ہو چکے ہوں تو پھر ترک کرنا مضر نہیں ہوتا، بلکہ وہ ترک نہیں ہو سکتا، دوسری بات یہ ہے کہ ذکر میں مختلف افکار و خیالات کا چھا جانا ذکر کی برکت اور اس کے اثر کو کم نہیں بلکہ بسا اوقات بالکل زائل کر دیتا ہے، اس لئے آپ کو استقلال کے ساتھ کاربند رہنا چاہیئے اور ذکر کرتے وقت حتی الوسع حدیث نفس اور خیالات دنیا کو زائل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، خدا کو منظور ہے تو ثمرہ ظاہر ہوگا، تاہم مقصود محض ذاتِ الٰہی اور اس کی رضا ہونی چاہیئے، کوئی لذت روحانی یا مرتبہ معنوی وغیرہ کا طلب کرنا درست نہیں، سب کو زیرِ لا کھینچنا چاہیئے۔ اور الا اللہ مقصود پر نظر رکھنا چاہیئے ؎

یقین میدان کہ آں شاہ نکو نام   بدست مرید می دہد جام

من جدّ وجدّ مشہور اور معتبر مقولہ ہے۔ وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ارشادِ قرآن ہے۔

والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ از دیوبند جمادی الثانی ۱۳۶۶ھ

سنت میں اس درجہ ہے کہ دعا ہی اولیٰ اور افضل ہے سکوت کا کہیں حکم نہیں ہے، چنانچہ حضرت ابو حازم کا ارشاد ہے کہ دعا کا قبول نہ ہونا مجھکو زیادہ شاق نہیں جتنا کہ دعا نہ کرنا حرمان کا باعث ہے، دعا کے آداب و شرائط ہیں جو احادیث میں مروی اور کتب ادعیہ میں مرقوم ہیں، ان میں سے صدق مقال اور اکل حلال اہم رکن ہے، دعا میں اخفا ہی افضل ہے

حضرت مولانا تھانویؒ نے دعا اور تفویض میں عجیب انداز میں جمع فرمایا ہے، ارشاد ہوتا ہے کہ تفویض کے یہ معنی نہیں کہ مانگے نہیں، بلکہ عزم یہ رکھے کہ مانگے پر بھی نہ ملا تو اس پر راضی رہوں گا، ورنہ مانگنے کا امر نہ فرمایا جاتا۔ (تجدید تصوف و سلوک صفحہ ۷)

مکتوب نمبر ۱۳۷

سلہٹ والوں کے پے در پے سخت تقاضوں نے مجبور کیا کہ میں رمضان المبارک یہاں کروں، چنانچہ یکم رمضان کو یہاں پہونچ گیا، انشاءاللہ العزیز شوال کی ۳ یا ۴ کو یا اسی کے قریب یہاں سے روانہ ہو جاؤں گا۔ ذکر پر مداومت کیجئے۔ لذت مطلوب اصلی نہیں ہے .... محض ذریعہ ہے۔ مطلوب اصلی محض اللہ تعالیٰ اور اس کی رضا[1] ہے۔ لطائف کا جاری ہونا مقصد اصلی نہیں، اگر منظور ہی ہے تو یہ اشیاء بھی حاصل ہو جائیں گی ؎

یابم اورا یا نیابم جستجوئے میکنم بشنوی یا نشنوی من گفتگوئے میکنم

ان اشیاء کا قصد کرنا بھی کہیں غیر کی طلب نہ ہو جائے۔ مداومت کے ساتھ دل لگا کر برابر ذکر جاری رکھیے، اعتکاف نہایت عمدہ اور موکد سنت ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ سائل اور محتاج غلام اپنے آقا کے دروازہ پر اور اس کے گھر پر آ پڑے، اور کہے کہ جب تک میری حاجت برآری نہ ہو جائے گی میں اس در سے نہ جاؤں گا، کھانا، پینا، سونا

---

[1] رضا کے معنی خوشنودی کے ہیں، اور ارباب تصوف کے رنگ رنج و راحت میں بندہ کا اپنے خدا سے راضی رہنا اور اسکی مرضی پر سر تسلیم خم کر دینا، اسکا ماخذ قرآن مجید کی آیت رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اور حدیث جابر ہے جس میں قصہ اشراف رب بر اہل جنت کا ذکر ہے، مشائخ عراق و مشائخ خراسان میں اختلاف ہو گیا ہے کہ رضا یا مقام ہے یا حال۔ جاننا چاہیے کہ منازل سلوک کے طے کرنے کے بعد انسان کے اندر متعدد مدارج اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں، جنکو تصوف کی اصطلاح میں مقامات اور احوال سے تعبیر کرتے ہیں پس اگر رذائل اوصاف ملکوتیت سے بدل جائیں اور ان میں ثبات و قرار ہو تو انکو حال اور اوقات سے موسوم کرتے ہیں، چنانچہ اہل خراسان رضا کو مقام کہتے ہیں اور اسی بنا پر رضا کو توکل کی انتہا کا نام دیتے ہیں۔ البتہ اہل عراق کہتے ہیں کہ رضا حالت کا نام ہے جو حاصل شدہ نہیں ہے بلکہ وہ ایک خاص چیز ہے جو دل کے اندر آجاتی ہے۔ امام قشیری ان دونوں میں تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بدایت رضا حاصل بندہ ہے اور وہ مقامات میں سے ہے، اور اسکی انتہا حالات احوال میں سے ہے جو مکتسب نہیں ہے، حضرت دقاق کا ارشاد ہے کہ بلا کا احساس نہ ہو اسی کا نام رضا ہے، حضرت ذوالنون فرماتے ہیں کہ رضا زہد کا اصل ہے اس نے

چھوڑ کر دن و رات اسی کے درکا ہو جائے، ظاہر ہے کہ اس حالت میں آقائے کریم کے عظیم الشان الطاف اسکو مورد الطاف کیوں نہ بنائیں گے، غرضیکہ یہ مبارک عبادت بے گناہوں ہی کی ازالہ کیلئے کیا جاتا ہے، اس لئے گناہوں کی عظمت اور کثرت کی وجہ سے اسکو چھوڑنا نہ چاہیئے بلکہ اور اس کی طرف توجہ کرنی چاہیئے، حقوق العباد کی معافی کے لئے بھی وسائل اس کے ذریعہ سے طلب کرنی چاہیئے اور پھر اس سے توبہ میں جو ضروری امور ہیں ان کو انجام دینا چاہیئے قرضہ اور وہ بھی سودی نہایت خطرناک اور مہلک چیز ہے، اس کی ادائیگی کے لئے جسقدر بھی ممکن ہو جلد از جلد علاج کیجئے۔ میں حسب ارشاد دعا کرتا ہوں اور کروں گا، اللہ تعالیٰ کوئی سبیل مفید پیدا کردے (مگر میں کیا اور میری دعا کیا) والسلام

از سلہٹ خلافت آفس، ۱۹ ر رمضان المبارک ۱۳۴۰ھ

کہ زاہد راستہ میں ہے اور راضی پہنچا ہوا ہے، حضرت علیؓ کا ارشاد ہے من جلس علی بساط الرضاء لم ینلہ مکروہ۔ غرض اگر رضا فراق میں ہے تو وصال ترک کردو

میل من سوئے وصال و میل اُو سوئے فراق ؛ ترک کام خود گرفتم تا برآید کام دوست

لطیفہ کی تعریف یہ ہے کہ ہر وہ دقیق اشارہ سمجھ میں تو آئے لیکن عبارت اور الفاظ میں بیان نہ کیا جاسکے، جیسے علوم اذواق وغیرہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نزدیک انسان ایک مجموعۂ اجزاء عشرہ یعنی اربعہ عناصر و نفس ناطقہ و قلب و روح و سر و خفی و اخفیٰ ہے، اور ان ہی کو لطائف عشرہ بھی کہتے ہیں، اربعہ عناصر عالم خلق کی چیزیں ہیں، و لطائف خمسہ یعنی قلب و روح و سر و خفی و اخفیٰ عالم امر سے ہیں، اور جو قوائے انسانی انہی اجزاء سے مرکب ہیں اور یہ اجزاء اربعہ عناصر کیطرح ایک دوسرے کے ضد ہیں اور اسیطرح لطائف خمسہ بھی علیحدہ علیحدہ خاصیت رکھتے ہیں، سلوک مجددی میں بعض خلفاء لطائف پر زور دیتے ہیں اور بعض نہیں مشائخ چشتیہ اس کام نہیں لیتے، چنانچہ حضرت امام العصر دامت برکاتہم کا بھی یہی مسلک ہے لطائف کا جاری ہونا مقصود نہیں ہے یہ ایک طرح کی خوشی سمجھ لیجئے

مکتوب نمبر ۱۳۸

آپ کی روانگی بقصد مراد آباد، اور بعض خبر وفات جناب مولوی منیرالدین صاحب تعلقدار دیوہ معلوم ہوئی، مرحوم کی تعزیت میں آپکا تشریف لیجانا ازبس ضروری تھا بہت اچھا کیا اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، وپسماندگان کو صبر جمیل و اجر جزیل عطا فرمائے ہیں، آپ کے مرسلہ آم پہنچ گئے، میرے محترم! انسان کو لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر خوش وخرم اور شاکر رہے، رضا بالقضاء اصولی مسئلہ ہے، یہ تو عبدیت کا تقاضا ہے اور منزل عشق میں تو رضا محبوب میں عاشق کا فنا ہونا ازبس ضروری ہے حافظ فرماتے ہیں ؎

فراق ووصل چہ خواہی رضائے دوست طلب

اسلئے کسی قسم کی پریشانی ہونی بالکل خلاف اصول ہے خصوصاً جبکہ ہمارا اعتقاد ہے کہ وہ ہمارا اور تمام عالم کا رب ہے، مربی جو کچھ کرتا ہے وہ برائے تربیت اور پرورش بھلائی کے لئے کرتا ہے اگرچہ پروردہ کو تکلیف ہو ؎.

الا لا یجارن احد لنبلیہ فلرحمن الطاف خفیہ

اس لئے آپ کو اور تمام احباب کو کسی قسم کی ہرگز پریشانی نہ ہونی چاہیئے، خصوصاً جب کہ فرمایا گیا ہے، "اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل"

مکتوب ۱۳۹ آپ کی حالت پر مجھے سخت افسوس ہے، ذکر پر مداومت تو درکنار احکام شرعیہ ضروریہ پر بھی آپ کی مداومت نہیں رہی، پنجگانہ جماعت کی پابندی نہیں فرماتے ہیں، نماز میں دل نہیں لگاتے، دنیاوی جھگڑوں میں منہمک رہتے ہیں، حقوق اللہ میں اس قدر بے پروائی اور کسلمندی ہے، اور حقوق العباد میں بہت زیادہ کوتاہی ہے آپکے ذمہ ارباب حصص اور رشتہ داروں کے بہت زیادہ حقوق ہیں ان میں برابر کوتاہیاں رہی ہیں، آخر آپ کو اپنے انجام کی رستگاری کسطرح حاصل ہوگی؟ میں پہلے بھی بارہا متنبہ کر چکا ہوں اور عرض کر چکا ہوں کہ حقوق العباد نہایت زیادہ خوفناک ہیں حقوق اللہ تو توبہ صادق سے معاف بھی ہو جاتے ہیں، مگر حقوق العباد توبہ سے بھی معاف نہیں ہوتے، رشتہ داروں

برصلہ رحمی اور احسانات تو آپ کیا کرتے، انکے حقوق واجبہ میں بھی آپ بہت زیادہ فروگذاشت کرتے رہتے ہیں، بلکہ ان کے عادی ہو گئے ہیں، رشتہ داروں کے خطوط، آپ کی شکایات اور حق تلفیوں سے بھرے ہوئے ہیں، رعایا ناجائز دباؤ وغیرہ سے کمر بریں بھری ہوئی ہیں آخر آپ کو یوم یقوم الناس لرب العالمین میں کس طرح نجات حاصل ہو سکے گی، کوئی حجت دنیا کے حکام کے سامنے آپ کو نجات دلا دے، مگر عالم السر والخفیات سے کس طرح نجات دلا سکتی ہے، صلہ رحمی سے بے پروائی، خلفشار اور کمزوروں پر تعدی کے مہلک نتائج دنیویہ اور اخرویہ مصائب لانے والے ہیں، ان سے خلاص کس طرح ہو گی، آپ کو اپنی حالت بہت جلد درست کرنی چاہئے، ورنہ عواقب نہایت خطرناک ہیں، میں بارہا تنبیہ کر چکا ہوں کہ دنیا میں جن پریشان کن حالات کا بار بار سامنا ہوتا رہتا ہے وہ ان فروگذاشتوں اور غلط کاریوں کے نتائج ہیں، جن کے آپ مرتکب ہوتے رہتے ہیں اور متنبہ نہیں ہوتے مَا اَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ میں پھر عرض کرتا ہوں کہ جلد متنبہ ہو جئے اور اپنی غلط کاریوں کو چھوڑتے ہوئے رشتہ داروں اور ارباب حصص کو راضی کیجئے مظلوم کی بددعا میں اور اللہ تعالیٰ میں حجاب نہیں ہوتا، جناب رسول اللہ صلعم حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر رخصت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "اتق دعوة المظلوم فانه ليس بينها وبين الله حجاب"۔ یہ بددعائیں توپ کے گولوں اور ٹینک اور مشین گنوں کی گولیوں سے زیادہ ضرر رساں اور مہلک ہیں، جاگئے اور تیاری کیجئے، خداوند کریم ہم کو اور آپ کو اور تمام مسلمانوں کو اپنے غصہ اور غضب سے بچائے۔ والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ ۲۰ رشعبان ۱۳۶۱ھ

(حاشیہ مکتوب نمبر ۹۰) حضرت مولانا دامت برکاتہم نے اپنے ان متعدد والا ناموں میں جو حاجی احمد حسین صاحب لاہرپوری کو لکھے ہیں حقوق العباد پر سخت زور دیا ہے، اور بلا خوف لومۃ لائم دو ٹوک فیصلہ فرما، اور خیر خواہی میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی، واقعہ یہ ہے کہ جنکل نماز بھی پڑھی جاتی ہے تسبیح و وظائف میں بھی کمی نہیں کیجاتی ہے، لیکن جہاں تک معاملات و حق العباد کا تعلق ہے اسکو گوارا کیا جاتا ہے، ورنہ معاف کرا جاتا ہے۔ حالانکہ کتاب و سنت میں حقوق العباد کو تمام حقوق اور واجبات پر اہمیت دی ہے و...ں کے ...گ ... مر ... سامنے آتے رہتے ہیں، اگر توجہ

اسی کی اس کو طبعی رغبت ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ مثل اطفال اس کو بہلا پھسلا کر آہستہ آہستہ راہ پر لگایا جائے ؎

والنفس کالطفل ان تھملہ شب علی　　حب الرضاع وان تفطمہ ینفطم

اگر نفس کو افیون یا سنکھیا یا گانجہ، بھنگ وغیرہ غیر لذیذ کا عادی بنایا جاسکتا ہے، اگر اس سے جفاکشی کے وہ کام جن پر غیر متعود ہرگز صبر نہیں کرسکتا، لئے جاسکتے ہیں، اس سے انجنوں اور بھٹیوں کے سامنے دن و رات سخت گرمی میں خدمت لی جاسکتی ہے، وہ جنا شک ظاہر الاستحالہ باتوں پر قابو پاسکتا ہے تو نہیں کہا جاسکتا کہ وہ تدریجا عالم قدس کا حاضر باش نہیں کیا جا سکتا، مگر محنت اور استقلال قوت عزم شرط ہے ؎

بیتین میدان کرآن شاہ نکونام　　بدست سر بریدہ میدہد جام

میرے محترم! جس قدر مطلوب بڑا ہوتا ہے اسیقدر اسکے لئے مشاق کا برداشت کرنا ضروری اور لازم ہوتا ہے، اسی قدر عالی حوصلگی اور عالی ہمتی لازم ہوتی ہے ؎

یغوص البحر من طلب اللآلی　　ومن رام العلی سہر اللیالی

بیشک نفس بھاگیگا اس کو وہ منت بیٹھنا دشوار ہوگا، مگر اس کو متعوب کیجئے انشاء اللہ جلد از جلد رحمت الہی شامل حال ہوگی، چھوٹے بچے کو بھی قاعدہ پڑھتے ہوئے دل شکنی پیش آتی ہے مگر آہستہ آہستہ متعود ہوجاتا ہے، اور طبعی رغبت پیدا ہوجاتی ہے۔ کوشش فرما کر مداومت کریں اور حتی الوسع دل لگائیں، عنایت الہی شامل حال ہوگی، تدریجا اطمینان بھی پیدا ہوگا اور انقلاب صفات ذمیمہ کی نوبت آئیگی ؎

سالہا باید کہ تا یک سنگ اصلی ز آفتاب　　لعل گردد در بدخشاں یا عقیق اندر یمن

رسالہ امداد السلوک مصنفہ حضرت گنگوہیؒ اور رسالہ صراط مستقیم مصنفہ حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ زیر مطالعہ رکھیں، قلبی ذکر میں سانس کا ذکر اگرچہ جاری رہے مگر توجہ بالذات قلب کیطرف رہنی چاہیئے، سانس سے قطع نظر رکھیں خواہ وہ اسکے ساتھ جاری رہے یا نہیں، یہ کشمکش برائے چندے پھر زائل ہوجائے گی اور ہر ایک دوسرے سے متمیز ہوجائیگا، تسبیح پاس رکھنا مضر نہیں ہے، کر لکھا ہیں ہی حسب منشا کر سکتے ہیں، ورنہ امیدی کو کبھی پاس نہ آنے دیں، امید ہے کہ سعید کی لئے اس نالائق و ناکارہ کو دعوات صالحہ سے فراموش نہ فرمائیں، اور جب آسانی ہو تو ہر چندے تحریر فرمائیں۔ والسلام دیوبند ۲۲ صفر ۱۳۵۲ھ

آپ کو دیوبند میں یا سلہٹ میں میرے ساتھ رہنے کا اختیار ہے مگر ہر حالت میں محنت کرنے کی ضرورت ہے اگر فضل الہی شامل حال ہے تو ہر جگہ کامیابی ہو سکتی ہے ورنہ ؎

حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از روم ‎ ‎ ‎ ز خاک مکہ ابو جہل ایں چہ بو العجبی است

بہر حال فضائل رفاقت اور تاثیر صحبت کا عالم اسباب میں انکار نہیں کیا جاسکتا۔ صحبۃ الشیخ ساعۃ خیر من عبادۃ ستین سنۃ اور الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ مشہور مقولہ ہے مگر یہ ان کمل اور افاضل کے متعلق ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے انعامات اور مکارم سے مالا مال فرمایا تھا، ہم جیسے ہیچمدان بجز بدنام کنندہ نکونامے چند کے اور کس قابل ہیں، والسلام۔

مکتوب ۱۴۲

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ، ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۵۹ھ

بحمد اللہ بخیر و عافیت ہوں۔ بفضلہ تعالیٰ نہایت خوش و خرم ہوں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہے۔ مجھ کو اے کلاس دیا گیا ہے۔ کھانے پینے، سونے جاگنے پہننے وغیرہ کی کوئی تکلیف نہیں ہے۔ مقدمہ چل رہا ہے ابتدائی مراحل طے ہو چکے ہیں۔ اب ۲۳ جولائی کو بحث اور ۲۵ کو فیصلہ ہو جائے گا۔

میرے محترم! لوازم عبودیت میں سے ہے کہ بندہ آقا کے حکم اور اس کی مرضی کا نہ صرف تابع بلکہ اس پر خوش بھی رہے اور منازل عشق میں تو اس کی رضوان اور خوشنودی نصب العین اور مقصود بالذات ہونی چاہیئے۔ پھر اس قلق اور اضطراب کے کیا معنی ہیں؟ عالم اسباب میں فرما دیا گیا ہے اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل آپ پر لازم ہے کہ اگر مجھ پر کوئی آثار قلق و اضطراب کے ظاہر ہوتے تو مجھ کو نہ صرف صبر بلکہ شکر کی تلقین کرتے من یرد اللہ بہ خیرا یصب منہ یاد دلاتے یہاں آپ خود الٹے مضطرب نظر آتے ہیں۔ ملاقات کا ہرگز قصد نہ فرمائیں۔ ہفتہ میں ملاقات ہوتی ہے مگر صرف تین آدمیوں سے بیس منٹ مدت مقرر ہے اور ہر ملاقات پر بہت سے آدمی آجاتے ہیں اس لئے بہت سے احباب کو بغیر ملاقات واپس ہونا پڑتا ہے۔ ذکر میں پوری کوشش جاری رکھیں، استقامت کی دعا فرمائیے و تعین پرسان حال سے سلام مسنون کہہ دیجئے۔ والسلام ۲۲ جولائی ۴۲ء، ۶ رجب ۱۳۶۱ھ

ڈسٹرکٹ جیل مراد آباد

جناب مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحب تختی آباد اٹک پاکستان کے نام

مکتوب ۱۴۳

تعجب ہے کہ آپ الزام بھی ذرا نوشی کا دیتے ہیں حالانکہ آپ کو معلوم ہے میں نہایت ناکارہ نہایت عدیم الفرصت اور نہایت شکستہ اور کسلمند ہوں اور پھر مزید براں اب بہت زیادہ بوڑھا ہو گیا ہوں، پیری وصد عیب چنیں گفتہ اند۔

آپ کے مشاغل علمیہ اور ملازمت ذکر سے بہت خوشی ہوئی فللہ الحمد والمنۃ۔ محترما! اس عمر عزیز کے لمحات کو غنیمت سمجھئے اور ضائع ہونے سے بچائیے ؎

جز یاد دوست ہرچہ کنی عمر ضائع است　　جز سرِ حق ہرچہ بخوانی بطالت است
سعدی بشوئے لوح دل از نقش غیر حق　　علمیکہ راہِ حق ننماید جہالت است

فاغتنم الفرصۃ ولا تفعل واللہ ولی التوفیق رزقنا اللہ وایاکم ما یحبہ ویرضاہ آمین۔ اہلیہ محترمہ اور احباب سے سلام مسنون عرض کر دیں۔ والسلام۔

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ دیوبند ۲۹ ربیع الاول ۷۵ھ۔

مکتوب نمبر ۱۴۴

جواب ملفوف نامہ ارسال ہے، ملاحظہ فرمائیں اور اعتماد اللہ تعالیٰ پر رکھیں، بندہ کا فریضہ صرف جدوجہد اور عمل ہے، متصرف فی الاکوان جناب باری عز اسمہ ہے۔ قلوب خلائق بین الاصبعین ہیں وہ ہمارے ساتھ رؤف رحیم ہے، نہ گھبرانا چاہیے نہ مایوس ہونا چاہئے اور نہ مطمئن کلی غیر اللہ ہونا چاہیئے، اور اس کی رضا جوئی ہمیشہ مطمح نظر رہنا چاہیے۔

هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ۔ (الشوریٰ)

وہی ہے جو اتارتا ہے مینہ بعد اس کے کہ آس توڑ چکے اور پھیلاتا ہے اپنی رحمت اور وہی ہے کام بنانے والا سب تعریفوں کے لائق۔

آپ دونوں کے ساتھ سی، آئی، ڈی اور سرخ پگڑی کا ہونا پریشانی اور اضطراب کا موجب نہ ہونا چاہیئے، اور ان آیات میں غور کرنا چاہیئے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا　　اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور رہو ساتھ سچوں

مَعَ الصّٰدِقِیْنَ مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِیْنَةِ	کے، نہ چاہیے مدینہ والوں کو اور ان کے گرد کے گنوار لوگ
وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ یَّتَخَلَّفُوْا	کو کہ پیچھے رہ جائیں رسول اللہ کے ساتھ سے اور یہ کہ اپنی
عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا یَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ	جان کو چاہیں زیادہ رسول کی جان سے یہ اس واسطے کہ جہاد
عَنْ نَّفْسِهٖ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا یُصِیْبُهُمْ	کرنے والے نہیں پہنچتی ان کو پیاس اور محنت اور نہ
ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِیْ سَبِیْلِ	بھوک اللہ کی راہ میں اور نہیں قدم رکھتے کہیں جس کر
اللّٰهِ وَلَا یَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا یَّغِیْظُ الْكُفَّارَ	خفا ہوں کافر اور نہ چھینتے ہیں دشمن سے کوئی چیز
وَلَا یَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّیْلًا اِلَّا كُتِبَ	مگر لکھا جاتا ہے ان کے واسطے ان کے بدلے نیک
لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ	عمل، بیشک اللہ نہیں ضائع کرتا حق نیکی کرنے والوں کا
اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ وَلَا یُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِیْرَةً	اور نہ خرچ کرتے ہیں کوئی خرچ چھوٹا اور نہ بڑا
وَّلَا كَبِیْرَةً وَّلَا یَقْطَعُوْنَ وَادِیًا اِلَّا كُتِبَ	اور نہ طے کرتے ہیں کوئی میدان مگر لکھا جاتا ہے ان کے
لَهُمْ لِیَجْزِیَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ	واسطے تاکہ بدلہ دے ان کو اللہ بہتر اس کام کا جو کرتے تھے

آیات مذکورہ بالا میں ظمأ. نصب. مخمصہ. موطئا. نیلا. نفقۃ. وادیا. یہ تمام الفاظ نکرہ فی سیاق النفی ذکر کئے گئے ہیں، جن کا مفاد عموم استغراق ہے. ان امور میں سے کوئی بھی درجہ چھوٹے سے چھوٹا، بڑے سے بڑا یا متوسط پایا جائے تو انعامہائے مذکورہ کا استحقاق ہونا یقینی ہے، آپ حضرات کی یہ کوشش اغاظۃ اعداء الحمدللہ معمولی درجہ پر نہیں کر رہی ہیں، بلکہ انکے دلوں میں گھاؤ اور گہری گھاؤ ڈال رہی ہیں، پھر کیوں پریشانی ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

من اعان غازیا فقد غزی	جس نے مدد دی جہاد کرنے والے کی تو اس نے
من خلف غازیا فی اهله بخیر فقد	بھی جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب پایا اور جس نے غازی
غزا　او کما قال	کے پیچھے اس کے اہل و عیال کی خدمت کی اس نے جہاد کا ثواب پایا

اس صحیح حدیث کی بموجب آپ حضرات مفت میں غازی فی سبیل اللہ بن رہے ہیں۔ افضل الجہاد کلمة حق عند سلطان جائر الحدیث. کیا آپ کے ذہن سے اتر گیا ہے، بہرحال خوش رہیے، شکر کیجئے، اطمینان اور تدبیر سے کام کیجئے دشمن اگرچہ قوی ہے مگر جبن قوی ترست، ہرگز ہراساں نہ ہوجئے و من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ

شیخ سراج الدین صاحب کی تشریف آوری اور صحت سے خوشی ہوئی ان کی خدمت میں بہت بہت سلام عرض کر دیجئے، ہمارے بہت قدیم اور ممتاز محسن ہیں، کراچی میں موصوف نے بہت بڑے بڑے احسانات کئے ہیں، وہ کیس بھی ان ہی کا رہین منت ہے، جزاہم اللہ وایاکم احسن الجزاء والسلام

میرے محترم! اس ذلیل و خوار عالم دنیا میں اگر مستحق لذت و راحت ارباب خیر و تقویٰ ہوتے تو سب سے زیادہ عیش، وعشرت اور راحت میں بسر کرنے والے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہوتے مگر ان ہی کی پاک زندگی کو دیکھیے، وہ سب سے زیادہ تکالیف شاقہ میں نظر آتے ہیں پس ان تکالیف سے گھبرانا نہ چاہیے اور نہ حرف شکایت زبان پر لانا چاہیے، بلکہ شکر کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو وہ چیز عطا فرمائی ہے جو اپنے انبیاء اور خاص خاص اولیا کو عطا فرمائی ہے، اور باوجودیکہ اس کی قدرت میں اس مصیبت سے بڑھ کر عظیم الشان مصائب تھیں مگر ان سے محفوظ رکھا اور ایک چھوٹی مصیبت میں مبتلا کیا، اور بالفرض شکر نہ کریں تو کم از کم صبر تو ضرور ہی کریں، جزع فزع شکایت شکوہ سے بچیں، دل اور زبان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ہر وقت مشغول رکھیں، اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ گناہوں کی خواستگاری ملحوظ خاطر رکھیں، غیر اللہ خواہ وہ زن و فرزند ہی کیوں نہ ہوں ان کو دل میں جگہ نہ دیں، دل میں جگہ اللہ تعالیٰ اور صرف اللہ تعالیٰ کو دینی چاہیئے، اس کے سوا کوئی بھی دل لگانے کے قابل نہیں ہے۔ ہاں حقوق سب کے ادا کرتے رہیں اور سب کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں۔ سب کا متکفل اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ والسلام

(حاشیہ مکتوب نمبر ۲) حضرت امام عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ نے عجیب عارفانہ و حکیمانہ نکتہ ارشاد فرمایا ہے کہ باوجودیکہ اس کی قدرت میں اس مصیبت سے بڑھ کر عظیم الشان مصائب تھیں، مگر ان سے محفوظ رکھا اور چھوٹی مصیبت میں مبتلا کیا، اگر آدمی کی سمجھ میں یہ بات مستحکم ہو جائے تو مصیبت میں بھی معرفت خداوندی کے ساتھ ساتھ لذت میں لطف آنے لگے اور مقام والذین آمنوا اشد حباً للہ پر پھر کوئی کھٹک نہ رہ جائے اور ساری کلفتیں عارضی ہو کر رہ جائیں، دوسری جو چیز اس امام شریعت و طریقت نے حل فرمائی ہے وہ یہ کہ قرب خداوندی اور خوشنودی باری کی دلیل مصائب و تکالیف کا بندہ پر آنا ہے، چنانچہ رنج و غم، تکلیف و مصیبت اور بیماری اور فقر و فاقہ حتیٰ کہ اللہ کی راہ میں معمولی سا کانٹا بھی چبھتا ہے، وہ بندے کے گناہوں کا کفارہ اور قرب خداوندی کا سبب ہوتا ہے۔ بقول حضرت ابراہیم خواص مصائب پر صبر کرنا ام الکتاب دستت پر ثابت قدمی کا اور جب یہ چیز حاصل ہو گئی تو مصیبت خود ایک بڑی نعمت بن جاتی ہے، جو نادانی سے کچھ اور سمجھی گئی ہے اسی غلط فہمی کو حضرت نے دور فرما کر ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑ دیا ہے اور خدا سے قریب کر دیا ہے کہ جس طرح ذکر اور کثرت نوافل سے بندہ زیادہ سے زیادہ قرب حاصل کرتا ہے۔

مکتوب ۱۴۸

لکل شیٔ آفة وللعلم آفات

محترما! اگر اس قسم کے علائق اور موانع نہ ہوتے تو ہر ایک شخص ادعاءِ عشق و طلب کر لیتا لیکن انہیں امور کے امثال کے ہوتے ہوئے تمیز بین الصادق والکاذب ہوتی ہے اور امتحان کا سماں بندھتا ہے۔ ولنبلونکم آلایۃ اور اس کے ہم معنی بہت زیادہ آیات اور روایات موجود ہیں لا تلهكم اموالكم ولا اولادكم عن ذكر الله الآیہ ؎

قیمت خود ہر دو عالم گفتہ — نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

ہمت بلند کیجئے جفاکشی اور جانبازی اختیار فرمائے اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا من تقرب الی شبرا تقربت الیہ ذراعا الحدیث

مکتوب ۱۴۹

جو حالت ملک کی اور بے اطمینانی اور اضطراب وغیرہ کی پیش آرہی ہے سب ہی جگہ درپیش ہے۔ قضاء و قدر کی کارسازیوں میں کیا چارہ ہے۔ ما اصاب من مصیبة فی الارض ولا فی انفسکم الآیہ۔

بجز صبر و استقلال والتوجہ والتضرع الی اللہ چارہ ہی کیا ہے۔ رزقنا اللہ وایاکم الهدایة والعمل بما یرضاه آمین۔

جس قدر ممکن ہو حسبنا اللہ ونعم الوکیل کا ورد رکھئے اور لوگوں میں ثبات علی الدین اور صبر و استقلال کی تلقین کرتے رہیئے۔

اذا اشتدت بك البلوى — ففكر في الم نشرح

فعسر بين يسرين — اذا فكرته فافرح

ذکر اور اتباعِ سنت میں کوتاہی روا نہ رکھیں ؎

ہر نفس مہرِ مسیحائیت جست — گر ندانی پاس او از جہل تست

این چنین انفاس خوش ضایع مکن — غفلت اندر شہر جاں شایع مکن

مولانا منت اللہ صاحب اور دیگر واقفین پرسان حال سے سلام مسنون عرض کردیں نیز طبیب صاحب چلبلی سے بھی سلام عرض کردیں۔ ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۶۹ھ

مکتوب ۱۵

اخونا المخدوم۔ ان القبض والبسط من خواص البشر بيه فلا ينبغي ان يتأثر من ذلك وينبغي ان يستغفر الانسان في حالة القبض ويستكثر من ذلك ويشكر الله عز وجل في حالة البسط ويكثر من ذلك وقد قال الله سبحانه وتعالى لئن شكرتم لازيدنكم الانتشار الذي حدث في ديار كم من الغرائب هدانا الله واياهم لما يحب ويرضاه

قبض اور بسط کی حالت کا پیش آنا خواص انسانی میں سے ہے اس سے زیادہ متاثر نہ ہونا چاہئے البتہ قبض کی حالت میں آدمی کو چاہیے کہ وہ کثرت سے استغفار کرتا رہے۔ اور بسط کی حالت میں خدا کا شکر کثرت سے ادا کرتا رہے کیونکہ خدا کا ارشاد ہے اگر تم شکر کروگے اور احسان مانوگے تو اور زیادہ تم کو دوں گا۔ ان جو اختلاف اور انتشار آپ کے اطراف میں ہے تعجب خیز ہے۔ اللہ ہم کو اور ان کو ہدایت کرے اور اپنی مرضی پر چلنے کی توفیق دے

حاشیہ مکتوب ۱۵

کفر سازی اور تکفیر بازی کا مشغلہ ایک عام وبا ہے جس نے لوگوں کو قریب کرنے اور ایک دوسرے کو سمجھنے اور تبادلہ خیالات کرنے سے کوسوں دور کر دیا۔ اگر جانبین کے ساتھ لوگوں کی کتابیں پڑھی جائیں اور حق منظر ہو تو اب بھی بہت سی جماعتوں میں جو رسہ کشی جاری ہے کم ہو جائے۔ اس مکتوب گرامی میں وہ تمام بنیادی ہدایات موجود ہیں جو طرفین کے لئے شمع راہ بن سکتی ہیں کیونکہ بقول شاعر

؎ اللہ کے رستے سب ہی گئے آثار رفتن سب قائم ہیں
اللہ کے بندوں نے لیکن اس راہ پہ چلنا چھوڑ دیا (اصلاحی)

مکتوب نمبر ۱۵۱

یاد فرمائی کا شکریہ ادا کرتا ہوں، والانامہ مورخہ ۱۵ر فروری سنہ کے متعلق۔ مندرجہ ذیل عرض ہے، جناب عبدالرحمٰن صاحب کے متعلق جو کیفیات تحریر فرمائی ہیں، بہت بہتر ہیں، اللہ تعالیٰ کی دین ہے، جس بندہ کو اپنے کرم وفضل سے نواز دے عجب نہیں ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ، یُعِزُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیُذِلُّ مَنْ یَّشَآءُ اصل میں یہ امر دو اصولوں پر مبنی ہے، اول اصل یہ ہے کہ گھر کو اولاً کوڑے کرکٹ گندگی اور نجاستوں سے صاف اور پاک کیا جائے، اس کے بعد شہنشاہ کو لایا جائے، دوسری اصل یہ ہے کہ شہنشاہ کو پہلے لایا جائے، اور پھر کوشش جاری رکھی جائے کہ اسکی موجودگی برقرار رکھتے ہوئے، گھر کو صاف کرنے کی کارروائی عمل میں لائی جائے گی حضرات چشتیہ اور قادریہ اصل اول پر عمل پیرا ہیں، اور حضرات نقشبندیہ اصل ثانی پر عمل پیرا ہیں، یہ حال ابتدائی سلوک کا ہے، انتہا میں سب کا اجتماع ہو جاتا ہے، حضرات نقشبندیہ بالخصوص حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے لطائف کے مراکز علیحدہ قائم فرما کر ان کو ذکر اسم ذات سے منور فرمایا اور سالک کی حضوری کو بڑھانا اپنا طریقہ رکھا ہے، حضرات چشتیہ اور قادریہ نے اولاً نفی واثبات اور پاس انفاس وغیرہ سے قلب کی صفائی کر کے ذاتِ مقدسہ کی طرف توجہ بڑھائے جانے کو اپنا مسلک بنایا ہے، ان حضرات کے نزدیک لطائف سب کے سب قلب کے اندر ہیں، قلب کی صفائی اور اس کے منور بالذکر ہونے سے تمام لطائف پر اثر پڑتا ہے، جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، اَلَا اِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَۃً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَہِیَ الْقَلْبُ۔ (اوکما قال)

دونوں اصولوں پہ سلطان الاذکار حاصل ہوتا ہے، جو کہ مبادی سلوک میں ایک عمدہ مبدا ہے، لطائف کا جاری ہونا یا سلطان الاذکار کا حاصل ہونا مقاصد میں سے نہیں ہے وسائل اور ذرائع میں سے ہے، بہرحال عنایات خداوندیہ اور مرشد کی توجہ اور اس کی ماہریت اس راہ میں بہت زیادہ کارآمد ہے، آپ کو معلوم ہے کہ میں بہت نالائق اور ناکارہ ہوں، نفس اور دنیا کی نجاستوں میں مبتلا ہوں، اگرچہ بفضلہ تعالیٰ [ذو]

جناب مولانا [illegible] صاحب [illegible]

مجموعی درجہ کے قدر رسیدہ بن کمال اور خواص مقربین کے درجہ تک پہنچنے کا شرف
حاصل ہوا۔ مگر میں نے اپنی نادانی اور کم ظرفی و نفس پرستی سے عمر کو ضائع کیا، اور
اسلاف کرام کو بدنام کیا ہے۔ میں اس قابل اپنی بد عملیوں اور نالائقیوں کی وجہ
سے نہیں ہوں کہ مجھ سے بیعت کیا جائے۔ فقط امتثالاً امر کارکرتا ہوں، ذکر کے
وقت اس تصور کو میں عرش کے نیچے بیٹھا ہوں، کوئی خصوصی دخل نہیں ہے ورنہ
منافات ہے، والدہ صاحبہ اور ہمشیرہ صاحبہ اور دیگر اعزہ و احباب سے سلام مسنون
عرض کردیں میں دعا کرتا ہوں اور آپ بھی دعوات صالحہ سے اس نابکار کی
دستگیری فرماتے رہیں۔ والسلام ازدارالعلوم دیوبند ۲ مارچ ۵۱ء

مکتوب نمبر ۱۵۲

جناب عبد الجلیل صاحب دار الحدیث بدرپور ضلع کچھار کے نام

محترم المقام زید مجدکم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

والا نامہ باعث عزت افزائی ہوا یاد آوری کا شکریہ ادا کرتا ہوں مصروفیات
کا رُخ اور خدمتِ خلق و دین انجام دینا جب کہ لوجہ اللہ ہو و کسی دنیاوی اور نفسی غرض
سے نہ ہو، بہت بڑی نعمت ہے مت گھبرایئے الخلق عیال اللہ وان احب الخلق
الی اللہ اکثرھم احسانا الی عیالہ (مشکوٰۃ)، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس
میں حاضر باش ہونے والوں میں تربیت کے متعلق فرمایا گیا ہے افضلھم عندہ
اعمھم نصیحۃ واعظمھم منزلۃ احسنھم مواساۃ وموازرۃ (شمائل ترمذی)
فہنیئا لکم والحمد للہ۔ ذکر پاس انفاس میں جی لگنا اور کبھی کبھی چیخ کا آ جانا یا
کبھی زور زور سے اللہ اللہ نکل جانا۔ جب کہ بلا اختیار اور بلا تصنع ہو بہت امید افزا
ہے، مبارک ہو۔ انوار اور شمس وغیرہ کا نظر آنا بھی مبارک اور امید افزا ہے شکر کیجیے
ذکر جلی کا اگر شوق ہے تو مولانا سعید علی سے سیکھ لیجیے اور عبادات کے ... میں
لگے رہیے، دودھ کا اندر جانا بہت ہی مبارک ہے ان شاء اللہ مراد کو پہنچئے

نہیں وہ بہتر اور امید افزا ہے۔ مگر مطلوب سوائے اللہ تعالیٰ اور اس کی رضا کے کوئی دوسرا نہ ہونا چاہیے، اسی کو طلب کیجئے اور کسی دوسری چیز سے دل نہ لگایئے بھائی صاحب کی شادی جلد اور ضرور کر دیجئے، اگر وہ مہر فاطمی نہیں مانتے تو اس وجہ سے شادی میں دیر نہ کیجئے اور جلد کر دیجئے۔ اگر کی لکڑی اب تک نہیں پہونچی، دعواتِ صالحہ سے اس نابکار ننگ خاندان کو فراموش نہ فرمایئے، واقفین و پرسانحال سے سلام مسنون عرض کر دیجئے۔ والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ ۲۰ ج ۵ ازدارالعلوم دیوبند

مکتوب نمبر ۱۵۳

جو حالت لرزہ کی بدن میں بعض اوقات نماز وغیرہ میں پیدا ہوتی ہے بہت مبارک و امید افزا ہے، اللہ تعالیٰ اور ترقی عنایت فرمائے، ہمیشہ ذکر کی مداومت کا خیال رکھو، مندرجہ ذیل امور کی زیادتی کر دیجئے۔

(۱) اثنائے ذکر میں ہر سو مرتبہ کے بعد دن لگا کر مندرجہ ذیل دعا پڑھا کیجئے۔

(اللھم انت مقصودی ترکت الدنیا والاٰخرۃ وما فیھا لاجلک فامنن علی بوصالک التام ورصالک الکامل۔

(۲) دو ہزار مرتبہ روزانہ ذکر قلبی کیا کیجئے، قلب بائیں پستان کے چار انگل نیچے واقع ہے خیال کیجئے کہ اسم ذات (اللہ) قلب سے نکل رہا ہے، زبان کو حرکت نہ ہو، اور انگلیوں سے تسبیح کے دانوں پر اس ذکر خیالی قلبی کو شمار کرتے جائیں، خواہ ایک مجلس میں یا چند مجلسوں میں، یہ مقدار دو ہزار کی روز و شب میں پوری کر لیا کیجئے، باوضو قبلہ رو ہونا چاہیے، اس مقدار میں کمی نہ ہو، اور یہ بھی دھیان رہے کہ محبوب حقیقی صرف ذات وحدہ لاشریک ہے، حسب قاعدہ من احب شیئاً اکثر ذکرہ اس بے تابی کے ساتھ قلب اس کو یاد کر رہا ہے۔

(۳) جہاں تک ممکن ہو، اتباع سنت کا جملہ امور میں خیال رکھیے۔

دعوات صالحہ سے فراموش نہ فرمایئے، والسلام

مکتوب ۱۵۴

آپ کا جماعت اور اذکار سے تغافل باعث افسوس اور تعجب ہے، ہمیشہ تکاسل اور غفلت کو حتی الوسع دور کرنے کی کوشش کیجئے، مردانہ وار ہمت ہونی چاہیئے، یہ چند دنوں کی زندگانی ہے، اور پھر اس میں قوی کی طاقت اور بھی اقل ہے، جس قدر بھی ممکن ہو زاد برائے راہ آخرت اس میں تیار کر لیجئے، محبوب حقیقی کے یہاں جاہ و عزت حاصل کیلیں وہ کہتا ہے فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ، وہ حدیث قدسی میں فرماتا ہے، انا مع العبد اذا ذکرنی، وہ دوسری حدیث قدسی میں فرماتا ہے من تقرب الی شبرا تقربت الیہ ذراعا۔ الحدیث ؎

یقین میداں کہ آں شاہ نکونام   بدست سر بریدہ می دہد جام

الحاصل ہمت بلند رکھئے غفلت پر لعنت کیجئے جس قدر ممکن ہو اپنے سانس اور اعضا وارکان کو پروردگار حقیقی کے نام لینے میں صرف کیجئے۔

ع ۔ من نہ کردم شما حذر بکنید

خدا کی رحمت سے ناامید مت ہوجئے، اس کی ستاریت اور سخاوت سے مغرور مت ہوجئے اور نہ اس کی پکڑ سے کسی وقت مطمئن ہوجئے۔ ؎

کارکن کار بگذر از گفتار   کاندریں راہ کار دارد کار

میرے محترم، جس طرح آپ پاس انفاس کرتے ہیں یعنی باہر سے آنے والے سانس کے ساتھ لفظ اللہ پیدا ہو، اور اندر سے نکلنے والے سانس کیساتھ ھو کا بلا صوت و حرکت جسمانی پیدا ہو، یہی معنی ارشاد مرشد کے بھی ہیں، غور کیجئے اور یہی طریق عمل میں نے آپ سے عرض کیا تھا، اور یہی طریقہ مجھکو خود قطب عالم حاجی امداد اللہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز مصنف ارشاد مرشد نے بتایا تھا، اسی پر عمل درآمد کیجئے، کتاب کو دیکھکر آپکو بلا پوچھے عمل کر لینا لبا اوقات ضرر رساں ہوگا، لہذا اس سے اجتناب کیجئے، بوقت ذکر نور کا خیال چھوڑ دیجئے، وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ کا خیال رکھئے، یعنی باہر سے جانیوالا سانس لفظ اللہ پیدا کرتا ہوا خبر دیتا ہے کہ مجھ سے باہر خداوند کریم (بلا جسم و جسمانیت و بلا کیفیت و کم وغیرہ) اپنی صفات کمالیہ کے ساتھ متصف اور تمام صفت نقص سے منزہ ہوتا ہوا موجود ہے

ذرا اندر سے نکلنے والا سانس لفظ ھوَ پیدا کرتا ہوا خبر دیتا ہے کہ وہی ذات پاک بلاکیف وکم میرے اندر اور قلب میں موجود ہے، وہ نور اور نار اور جملہ حوادث سے پاک اور منزہ ہے وساوس اور خطرات جو کچھ پیدا ہوں ان کا خیال بھی نہ کیجئے، اپنے کام میں لگے رہیئے۔

ذکرِ قلبی

روزانہ صبح کی نماز کے بعد یا تہجد کے بعد (جس وقت بھی فرصت ہو اور دل لگے) خالی جگہ پر بیٹھ کر قلب کی طرف متوجہ ہوں اور تصور کریں کہ فقط لفظ اللہ نہایت عاشقانہ کھینچ کے ساتھ دل سے نکل رہا ہے، کیونکہ سب کا محبوب حقیقی وہی ہے، اس میں حبس دم نہ ہوا اس مدت میں و پاس انفاس، کا خیال ترک کر دیجئے، وہ اپنی حالت پر حسب عادت جاری رہے۔ قلب کا خیال کیجئے اور بجائے ایک تسبیح کے ۵ تسبیح یہ ذکر قلبی کیجئے۔ انشاءاللہ کل کو شجرہ بھی روانہ کر دوں گا، گھر میں سے کہدیجئے کہ ان کو بیعت کر لیا گیا نماز کی پابندی کا خیال رکھیں، شریعت مطہرہ اور سنت نبویہ کا جہانتک ہو سکے خیال رکھیں حقوق العباد سے حتی الوسع بچیں، توبہ زیادہ کریں صبح و شام الحمد للہ، سبحان اللہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر ایک ایک تسبیح پڑھا کریں، اور ایک تسبیح درود شریف اَللّٰھُمَّ صلی علی سیدنا و مولنا محمد و آلہ و صحبہ و بارک وسلم بعدد کل شیٔ معلوم لک اور اسی طرح ایک تسبیح استغفار استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ دونوں کو صبح و شام پڑھا کریں۔

والسلام، از دیوبند ضلع سہارنپور آستانہ شیخ الہند مرحوم ۱۲ صفر ۱۳۶۰ھ
ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ

مکتوب نمبر (۱۵۶)
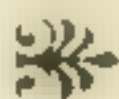
امور مستفسرہ کا جواب لکھتا ہوں، پہلے والا نامہ میں تحریر ہے ذکر قلبی سانس کیساتھ ہوتا ہے یہ ابتدائی حالت ہے، آپ کو توجہ قلب کی طرف رکھنی چاہیئے، اگر خود بخود سانس ذاکر ہو تو کچھ حرج نہیں جو حالت دہلی میں ہوئی تھی اگر اسکی حفاظت کیجاتی تو قائم ہو جاتی مگر وہ بس

کہ اس کی حفاظت میں کوتاہی ہوئی، خیر ذکر دوام انشاء اللہ العزیز مفید نتائج پیدا کریگا مایوس نہ ہونا چاہیئے اور جفا کشی واستقلال ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے ؎

یقین می داں کہ آں شاہ نکو نام بدست سر بریدہ می دہد جام

اس عالم اسباب میں جو ثمرہ اپنی کوشش سے حاصل ہوتا ہے وہ دیرپا اور کثیر النفع ہوتا ہے دوسری طرف متوجہ ہونے میں اگر بالفعل جریان ذکر نہیں ہوتا تو کچھ باک نہیں، آپ اپنی کوشش جاری رکھیئے، خداوند کریم پوری طرح جاری کرا دیگا۔

ع من نکردم شما حذر بکنید

تحریر ارسال خدمت کر چکا ہوں، طریقہ ورد بھی عبارت سے سمجھ سکیں گے، اس کے پڑھنے کے بعد محبت، غیار سے صفائی اور انوار معرفت سے قلب کی روشنی اور حصول رضا باری عز و جل کی دعا کریں، اور اس ناکارہ روسیاہ بدنام کنندہ نکو نامے چند کو دعا کے ساتھ یاد کر لیا کریں کیا عجب ہے کہ خداوند کریم آپ بھائیوں کی دعوات صالحہ کی برکت سے اپنے فضل و کرم کے سایہ میں لیلے، گھر کی بیماری باعث تفکر ہے دعا کرتا ہوں خداوند کریم ان کو جلد صحت یاب فرمائے، آمین، اور آپ کے دینی و دنیوی مقاصد کے حصول کے لئے بھی دعا کرتا ہوں، کاش کہ بارگاہ رب العزت میں مجھ جیسے گندہ کی دعا مقام قبولیت کو پہنچ جائے۔

جن صاحب کے یہاں میلاد و عرس ہوتا ہے اور چونکہ خلاف شرع ہوتا ہے اسلئے اولاً ان کی اصلاح ہونی چاہیئے، اگر یہ ممکن نہیں تو آپ ان کے ان افعال میں شرکت نہ فرمائیں، ہاں اگر ظن غالب ہو کہ وہ لوگ اس کی وجہ سے آپکی ایذا کے درپے ہوں گے یا تعصب وغیرہ میں پڑ کر اس سے زیادہ گناہ میں مبتلا ہو جائیں گے یا مسلمانوں میں افتراق کا زہریلا بازار گرم ہو جائے گا تو شریک ہو جانا جائز ہے۔

ملہ اس مکتوب گرامی میں حضرت امام العصر نے عجیب حکیمانہ فتویٰ دیا ہے اور صدہا مسائل اعتقادی کا حل تجویز فرمایا ہے اس سے انکار منکر کے چار درجے سمجھے جا سکتے ہیں، اور جس میں فرق نہ کرنے کی وجہ سے بہت سے مدعیان اصلاح و ارشاد کو ٹھوکریں کھانی پڑیں، ہم ذرا اس کو اور صاف کرنا چاہتے ہیں تاکہ حضرت کے دعا کو سمجھنے میں زحمت اٹھانی نہ پڑے، سمجھنا چاہیئے کہ انکار منکر کا پہلا درجہ

اپنی جائداد کا انتظام نہایت بیداری اور جفاکشی سے کیجئے، تاکہ قرضہ بھی ادا ہو اور سرمایہ کی ترقی ہو، کارکنوں اور ملازموں پر بھروسہ کر دینا خود غافل ہو جانا بہت سے رؤسا کو برباد کر چکا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) یہ ہے کہ منکر کو زائل کر کے اس کی جگہ معروف کو قایم کر دیا جائے، دوسرا درجہ یہ ہے کہ منکر کو بالکلیہ زائل نہ کیا جا سکے تاہم اس کو گھٹا دیا جائے، تیسرا درجہ یہ ہے کہ ایک منکر کو اس طرح مٹا دیا جائے کہ ویسا ہی دوسرا منکر اس کی جگہ قایم ہو جائے، چوتھا درجہ یہ ہے کہ ایک منکر کو مٹانے کی کوشش میں اس سے بدتر منکر قائم ہو جائے، ان میں پہلے دونوں درجے تو مشروع ہیں اور جب ان دونوں میں سے کسی کی امید ہو تو انکار منکر ضرور کرنا چاہئے، تیسرے درجے میں اجتہاد کا موقع ہے، رہا چوتھا درجہ تو وہ ممنوع ہے، مثال کے طور پر اگر تم دیکھو کہ اہل فجور و فسوق شطرنج کھیل رہے ہیں، تو ان کو محض زجر و توبیخ کرنا حکمت اور بصیرت کے خلاف ہوگا۔

عقلمندی یہ ہے کہ ان کو ایسے کھیل میں لگاؤ، جو خدا و رسول کو پسند ہے، مثلاً تیر اندازی اور گھوڑ دوڑ وغیرہ ایک جگہ تم دیکھتے ہو کہ فساق و فجار کا مجمع ہے اور لہو و لعب ہو رہا ہے، یا رقص و سرود کی محفل گرم ہے، اگر تم ان کو کسی تدبیر سے عبادت یا فعل خیر کی طرف منتقل کر سکتے ہو، تو ضرور کرو، لیکن اگر انکو منتشر کر دینے کا نتیجہ یہ ہو کہ وہ اس سے بدتر کاموں کے لئے فارغ ہو جائیں تو ان کو اسی چھوٹے درجے کے فسق میں مبتلا رہنے دینا زیادہ بہتر ہے، کہ وہ چھوٹی برائی ہی انکو بڑی برائی سے روکے ہوئے ہے، ایک شخص کو تم دیکھتے ہو افسانہ مزاح کی کتابیں پڑھ رہا ہے، اگر اسکو ایسی چیزوں کے مطالعہ سے منع کرنے کا نتیجہ یہ ہو کہ وہ بدعت اور گمراہی اور سحر کی کتابیں پڑھنے لگے تو اس کو افسانہ مزاح ہی میں چھوڑ دینا اولیٰ ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ تاتار کے زمانہ میں میرا گذر تاتاریوں کے ایک گروہ پر ہوا جو شراب نوشی میں مشغول تھا، میرے ساتھیوں نے ان کو ملامت کرنی شروع کی مگر میں نے انکو روک دیا اور ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب سے اسلئے منع فرمایا ہے کہ ذکر اللہ اور نماز سے روکتی ہے، مگر یہاں شراب انکو قتل نفوس اور نہب اموال اور ظلم و ستم روکے ہوئے ہے، لہذا ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔

انسان کو توکل[1] کرتے ہوئے سمجھ بوجھ کے ساتھ اپنی معیشت کے اسباب درست کرنا خداوند کریم سے غافل نہ ہونا ضروری امور ہیں۔

وضو میں مسواک کسی لکڑی کی ہو جائز ہے مگر وہ لکڑیاں جن میں کڑواہٹ یا بکھٹا پن ہو وہ مفید تر ہوتی ہیں، اس لئے ان کا استعمال انسب ہے، پیلو کی مسواک سب سے افضل ہے، مگر دوسری لکڑیاں بھی جائز ہیں، شب کو اور قیلولہ کے وقت میں اگر ممکن ہو تو وضو ورنہ تیمم کرکے سوئیں، لیٹنے کے لئے یہ ہے کہ داہنی کروٹ پر قبلہ رو لیٹیں، یہ حالت ابتدائی ہے، پھر جس طرف بھی انسان کروٹ بدل لیگا جائز ہو جائیگا۔

مکتوب ۱۵۶

الحمدللہ آپ کے احوال بہت اچھے ہیں محنت سے ذکر قلب انجام دیتے رہیں گھبرانے اور مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ "ان اللہ لا یضیع عمل عامل منکم" اللہ تعالیٰ کے نزدیک بایزیدؒ و جنیدؒ بنا دینا کچھ مشکل نہیں، جو کچھ آپ کو بتا دیا گیا ہے وہی دستور العمل ہے، اسی پر قناعت کریں۔ تصور شیخ قبائح سے خالی نہیں اس لئے اسکی اجازت نہیں دی جا سکتی ہیں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو ثابت قدم رکھے والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ دیوبند ۱۱ ۹۹

---

[1] خدا ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے، اور محض اسباب پر تکیہ نہ کرنا چاہیئے۔ اللہ کی قدرت اسباب کی پابند نہیں، البتہ اسباب اس کی مشیت کے تابع ہیں، یہی صحیح توکل ہے اس کی جانب امام العصر نے ایک خاص انداز میں اشارہ فرمایا ہے۔

(حاشیہ مکتوب نمبر ۱۵۶) ذکر کی اہمیت پر قرآن و حدیث صحیحہ شاہد ہیں، ذکر قلبی کے بغیر ذکر کی معنوی و صوری خوبی و حقیقت پائی نہیں جاسکتی ذکر کے معنی یاد یا یادداشت ہی کے ہیں کیونکہ جب کسی بھولی ہوئی چیز کو یاد کرنا ہوتا ہے تو اسکی طرف قلبی یا ذہنی طور پر متوجہ ہونا پڑتا ہے پس یاد نام ہے مذکور کا دل سے یاد کرنے یا توجہ باطنی کا رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ (وہ مرد کہ نہیں غافل ہوتے سودا کرنے میں اور نہ بیچنے میں حق کی یاد سے) یہ چیز بغیر ذکر لسانی کے حاصل ہے چنانچہ جنیدؒ نے مرید کو بغیر حبس دم اور نفی یاد معاش کے صرف قلب کیطرف متوجہ ہوں گر حسب عادت جاری ہو تو قلب کی نگہداشت برابر کی جائے کیونکہ ذکر قلبی دیر تک قائم نہیں رہتا ہے اسلئے محققین صوفیہ پہلے اللہ کے نام کی یاد پھر بواسطہ نام کے ذات کی یاد اور بعد کو بلا واسطہ ذات کے ذکر کو تجویز فرماتے ہیں، اور یہی امام العصر کا بھی طریقہ ہے

مکتوب ۱۵۷

ذکر کی جو کیفیت آپ نے تحریر فرمائی ہے باعث مبارک بادی ہے۔ اللّٰہم زد فزد آمین اب آپ بارہ تسبیح اور پاس انفاس (جو کہ جاری ہے) اس کے ساتھ ذکر قلبی بھی روزانہ کم از کم تین ہزار مرتبہ کر لیا کریں۔ یہ ذکر قلبی محض تصور اور دھیان سے ہوگا۔ یعنی یہ تصور کیا جائے کہ قلب سے اللّٰہ اللّٰہ نکل رہا ہے اس میں زبان یا سانس کی طرف توجہ نہ ہو بلکہ یہ دھیان ہو کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے قلب اس کا نام نامی لے رہا ہے اور اللہ دیکھ رہا ہے اور سن رہا ہے دن رات میں بالفعل تین ہزار مرتبہ اس کو عمل میں لائیں پھر اس کو رفتہ رفتہ بڑھائیں تا آنکہ مثل پاس انفاس یہ بھی جاری ہو جائے۔ بیوی بچوں کے حقوق شرعیہ ادا کیجئے مگر دل میں محبت فقط اللہ تعالیٰ ہی کی ہونی چاہیئے۔

والسلام۔ ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ دیوبند ۲۳ محرم ۶۳ھ

مکتوب ۱۵۸

ذکر لسانی ہمیشہ اپنی کثرت اور مداومت سے ذکر قلبی جس کا مرکز زیر پستان چپ چار انگل ہے اور ذکر روحی کی طرف جس کا مرکز زیر پستان راست ہے منجر ہوتا ہے اگر تم کو لطائف کے جاری کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس میں مسافت طویل ہے بہر حال ۲۵ ہزار ذکر لسانی پر مداومت فرمایئے اور جب تک اس میں زیادتی ممکن ہو عمل میں لاتے ہوئے قلبی ذکر کی طرف بھی توجہ فرمایئے یعنی قلب جو کہ بائیں پستان سے چار انگل نیچے ہے تصور کیجئے کہ اس سے لفظ اللہ برابر نکلتا ہے۔ ذات مقدسہ چونکہ محبوب قلب ہے اور حسب قاعدہ من احب شیئا اکثر ذکرہ قلب بے چینی کے ساتھ محبوب حقیقی کو یاد کر رہا ہے اس میں ذکر لسانی کو کوئی دخل نہ دیجئے فقط دھیان اور تصور ہوگا اور خیال ہی خیال میں ذکر کرتے ہوئے کم از کم دو ہزار روزانہ خواہ کسی مجلس میں یا منفرد ہوں اس میں اس کو پیدا کیجئے جو حرکت سینہ میں محسوس ہوتی ہے سلطان الاذکار کا مقدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ روز افزوں ترقی عطا فرمائے۔ اور ماسوی اللہ سے کلی انقطاع نصیب ہو آمین۔

حصول زیارت مقدسہ مبارک ہو آنکھ بند ہونا غالباً اشارہ اس طرف ہو کہ ذکر میں

مکتوب نمبر ۱۶۰

بحمداللہ خیر و عافیت سے ہوں، مشاغل ضروریہ میں حسب استطاعت مصروف ہوں۔ اگرچہ کوتاہی بہت ہوتی ہے، کوئی غیر معمولی تکلیف نہیں ہے۔

غلبہ بکا ذکر کا اثر ہے، اور نسبت چشتیہ قدس اللہ اسرارہم، کا ظہور ہے۔ پاس انفاس کا بلا اختیار جاری ہونا انعام خداوندی ہے، اللہ تعالیٰ اور زیادتی عطا فرمائے آمین اب آپ ذکر قلبی کی طرف توجہ فرمائیں، بائیں پستان سے تین انگل نیچے قلب ہے، یہ تصور فرمائیں کہ قلب سے ذکر اسم ذات لفظ اللہ یا لفظ اللہ ہو اللہ ہو ہو رہا ہے۔ قلب عشق خداوندی کی وجہ سے بے چین ہو کر اس کا نام نامی لے رہا ہے۔ مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ۔ اس ذکر کو باوضو قبلہ رو ہو کر تنہائی میں محض خیال اور تصور سے بجالایا کریں، زبان کو حرکت نہ ہو، سانس اپنے ذکر پاس انفاس میں مشغول رہے اس سے نفیاً یا اثباتاً کوئی تعرض نہ ہو، مرکز توجہ اس وقت میں نقطہ قلب ہے اس ذکر قلبی کو بارہ ہزار سے شروع کریں، اگر ایک مجلس ہو تو بہتر ہے، ورنہ متعدد مجالس میں ۲۴ گھنٹے شب و روز میں پورا کر لیا کریں، پھر آہستہ آہستہ اس کو بڑھائیں تا آنکہ یہ بھی پاس انفاس کی طرح بلا ارادہ و اختیار جاری ہو جائے دعوات صالحہ سے اس نابکار کو فراموش نہ فرمائیں، دیگر متعلقین و پرسان حال سے سلام مسنون عرض کر دیں۔ والسلام۔

مکتوب ۱۶۱

از دارالعلوم دیوبند ربیع الثانی ۱۳۷۰ھ

ہمشیرہ محترمہ کی وفات کی خبر سے صدمہ ہوا، اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے یہ موت حسب ارشادات نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ شہادت کی موت ہے اور پھر رمضان شریف میں واقع ہوئی ہے اس لئے مغفرت اور رحمات غیر متناہیہ کی قوی اُمید ہے۔ مہربان من! موت تو سب کو آنی ہی ہے مگر موت اگر امید افزا واقع ہو تو خوشی کی بات ہے پریشان ہونے کا موقع ہے ہاں دنیاوی حیثیت سے بے شک

باعث صدمہ وملال ہے کہ چھوٹے بچے چھوڑے ہیں اور خاندان کے لئے ایک شریف النفس سمجھدار انسان کا غائب ہونا موجب حزن وملال ہے مگر اگر ایسا نہ ہو تو وہ امتحان جس کے لئے ہم کو اس دار کدر والاحزان میں لایا گیا ہے اور پر زور الفاظ میں چیلنج دیا گیا ہے۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ، الآیہ۔ اس کے حصول کی اور درجات عالیہ میں پاس ہونے والوں کو (وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ۔) حاصل کرنے کی نوبت کس طرح آسکتی ہے بہر حال دل کو محبوب حقیقی سے لگایئے اور دنیا کی ہر نعمت کو عارضی سمجھتے ہوئے جو کہ واقع میں ہالک اور زائل ہی ہے (كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ) اطمینان حاصل کیجئے۔

جہاں اے برادر نہ ماند بکس	دل اندر جہاں آفریں بند و بس
بابا رشتہ سب سے توڑ،	بابا رشتہ حق سے جوڑ

اللہ تعالیٰ پس ماندوں کو نعم الخلف عطا فرمائے اور ان کو صبر جمیل اور اجر جزیل سے نوازے آمین۔ والسلام۔

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ ۹ شوال ۱۳۵۹ھ

مکتوب ۱۶۲

وساوس اور خطرات کے علاج کے تین طریقے سہل بالفعل ہیں ایک یہ کہ کوشش برابر ذکر اور نماز میں جاری رہے کہ جب بھی کوئی خطرہ آئے تو فوراً اس کو دفع کیا جائے حدیث نفس پیدا ہو تو فوراً کاٹ دیا جائے آگے بڑھنے نہ دیا جائے اس سے شیطان اور خناس کا زور آہستہ آہستہ کم ہو جاتا ہے قرآن مجید میں ہے (إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ) اس عمل کو برابر

کرتے رہیں انشاء اللہ آہستہ آہستہ کمی ہو گی۔ دوئم یہ کہ روزانہ ایک سو مرتبہ سورۂ ناس باتصورِ معنی یعنی جی لگا کر کسی وقت میں پڑھ لیا کریں اگر ان دونوں پر عمل درآمد ہو تو فبہا۔ سوئم مخصوص نماز کے ساتھ ہے اس کو صراطِ مستقیم میں ذکر کیا گیا ہے۔ ۔۔۔ سطر گیارہ کو ملاحظہ فرمایئے یہ کتاب نہایت مفید و عجیب کتاب ہے۔ آپ جو فرماتے ہیں کہ ذکر قلبی کے ساتھ ساتھ سانس سے بھی ذکر جاری ہو جاتا ہے تو اس کے متعلق میں دو مرتبہ آپ کو لکھ چکا ہوں ..... اثناء ذکر میں تھوڑی دیر کے بعد یہ کلمات جی لگا کر بطور دعا پڑھتے رہیں۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ تَرَکْتُ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا جَمِیْعًا لِوَجْهِكَ فَامْنُنْ عَلَیَّ بِوَصْلِكَ التَّامِ وَرِضَاءِكَ الْكَامِلِ۔ والسلام

(منقول از اشاعت خاص بینات کراچی) بنام مولانا محمد یوسف بنوری صاحب پاکستان

دو والا نامے باعثِ سرفرازی ہوئے، میرا عرض کرنا صرف اس وجہ سے تھا کہ مثل مشہور ہے "خاک ہم از تودہ بزرگ بگیر" اور یہ نہایت اعلیٰ درجہ کی چیز ہے حضرت تھانوی مدظلہم کا عظیم الشان مرتبہ تصوف اور علوم میں معلوم ہے ان کی موجودگی میں ہم جیسے ٹٹ پونجیوں کی طرف رجوع کرنا سخت غیر موزوں امر ہے۔ آپ جب کہ مولانا کی بارگاہ میں رسوخ رکھتے ہیں تو کیوں نہ وہاں سے ہی اعتراف ... حضرت مولانا محمد شفیع دین صاحب (مرحوم) کے پاس سے آئے ہوئے جناب کو عرصہ گزر گیا اور غالباً اس کے بعد دو تین دفعہ زیارت کی بھی نوبت آئی ہے مگر کبھی تذکرہ تک نہ آیا تھا۔ بہرحال جناب کو مجھ نالائق اور ننگِ اسلاف سے حسنِ ظن ہے اگرچہ وہ غیر واقعی ہی ہے میں اپنی استطاعت اور لنگڑی قابلیت کے ساتھ خدمت کے لئے حاضر ہوں۔ حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز کو حضرت سید احمد شہید بریلوی قدس اللہ سرہ العزیز سے بہت زیادہ مناسبت تھی اور سلوک میں انہی کے طریقہ کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔ اگرچہ مبتدی کے لئے چشتیہ کے اذکار و اشغال کو زیادہ تر مفید فرماتے تھے مگر انتہا میں حضرت سید صاحب ہی کا طریقہ ان کو پسندیدہ تھا۔ بہرحال عمدہ صورت تو یہ ہوتی کہ آنجناب سے بالمشافہ گفتگو ہوتی مگر اب اس وقت اس کا موقع نہیں ہے۔ آپ روزانہ ذکر قلبی اسم ذات پانچ ہزار روزانہ کر لیا کریں۔ قلب کی طرف جو بائیں پستان سے چار انگل نیچے ہے توجہ فرما کر یہ

... یہ تصور کریں کہ لفظ اللہ قلب سے نکل رہا ہے اور حسبِ قاعدہ من احب شیئا اکثر ذکرہ قلب بالکل

بے جھجکے اور محبت سے اس محبوب حقیقی کا نام لیتا ہے۔ یہ ذکر باوضو قبلہ رو ہونا چاہیے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ مقدار ایک ہی مجلس میں ہو جس طرح آسانی ہو خواہ ایک مجلس میں یا متعدد مجلسوں میں کریں۔ اگر آخر شب میں ہو تو بہت بہتر ہے مگر لازم نہیں ہے جس وقت بھی آسانی سے ہو سکے۔ البتہ اس وقت معدہ پُر نہ ہونا چاہئے اور یہ مقدار پوری ہونی چاہئے اور اس کے علاوہ جس قدر بھی آپ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے میں، باوضو، بے وضو کر سکیں کرتے رہیے۔ اس قدر تو کل لیجئے، نسبت تامہ ہو جاوے۔ باوضو ہمیشہ رہنا اس کے لئے مفید تر ہے۔ آئندہ بوقت ملاقات عرض کروں گا۔ اگر خواب وغیرہ کوئی چیز معلوم ہو تو لوگوں سے تذکرہ نہ کریں۔ دعوات صالحہ سے اس روسیاہ کو فراموش نہ فرمائیں۔

والسلام ۱۰ر شعبان ۱۳۵۵ھ — [illegible]

اما ما ذكرتم من الذكر ومشاهدة القلب
للمبارك زاد الله هذه المساعي و
المشاهدات وينبغي ان لا تلتفتوا الى
غير المقصود والمحبوب الحقيقي. واجتهدوا
في قطع الخطرات واحاديث النفس و
ادامة الذكر مهما امكن ولا تيأسوا
من روح الله.

واما ما ذكرتم من الدعاء فمن شأن
العجز ماذا يمكن غير هذا ولنعم ما قال
حضرت السعدي ؒ

جز یاد دوست ہرچہ کنی عمر ضائع است
جز سر عشق ہرچہ بخوانی بطالت است
سعدی بشوی لوح دل از نقش غیر حق
علمے کہ راہ حق ننماید جہالت است

فعليك يا اخي بتوجه القلب الى الذات

ذکر اور قلبی مشاہدہ جس کا تذکرہ آپ نے کیا ہے مبارک ہے۔ اللہ تعالیٰ ان مساعی اور مشاہدات میں زیادتی عطا فرمائے۔ مقصود حقیقی اور محبوب حقیقی کے سوا دوسری طرف التفات نہ کرو اور اپنی پوری کوشش کرو کہ خطرات اور وساوس بالکل بند ہو جائیں اور جہاں تک ممکن ہو ذکر کے سلسلہ کو جاری رکھو اور خداوند عالم کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

باقی رہی دعا تو ہم جیسے عاجزوں کے امکان میں دعا کے سوا اور ہے ہی کیا۔ حضرت سعدی فرماتے ہیں:

دوست کی یاد کے سوا جو کچھ کرتے ہو عمر ضائع کر رہے ہو
راز عشق کے سوا جو کچھ پڑھتے ہو بیکار ہے۔
اے سعدی غیر حق کے نقش سے لوح دل کو دھو لو
جو علم حق کی رہنمائی نہ کرے وہ جہالت ہے۔

لہٰذا اے میرے بھائی تم پر لازم ہے کہ خاص ذات حق جل مجدہ

الجحت مهما امکن فان ذکر اللسان لقلقة	کی جانب جہانتک ممکن ہو قلب کو متوجہ کرو۔
وذکر القلب وسوسة وذکر الروح	کیونکہ زبان سے ذکر کرنا گویا زبان ہلانا ہے اور قلب کا
هو الذکر رزقنا الله وایاکم ایاه	ذکر وسوسہ ہے اور حقیقی ذکر روح کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ مجھکو
وما ذلك على الله بعزيز۔	اور آپکو ذکر روح عطا فرمائے اور یہ خدا کیلئے کچھ مشکل نہیں
اذا غامرت فی شرف مروم	جب کسی عظیم الشان مقصد کا ارادہ کرو تو
فلا تقنع بما دون النجوم	تاروں سے کم پر نہ قناعت کرو۔
فطعم الموت فی امر حقیر	کیونکہ کسی حقیر کام میں موت کا مزہ
کطعم الموت فی امر عظیم	بڑے کام میں موت کے مزے جیسا ہے۔
واغتنم هذه الفرصة	اس فرصت کو غنیمت جانو اور اس کو
ولا تضیعها ...... والسلام	ضائع مت کرو۔ والسلام
حسین احمد غفرلہ	حسین احمد غفرلہ
۱۹ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ	۱۹ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ

مکتوب نمبر ۱۶۵

واما الذکر الروحی فذلك	ذکر روحی قلب کی توجہ کا نام ہے جو
التوجه بالقلب الی الذات البحتة التی	حضرت حق جل مجدہ کی ذات خاص کی جانب ہو
متنزهة عن الکم والکیف وسائر	جو کہ مقدار کیفیت اور جملہ اعراض سے منزہ ہو

حاشیہ مکتوب ۱۶۴ مولانا مظفر صاحب کے نام جو دونے نامے حضرت امام العصر قدس سرہ فیوضہم نے ۱۳۶۳ھ میں نینی جیل سے تحریر فرمائے ہیں اہل ذوق کیلئے خاص طور پر مفید اور درس آموز ہیں اور ان سے یہ بھی اندازہ ہو سکتا ہے کہ زمانہ اسارت میں امام العصر کے روحانی مشاغل کیا تھے اور کس طرح جاری رہے مولانا مظفر صاحب بھی کسی دوسرے جیل میں نظر بند تھے، ان مکتوبات کو حیات شیخ الاسلام سے نقل کیا گیا ہے۔ ذکر کے طریقوں کو جب تک شیخ سے بالمشافہ نہ سمجھا جائے اور شیخ کی نگرانی میں ذکر کیا جائے، تحریر سے ذرا تیز ہی کھیر ہے، عارف رومیؒ فرماتے ہیں۔

ہر کہ او بے مرشدے در راہ شد   او ز غولان گمرہ و در چاہ شد

الاعراض جسماور وهو معکم اینما کنتم وحسب وفی انفسکم افلا تبصرون وعبکم بالجد فی الذکر وسیکون الذکر الروحی مقام عن قریب والسلام۔ حسین احمد غفرلہ	جیسا کہ ارشاد ربانی ہے وھو معکم اینما کنتم یعنی جہاں بھی تم ہو خدا تمہارے ساتھ ہے اور جیسا کہ ارشاد ہوا خود تمہارے اندر ہے کیا تم دیکھتے نہیں، ذکر میں پوری کوشش سے ذکر جاری رکھو، عنقریب ذکر روحی کا درجہ میں حاصل ہو جائیگا۔ حسین احمد غفرلہ والسلام
۲۹ ربیع الثانی سنہ ۶۳ھ	۲۹ ربیع الثانی سنہ ۶۳ھ

مکتوب نمبر ۱۶۶

غالباً اس عرضداشت کے پہنچنے کے وقت آپ بڑے گھر (جیل) ہوں گے توسیع منظور نہ ہونے کا افسوس ہوا۔ فی سبیل اللہ مالقیت۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ الآیۃ۔ خوشدل اور مطمئن الخاطر رہ کر ان ایام خلوت کو غنیمت سمجھئے، اور کچھ توشہ معرفت و قربت حاصل کر لیجئے، اور اس چلہ کشی کو انعام خداوندی سمجھئے، افکار کو تمام جانب سے پھیر کر ایک ہمتہ آخرت میں صرف کر دیجئے۔

جہاں اے برادر نہ ماند بہ کس   دل اندر جہاں آفریں بند و بس

صراط مستقیم ملفوظات حضرت سید شہید رحمۃ اللہ علیہ اور امداد السلوک مترجم حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ از رسالہ مکیہ کو زیر مطالعہ رکھیئے، ذکر کو طبیعت ثانیہ درکر کو صلوٰۃ دائم بنایئے (وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ)۔ من نہ کردم شما حذر بکنید۔

والد ماجد کی بیماری سے تشویش ہوئی، اللہ تعالیٰ شفاء کامل عطا فرمائے۔ آمین۔
"من یرد اللہ بہ خیرا یصیب منہ" کی بنا پر شکر کا موقع ہے، مصائب دنیا آخرت کے مصائب کے سامنے ہیچ ہیں۔ يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا کی تفسیر ان مصائب والام سے بھی کی گئی ہے، اس لئے درحقیقت خوشی اور اطمینان کا مقام ہے "اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل"

---

۱ یعنی پیر ول میں اضافہ۔ ۲ جو تکلیف انسان ہے ہو وہ راہ خدا میں ہے۔ ۳ سورہ توبہ کی آیت کی طرف اشارہ ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ راہ خدا میں جو تکلیف، بھوک، پیاس کی جو پریشانی لاحق ہو جو راہ میں ایسی احتیار کی جائے جو دشمنان دین کے لئے غیظ و غضب ... ہو۔

[illegible marginal handwritten note along left edge]

قلب کو ساکن و صابر بلکہ شاکر رکھ کر خلاق الکائنات کیطرف متوجہ ہو جیئے، یو فقنا اللہ وایاکم لما یحبہ و یرضاہ۔ دار العلوم کے حالات معلوم کرکے افسوس اور صدمہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ کریم کارساز اپنے فضل و کرم سے ہر قسم کے شرور سے اس منبع علم کو محفوظ رکھے اور مزید ترقی عطا فرمائے۔ عَسٰٓی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ۔ بہر حال یہ مصائب فی سبیل اللہ ہیں جن پر عظیم الشان وعدے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کا مصداق کرے اور اخلاص و للہیت ہمارے قول و عمل میں باکمل الوجوہ عطا فرمائے، آمین

حضرت حافظ صاحب کی توسیع نامنظور ہونے سے صدمہ ہوا، ان کی خدمت میں بھی سلام مسنون عرض کردیں، میری رفاقت میں تین مسلمان اس بارک میں ہیں، اور سرکل میں چھ سات آدمی نماز جماعت سے ادا ہوتی ہے۔ بحمد اللہ مطمئن الخاطر ہوں، والسلام ۲۱ رجب

مکتوب نمبر ۱۶۷

آپ کا اپنے مستقر پر پہنچنا معلوم ہوا، کیا عجب ہے کہ رؤف الرحیم کے یہاں کوئی بڑی خیر مضمر ہو حضرت سہیل تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

اگر بلا از طرف حق تعالیٰ نہ بودے بندگاں را طریق الی اللہ نمی بود	اگر خدا کی جانب سے مصیبت اور آزمائش نہ ہوتی تو خدا تک پہنچنے کا راستہ ہی مسدود ہو جاتا۔

ابو سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

بلائے خدا تعالیٰ محبین را تحفہ و ہدیہ و تحریک سلسلہ و صلت مضمر است	مصیبت و آزمائش محبین اور عاشقین کیلئے تحفہ اور ہدیہ اور پوشیدہ تعلق کی سلسلہ جنبانی ہے۔

مریم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

عامہ از بلا اسعی نمی کند و دفع او می خواہد و عارف بلا لذت بگیرد و ہرگز شف او نمی خواہد	دنیا مصیبت سے فرار کرتی ہے اور چاہتی ہے کہ وہ ہٹ جائے، مگر عارف اس سے لذت حاصل کرتا ہے اور اس کے ازالہ کی خواہش نہیں کرتا۔

ان کے بعد درجہ بدرجہ جو افضل ہو اسکی آزمائش بقدر افضلیت ہے۔

[illegible]

فانظروا الى الآية كيف راعى في جانب الشرط شيئا من المؤكدات ومايدل على طلب الكثرة والشدة. واما في جانب الجزاء فقد اتى باللام الموطئة للقسم. ونون الجمع. بفعلية الجملة المؤكدة بالمضارع الدالة على الاستمرار التجددي، والنون الثقيلة وجمع لفظ السبيل واضافته الى ضمير جمع المتكلم لتعظيم نفسه. ثم ذيلها بقوله تعالى إن الله لمع المحسنين. لا يخفى ما فيه من المؤكدات في البشارة فلا ينبغي لاحد ان ييأس من رأفته تعالى بما عجز نفسه وعلو رفعته تعالى فعليك بمداومة قرع بابه تعالى فان من داوم قرع الباب لابد ان يفتح له ولا يحزنك عدم ظهور الكيفيات واللذة في اثناء الذكر فانها ليست بمقصودة فانها امور تربى بها اطفال الطريقة وانما المقصود الوحيد مرضاته تبارك وتعالى

برادرمن! اس آیت کریمہ کی لفظی ترکیب پر نظر ڈالو، شرط کی جانب میں یعنی پہلے جز میں صرف یہ ارشاد ہے کہ جو ہمارے بارے میں پوری کوشش کرتے ہیں، یہاں صرف پوری کوشش کا تذکرہ ہے اور کوئی تعلق نہیں، اور جملہ کے دوسرے حصہ کی تاکید اور تقویت کیلئے اول لام لایا گیا جو تمہید قسم ہوتا ہے پھر جمع متکلم کا نون لایا گیا اور جملہ فعلیہ لایا گیا جو استمرار تجددی پر دلالت کرتا ہے نون ثقیلہ لایا گیا لفظ سبیل کو جمع کے ساتھ بیان کیا اور اسکو جمع متکلم کی طرف مضاف کیا گیا جس سے راستوں کی عظمت کی طرف اشارہ ہے اسکے بعد یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ محسنین کے ساتھ ہے جس سے اس کی مزید تقویت کی گئی، پھر عربی نحو کے لحاظ سے ان اللہ لمع المحسنین میں جو مؤکدات بشارت ہیں وہ بھی مخفی نہیں لہٰذا کسی کو بھی اپنی کم ہمتی کی وجہ سے اس وہم کی بنا پر مایوس نہ ہونا چاہیئے کہ وہ عاجز اور کمزور اور ناچیز ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات وراء الوراء ہے تم دائما اس کریم کے دروازہ کو کھٹکھٹاتے رہو کیونکہ جو دروازے پر دستک دیتا رہتا ہے لامحالہ کھول دیا جاتا ہے اور تم اس سے ہرگز پریشان ہو کہ اثناء ذکر میں کیفیات کا ظہور نہیں ہوتا یا لذت نہیں محسوس ہوتی کیونکہ یہ مقصود نہیں، یہ تو ایسی چیزیں ہیں کہ راہ طریقت کے بچوں کو ان سے بہلایا جاتا ہے مقصود حقیقی تو اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور اسکا حصول ہے

مکتوب نمبر ۱۶۸

علالت اور ضعف کی کیفیت پیدا ہونے سے رنج ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ کریم کارساز اپنے فضل و کرم سے صحت اور عافیت عطا فرمائے۔

بیماری اور صحت میں حتی الامکان زیادہ سے زیادہ ذکر ہو سکے کرتے رہیں، خواہ زبانی ہو یا پاس انفاس یا ذکر قلبی بہر حال جس طرح بھی ہو ذکر سے غافل نہ رہیں، اور رحمت خداوندی سے کسی وقت بھی مایوس نہ ہوں، وہ بڑا کارساز رحیم الراحمین، غفار الذنوب و الخطایا ہے، اسکا وعدہ ہے اور نہایت سچا وعدہ ہے کہ آسمان و زمین کے تمام فضا سے بھرے ہوئے گناہوں کو بھی رجوع اور انابت الی اللہ کی بنا پر اپنی مغفرت سے بھر دے گا، اس نے اسرائیلی[1] کو تو اہل ایمان کی صد قتل کر دینے پر بھی مغفرت فرمادی اور جبکہ وہ توبہ کرکے ارض مقدسہ کی طرف گھسٹتے ہوئے مر گیا تو اس زمین کو جہاں سے سفر کرکے چلا تھا دراز ہونے اور ارض مقدسہ کے قصیر ہونے کا حکم دے کر مغفرت کا سامان پیدا کر دیا، پھر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل کے ہوتے کیونکر مایوس ہونا جائز ہوگا۔ توبہ اور انابت میں مشغول رہیے، اور ذکر سے غافل مت ہوجیے، اللہ تعالیٰ آپ کی اور ہماری اور تمام امت کی مغفرت فرمائے، آمین۔ والسلام

دارالعلوم دیوبند ۲۰ ربیع الاول ۱۳۶۹ھ

۱؎ حضرت امام العصر رحمت اللہ نے جس اسرائیلی کا حوالہ اس مکتوب میں دیا ہے اس کا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت فرمایا ہے کہ ایک شخص بنی اسرائیل میں تھا جس نے ننانوے اشخاص کو قتل کر دیا تھا، پھر توبہ کے ارادہ سے پوچھتا تھا کہ میری توبہ ہو سکتی ہے، ایک عابد صاحب کے پاس پہنچا اور سوال کیا کہ کیا میری توبہ ہو سکتی ہے؟ جواب دیا نہیں، اس نے ان کو بھی قتل کر دیا، پھر پوچھنا شروع کیا، ایک شخص نے کہا کہ تو فلاں گاؤں میں جا کر رہ، موت آگئی، مرتے وقت اس نے اپنا سینہ بستی کی طرف مائل کر دیا، اسکے بعد ملائکہ رحمت و عذاب روح قبض کرنے میں جھگڑنے لگے کہ ہم قبض کریں گے، دوسرا کہتا ہم البس، اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو حکم دیا کہ تو نزدیک ہو جا اور دوسری کو حکم دیا کہ دور ہو جا، پھر اللہ نے دونوں بستیوں کے پیمائش کا حکم دیا پس پایا گیا وہ شخص اس بستی کے قریب جسکی طرف چلا تھا ایک بالشت زیادہ، اسکے سبب اللہ نے اسکی مغفرت فرمادی۔ روایت کیا اسکو مسلم اور بخاری نے۔

مکتوب ۱۶۹

محترم المقام زید مجدکم ۔ السّلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ ۔ مدت دراز کے بعد والانامہ محررہ ۲۵ ربیع الاوّل باعث سرفرازی ہوا۔ یاد آوری کا شکر گذار ہوں۔ عسیٰ ان تکرھوا شیئًا وھو خیر لکم۔ اس گوشہ نشینی میں بفضلہ تعالیٰ بہت خیرات و مبرات ہیں اللہ تعالیٰ اپنے جود و رضا سے ہم کو آپ کو سب کو نوازے آمین۔ آپ کے علمی و تعلیمی و تصنیفی مشاغل اور ان میں کامیابی سے بہت خوشی ہوئی۔ اللّٰہم زد فزد۔ ذکر سے اب مذکور کی طرف بڑھنا چاہیئے اور اسم سے مسمّی کی طرف قدم بڑھانا چاہیئے یعنی تھوڑا سا وقت اب اس میں بھی خرچ کیجئے کہ ذات مقدسہ باری عزّ و جلّ کی طرف دھیان کیا جائے اور آیت وھو معکم اینما کنتم کے مفہوم کے مطابق یہ تصور کیا جائے کہ وہ ذات جو کہ مصداق ہو کی آیت میں مذکور ہے بلا کیف و بلا کم منزھا عن جمیع سمات النقص والزوال متصفا بمآثر المحامد والکمال و غایۃ الجلال والجمال ہر جگہ میرے ساتھ ہے اور اس کی معیت بھی کما یلیق بشانہ ہے ہماری عقول سے بالاتر اور نرالی ہے۔ اس تصور اور دھیان کو جو واقعی ہے تقویت دیجئے اور وقت مقررہ میں یہی دھیان کیجئے۔ اس وقت میں ذکر قلبی یا انفاس کی طرف سے دھیان ہٹا لیجئے۔ قلب ذکر حسب عادت کرے تو مت روکئے کرنے دیجئے سانس حسب عادت جاری بالذکر ہو نے دیجئے روکئے مت مگر اس وقت آپ کی توجہ کا نصب العین آیت مذکورہ کا مفہوم اور مسمّی لفظ ھو اور لفظ اللہ ہو اگر اس مراقبہ پر مداومت کیجئے اور ابتدا میں اگر کچھ ثقل پیش آئے تو تحمل کیجئے رفتہ رفتہ آسانی اور سہولت حاصل ہوگی۔

مدرسہ[1] محمدیہ میں کامیابی سے خوشی ہوئی۔ طوبیٰ لمن جعلہ اللہ مفتاحا للخیر مغلاقا للشر فجزاکم اللہ تعالیٰ مقبول فرمائے اور مزید توفیق عطا فرمائے۔ والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ ۱۱ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ

---

[1] یہ مدرسہ بحمد اللہ سنہ ۱۳۵۷ھ سے قرآن اور علوم اسلامی کی خدمت کر رہا ہے اور اب ۱۳۸۷ھ میں حضرت کے نام لیوا کی زیر نگرانی کیمبل پور شہر میں ایک جامعہ مدنیہ کا قیام عمل میں آچکا ہے اللّٰہم تقبل و بارک۔

مکتوب نمبر ۱۷

میرے محترم اصلی مقصود حضوری نسبتی ہے۔ ذکر اسم لسانی ہو یا قلبا ذریعہ اور آلہ ہے۔ مقصود کے حاصل ہونے کے بعد آلات کی ضرورت نہیں رہتی ہے۔ اس لئے اصلی اشغال تو مراقبہ کے ساتھ رہنا چاہیئے اور اس ذات مقدسہ بے چون و بے چگون منزہ عن سمات النقص والزوال متصف بنہایۃ الجاہ والجلال کو اس کی عظمت اور جلال کے ساتھ ہمیشہ نصب العین بنانا چاہیئے اور دوام حضور حاصل کرنا چاہیئے۔ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَوٰتِهِمْ دَآئِمُوْنَ کا منظر قدیم ہو۔

یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی | شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

ذکر لسانی یا قلبی مگر اس کی اعانت کے لئے کیا جائے فبہا۔ جیسن ہونے کی صورت میں کرتے رہیئے، ورنہ فقط مراقبہ اور توجہ الی الذات ہی میں جس قدر وقت صرف کریں کیجئے چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے جتنا بھی آپ دوام توجہ الی الذات اور حضور حاصل کر سکیں نعمت عظمیٰ جانئے اور اس کے لئے کوشش کیجئے اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے آمین، والسلام۔

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ مینی جیل ۱۱ ذی الحجہ سنہ ۶۲ھ

مکتوب نمبر ۱۷۱

اشغال مراقبہ وذکر و اوراد صلوٰۃ نفلی و تلاوت قرآن سے بہت خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ روز افزوں ترقی عطا فرمائے۔ دلائل الخیرات بھی مجموعہ صلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اگر اسکا ورد ہو تو بہتر ہے مگر سب سے بہتر یہ ہے کہ مندرجہ ذیل درود شریف کا بمقدار معین ایک سو بار یا اس سے زائد ورد رکھیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی عَدَدَ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی۔ حضرت قطب عالم گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز اسکو جملہ صیغے درود شریف پر ترجیح دیتے تھے۔ سلسلہ تبلیغ میں جس قدر جدوجہد ہو مستحسن ہے۔ مناسب ہے کہ یہ اسکیم جاری کی جائے کہ ہر ممبر اسکیم تبلیغ کا ذمہ دار ہو کہ کم از کم دس بے نمازیوں کو نماز سکھلائے گا اور ان کو پورا نمازی پابند نماز و جماعت کردے گا۔ دیہات میں ابتدائی مکاتب جاری کردینا جسقدر ممکن ہو اشد ضروری ہے جن میں قرآن و دینیات اور لکھنے پڑھنے اور حساب کی ابتدائی تعلیم جاری کی جائے۔ تعلیم الاسلام مفتی کفایت اللہ صاحب چاروں حصے بچوں کو پڑھائے جائیں جو بچے زراعت یا مویشی وغیرہ کی ضرورتوں کی بنا پر دن میں نہ پڑھ سکیں، انکو شب میں مغرب سے عشاء تک تعلیم دی جائے مسلمان غربا کی تعلیم ازبس ضروری ہے۔ یہ اسکیم اطراف وجوانب میں پھیلایئے۔

جو حالت گریہ وغیرہ کی نماز میں طاری ہوتی ہے نہایت مبارک ہے۔ اللہ تعالیٰ اسمیں برکت اور زیادتی عطا فرمائے۔ آمین۔ سمیع اللہ خان صاحب کی وفات سے صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے آمین۔ مرحوم کے متعلقین اور صاحبزادہ اور صاحبزادی سے سلام مسنون عرض کردیں، اور اتباع شریعت کی تاکید فرمادیں۔

والسلام۔ ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ ۱۳ محرم الحرام ۶۳ھ

مکتوب نمبر ۱۷۲

استقامت اور اتباعِ سنت نہایت عظیم الشان نعمت ہے، قرآن مجید وہ انتہائی نعمت ہے جس کو امتِ خیر زمر ہی کے لئے پروردگارِ عالم نے محفوظ در مستقرِ ازل میں فرمایا تھا اللہ کی صوتِ قدیمہ آپ کے سینے اور زبان میں رکھ دی ہے، اس پر جس قدر بھی شکر کیا جائے کم ہے، مراقبہ وفی انفسکم الآیہ بھی عظیم الشان نعمت ہے، جس قدر بھی ممکن ہو اس پر بھی مداومت فرمایئے، تاآنکہ نعمت ھُمْ عَلٰی صَلَاتِہِمْ دَائِمُوْنَ حاصل ہو کر دوام یادداشت حاصل ہو جائے زادھا اللہ و ایاکم، رمضان المبارک اور اعتکاف کے احوال مبارکہ موجبِ صد شکر ہیں، ہم مدبروں اور ناکاروں کو بھی ادعیہ مبارکہ میں یاد فرماتے رہیں ؎

سودہ گشت از سجدۂ راہِ بتاں پیشانیم　　چند بر خود تہمتِ دینِ مسلمانی نہم

آپ بھائیوں کی دعاؤں سے بہت بڑی امیدیں ہو سکتی ہیں، ورنہ ہمارے اعمال اور احوال کسی طرح قابلِ اطمینان نہیں ہیں، ہم تو حقیقی معنوں میں اسلاف کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے بدنام کرنے والے آرام طلب نفس کے بندے دنیا کے کتے واقع ہوئے ہیں۔ ع

كذلك في الدنيا تعيش البهائم

ہمارے حسبِ حال ہے ؎

از نکتۂ مقصود نہ شد فہم حدیثے　　لا دین و لا دنیا بے کار بماندیم

والسلام، ۲۲ر شوال ۶۳ھ۔ ننگِ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ۔

مکتوب ۱۷۳

محترم المقام زید مجدکم ...... جس دُھن میں آپ لگے ہوئے ہیں بہت مبارک دُھن ہے تمام جیل کی تکالیف پر پانی پھیر دینے والی ہے، اللّٰہم زد فزد۔ ؎

کفر کافر را و دیں دیندار را　　ذرۂ دردت دلِ عطار را

یہ دُھن اگر برسوں میں بھی حاصل ہو جائے بس غنیمت ہے۔ ذکر و شغل میں جو حصہ بھی عمرِ عزیز کا صرف ہو جائے وہی زندگی ہے۔

ہر نفس بہر مسیحا ئیست چست — گر نداری پس او از جہل تست
ای چنیں انفاس خوش ضائع مکن — غفلت اندر شہر جاں شائع مکن

حضرات چشتیہ قدس اللہ اسرارہم تمام لطائف کو قلب ہی میں مندمج ملتے ہیں، اور اسی طرف توجہ کرنے سے تمام لطائف کو طے کرتے ہیں۔

میرے محترم یہ سب لطائف وسائل، وہ فسانئع ہیں انوار وغیرہ بھی مقاصد اصلیہ نہیں ہیں۔ وصل اور فراق بھی مقصد اصلی نہیں ہے۔ ؎

وصال قرب چہ خواہی رضاء دوست طلب — کہ حیف باشد از و غیر ازیں تمنائے

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم جن کے درجہ پر کوئی ولی نہیں پہونچ سکتا ان کی شان میں فرمایا جاتا ہے "یبتغون فضلاً من اللہ ورضواناً" معیت اور دوام حضور بڑی چیزیں اور انعام عظیم ہیں مگر مقصود اصلی رضاء خداوندی ہے گر شہنشاہ کی دربارداری اور حاضر باشی حاصل ہو جائے اور معاذاللہ رضاء شاہی نصیب نہ ہو تو خسارہ ابدی ہے اور اگر رضاء شہنشاہی حاصل ہو تو دوری مسافت اور غیر حاضری دربار کوئی چیز نہیں بسا اوقات مجرمین بھی دربار میں حاضر ہوتے ہیں مگر ان کی یہ حاضری خوش نصیبی نہیں سمجھی جاتی۔ طلب رضاء خداوندی اور اس کا حصول سلوک ثانی ہے جس سے مراتب اولیاء اللہ کی عظمت حسب مراتب ہوتی ہے اس کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں۔ انوار، کیفیات، مکاشفات، الہامات وغیرہ کیلئے فرماتے ہیں "تلک خیالات تربی بھا اطفال الطریقۃ" یہ وسائل ہیں مقاصد نہیں۔ کسی سے بھی دل نہ لگائیے اور کسی مقام پر قرار نہ پکڑیئے بلکہ ہمیشہ آگے بڑھتے رہئے۔ قبض وبسط لوازمات بشری ہیں۔ بسط میں شکر گذاری ضروری ہے "لئن شکرتم لازیدنکم" اور قبض میں استغفار کی کثرت اور عدم مایوسی لازم ہے حضور دائم بلا کیف وکم کی جدوجہد کرتے ہوئے رضاء وخوشنودی کے خواہاں رہیں۔ جس کے لئے اتباع سنن سید المرسلین علیہ السلام ازبس ضروری اور لازم ہے "قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ" اسی سے محبوب خداوندی بنتا ہے ..... ھنیئا لارباب النعیم نعیمھم۔

تما ہیلے مختلف اور کیفیات متنوعہ مبارک اور امید افزا ہیں شکر کیجئے اور ذات سے

منزہ عن جمیع الحوادث والنقائص متصف بجمیع صفات الکمال ہے۔ یعنی گمشدہ شی کا دھیان دائم ہونے کے لئے کوشش رہیے۔ انوار اور ذوقیات انوار وغیرہ پیدا ہوں ان سے دل نہ لگائیے۔ والذین ہم علی صلاتہم دائمون۔ کی نعمت حاصل کیجئے ؎

ہر آنکہ غافل از وے یک زمان است　　ہماں دم کافر است اما نہان است

مبادا غافلی پیوستہ باشد　　در اسلام بروے بستہ باشد

اس راہ میں غفلت بھی گناہ ہے اس سے بار بار توبہ اور مستغفر ہونی چاہیے عصمنا اللہ وایاکم آمین۔

پڑھانے میں اگرچہ توجہ دل بغیر ہوتی ہے مگر اس سے نسبت میں قوت ہوتی ہے۔ اور نشر شریعت دین اور وظیفہ نبویہ (علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ) کی ترویج تبلیغ و ہدایت داخل ہوتی ہے اس لئے اس کے ادا کرنے میں حسب استطاعت کوشش کیجئے۔ وضو جب ٹوٹ جائے وضو کرنے میں دقت ہو تو ان اشیاء کی ادائیگی کے لئے جن میں وضو لازم نہیں ہے تیمم کر لیا کیجئے اگرچہ پانی موجود ہو جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب سلام کے لئے تیمم فرمایا تھا۔ توجہ الی اللہ میں استغراق ضروری نہیں ہے۔ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار بے کیف اور بے کم کی طرف قلبی توجہ ہونی چاہیے۔ ؎

ہست رب الناس را با جان ناس　　اتصالے بے تکیف بے قیاس

حجابات اور انوار اور کیفیات اور لطائف سے متعلق مندرجہ بالا مضمون میں جواب آگیا۔ حضرت سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ خاص حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے ان تفصیلات کو جن کو مجدد رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں ترک کر دیا تھا۔ آپ توجہ الی الذات بلا کیف ہی کو مدار سلوک قرار دیتے ہیں۔

جیل سے رہائی کے لئے ظاہری کوشش میں کوئی حرج نہیں توکل اور اعتماد اللہ ہی پر رہنا چاہیے کامیابی ہو تو فبہا ورنہ کبیدہ خاطر نہ ہونا چاہیے۔ رضاء دوست جس میں ہو وہی عبد کا مقصد ہے اسی میں خوش رہنا چاہیے، میں بھی دعا کرتا ہوں۔ اپنے رفقا کو جو بھی لائق ہوں مزید ذکر تعلیم دیتے رہیے۔ والسلام۔ ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ

مکتوب ۱۰۴

امور مسئولہ عنہا کا مختصر جواب لکھ دیا گیا مگر ان امور کے دریافت کرنے کا سبب کیا ہوا مفصلاً لکھئے تو انشاء اللہ تفصیلی جواب لکھا جائے گا۔

(۱) یہ قبض کی حالت ہے، استغفار کی کثرت کرنا چاہیئے اور طبیعت پر زور ڈال کر ذکر اور مراقبہ کو جاری کرنا چاہیئے۔

(۲) بہت بہتر ہے ذکر اور مراقبہ میں دوام حاصل کرنا کافی ہے۔

(۳) یہ بھی خوش نصیبی ہے دوام حضور پر کوشاں رہیئے۔

(۴) مجذوب سے ارشاد و تسلیک نہیں ہوتی البتہ جب وہ ہوش و حواس میں ہو تو رہنمائی کر سکتا ہے۔

(۵) کرا سکتا ہے۔

مکتوب ۱۰۵

آپ بلا وجہ ان اوہام میں مبتلا ہیں۔ آپ کو توجہ الی اللہ اور اتباع شریعت اور سنت کی پیروی میں لگے رہنا چاہیئے۔ اپنے آپ کو سب سے کمتر جاننا چاہیئے اور اس کے فضل و کرم کا ہر وقت خواستگار اور اس کی ناراضی سے ہمیشہ خائف رہنا چاہیئے اس کو ہمیشہ دیکھنے والا جانتے اور مشاہدہ کرتے ہوئے اس کے سامنے تضرع اور زاری کرتے رہنا چاہیئے۔ اجازت کے لئے الہام اور کشف ضروری نہیں ہے۔ ممکن ہے بڑوں میں یہ پایا گیا ہو مگر ہم جیسے ناکارے، و نالائق ایسی قابلیت کہاں رکھتے ہیں۔ اجازت استعداد اور قابلیت پر ہوتی ہے۔ حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں معیار قابلیت اجازت حسب ذیل امور تھے ... امداد یہ ص ۳۹ کے حاشیہ پر فرماتے ہیں۔ دو امور مدار خلافت یہ ہیں۔ (۱) صلاحیت ظاہرہ قدر معتد بہ (۲) مناسبت طریق علماً و عملاً (۳) توقع تمام صلاحیت و رسوخ حال۔ مگر حضرت گنگوہی قدس سرہ العزیز فقط امور مذکورہ بالا پر کفایت نہیں فرماتے تھے جب تک ملکۂ یادداشت پیدا ہو کر قائم نہ ہو جائے جب تک اجازت نہیں دیتے تھے۔ ملکۂ یادداشت کی تعریف

مرادا ستقامت میں حسب ذیل الفاظ میں کی گئی ہے۔

"در حقیقتش التفات رسمی است بسوئے ذات بے چون و بے چگون در ہمہ اوقات در نشست و برخاست و در خرید و فروش و مکاسب و مطاعم و در وقت خوردن و آشامیدن بحیثیتے که ہیچ امر مانع التفات نگردد بشرطیکه آنکه بجائے محبت چیزے یا اہتمام کارے در دل نشسته ... نمیگردد پس در حین اشتغال بجوارح ضرور به اعمال معاشیه گوشئہ دل بسوئے جناب او متوجہ می ماند" مکتوب ۱۲۸۔

حاشیہ مکتوب ۱۲۸: - اس دانا نامہ میں ذکر "مجذوب" آیا ہے اور عام طور پر یہ لفظ اپنے معنوی مفہوم میں ایسے شخص پر بولا جاتا ہے جو خدا کی محبت میں آپے سے گذرا ہوا مغلوب الحال اور قیود شرعیہ سے آزاد ہو یعنی دائرۂ تکلیف سے خارج اور دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو اس کا قول بکتا ہو۔ ظاہر ہے کہ ایسے شخص کو نہ تربیت کی جا سکتی ہے ورنہ اجازت تربیت دی جا سکتی ہے۔ اس لئے بہتر ہوئے کہ وہ کیسے ہیں یہاں ہم کو ... کی ضرورت نہیں یہ حضرات از قبیل متشابہات ہیں۔ ہاں دوسرا لفظ "مجذوب" کا ایک مفہوم ہے جو کسی قدر تفصیل کا محتاج ہے۔

جن لوگوں کی نظر کتاب و سنت اور آثار صحابہ پر گہرائی کے ساتھ ہے اور ملکہ یادداشت ہو چکا ہے وہ اچھی طرح واقف ہیں کہ علت اور سبب قرب خداوندی کا "جذب" ہے یعنی خدا کا اپنے بندے کو اپنی جانب کھینچنا ہے۔ یہ جذب کبھی بلا واسطہ کے ہوتا ہے اس کو "اجتباء" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وَاللّٰہُ یَجْتَبِیْ اِلَیْهِ مَنْ یَّشَاءُ نص صریح ہے اور اکثر بواسطہ ہوتا ہے جس کی دو قسمیں ہیں ایک یا تو عبادت صحیحہ سے ہو یا صحبت انسان کامل مکمل کے جذب و کشش سے حاصل ہو، پس جو جذب عبادت کے ذریعے ہو اس کو برکات عبادت کہتے ہیں اور جو جذب کہ صحبت سے حاصل ہو اس کو "تاثیر شیخ" کہا جاتا ہے۔ یہ گفتگو بالا بعد ترک علت ... وہ کی عادت الٰہی سو وہ ایسی استعداد کا نام ہے جس کو قدرت نے انسان کے اندر ودیعت کر رکھا ہے "فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیها" وغیرہ نصوص شاہد عدل ہیں۔ پس جس طرح عبادت اور صحبت مرشد کامل سبب ہے حصول قرب الٰہی کا اسی طرح یہ دونوں چیزیں علت ہیں دفع موانع قرب الٰہی کے اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ تا تحصول سے ... کا حصول ضروری اور ناگزیر ہے یعنی کسب و ریاضت و عبادت موافق تجویز شیخ کامل کے کرنا تاکہ رفع موانع کرے اور تزکیۂ نفس اور تصفیۂ باطن اس کے ذریعہ ہو سکے دوسری چیز "جذب شیخ کامل" جو اپنی نسبت کے زور سے قرب الٰہی دکھلانے اور پستی سے نکال کر بلندی پر پہنچانے کا بدرگاہ

الغرض ہر وقت ذات مقدسہ جناب باری عزوجل کی طرف متوجہ رہے اور اس کو بلا رنگ و روپ تمام کمالات سے متصف اور تمام نقائص سے منزہ دھیان میں رکھے کہ وہ ہر چیز کا دیکھنے والا اور جاننے والا سب سے زیادہ قریب اور ہر وقت میں ساتھ ہے۔ اپنی توجہ اور دھیان میں ہمیشگی پیدا کرنی چاہیے اسی کو ملکۂ یادداشت کہتے ہیں اپنے تمام کاروبار دینی اور دنیوی انجام دیتے ہوئے بھی اس التفات اور دھیان کو قایم رکھنا چاہیے۔

جن حضرات نے اُمّی کو اجازت سے منع کیا ہے اس سے وہ جاہل مراد ہے جو کہ فرائض نماز روزہ وغیرہ عبادات کو نہیں جانتا اور قرآن کو بقدر ضرورت نہیں پڑھ سکتا ہے۔ اور اگر کوئی مسائل ضروریہ اور عقائد اہل سنت والجماعت کو اردو یا فارسی یا عربی یا ترکی وغیرہ زبانوں میں جانتا ہے اور قرآن شریف بقدر ضرورت یاد کئے ہوئے ہے تو وہ اُمّی نہیں ہے اگرچہ عربی کا فاضل نہ ہو۔ رسالہ دار العلوم میں

یہ طریقہ رہا ہے کہ اکثر طریق سلوک کو جذب پر مقدم اس وجہ سے کرتے رہے ہیں کہ مقاصد کی تحصیل پر رفع موانع مقدم ہے تاکہ سالک قرب الٰہی کے لئے پورے طور پر مستعد ہو جائے اس وقت شیخ کامل اس کو خدا کی طرف کھینچ کر قرب الٰہی عطا فرماتا ہے اصطلاح سلوک میں ایسے شخص کو "مجذوب" سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس سیر کو سیر آفاقی کہا جاتا ہے۔ بعض حضرات اس کو سالک مجذوب اور اندراج النہایۃ فی البدایۃ سے یاد کرتے ہیں۔ یہ ارشاد و تربیت کے اہل ہیں۔ تنبیہ:- تنہا ریاضت و مجاہدہ بغیر تاثیر صحبت کے ازالۂ رذائل نفس اور حصول ولایت کے لئے کافی نہیں ہیں البتہ تنہا تاثیر صحبت انبیاء علیہم السلام بشرط ایمان کافی ہوتی ہے اور نفس کے رذائل بھی اس سے دور ہو جاتے ہیں جو کمالات نبوت اور کمالات ولایت کے حصول کا سبب ہوتے ہیں مگر ایک دو صحبت اس سے مراد نہیں بلکہ ایک مدت ضروری ہے۔ یہ امر بات ہے کہ بدون ریاضت و مجاہدہ اگر کسی ولی کو بطریق جذب مقام ولایت نصیب ہو جائے تو محال نہیں البتہ سنت اللہ اور سنت رسل کے منافی ہے۔ شیخ تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے کہ کبھی ایسا بھی ہو جایا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پڑھ کو بلا کسی استاد کے اپنی طرف کھینچ کر قرب الٰہی سے نوازا کرتا ہے ایسے حضرات پیش وجوہ اس میں ہوتے ہیں یہ بھی سالک کی طرح تربیت کرتے ہیں۔ اس سلسلہ سے مجاذیب کی نوعیت و حیثیت بھی واضح ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم۔

کیا تھا کیا ہو گیا مجھے معلوم نہیں۔ درست ہوں میں کیا تھا کیا ہو گیا مجھ کو معلوم نہیں میں بدنصیب تو شکستہ کمالات ظاہرہ و باطنیہ، کشف و کرامات سے بالکل خالی ہوں میں تو ہرگز ہرگز اس کا اہل نہیں ہوں کہ میں کسی کو مرید کروں اور کوئی میرے پاس اس کی خواہش لے کر آئے لیکن چونکہ حضرت قدس سرہ العزیز نے اجازت عطا فرمائی وہ خود جنت کو سدھارے مگر میں تو ہر قسم کے گناہوں اور تقصیرات میں ملوث ہوں سخت ناکارہ و نالائق ہوں لوگ مجھ سے حسن ظن رکھ کر میرے پاس آتے ہیں میرے عیوب بدکاریوں سے ناواقف ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل محض سے میری مغفرت نہ فرمائے تو میرا کوئی ٹھکانہ نہیں انتہائی اور سخت عذاب کا مستحق ہوں خداوند کریم کی پردہ پوشی کا اثر ہے آپ بھائیوں کی دعائے خیر کا سخت محتاج ہوں۔ اگر لوگوں کو میری خباثتیں اور نجاستیں معلوم ہو جائیں تو مجھ سے اتنی نفرت کرنے لگیں جتنی کہ سور اور کتے سے نہیں کرتے۔

مذکورہ بالا عبارت سے (۱) و (۲) کا جواب معلوم ہو گیا (۳) کا جواب یہ ہے کہ مجذوب جبکہ اپنی خبر بھی نہیں رکھتا اس سے تسلیک اور تربیت کیسے ہو سکتی ہے اس لئے اس کو اجازت نہیں دی جائے گی۔ دعا کرتا ہوں اور آپ سب حضرات سے دعوات صالحہ کا متمنی ہوں۔ والسلام۔ دیوبند ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۶۲ھ۔

مکتوب نمبر ۱۷۶

مولانا عبدالرؤف صاحب پشاوری امام جامع مسجد منصورپور ضلع مظفرنگر کے نام

محترم المقام زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف۔ مراقبہ فِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ یعنی مسمّٰی ذات مقدسہ بے کیف و کم کما یلیق بشانہ مع غایۃ التعظیم والاجلال قلب میں موجود ہے۔ اس میں جس درجہ ممکن ہو جدوجہد جاری رکھیے، ذکر اسم کو بھی اسکا وسیلہ کیجیے۔

ہر آں کو غافل از وے یک زماں ست — ہماں دم کافر است اما نہاں ست

مبادا غافلی پیوستہ باشد — در اسلام بروے بستہ باشد

مراقبہ میں لذت کا محسوس ہونا بہت مبارک ہے اللّٰہم زد فزد۔ مگر مقصد اصلی وہی ذات فاطر السمٰوٰت والارض اور اس کی رضا ہونی چاہیے، وہ بس نہ لذت اور نہ کوئی مرتبہ ولایت۔

قطبیت و غوثیت وغیرہ۔

دنیا و آخرت را بگذار و حق طلب کن ۔۔۔۔ کایں ہر دو دلبیاں را من خوب می شناسم

والدہ صاحبہ کو صبح و شام تسبیحات ستہ بتلا دیجئے۔ والسلام

مکتوب ۱۷۷

مراقبہ کی زیادتی کرتے رہیئے

کہ دوام حضور قائم ہو جائے۔ یہ جسمانی اور مادی تکالیف اندیشناک نہیں بلکہ ذکر کی تاثیرات ہیں جیسے اجزاء ناریہ دخان میں اجزاء ارضیہ کو اپنے مرکز کی طرف اٹھا لیجاتے ہیں اور درمیان میں تصادم کی وجہ سے برق، رعد اور صاعقہ وغیرہ پیش آتے ہیں یہی حال سالک کو ذکر کے ساتھ پیش آتا ہے

ھنیئاً لارباب النعیم نعیمھم الخ

تاہم آپ ذکر جہر بارہ تسبیح کو موقوف کر دیجئے اور علیٰ ہذا القیاس اسم ذات کو بھی بند کر دیجئے باقی اذکار یعنی پاس انفاس اور ذکر قلبی جو کہ جاری ہیں باقی رکھئے اور مراقبہ میں ترقی کیجئے۔

والسلام۔ ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ رمضان المبارک بانس کنڈی آسام

مکتوب ۱۷۸

میرے محترم ذکر کے غلبہ کی وجہ سے جو حالتیں آپ ذکر فرما رہے ہیں حق ہیں تعجب کی بات نہیں بلکہ مبارک اور موجب شکر ہیں اللّٰھم زد فزد اب آپ آخری تعلیم پر آیئے یعنی آپ ذکر کے مسمّی کی طرف توجہ فرمایئے اب تک جو کچھ آپ کرتے رہے وہ اسم کا ذکر تھا اب مسمّی یعنی ذات مقدسہ الٰہیہ کی طرف متوجہ ہوں جو کہ لفظ اللہ کی مسمّی ہے اور وہ ہی تمام صفات کمالیہ کی مرکز اور تمام صفات سلبیہ کی مواد ہے تمام نقائص سے مبرا ہے وہی عالم الغیوب اور محیط بکل شئی اور اقرب من حبل الورید ہے۔ وہ قلب انسانی میں جلوہ گزیں اور تمام حوادث شکل اور صورت اور مادہ سے پاک ہے وہ ہر چیز کو دیکھتی ہے اور ہر چیز کو جانتی ہے۔ الم یعلم بان اللہ یریٰ۔ واصبر لحکم ربك فانك باعیننا۔ وھو معکم اینما کنتم۔ وہ ہر چیز کو محیط ہے۔ الا انہ بکل شئی محیط سنریھم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسھم، فلا یبصرون وغیرہ نصوص صریحہ

ہیں اس لئے یہ دھیان جمائیے کہ وہ ذات مقدسہ متصفہ بجمیع الصفات الکمالیۃ منزہۃ
عن جمیع صفات النقص میرے قلب میں جلوہ گر ہے اور میں اس کے سامنے حاضر
ہوں یعنی وفی انفسکم افلا تبصرون کا تصور اور دھیان باندھا کیجئے، اور روزانہ
اس دھیان اور تصور میں کم از کم آدھ گھنٹہ ادب اور تعظیم کے ساتھ صرف کیجئے اور
جس قدر ممکن ہو اس میں زیادتی کیجئے تاکہ حضور دائم حاصل ہو جائے

ہست رب الناس را با جان ناس اتصالے بے تکیف بے قیاس

یہ واقعی چیز ہے انسان اس سے غافل ہے ذکر اسم میں کمی اگرچہ واقع ہو جائے مگر
مسمی میں جو کہ ذکر واقعی ہے زیادتی ہوتی رہے اور حقیقت احسان روز افزوں ہو جائے۔

والسلام۔ ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ دیوبند ۹ رجادی الاول سنہ ۱۳۶۲ھ

مکتوب ۱۷۹

جو بات مراقبہ کے متعلق عرض کی گئی تھی آپ نے بالکل بھلا دی۔ محترما اب تک
جتنے اذکار کئے گئے ہیں خواہ جہری ہوں یا سری، زبانی ہوں یا قلبی، سانس سے ہوں
یا دھیان سے ان سب کا تعلق اسم خداوندی کے ساتھ تھا یعنی اس وحدہ لاشریک لہ
کے نام کو ان مختلف مقامات سے یاد کیا جاتا تھا اب اس سے ترقی کرنی
ہے یعنی اس ذات مقدسہ الہیہ کو جو کہ کمیت اور کیفیت، رنگ و روپ، مادیت
و جوہریت، عرض نقص مکان زمان وغیرہ سے پاک اور منزہ اور تمام صفات
کمالیہ سے متصف ہے بے چون و بے چگون ہے اس کو یاد کرنا اور اس کی طرف دھیان
کو متوجہ کرنا، اور اس سے زیادہ سے زیادہ تعلق قائم کرنا اپنے قلب اور روح میں
اس کا جلوہ دیکھنا اور ظہور پانا اور تصور کرنا یہ مراقبہ ذاتیہ فی النفس ہے۔ یہ محض خیالی
بات نہیں بلکہ واقعی چیز ہے ہماری غفلتوں کی وجہ سے ہم اس سے بیگانہ ہو گئے ہیں
ورنہ حقیقت اس کے خلاف ہے وفی انفسکم افلا تبصرون۔ (ذاریات) —
سنریہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم حتی یتبین انہ الحق اولم یکف بربک

انہ علی کل شیٔ شہید الا انہم فی مریۃ من لقاء ربہم الا انہ بکل شیٔ محیط۔ (حم سجدہ) ونحن اقرب الیہ من حبل الورید (ق) وغیرہ آیات شاہد صدق ہیں اسی میں سرگرمی کیجیے اور اسی دھیان میں زیادہ سے زیادہ وقت لگا دیجیے یہ حقیقی ذکر ہے اتنا انہماک کیجئے کہ الذین ہم علی صلوتہم دائمون (معارج) کا سماں قائم ہو جائے۔

مکتوب نمبر ۱۸۰

والا نامہ ربلک روانگی کے بعد میں نے دیکھا، افسوس کہ وہاں اتنی فرصت نہ مل سکی کہ آپ سے باتیں کرتا، آپ کو معلوم ہوگا کہ ہر شے کے لئے دو چیزیں ہیں ایک اسم دوسرا مسمی، حقیقی کمالات مسمی یعنی ذات اور شخص میں ہیں جس کا نام مثلاً عبد اللہ ہے۔ اس کو مسمی کہا جاتا ہے، وہی قوت رکھنے والا اور وہی سننے والا ہے، اسم یعنی نام میں دراصل کوئی کمال اور قوت نہیں ہے مگر مسمی کی طاقت کا اثر اسم میں کم و بیش آتا ہے، شہنشاہ کا نام بھی اگر لیا جاتا ہے تو لوگ کانپ اٹھتے ہیں، اگر مجمع میں کہدیا جاتا ہے کہ فلاں صاحب نواب صاحب کے ندیم یا غلام یا بیٹے ہیں، تو لوگ مرعوب ہو جاتے ہیں اور اس نام کی وجہ سے تعظیم و تکریم کرنے لگتے ہیں۔ مگر حقیقت میں یہ بھی اثر مسمی ہی کا ہوتا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ فلاں بادشاہ یا فلاں حاکم کا نام حکومت کرتا ہے، الغرض نام اور اسم میں بھی تاثیر اور قوت ہوتی ہے، مگر بہ نسبت مسمی کے بہت کم ہوتی ہے وہ مسمی ہی سے آتی ہے۔ لفظ اللہ یا رحمن یا رحیم وغیرہ جناب باری تعالیٰ کے نام ہیں، ان ناموں میں بھی قوت اور تاثیر ہے، ان ناموں کی بھی تقدیس اور تنزیہہ اور ذکر کا حکم کیا گیا ہے، ان ناموں کو زبان سے یا دل سے یا سانس سے یاد کرنا، بار بار لینا اثر پیدا کرتا ہے اور مسمی کی طرف کھینچتا بھی ہے۔ مگر حقیقی کمالات لفظ اللہ اور رحمان وغیرہ کے مسمی میں ہیں جو کہ بیچون بیچگون ہے، اس کے مثل کوئی چیز نہیں لیس کمثلہ شیٔ وہ نور ہے، نار سے پاک ہے، نور و نار اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں وہ جسم اور مادہ صورت اور شکل رنگت اور روپ سب سے منزہ ہے، یہ سب چیزیں اسی کی پیدا کی ہوئی ہیں، وہ مکان اور زمان جہت اور جانب دائیں اور بائیں، آگے پیچھے، آسمان و زمین سے مبرہ اور بلند ہے، یہ سب چیزیں

محدودات کے لئے ہیں۔ اجسام کے لئے ہیں۔ وہ نامحدود اور غیر مجسم ہے یہ چیزیں کمزوری کی وجہ سے ہیں۔ وہ ہر قسم کی کمزوریوں سے پاک اور اعلیٰ ہے وہ سب جگہ ہے اور کسی جگہ مقید نہیں ہے۔ وہ سب کو دیکھتا ہے اور سنتا ہے اور کوئی اس کا احاطہ نہیں کر سکتا وہ سب سے قوی تر اور بلند ہے، کوئی اس جیسی قدرت اور بلندی نہیں رکھتا وہ ہر قسم کی شوکت اور عظمت رکھتا ہے، کوئی اس کے سامنے شوکت اور دبدبہ نہیں رکھتا ہے۔ وہ سب کے قریب ہے، مگر ہر مکان سے منزہ ہے۔ اس کے سوا جو کچھ ہے مخلوق اور اس کا محتاج حادث اور فانی ہے۔ وہ سب کا پیدا کرنے والا سب سے مستغنی ابدی اور ازلی ہے۔
اب تک جو کچھ آپ ذکر کرتے ہے اور جس قدر بھی آپ نے یاد کی ہے اس ذات مقدسہ کے نام اور اسم ہی کی ہے، اور چونکہ اس کے نام میں بھی بہت زیادہ کمالات اور قوتیں ہیں آپ میں اس کے آثار بحمد اللہ ظاہر ہو رہے ہیں۔ شکر کیجئے۔ مگر میرے محترم اب آپ کو اصل اصول اور حقیقۃ الحقائق کی طرف توجہ کرنا چاہیئے۔ اگرچہ اس کے نام کی طرف توجہ کرنا بھی اسی کی طرف توجہ جیسے کہ بادشاہ کے غلام یا بیٹے کی تعظیم و تکریم ہے۔ مگر بواسطہ اور بلا واسطہ میں زمین اور آسمان کا فرق ہے اب آپ مسمّٰی اور ذات مقدسہ کی طرف توجہ کریں۔ قرآن شریف میں فرمایا جاتا ہے وھو معکم اینما کنتم وہ ذات مقدسہ اپنی حشمت اور جلال اور اپنے تمام حقیقی کمالات کے ساتھ جہاں بھی تم ہو تمہارے ساتھ ہے، روزانہ ایک گھنٹہ کسی معین وقت میں اس دھیان کو باندھئے اور اس تصور و خیال کو پیدا کر کے اس قدر بڑھایئے کہ دائمی ہو جائے، اور اسی کو مراقبہ کہتے ہیں، وہ اذکار جو کہ اسماء کے ہیں خواہ قلبی ہوں یا نفسی یا لسانی ان کو اس مراقبہ کے لئے موید بنایئے، اگر تسبیحات اور وہ اذکار پورے ہو سکیں تو بہتر ہے، اور اگر اس کے کرنے کی وجہ سے ان میں کوئی کمی وقت کی وجہ سے ہو تو حرج نہیں ہے، نہ مقصود اصلی ہے، ان میں تسبیحات یا کسی ذکر کو کم کر دیں، مگر اس مراقبہ میں کوتاہی نہ کریں، دعوات صالحہ سے اس روسیاہ کو بھی یاد کر لیا کریں۔ والسلام

ــــــــــــــــــ

ے اس کو صوفیہ حضرت شیخ اور حضرت توجہ ذات سے تعبیر فرماتے ہیں۔
مراد کسی اور ذات مقدسہ کی طرف کلیۃً متوجہ ہونا ہے، جو کہ مرتبہ احدیت جامع جمیع صفات و معارف ہے۔ نیز حضرت ... مقصود ہے اس مراقبہ میں ... تشریح ... فرمایا ہے۔

مکتوب نمبر ۱۸۱

مراقبہ[1] کی یہ کیفیت امید افزا ہے، اللہ تعالیٰ اور ترقی عطا فرمادیں، ذات باری عزوجل تمام رنگ و روپ، جسمانیت اور مادیت سے منزہ اور پاک ہے اور تمام کمالات اور بڑائیوں کے ساتھ موصوف ہے، اب آپ یہ دھیان باندھیں کہ یہ ذات مقدسہ اپنی عظمت اور جلال اور تمام پاکیزیوں کے ساتھ میرے قلب میں جلوہ افروز ہے، جیساکہ.... قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ (اور تمہاری جانوں میں ہے کیا تم نہیں دیکھتے) دوسری جگہ ارشاد ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ

---

[1] مراقبہ کے معنی امید رکھنا، نگاہ رکھنا، حفاظت کرنا، گردن نیچے ڈالنا اور اصطلاح تصوف میں مراقبہ نام ہے دل کا پوری طرح خدائے تعالیٰ کی حضوری میں ہوجانا ماخذ اس کا قرآن کریم کی آیات إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا۔ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيبًا۔ اور حدیث جریر بن عبداللہ بجلیؓ جو متفق علیہ ہے اور حدیث عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال ما خبرنی عن الاحسان قال تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک ہے جس سے مراقبہ کی حالت کی جانب اشارہ نکلتا ہے، یہی چیز تمام خیر کی اصل ہے، جو محاسبہ یعنی اپنے نفس کا حساب کرنا اور گذشتہ اعمال کو پیش نظر رکھتے ہوئے اصلاح حال کی طرف لگ جانا اور طریق حق کو لازم کرلینا وغیرہ کے بعد حاصل ہوتا ہے، گویا بندہ نے اپنا دلی تعلق خدا سے مضبوط کرلیا، اور اپنی ہر سانس خدا کی نگہبانی میں دیدیا اور مطمئن ہوگیا کہ وہ ذات مقدس اس کے قلب سے قریب ہے، لہٰذا حال و قال اور افعال دیکھتا اور سنتا رہتا ہے۔ پس جو شخص اس حالت و کیفیت سے غافل ہوگا، یا غفلت کریگا، وہ وصل کی ابتدائی مراتب سے دور ہوگا، حقائق تک پہنچنے کی بڑی چیز یہی ہے، ابن عطا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ سب سے افضل عبادت ہر وقت دل کا حق کی حضوری میں لگا رہنا، جریریؒ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ مراقبہ کے بغیر کشف اور مشاہدہ تک آدمی پہنچ ہی نہیں سکتا، ابو عثمان مغربیؒ بھی ان ہی بزرگوں کے ساتھ ہیں، تفصیل ریاض المرتاضین وغیرہ میں موجود ہے ؎

حضوری گر ہمی خواہی ازو غائب مشو حافظ　　متی ما تلق من تہوی دع الدنیا واہملہا

وصل لفظ کے مفہوم میں اس طرح ڈوب جاؤ کہ سوائے اس کے کوئی غیر خیال دھیان میں نہ رہے جس کی صورتیں ہیں جیسے مراقبہ معیت کہ بغیر لحاظ کے اللہ تعالیٰ کی حضوری لحاظ اور اس کے ساتھ ہونے کو خوب مضبوطی سے تصور کرے، اور خود ذات باری کو صفت و معانی سے پاک تصور کرے۔ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ

دہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں جو وسوسے اس کا نفس کرتا ہے اور ہم اس سے اس کی رگ زندگی (حبل الورید) سے بھی زیادہ قریب ہیں، غرضکہ اس ذات مقدسہ کو بلا کیف و بلا کم و مقدار اس کی شان و عظمت کے مطابق قلب میں تصور کیجئے ؎

اتصال بے تکیف بے قیاس   ہست رب الناس را با جان ناس

اس تصور اور دھیان میں پوری طرح جدوجہد کیجئے، معیت کا مراقبہ اس کے مخالف نہیں ہے ....

..... قلب میں دھیان اور وجود کے ساتھ معیت لازمی چیز ہے، پاس انفاس جاری رہے، کوئی حرج نہیں ہے، اس کو مت روکئے، اب آپ کی توجہ اصلی اس دھیان کی طرف پوری طرح رہنی چاہئے، پاس انفاس اور دوسرے اذکار ممد و معاون ہوں گے مگر اصلی مقصود یہ مراقبہ اور اس کا دوام ہے، لذت حاصل ہو یا نہ ہو، حرکت جسم پیدا ہو یا نہ ہو، ان چیزوں کو مقصود نہ سمجھنا چاہئے، ذات مقدسہ جل و علی شانہ کی حضوری اور اس کی رضا و خوشنودی غرض اصلی ہے، اسی کے لئے تمام سعی اور کوشش جاری رہنی چاہئے، اصلی ذکر یہ ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم کو یہ نعمت مکمل طور پر عطا فرما دیں۔

حسب ارشاد سرور حسین صاحب کے لئے دعا کرتا ہوں جو لذتیں یا حرکتیں وغیرہ معلوم ہوتی ہیں بہتر ہیں، اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے، مقصود کے لئے وسائل ہیں، دعوات صالحہ سے فراموش نہ فرمائیں۔   والسلام۔

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ، ۱۰ صفر ۶۳ھ (از جیل)

۱؎ یا تو مد نظر رکھے یا آیت اینما تولوا فثم وجہ اللہ - یا آیت الم یعلم بان اللہ یریٰ

یا آیت نحن اقرب الیہ من حبل الورید یا آیت واللہ علیٰ کل شیء محیط - یا آیت ان ربی قریب مجیب

یا آیت ہو الاول والآخر والظاہر والباطن ... [illegible]

[illegible]

مکتوب نمبر ۱۸۲

آپ کا روزانہ روز؟

رکھنا اگر کمزوری محسوس نہیں ہوتی اور تمام کاروبار بخوبی انجام پا جاتے ہیں تو جاری رکھئے مراقبہ میں دھیان اور دھیان ذاتِ مقدسہ خداوندیہ کی طرف لگائیے وہی اسم ذات اللہ کی مسمیٰ ہے، وہی تمام عالموں کی پیدا کرنے والی اور سب کو پالنے والی ہر چیز کو جاننے والی اور تمام عالم میں تصرف کرنے والی ہے، سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کی محتاج نہیں وہ ہر قسم کے عیبوں سے پاک ہے، اور وہ تمام کمالات سے موصوف ہے، نور اور نار سب اس کے پیدا کئے ہوئے ہیں تو ہمیشہ اس تصور اور دھیان کو جمائے رکھئے کہ وہ ذاتِ مقدسہ میرے قلب میں موجود ہے اور جلوہ گر ہے۔ وہ مجھکو دیکھتی اور جانتی ہے، کوئی حالت اور کوئی خطرہ یا خیال یا ادراک یا کلام اس سے چھپا ہوا نہیں ہے، اسی تصور کو دل میں جمائیے، دوسری اور چیزیں خواہ روشنی اور ...... نور ہو یا بزرگ ہستیاں وغیرہ ان کی طرف دھیان نہ کیجئے، فقط ذات خداوندی جل وعلا شانہٗ کی طرف دھیان رکھئے ؎

ہست ربُّ الناس را با جانِ ناس اتصالے بے تکیف بے قیاس

جو واقعہ تین چار آدمیوں کے آنے اور اعضاء کاٹنے کا دیکھا اس سے ہراساں نہ ہوجئے وہ امید افزا واقعہ ہے، اس ذاتِ مقدسہ ربانیہ کے علاوہ جو کچھ دکھائی دے اس کی طرف توجہ نہ کیجئے اور نہ اس سے لذت حاصل کیجیے۔ میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کی اور ہماری سب کی دستگیری فرمائے، شریعت و سنت کی پابندی رکھیئے کوئی کام خلاف شریعت مت کیجئے مجھ ناکارہ کو دعوات صالحہ سے فراموش نہ فرمائیے، واقفین پرسان حال سے سلام مسنون کہدیجئے۔ والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

۱۷ ربیع الاول ۱۳۷۳ھ

مکتوب نمبر ۱۸۳

آپ ذات مقدسہ کی طرف رجوع کرنے میں اشکال ذکر فرماتے ہیں، ابتداءً علیہ عرض یہ ہے کہ ہر عامی مسلمان اور ہر خصوصیت رکھنے والا مسلمان سمجھتا اور یقین کرتا ہے کہ تمام عالم اور اہل عالم کا پیدا کرنے والا کوئی ہے، جس کو ہم لفظ اللہ سے تعبیر کرتے ہیں، وہ فقط ایک ہے جو شرکت اور نقصانات و عیوب سے پاک اور منزہ ہے اور تمام کمالات سے متصف، جو اپنی تمام مصیبتوں کے دور کرنے کا خواستگار ہوتا ہے وہ یقین کرتا ہے کہ وہ تمام مخلوقات کا پیدا کرنے والا ہے، نعمت، بشری زندگی اور اس کے تمام لوازم کو عطا کرنے والا ہے، وہ سب سے بالاتر ہے، سب سے مستغنی ہے، سب سے پہلے اور سب کے بعد اور سب کے ساتھ اپنی صفات کمالیہ اور اپنی تمام تنزیہات کے باوجود موجود ہے، اور وہ تمام موجودات کا پیدا کرنے والا اور پالنے والا ہے، سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا دست نگر نہیں، اسی کی ذات مقدسہ کی طرف قلب میں توجہ رکھنے کا حکم دیا گیا تھا، صراط مستقیم صفحہ ۱۰۴ میں ہے۔

سوم آنکہ مراد درینجا ایں است کہ وجود او را یگانہ غیر تمام است، بے چون تصور کنند، تن منزہ از لعیب کنند و نزد عین حق دانند تشخص اینکہ ہر شخص می داند کہ معنی زبان بلفظ ہست در فارسی و رب در ہندی تعبیر می کنند ہر جا موجود است و ہیں بیچ چیز نیست بلکہ بہ ہر چیز است باوجودیکہ ہیچ چیز خالی ازاں نیست۔

صفحہ ۱۰۸ میں ہے۔ (در بیان یادداشت)

حقیقت صفت دائمی است بسوئے ذات بے چون و بے چگون دریافت اورا داشت در خاست و در ضمن مکاسب و مصائب و اوقات خوردن و شامیدن بکیفیتے کہ ہیچ امر مانع التفات نگردد و بمثابہ آنکہ ہر گاہ محبت چیزے باہتمام کار در دل شخصے راسخ گردد پس در عین اشتغال بحوائج ضروریہ از خیال معاشیہ دلش کما ینبغی بسوئے ہماں امر متوجہ میماند خیالیکہ بر ہر صاحب وجدان پوشیدہ

نیست پس یاد حق تبارک و تعالیٰ را باید کہ تمثیل مذکورہ را از وجدان خود دریافت نمودہ یادداشت حق را ممتنعات عقلیہ یا عادیہ نشمارند بلکہ آں را سہل و آسان پنداشتہ کمر ہمت بر تحصیل او چست بندد ؏

خلاصہ یہ ہے کہ ذات مقدسہ جناب باری عز اسمہ کی تمام حوادثات سے پاک اور منزہ ہے، نہ وہاں رنگ و روپ ہے، اور نہ نور و نار، نہ آواز و راگ ہے یہ سب مخلوقات اور حوادث ہیں، اس ذات بے چون و بے چگوں کو تمام صفات کمالیہ کے ساتھ دل میں جلوہ گر سمجھئے اور اسی کی طرف متوجہ ہو جیئے۔ اور اس کی توجہ کو دائمی بنائیے۔ ؎

برتر رب الناس را با جان ناس   اتصالے بے تکیف بے قیاس

وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ کی حالت پیدا کیجئے اور ملکہ یادداشت حاصل کیجئے۔   والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ از دارالعلوم دیوبند [illegible] محرم الحرام سنہ ۱۳۶۲ھ

مکتوب نمبر ۱۸۴

ابھی آپ کو بہت محنت کرنی ہے، استقامت اور مداومت ذکر کی ضرورت ہے۔ والد صاحب کا آپ کو حکم کرنا بے محل تھا، انہوں نے خود کیوں نہ ان لوگوں کو بیعت کر لیا، میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جبکہ وہ موجود تھے تو آپ کو مجبوری کیوں لاحق ہوئی، آپ نے لوگوں کو انہیں کی طرف کیوں نہ مائل کیا اور اگر وہ موجود نہ تھے تو آپ مجبور کس طرح اور کیونکر ہوئے، میرے عزیز! یہ راہ دشوار گذار ہے، انانیت، جاہ پرستی، نفس پرستی، خود غرضی کو راہ دینا بہت بڑی غلطی اور اس راہ میں سد عظیم ہے، قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ اخلاص اور للہیت ہر قول و فعل اور ہر حرکت اور سکون میں ضروری ہے اور یہی امر سخت مشکل ہے، عنایت خداوندی اور سالہا سال کی ریاضت کے بغیر اس کا حصول نہیں ہوتا، یہی وجہ ہے کہ إِيَّاكَ نَعْبُدُ کے بعد إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ آیا ہے، یعنی [illegible]

[illegible]

محترم . عزیز! نفس اور شیطان سے مکر ہزار با ہزار ہیں۔ اور دونوں انسان کو گروہ بھی
ہوئی انانیت اور جاہ پرستی اور خود غرضی سے بچا بھی ہے تو ایسی ایسی خفیہ تدبیروں میں
مبتلا کرتے ہیں کہ ان سے بچنا سخت مشکل ہوتا ہے عموماً لوگوں میں پیری مریدی، حب
جاہ و مال اور خواہشات نفسانی کی بنا پر جاری ہو رہی ہے، بہر حال ان دونوں کے مکر
سے بچئے، ممکن ہے کہ نسبت طریقت[1] سے مالا مال ہو جائیں، اور آپ کو باقاعدہ بیعت ارشاد
وسلوک کی اجازت دیجائے مگر ابھی بہت سی خامیاں ہیں، البتہ میں آپ کو بیعت توبہ کی
اجازت دیتا ہوں، لوگوں کو کلمات ایمانیہ تلقین فرما کر گناہوں سے توبہ کرا دیا کریں۔ اور
آئندہ کے لئے عہد کرائیں کہ وہ گناہوں اور شرک و کفر وغیرہ سے بچتے رہیں گے، مگر اس کو خود
غرضی اور جاہ پرستی، حصول حطام دنیا کے لئے عمل میں نہ لائیں، اور نہ ابھی عام کریں، اتباع
شریعت، اور احیاء سنت میں نہ صرف قولاً بلکہ عملاً نمونہ سلف صالحین بنیں، ذکر کی مداومت
میں کوتاہی کو روا نہ رکھیں۔ دعوات صالحہ سے اس ناکارہ کو فراموش نہ فرمائیں

والسلام . ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ ۱۹ر ذی قعدہ ۵۹ھ

---

[1] حضرات صوفیاء کرام کی ایک اصطلاح نسبت ہے جس پر حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے [illegible] اور القول الجمیل میں مفصل کلام فرمایا ہے۔ امام العصر نے اپنے اس والا نامہ میں نسبت طریقت ہی کی جانب اشارہ فرمایا ہے، مناسب معلوم ہوا کہ اس کی کچھ تشریح کر دی جائے۔ صوفی ہیئت نفسانی کی تحصیل کا نام نسبت رکھتا ہے، کیونکہ نسبت نام ہے اللہ تعالیٰ سے تعلق اور ربط رکھنے کا جس کا دوسرا نام سکینت ہے اور نور بھی ہے، تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ بندہ جب اذکار، عبادات اور طہارت پر مداومت کرتا ہے تو اسکے اندر ایک خاص صفت پیدا ہو جاتی ہے اور [illegible] متماثل ہو جاتی ہے، ایسی دونوں جنسوں کے تحت میں بہت سی انواع داخل ہو جاتی ہیں مثلاً نفس کشی اور [illegible] ملکہ توجہ وغیرہ، لہذا یہ گمان [illegible] حق یہ ہے کہ یہ اشغال بھی اس کی تحصیل کا ایک طریقہ [illegible] صحابہ اور تابعین [illegible] کو دوسرے طریقے سے حاصل کرتے تھے، مثلاً مواظبت صلوٰۃ اور خشوع و تضرع و [illegible] قلب کے ساتھ خلوت میں تسبیحات کی محافظت، موت کی یاد، تدبر کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت، [illegible]

مکتوب نمبر ۱۸۵

والا نامہ پُر از معذرت باعث سرفرازی ہوا واقعی بات ہے کہ انسان کو اولوالعزم مستقل مزاج، حطام دنیا سے معرض، نعم آخرت پر مشتغل ہونا چاہئے۔ حُبّ جاہ نہایت برباد کرنے والی چیز ہے ما ذئبان ضاریان جائعان ارسلا فی زریبۃ غنم بافسد لها من حب الجاہ لدین المرء او کما قال علیہ السلام۔ یہ حدیث صحیح ہے، اور یہ حب جاہ سخت لیچڑ مرض ہے کہ صوفیہ فرماتے ہیں کہ آخر ما یخرج من قلوب الصدیقین۔ میرے بھائی نفس اعدیٰ عدو انسانی ہے اعدیٰ عدوک نفسک التی بین جنبیک۔ اس کے مکر و فریب سے بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ والسلام

بقیہ حاشیہ ص ۲۳۱ کی باتوں پر وصول وغیرہ سے تقرب الی اللہ کا ملکہ راسخ پیدا ہو جاتا تھا، اور یہ طریقہ آنحضرت صلعم سے متوارث ہے، باقی مرشدوں کے طریق الوان مختلف اور تحصیل نسبت کے طریقے جدا جدا ہیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے سوال پر فرمایا تھا، قال ہی شی بلا شی یعنی وہی نسبت ہے جو ہم کو آنحضرت صلعم کے زمانہ میں بلا اختلاف حاصل تھی اجتک یہ نسبت حاصل نہیں ہوتی، شیخ اپنے مرید کو بیعت ارشاد و سلوک کی اجازت نہیں دے سکتا، البتہ بیعت تو اس سے مستثنیٰ ہے، جیسا کہ عام طور پر لوگ پائے جاتے ہیں، ایک غلطی کا صاف کر دینا ضروری ہے وہ یہ کہ جو مشہور ہے کہ فلاں بزرگ نے فلاں کی نسبت سلب کر لی، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے فرمایا کہ نسبت قرب الٰہی کا نام ہے، اس کو کوئی سلب نہیں کرسکتا، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو چیز حق تعالیٰ مرد کو عطا فرمائیں، دوسرا کوئی ہے جو اس کو سلب کرے، ملاحظہ ہو ملفوظات ۹ ؍ شعبان سنہ ۱۳۱۵ھ۔ آج کل کے نام نہاد خلفاء و مجاز ہیں کو ایسی حالت پر ماتم کرنا چاہئے کہ وہ بلا سوچے سمجھے جو منہ پایا بک جایا کرتے ہیں کہ فلاں کی نسبت سلب کر لیگی تو ایسا ہرگز نہیں ہے اور ایسے لوگ موجودہ طرز سے چھوٹ جائیں گے دوسری بات جو اس مکتوب میں صاف کرنی ہے وہ بیعت ارشاد ہے، راقم الحروف کے نام حضرت امام العصر دامت برکاتہم کا والا نامہ اسی جلد میں درج ہے ملاحظہ فرمالیا جائے، السنامات دعا سننی مجاز اور خلیفہ ہونا بڑی ٹیڑھی کھیر ہے، کیونکہ مجھے ایسی خبیث جاری ہے کہ صدیقین کے قلوب سے آخر میں نکلا کرتی ہے، اس لئے بسا اوقات مشائخ اجازت خود بزرگ صحبت کی مصلحت وغیرہ کی بنا پر

والخفایا مطلع علی القلوب ہے ہم لوگوں سے اپنی قلبی اور نفسانی شرارتوں کو چھپا سکتے ہیں مگر جس سے

(بقیہ حاشیہ ص ۲۳۲) [illegible] پر بیعت کرتے ہیں، باقی اہلیت و صلاحیت کے ساتھ جن کو اجازت ہوتی ہے وہی معتبر ہے۔ بقول میر سید اشرف سمنانی کہ جب تک پیر مسند ارشاد پر اپنی خوشی سے بٹھائے، بغیر اجازت کے اس منصب کی ہرگز ہمت نہ کرے۔ خوب غور کر لیا جائے۔

(حاشیہ صفحہ ۲۳۳): سلہ یہ حدیث تھوڑے تغیر کے ساتھ جامع صغیر سیوطی میں بحوالہ احمد و ترمذی موجود ہے، مفہوم یہ ہے کہ آدمی کے دین کو حب جاہ [illegible] کرتا ہے [illegible] وہ بھیڑیا نہیں کرتا جس کو شکار کی جانب [illegible] بکری کے گلہ میں چھوڑ دیا جاتا ہے

سلہ موضوعات کبیر وغیرہ کتب معتبرہ میں ہے [illegible] حدیث اس کو لفظ حدیث سے تعبیر کرتے ہیں [illegible] موجود نہیں ہے البتہ اس کی صداقت میں کلام نہیں [illegible] اور بحث میں نفس کا [illegible] ہے۔ محققین نے لکھا ہے کہ [illegible] نفس [illegible] اور روح انسانی علوی نے روح حیوانی سے سکون حاصل کیا تو [illegible] روح سے نفس کے ساتھ وابستگی پیدا کی تو قلب پیدا ہو گیا اور اس قلب سے مراد وہ لطیفہ ہے جس کا محل پارہ گوشت ہے اور پارہ گوشت عالم خلق سے ہے اور لطیفہ عالم امر سے ہے اور قلب کا روح اور نفس

سے عالم امر میں پیدا ہونا ایسا ہے جیسے اولاد کا آدم اور حوا سے عالم خلق میں ظہور

اور وجود ہونا، عوارف میں بعض صوفیہ کا یہ قول بھی موجود ہے کہ نفس لطیفہ ہے جو قالب میں رکھا گیا ہے اسی سے اخلاق رذیلہ و صفات مذمومہ ہیں اور روح بھی ایک لطیفہ ہے جو قلب میں رکھا گیا ہے اسی سے اخلاق حمیدہ و صفات محمودہ کا ظہور ہوتا ہے، بہرکیف نفس کی تین حالتوں کے لحاظ سے نام بھی تین ہو گئے ہیں، پس اگر نفس عالم علوی کی طرف مائل ہو اور اللہ کی عبادت و فرمانبرداری میں اس کو خوشی حاصل ہوئی اور شریعت کی پیروی میں سکون اور چین محسوس کیا، اس نفس کو مطمئنہ کہتے ہیں (سورۃ الفجر) اور اگر عالم سفلی کی طرف جھک پڑا اور دنیا کی لذات و خواہشات میں پھنس کر بدی کی طرف رغبت کی اور شریعت کی پیروی سے بھاگا اس کو نفس امارہ کہتے ہیں، کیونکہ وہ آدمی کو برائی کا حکم کرتا ہے (سورہ یوسف) اور اگر کبھی عالم سفلی کی طرف جھکا اور شہوت و غضب میں مبتلا ہوتا ہے اور کبھی عالم علوی کی طرف مائل ہو کر ان چیزوں کو برا جانتا اور ان سے دور بھاگتا ہے اور کوئی برائی یا کوتاہی ہو جائے تو رنجیدہ

سابقہ پڑتا ہے اس سے نہیں چھپا سکتے۔ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ[1] الاٰیۃ نجات صرف تب قلب سلیم کو ہے۔ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ[2] (الاٰیۃ) بھید ہائے سربستہ اس دن ظاہر ہو کر رہیں گے۔ یَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ[3] اگر واسطہ دنیاوی اشخاص سے ہوتا تو ہم بہت کچھ کامیابیاں حاصل کر لیتے۔

ما بروں را ننگریم و قال را ‏ ما دروں را بنگریم و حال را

اس علام الغیوب کو راضی کرنے کی فکر کرنی چاہیے، دنیا میں ہم کتنی بھی کامیابی و شہرت و شوکت حاصل کر لیں، صرف چند روزہ ہے، اس مقدس ذات کا قرب اور رضا نامہ حاصل کرنا چاہیے جس کے یہاں دوام و ابدیت، ہر حالت کی معلومیت ہے۔ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْیُنِنَا[4]۔

میرے محترم! اخلاص کے ساتھ مردانہ وار اس میدان میں قدم رکھیے اور ہر غیر اللہ سے دل کو پاک و صاف کیجئے اللہ تعالیٰ آپ کی اور میری دستگیری فرمائے اور نفس و شیطان کے مکر و فریب سے مجھکو اور آپ کو اور سب دوستوں کو بچائے، آمین والسلام ۱۱ ذی الحجہ ۵۹ھ

ہو کر اپنے تئیں ملامت کرتا ہے اس کو نفس لوامہ کہتے ہیں (سورہ قیامہ) شیخ محی الدین ابن عربی اور دیگر صوفیہ جہاد نفس کو جہاد اکبر فرماتے ہیں یعنی جب نفس کے ساتھ لڑائی میں کامیابی ہوگی تو سارے جہاد حتیٰ کہ راہ خدا میں جان کا دینا معمولی چیز ہو جاتی ہے، باقی قرآنی آیت قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ کا اسی معنی پر محمول کرنا صحیح نہیں ہے بلکہ شیعہ کبریٰ کی بہت سی قرآنی آیت کی غلط تاویل کا نتیجہ ہے، یہاں پر ایک اور بات کا صاف کر دینا ہے وہ یہ کہ صوفیہ کی کتابوں میں رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر کو صحیح حدیث کہا گیا ہے، عسقلانی نے تسدید القوس میں فرمایا ہے کہ امام نسائی نے اس کو ابراہیم بن عبلہ کا کلام بتایا ہے، اسی طرح [illegible] نے بروایت [illegible] بیہقی سے منسوب کیا ہے، سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ خطیب نے اپنی تاریخ میں جابر سے روایت کیا ہے کہ نبی صلعم کسی غزوہ سے واپس آئے تو فرمایا [illegible] من [illegible] الاصغر [illegible] کی [illegible] زبردست قرینہ ہے کہ یہ آنحضرت صلعم کا قول نہیں ہو سکتا اور صوفیہ کی مشہور و متداول کتابوں میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب جیسے متبحر محدث نے [illegible] احادیث وغیرہ جادوب کا مصدر کیا جائے کیونکہ یہ فن [illegible] جب حرم حاضر ہوگا، عارف صوفیہ جس پر جس حال کا غلبہ ہوتا ہے [illegible] کیا یا کشف و الہام سے ان کو [illegible]

مکتوب نمبر ۱۸۸

توجہ الی الذات المتصفۃ بجمیع صفات الکمال المنزہۃ من جمیع سمات النقص والزوال ہی ایمان افزا اور ضروری الدوام ہے۔ جس قدر ممکن ہو اس میں انہماک کیجئے۔ قلب انسانی اسکا محل تجلی اور مرکز ہے۔ "لا یسعنی ارضی ولا سمائی الا قلب عبدی المومن" ای لا یتحملنی فان اللہ سبحانہ اذا تجلی بالتجلی الذاتی فلا یتحملہ عوالم الظلال الا قلب عبدہ المومن فانہ من عالم الامر کیف لا ولما تجلی الرب سبحانہ بالجبل الطور حین سوال موسی علیہ السلام لم یتحملہ فقد قال اللہ سبحانہ فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسی صعقا۔

ہست رب الناس را با جان ناس — اتصالے بے تکیف بے قیاس

ہنیئا لارباب النعیم نعیمہم — وللعاشق المسکین ما یتجرع[1]

اخلاص[2] اور تواضع و فروتنی کو ہمیشہ ملحوظ رکھیں اور اتباع سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ میں ادنیٰ کوتاہی کو بھی روا نہ رکھیں۔ رزقنا اللہ وایاکم رضاہ فی الدنیا والاخرۃ ووفقنا وایاکم لما یحبہ ویرضاہ۔ آمین۔ لوگوں کی اصلاح و تربیت میں کوشاں رہیں، خواب بھی امید افزا ہیں۔ اس روسیاہ ننگ اسلاف کو دعوات صالحہ سے فراموش نہ فرمائیں۔ کتاب صراط مستقیم اور امداد السلوک کو زیر مطالعہ رکھیں۔ والسلام

---

[1] (ترجمہ) ارباب نعیم کے لئے ان کی نعمتیں مبارک ہوں، اور عاشق مسکین کے لئے تو وہ چیز ہے جسے گھونٹ گھونٹ پی رہا ہے۔

[2] اخلاص پر آیات قرآنی اور احادیث نبی کریم کافی سے زیادہ موجود ہیں اور اس کی اہمیت پر مخصوص طور پر زور دیا ہے۔ اخلاص نام ہے تمام دل اور عقل اور روح کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں سرشار کر دینے اور اس کی عبادت میں تقرب و رضا کے سوا کسی اور چیز کو مدنظر نہ رکھنے کا۔ خالص عبادت میں ریا کا کلیۃً ترک کر دینا خلاص ہے، اور خلوص اس وقت بولتے ہیں جس میں دودھ میں بھی خون اور گندگی کی آمیزش نہ ہو، قرآن میں ہے من بین فرث ودم لبنا خالصا۔ لیکن اصطلاح تصوف میں اخلاص یہ ہے کہ اپنے عمل پر سوائے خدا کے کسی کو شاہد نہ بنایا جائے۔ فضیل بن عیاضؒ کا ارشاد ہے: لوگوں کے لئے عمل کو ترک کر دینا ریا ہے، اور لوگوں کو دکھانے کیلئے عمل کرنا شرک اور اخلاص یہ ہے کہ ان دونوں چیزوں سے اپنے کو دور رکھے۔ یوسف بن حسین فرماتے

مکتوب نمبر ۱۸۹

زیارت حرمین شریفین کی صورت پیدا ہوئی مبارک امر ہے ، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور برکات معنویہ سے مالامال کرے آمین ۔

(۱) بارگاہ نبوت سے استفادہ کرنا سوء ادب کیوں ہوگا ، بارگاہ میں حاضر ہوکر بعد ادائے صیغ صلوٰۃ وسلام مذکورہ درود شریف کی کثرت نصیحۃ خطاب زیادہ مفید ہے ، اس کے علاوہ استفادہ کی عمدہ صورت یہ ہے کہ مراقبہ ذات بحت میں مشغول رہیں ، جو کچھ فیوض پہونچنے والے ہیں وہ پہونچیں گے ، اس کے قصد یا سوال کی ضرورت نہیں ہے حاضری روضہ مبارک کے وقت میں آنحضرت علیہ السلام کی روح پرفتوح کو وہاں جلوہ افروز سننے والی جاننے والی ، نہایت جمال وجلال کے ساتھ تصور کرتے ہوئے شہنشاہ عالم کے دربار کی حاضری خیال کیجاوے ورجملہ طرق ادب کا لحاظ رکھا جائے ، جو لوگ مختصر آداب وسنن ہوں ان کی تحقیر وتوہین کی طرف خیال نہ کیا جائے اور نہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی طرف بلا ضرورت شدیدہ توجہ کیجئے ، فضول باتوں ، ور لوگوں کی مجالس میں بلا ضرورت حاضری سے گریز کیا جائے ، اوقات کو درود شریف ، ذکر مراقبہ ، قراۃ قرآن ، نوافل سے معمور رکھا جائے ۔

(۲) مکہ معظمہ میں بھی توجہ الی الذات بلا کیف وبلا کم ہر حال میں خواہ طواف یا سعی نیز ہو کیا جائے ، ادعیہ مسنونہ اگر پڑھی جائیں جیسا کہ افضل قرار دیا گیا ہے تو وہ بھی متوجہ بالذات الموجودۃ فی الروح والقلب المنزہۃ من سائر الصفات للنفس وازوال کے ساتھ جاری رکھا جائے ۔ والسلام ۲۰ رمضان ۱۳۶۶ھ

ملفوظ : میں کردیا ہیں سب اعلیٰ اور تیز ۔ خلاص ہے میں نے اپنا کوشش کی کہ میرے قدت سا تھی مگر دوسری شکل وصورت اور رنگ و اعتبار کر لیا کرتا ہے ، اخلاص اور صدق میں فرق یہ ہے کہ صدق اصل ہے ، اس نے پہلا قدم ہی رکھنا ہے اور اخلاص فرع ہے اور یہ تابع ہو ، پڑھا یوں تعبیر کیجائے کہ عمل میں داخل ہوجانے کے بعد اخلاص کا سوال پیدا ہوتا ہے کہ پہلے ، سی ؟ سے کہا گیا ہے کہ قلقص کے ... ہو ... صدق کے ... حال پیدا آیا ، وساوس سب ختم ہو کر حکمت والی کے چشمے دل سے زبان پر جاری ہوجاتے ہیں ...

مکتوب نمبر ۱۹۰

اذکار سہ یا چہ یہ اولاً بالذات اسماء سے متعلق ہیں اور مراقبہ مسمّٰی سے تعلق رکھتا ہے
ظاہر ہے کہ مسمّٰی متبوع اور مقصود ہے اور اسماء توابع ہیں اس لئے گو ذکر اسماء مؤید توجہ
الی الذات ہوں مگر اس نعمت عمل میں لائے والا مراقبہ ہی مقدم ہے، توجہ الی الذات مع الصفات
کا خیال اجمالی لیا جائے گا ہاں سیر تفصیلی میں خاص خاص صفات قصد کی جاتی ہیں، ہم کو بالفعل
سیر اجمالی ضروری ہے، اس سے ذات مقدسہ مقصود بالذات ہونی چاہیئے، صراط مستقیم کا باب
ثانی جو کہ صفحہ ۱۲۲ سے بعنوان تکملہ در بیان سلوک ثانی راہ ولایت شروع ہوتا ہے، اس کو
مطالعہ فرمائیں، اور اخیر تک یعنی سلوک ثانی راہ نبوت کا بھی مطالعہ کریں، بہرحال توجہ الی
الذات میں جس قدر بھی کامیابی حاصل کریں وہی کامیابی کی چوٹی ہے۔ والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۶۹ھ

مکتوب نمبر ۱۹۲

جناب مولانا محمد احمد صاحب نگینہ ضلع بجنور کے نام

محترم المقام زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا جو یہ جی چاہتا ہے کہ قرآن حکیم کی تلاوت کے وقت بھی یہی مراقبہ جاری رکھوں، ثواب و قرب میں تو کمی نہ آوے گی، ثواب اور قرب میں انشاء اللہ تعالیٰ زیادتی ہوگی، یہ مراقبہ وفی انفسکم افلا تبصرون سے جو اعلیٰ درجہ کا ہے۔

قرآن کی تلاوت کرتے وقت تصور فرماویں کہ ذات حق جل مجدہ میری زبان سے قرآن جاری فرما رہا ہے۔ جو کہ بلاکیف بلاکم بے چون و بے چگوں میرے قلب میں موجود ہے۔ میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ طالب ہدایت کو کلمۃ الخیر اور تعلیم طریقت کرتے رہیں، دعوات صالحہ سے فراموش نہ فرمائیں۔ والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد، ۱۰ رجب [illegible]

---

۱۵ شیخ الاسلام قدس اللہ سرہ العزیز کے خلفاء اور مجازین کی یہ بھی فہرست ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس اجازت کے ضمن میں ان کے اسمائے گرامی بھی درج کر دیئے جاتے ہیں۔

فہرست حضرات خلفاء شیخ الاسلام رحمۃ اللہ

نمبر	نام	مقام	ڈاکخانہ	ضلع
۱	مولوی تحسین میاں صاحب مرحوم	سیدپور	ڈاکخانہ سید پور	ضلع سلہٹ
۲	حاجی عبدالمالک صاحب	جگنا باڑی	ڈاکخانہ چوڑکھائی	" "
۳	حاجی بدر میاں صاحب	تال باڑی	ڈاکخانہ چوڑکھائی	" "
۴	مولانا بشیر احمد صاحب رحمہ	باگا	ڈاکخانہ [illegible]	" "
۵	مولوی مقدس علی صاحب	کرشنج	ڈاکخانہ [illegible]	" "
۶	مولوی سید عبدالخالق صاحب مرحوم	سہدپور	ڈاکخانہ سید پور	"
۷	ڈاکٹر علی اصغر نوری صاحب رحمہ	کھنگاؤں	ڈاکخانہ [illegible]	" "
۸	مولوی حبیب الرحمن صاحب	موضع رائے پور	ڈاکخانہ ذریب	" "
۹	سلیمان خان صاحب مولوی بازار			" "

۱۰ - مولوی عبدالرحیم صاحب	چری پاڑہ	ڈاکخانہ کنائی گھاٹ	"	"
۱۱ - مولوی مجاہد علی صاحب	گنگا جل	ڈاکخانہ گنگا جل	"	"
۱۲ - مولوی عبدالمتین صاحب چودھری	پھول باڑی مقیم حال ڈھاکہ دکھن		"	"
۱۳ - مولوی عبدالرحمٰن صاحب	موضع دھولیا	ڈاکخانہ کاکاڈوڑا	"	"
۱۴ - مولوی تجمل علی صاحب	انگورا محمد پور	ڈاکخانہ نوڑر بازار	"	"
۱۵ - مولوی علاؤالدین صاحب	جب جنگ	ڈاکخانہ بنیاچنگ	"	"
۱۶ - مولوی عبدالمنان صاحب	موضع اٹھالیا	ڈاکخانہ شیٹ جوڑی	"	"
۱۷ - مولوی عبداللطیف صاحب، مولوی بازار موضع نالی پوی۔ ڈاکخانہ الکاتل کوٹا			ضلع	سلہٹ
۱۸ - مولوی سراج الحق صاحب	موضع پرن گاؤں	ڈاکخانہ کلیر بھنگا	"	"
۱۹ - مولوی عبدالحق صاحب	" غازی نگر	ڈاکخانہ بتھاریا	"	"
۲۰ - مولوی عبدالمومن صاحب	" پران گاؤں	ڈاکخانہ کلیر بھنگا	"	"
۲۱ - مولوی یونس علی صاحب	" رائے گڑھ	ڈاکخانہ ڈھاکہ دکھن	"	"
۲۲ - مولوی عبدالمنان صاحب	" گنوی	ڈاکخانہ بنیاچنگ	"	"
۲۳ - مولوی عبدالغفار صاحب	" مروخانی	ڈاکخانہ منشی پاڑہ	"	"
۲۴ - مولوی محمد سلی صاحب	" بلرام پور	ڈاکخانہ منشی بازار	"	"
۲۵ - مولوی ریاض الرب صاحب	ڈھاکہ دکھن	ڈاکخانہ ڈھاکہ دکھن	"	"
۲۶ - مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم	سائس ٹوکھائی		"	"
۲۷ - مولانا حسن علی صاحب مرحوم	گورش گھاٹ		"	"
۲۸ - مولانا لطف الرحمٰن صاحب	حامد نگر	ڈاکخانہ برونہ	"	"
۲۹ - مولانا حافظ عبدالکریم صاحب	موضع سلام آباد	ڈاکخانہ مکھی پاشا	"	"
۳۰ - مولانا بدر عالم صاحب	مغل بازار	ڈاکخانہ مغل بازار	"	"
۳۱ - مولانا مسعود الحق صاحب۔ حال شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم پوسٹ [illegible]	بٹیا	ڈاکخانہ بٹیا	ضلع	چاٹگام

۳۲ ۔ مولانا مفتی محمد الحق صاحب مدرسہ معین الاسلام ڈاکخانہ ہاٹ ہزاری " "

۳۳ ۔ مولوی عبد الستار صاحب فتح پور ڈاکخانہ مدن ہاٹ " "

۳۴ مولوی محمد شفیع صاحب ۔ مدرسہ معین الاسلام ڈاکخانہ ہاٹ ہزاری " "

۳۵ مولوی حبیب الرحمن صاحب موضع رام نگر ڈاکخانہ نظیر ہاٹ " "

۳۶ مولوی عبد الرحمن صاحب موضع پگی ڈاکخانہ ...ہنی ضلع چاٹگام

۳۷ مولوی محمد نعمان صاحب " اندھر پاڑہ ڈاکخانہ بھائی کھن " "

۳۸ مولوی محمد ادریس صاحب نائب مہتمم ... " ... ڈاکخانہ امان اللہ " "

۳۹ مولوی عبد الحلیم صاحب پیر کھن " "

۴۰ مولوی شمس الدین صاحب نائب مہتمم وکیل باڑی کنچن نگر ڈاکخانہ کنچن پور " "

۴۱ مولوی عبد الغنی صاحب بال ... مدرسہ ڈاکخانہ ... ضلع بابہ

۴۲ مولوی ریاض الدین صاحب موضع فرید پور ڈاکخانہ لکھی پور ضلع نواکھالی

۴۳ مولانا داؤد حسین صاحب چاندپوری فینی ڈاکخانہ فینی " "

۴۴ مولوی عزیز الحق صاحب عدیل پور ڈاکخانہ چیگا تلی " "

۴۵ مولوی کلیم اللہ صاحب مدرسہ اشرف العلوم (نخل کوٹ) ضلع ٹپرہ

۴۶ مولوی حبیب الرحمن صاحب فینوا ڈاکخانہ فینوا " "

۴۷ مولوی علی اشرف صاحب سیرام پور ڈاکخانہ بخشی بازار " "

۴۸ مولانا امین الحق صاحب مہتمم جامعہ قرآنیہ محلہ لال باغ ڈھاکہ

۴۹ مولوی محمد یونس صاحب باقر گنجی موضع ...خلیفہ ڈاکخانہ ... ضلع باقر گنج

۵۰ حافظ طیب علی صاحب مرحوم

۵۱ مولوی عبد الواحد صاحب موضع ملاگرام ڈاکخانہ موہنیا ضلع کچھاڑ

۵۲ مولوی سعید علی صاحب امام مسجد درگاہ بشرشی ڈاکخانہ کریم گنج " "

۵۳ مولانا مقدس علی صاحب موضع ...پل ڈاکخانہ ...گرام " "

۵۴ مولانا عبد الجلیل صاحب شیخ الحدیث ۔ دار الحدیث بدر پور " "

۵۵ مولانا مقصود علی صاحب دار العلوم بانسکنڈی 〃

۵۶ ۔ مولوی بشارت علی صاحب دار العلوم بانسکنڈی ضلع کچھاڑ

۵۷ ۔ مولانا احمد علی صاحب بدرپوری شیخ الحدیث دار العلوم بانسکنڈی 〃 〃

۵۸ مقبول علی صاحب بانسکنڈی 〃 〃

۵۹ ماسٹر غلام احمد صاحب بانسکنڈی 〃 〃

۶۰ مولوی معین الدین صاحب مدرس دار العلوم بانسکنڈی 〃 〃

۶۱ مولوی جواد علی صاحب 〃 〃 بانسکنڈی 〃 〃

۶۲ ہرمز علی صاحب موضع تاراپور ڈاکخانہ نوبی سلچر 〃 〃

۶۳ حافظ محمد مستقیم صاحب محلہ برنگا سلچر 〃 〃

۶۴ حافظ مکرم علی صاحب مرحوم بانسکنڈی 〃 〃

۶۵ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب موضع جلالپور ڈاکخانہ سری گوری 〃 〃

۶۶ حافظ شفیق الرحمٰن صاحب بانسکنڈی 〃 〃

۶۷ مولوی قاری عبد المطہر صاحب ساکن بھگاڈر ڈاکخانہ بیرنگا سلچر 〃 〃

۶۸ مولوی قاری عبد الصمد صاحب موضع ڈوبی بال ڈاکخانہ غیر گرام 〃 〃

۶۹ مولوی عبد المصور صاحب ساکن مباقل مقیم حال دار الحدیث بدرپور ڈاکخانہ بھنگا بازار 〃 〃

۷۰ مولوی معتصم علی صاحب موضع محمد پور ڈاکخانہ دکھن نگ پور ساوتولا 〃 〃

۷۱ مولوی مظفر علی صاحب مدرسہ اسلامیہ انگاپور ڈاکخانہ انگاپور بازار 〃 〃

۷۲ مولوی عبد الحق صاحب موضع محمد پور ۔ ڈاکخانہ دکھن نگ پور ساوتھلالہ 〃 〃

۷۳ مولوی عبد الحی صاحب مقیم گنجی موضع ستاگھری ڈاکخانہ موہیا 〃 〃

۷۴ حافظ عبد النور صاحب کریم گنجی موضع گنڈ نجانی ڈاکخانہ بانڈی گرام 〃 〃

۷۵ ۔ مولوی جلال الدین صاحب سوناتولی ۔ ساکن لکھوڈکنڈی مقیم حال گمٹ ہال اسکول، شیلانگ، ڈاکخانہ کالی گنج بازار 〃 〃

۷۶ حافظ عبد الرحیم صاحب ساکن ملاگرام ڈاکخانہ موہیا ضلع کچھاڑ

۷۷ محمد نجابت علی صاحب ساکن کھڑاکنڈی ڈاکخانہ گمج بازار 〃 〃

۷۸۔ حاجی عبدالمالک صاحب ساکن بنرشی ڈاکخانہ کریم گنج " "
۷۹۔ حاجی شمس الحق صاحب ساکن بنرشی ڈاکخانہ کریم گنج " "
۸۰۔ حاجی محبت علی صاحب ساکن سونابری گھاٹ " "
۸۱۔ مولوی رحیم الدین صاحب۔ امام مسجد جامع۔ بانسکنڈی " "
۸۲۔ مولوی محسن علی صاحب، مدرس دارالعلوم، بانسکنڈی " "
۸۳۔ قربان علی صاحب بانسکنڈی " "
۸۴۔ مولوی اسعد علی صاحب ساکن روپئی بالی " "
۸۵۔ مولوی عبدالرزاق صاحب اگاپور " "
۸۶۔ مولوی منور علی صاحب تلاپور " "
۸۷۔ مولوی امان اللہ صاحب مرحوم کریم گنجی ساکن سورتی کنڈی، ڈاکخانہ اشرا بازار " "
۸۸۔ مولوی کریم الدین صاحب، ساکن بانسکنڈی " "
۸۹۔ مولوی سعید احمد صاحب موضع رنگ پور ڈاکخانہ دکھن بھیر سادہ تالاب " "
۹۰۔ مولوی عبدالباری صاحب ساکن نیتائی نگر ڈاکخانہ نیتائی نگر بازار " "
۹۱۔ مولوی محمد موسیٰ صاحب مدرسہ مدرسہ اسلامیہ مسجد ہاکانی پی ساکن شاہ نگر ڈاکخانہ دوگاؤں ضلع نوگانگ
۹۲۔ مولوی ضمیرالدین صاحب گورنمنٹ ہائی اسکول دھوبری ضلع گوالپاڑہ
۹۳۔ مولانا حافظ عبدالرحمن صاحب مرحوم۔ مدرسہ شمس الہدیٰ پٹنہ
۹۴۔ اظہر حسین صاحب موضع پورائن ڈاکخانہ پورنسی ضلع بھاگلپور
۹۵۔ حاجی محمد ایوب صاحب " چلل ڈاکخانہ بارہ ہاٹ " "
۹۶۔ خلیل الرحمن صاحب موضع چلل ڈاکخانہ بارہ ہاٹ ضلع بھاگلپور
۹۷۔ مولوی محمد یعقوب صاحب " بھوڑہ ڈاکخانہ سنہولا ہاٹ " "
۹۸۔ اشرف علی صاحب " عظمت پور ڈاکخانہ نرائن پور " "
۹۹۔ عبدالرحمن صاحب " " ڈاکخانہ [illegible] " "
۱۰۰۔ حاجی منظر الحق صاحب موضع [illegible] " "

۱۰۱ - مولوی محمد انور صاحب ساکن کیتھا ٹیکر ڈاکخانہ کوچا پرسا ؍؍ ؍؍

۱۰۲ - حکیم خدا حسین صاحب محلہ منار پور چوک ؍؍ ؍؍

۱۰۳ - مولانا عبد السلام صاحب مرحوم کوہ ڈیہہ ڈاکخانہ ؍؍ پدلوچک ؍؍ ؍؍

۱۰۴ - حاجی احمد حسن صاحب موضع سنہولی ڈاکخانہ چکدوریا ؍؍ ؍؍

۱۰۵ - مولانا قاری فخر الدین صاحب جامعہ قاسمیہ شہر گیا۔

۱۰۶ - مولانا شبیہ حسن صاحب موضع دُمری ڈاکخانہ شیر انواں ضلع گیا

۱۰۷ - حاجی منہاج الدین صاحب۔ تب کو مرچیٹ دھانی ٹولہ شہر گیا۔

۱۰۸ - مولوی عبد اللہ صاحب جیبرد ہی موضع و ڈاکخانہ مانجھا سنیٹ ضلع سارن

۱۰۹ - حاجی محمد عاقل صاحب۔ حیا گھاٹ - بلا سپور ضلع دربھنگہ

۱۱۰ - مولوی محمد ازہر صاحب موضع و ڈاکخانہ رنقوس) براہ کمول ؍؍ ؍؍

۱۱۱ - مولوی عبد الرشید صاحب موضع مبارک پور۔ ڈاکخانہ سنگھوا بازار ضلع مونگیر

۱۱۲ - قاری مہدی بخاری صاحب، مدرسہ تجوید القرآن جامع مسجد شہر مونگیر

۱۱۳ - مولوی ادریس صاحب موضع نوکنہ ڈاکخانہ اسلام پور ضلع پورنیہ

۱۱۴ - مولوی اکبر صاحب۔ موضع اورنگ آباد۔ ضلع گیا مقیم حال برواڈیہہ گریڈیہہ ضلع ہزاری باغ

۱۱۵ - مولانا نعیم اللہ صاحب مرحوم موضع بیگھی پور ڈاکخانہ ہنسور ضلع فیض آباد

۱۱۶ - مولوی عبد الجبار صاحب ہنسور ضلع فیض آباد

۱۱۷ - مولوی حافظ محمد طیب صاحب (نابینا) مکتبہ صابریہ دیوبند ؍؍ سہارنپور

۱۱۸ - مولوی فیض اللہ صاحب گونڈوی مدرسہ احمدیہ۔ مغلپورہ شہر میرٹھ

۱۱۹ - مولانا ادریس صاحبؒ استاذ ندوۃ العلماء قصبہ نگرام ضلع لکھنؤ

۱۲۰ - مولانا محمد یونس صاحب مرحوم قصبہ بگھرہ ضلع مظفر نگر

۱۲۱ - حافظ عبد اللطیف صاحب مرحوم۔ امام جامع مسجد گڑھی پختہ ؍؍ ؍؍

۱۲۲ - حکیم محمد سلیمان صاحب مرحوم و مغفور موضع و ڈاکخانہ نونی غازی پور

۱۲۳ - مولانا قاری اصغر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سہنس پوری۔ مدنی منزل دار العلوم دیوبند ضلع سہارنپور

۱۲۴ - مولانا سید محمد حسن صاحب موضع پہیڑ ربھا کا نستہ عرف پہیڑ کلاں 〃 〃

۱۲۵ - مولوی ہدایت علی صاحب مدرسہ ہدایت المسلمین کرہی. ڈاکخانہ دودھارا ضلع بستی

۱۲۶ - مولوی قطب اللہ صاحب موضع جھکیا - ڈاکخانہ کرٹ مری 〃 〃

۱۲۷ - مولوی سید محمد احمد صاحب مرحوم نگینہ 〃 بجنور

۱۲۸ - مولوی عزیز الرحمن صاحب مہتمم یتیم خانہ شہر 〃

۱۲۹ - مولوی سید احمد شاہ صاحب، مراد آبادی، انٹر کالج 〃 〃

۱۳۰ - مولوی عبدالحی صاحب مرحوم موضع انجان شہید ضلع اعظم گڑھ

۱۳۱ - مولوی صفات اللہ صاحب محلہ بلاقی پورہ - سونا تھ بھجن 〃 〃

۱۳۲ - مولوی مشتاق احمد صاحب مدرس ۔۔العلوم قاضی داموں پورہ 〃 〃 〃

۱۳۳ - حاجی محمد احمد صاحب. قصبہ ہنگاؤں ضلع الہ آباد

۱۳۴ - کریم بخش صاحب آزاد، دوکان جناب اکبر حسین صاحب چھپائی والی گلی کرنیل گنج شہر کانپور

۱۳۵ - مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم سنبھلی مدرس مدرسہ چلہ - امروہہ ضلع مراد آباد

۱۳۶ - مولوی محمود احمد صاحب مرحوم جامع مسجد حسن پور ضلع مراد آباد

۱۳۷ - مولانا احمد اللہ صاحب مرحوم رن پور مسلم ہائی اسکول ڈاکخانہ برن پور ضلع بردوان

۱۳۸ - مولوی عبدالخالق صاحب شانتی باغ ڈاکخانہ شیر دہ 〃 〃

۱۳۹ - حسن اسلام محی الدین صاحب رحمت نگر ڈاکخانہ برن پور 〃 〃

۱۴۰ - مولوی عبداللہ صاحب کوارٹر ۔ لائن ۔ ڈاکخانہ برن پور 〃 〃

۱۴۱ - مولانا محمد طاہر صاحب. کریم گنجی مدرس مدرسہ عالیہ شہر کلکتہ -

۱۴۲ - حافظ عبداللطیف صاحب (نابینا) مدرسہ عربیہ اسلامیہ بھیناتھ پارا ضلع رنگپور

۱۴۳ - جناب سی بشیر احمد صاحب ۔ محمد رضا اسٹریٹ برنام بٹ ضلع شمالی ارکاٹ

۱۴۴ - مولانا شیخ حسن صاحب مالاباری - شیخ الحدیث مدرسہ باقیات الصالحات ویلور 〃 〃

۱۴۵ - مولانا نیاز محمد صاحب مدرسہ عربیہ اسلامیہ قصبہ نوح ضلع گوڑگانواں

۱۴۶ - مولوی جمیل احمد صاحب معرفت مولانا نیاز محمد صاحب 〃 〃 〃

۱۴۷ - میاں جی محمد رمضان صاحب - موضع مالب " "

۱۴۸ - جناب منشی اللہ دتہ صاحب - تبلیغی مرکز - نظام الدین نئی دہلی

۱۴۹ - قاری عبدالشکور صاحب جھنجھانوی امام حوض والی مسجد نئی سڑک دہلی

۱۵۰ - مولوی خورشید احمد صاحب - قصبہ عبدالحکیم ضلع ملتان

۱۵۱ - مولوی حامد میاں صاحب دیوبندی - مسلم مسجد چوک انارکلی - لاہور

۱۵۲ - مولانا حکیم عبدالحکیم صاحب سلیمانی دواخانہ نیض باغ "

۱۵۳ - مولوی منظور حسین صاحب - بمقام تھین - تحصیل چکوال ضلع جہلم

۱۵۴ - مولوی رحمت اللہ صاحب مدرسہ عربیہ موضع چک D.N.B ڈاکخانہ ہیڈ راجکان - ریاست بہاولپور

۱۵۵ - مولوی عبدالحق صاحب دامانی - موضع شیر وکہنہ - ڈاکخانہ کوراچی - ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں

۱۵۶ - حضرت مولانا محمد بزرگ صاحب مرحوم - سملک ڈاکخانہ ڈابھیل ضلع سورت

۱۵۷ - مولانا عبدالصمد صاحب کاچھوی - مرحوم " "

۱۵۸ - مولانا عبدالصمد صاحب موضع وارکانیر ڈاکخانہ بردولی " "

۱۵۹ - مولانا عبدالغفور صاحب قریشی - مدرسہ فوقانیہ شہر عثمان آباد

۱۶۰ - سید سلیمان شاہ صاحب قادری " "

۱۶۱ - سید بدیع الدین صاحب ضلع "

۱۶۲ - مولانا عبدالحکیم " "

۱۶۳ - سید طالب علی صاحب مہتمم مدرسہ مصباح العلوم شاسنور تعلقہ لاتور " "

۱۶۴ - مولوی عبدالصمد صاحب شاسنور - تعلقہ " " "

۱۶۵ - مولوی منظور احمد صاحب موضع میتڑی ڈاکخانہ بوبیانہ ضلع کیمبلپور

۱۶۶ - مولانا بایزید صاحب شہید رسٹن برگ ٹرانسوال (جنوبی افریقہ)

۱۶۷ - صاحبزادہ محترم مولانا اسعد صاحب زید مجدکم (ناظم جمعیۃ علماء ہند)

مکتوب ۱۹۳

جناب مولانا عبدالرشید صاحب خلیفہ و مجاز حضرت مدنی سپارکپور (بہار) کے نام

طریقہ بیعت لینے کا یہ ہے۔

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ
من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ
فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا
ومولانا محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوا إِلَیْهِ الْوَسِیلَةَ وَجَاهِدُوا فِی سَبِیلِهِ لَعَلَّكُمْ
تُفْلِحُونَ. إِنَّ الَّذِینَ یُبَایِعُونَكَ إِنَّمَا یُبَایِعُونَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَیْدِیهِمْ فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا
یَنْكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَیْهُ اللّٰهَ فَسَیُؤْتِیهِ أَجْرًا عَظِیمًا۔

(دیکھیے) اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان سیدنا ومولانا محمدا عبدہ ورسولہ
گواہی دیتا ہوں میں کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی عبادت کے قابل نہیں اکیلا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں اور
گواہی دیتا ہوں میں کہ ہمارے سردار اور ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس
کے رسول ہیں ایمان لایا میں اللہ پر جیسا کہ ہے وہ اپنی ذات میں اور اپنی صفات

حاشیہ مکتوب ۱۹۳ بیعت کے سلسلہ میں چند باتوں کا صاف کر دینا ضروری ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ موجودہ
بیعت جو آج کل پیروں اور مشائخ کے یہاں جاری ہے آخر اس کا ثبوت کیا ہے جبکہ یہ منصب خلیفۂ وقت کا ہے کیونکہ
وہی حکومت اسلامی ہے: خلیفہ و امیر ترجیب۔

بلاشبہ بیعت ارشاد خلافت کا حق امیر، خلیفۂ وقت اور امیر لشکر کو ہی تھا۔ اور اپنے خلیفہ توبہ اور
ترک معاصی پر اور بیعت لیا کرتا تھا لیکن اسلام کے بعد جب خلافت سلطنت کی شکل میں تبدیل ہو گئی اور دنیاوی
فرماں رواؤں اور دینی مقتداؤں کے دو سلسلے جدا جدا ہو گئے تو بیعت توبہ نے حاکم وقت سے منتقل ہو کر دینی
مقتداؤں کے دامن تربیت میں پناہ لی اور کسی مقتدائے وقت کے ہاتھ پر توبہ کر لینے

وہ بیعت توبہ لے لیا کرتے چنانچہ یہی سلسلہ ربیعتے اسلام میں اب تک جاری ہے
اور اسے ہمیشہ جاری رہنا ضروری ہے کیونکہ وجود اور ثبوت بیعت پیغمبر صلعم سے مستفیض اور یقینی طور پر ہے

میں اور اپنے افعال میں۔ اکیلا ہے وہ کوئی اس کا ساجھی اور شریک نہیں اور ایمان لایا میں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سچے رسول ہیں جو کچھ انھوں نے فرمایا وہ سب حق ہے اور ایمان لایا میں اللہ تعالیٰ کے سب پیغمبروں پر اور اس کے سب فرشتوں پر اور اس کی سب کتابوں پر اور قیامت کے دن پر اور تقدیر پر۔

داخل ہوا میں دینِ اسلام میں سچے دل سے۔ بری اور بیزار ہوں میں سب دینوں سے سوائے دینِ اسلام کے۔ بیعت کی میں نے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر بواسطہ ان کے خلفاء کے۔ عہد کرتا ہوں کہ شرک نہ کروں گا کفر نہ کروں گا بدعت نہ کروں گا چوری نہ کروں گا زنا نہ کروں گا کسی کو ناحق قتل نہ کروں گا کسی پر بہتان نہ باندھوں گا جہاں تک ہو سکے گا خدا اور اس کے رسول کی ہمیشہ ہمیشہ اطاعت اور فرماں برداری کرتا رہوں گا۔ اپنی طاقت بھر گناہوں سے بچتا رہوں گا اور اگر کبھی کوئی گناہ ہو گیا تو بہت جلد توبہ کروں گا۔ توبہ کرتا ہوں میں اپنے سب گناہوں سے اگلے ہوں یا پچھلے۔ چھوٹے ہوں یا بڑے، ظاہر ہوں یا پوشیدہ۔ جن کو میں جانتا ہوں اور جن کو نہیں جانتا۔ اے اللہ تو سب کچھ سنتا ہے تو سب کچھ دیکھتا ہے تو سب کچھ جانتا ہے۔ تجھ سے کچھ چھپا ہوا نہیں

دوسری چیز بیعت کا کیا مفہوم ہے اور بیعت کس کو کہتے ہیں؟ پس جس طرح انسان علوم رسمیہ کے اکتساب میں کسی استاد اور معلم کی ضرورت محسوس کرتا ہے ٹھیک اسی طرح علوم باطنی یا بالفاظ دیگر معرفت اور تزکیۂ نفس کی تحصیل میں ایک مرشد کامل اور استاد فاضل کا محتاج ہوتا ہے لغوی اعتبار سے بیع کے معنے خریدنے و بیچنے کے ہیں اسلام میں یہ بھی ایک قسم کا معاہدہ ہے جس میں استاد یا کسی بزرگ اور صالح کے ہاتھ پر اطاعت کا اقرار کیا جاتا ہے اور اس کی پابندی اہم خیال کی جاتی ہے گویا اس بیعت کرنے والے نے کسی ثواب یا رضائے الٰہی میں اس اقرار کے پورا کرنے کے لئے اپنے کو بیچ ڈالا ہے اسی تعہد اور معاہدے کا نام بیعت ہے۔

تیسری چیز حکمت بیعت ہے جس کو یوں سمجھایا جا سکتا ہے کہ خدا کا قانون اور اس کی سنت یوں ہی جاری ہے کہ بہت سے امور خفیہ بذریعہ افعال واقوال نفوسِ انسانی میں پوشیدہ و مخفی رکھے ہیں بلاشبہ تصدیق خدا اور رسول اور یوم آخرت ایک امر مخفی و کیفیت باطنی ہے لیکن زبان سے اقرار کر لینے کو اس کے قائم مقام تسلیم کیا گیا محض اس لئے کہ ظاہر باطن کی خبر دے اور زبان دل کے پوشیدہ اسرار کی ترجمانی کرے اسی طرح معاہدہ توبہ و عزم بر ترک معاصی و تمسک بحبل اللہ ایک امر مخفی تھا، دیگر بیعت کو اس کی جگہ رکھا اور اس کے جمیع احکامات شرعیہ کا اعتراف بدیہی قرار دیا۔

چوتھی چیز اقسام بیعت ہے۔ کتب تصوف وغیرہ میں بیعت کی بہت سی قسمیں مرقوم ہیں لیکن ان پر کوئی زبردست ثبوت کتاب و سنت سے موجود نہیں ہے البتہ حسب ذیل اقسام کتاب و سنت صحیحہ سے ثابت ہیں

تو گناہوں کا بہت معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔ تو بار بار توبہ کو قبول کرنے والا اور کریم ہے۔ میری توبہ قبول فرما اور میرے گناہوں کو بخشدے۔ بیعت کی میں نے ... کے ہاتھوں پر طریقہ چشتیہ صابریہ اور طریقہ چشتیہ نظامیہ اور طریقہ نقشبندیہ اور طریقہ قادریہ اور طریقہ سہروردیہ میں اے اللہ میری بیعت قبول فرما اور مجھ کو ان سلسلوں کے بزرگوں کے طفیل میں اپنی سچی محبت اور کامل ایمان عطا فرما میرا خاتمہ ایمان پر ہو اور آخرت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ اور آپ کی شفاعت اور جنت نصیب ہو۔ دعا.........

دفعہ حاشیہ ص ۲۲۸   ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ

(۱) بیعت ہجرت، اسلام اور جہاد پر لوگوں نے آنحضرت صلعم سے بیعت کی حضرت انس رضی اللہ عنہ غزوہ خندق

نحن الذین بایعوا محمدا ۔ علی الجہاد ما بقینا ابدا

حضرت سلمہ بن الاکوع و مجاشع بن مسعود انہیں میں سے ہیں۔

(۲) بیعت توبہ بھی عزم ترک معصیت والتزام حسنات و قربات جو سورۂ ممتحنہ کی آیت و احادیث صحیحہ سے ثابت ہے بھی سنت ہے۔ اور صوفیہ کے نزدیک متعلق طیبہ ہے ور سب کا سلسلہ اپنے پیشوا اور ہادی سے متصل ہے۔

مکتوب نمبر ۱۹۴

جناب باری عزاسمہ ہماری عقل وادراک سے نہایت ہی زیادہ بلند اور بالا ہے۔

لیس کمثلہ شئی۔

اے برتر از خیال وقیاس وگمان وہم　　وز ہرچہ گفتہ اند شنیدیم وخواندہ ایم

مگر تقریب وتفہیم کے لئے مندرجہ ذیل مثال پیش کرتا ہوں۔

ہرانسان میں ایک مرتبہ ذات کا ہے، اس درجہ میں وہ سب سے بے پروا اور غیر متعلق ہے دوسرا درجہ صفات کا ہے جو کہ تمام تعلقات خارجہ کا سبب ہے، اس کا وصف کرم اس کو داد ودہش پر آمادہ کرتا ہے۔ اسی پر وہ غریبوں اور فقراء، ارباب حاجات کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور یہ وصف اس کو مجبور کرتا ہے کہ وہ ان کی حاجت مندیوں پر بے چین ہو جائے اور اپنے مال وزر کو ان تک پہونچانے میں دریغ نہ کرے، وصف شجاعت قتل وقتال قہر وغلبہ پر مجبور کرتا ہے؛ وعلیٰ ہذاالقیاس تمام اوصاف یہی معاملہ رکھتے ہیں، تیسرا مرتبہ جوارح کا ہے جن کے وسیلے سے وہ مقتضیات صفات کو خارج میں انجام دیتا ہے کریم شخص میں داد ودہش کی نوبت آتی اور ظہور پذیر ہوتی ہے، شجاع میں قتل وقتال قہر وغلبہ کی عالم خارج میں صورت بنتی ہے، اگر یہ جوارح نہ ہوتے تو مقتضیات صفات کے ظہور کی صورت نہ بنتی، اسی طرح بلاتشبیہ تام ذات باری عزاسمہ تمام خلائق سے مستغنی اور غیر متعلق ہے اس کی صفات کاملہ جو کہ غیر اور لاعین ہیں، واسطہ بین قدیم وحادث ہیں وہی تعلقات پیدا کرنے والی ہیں، اس کے بعد مرتبہ اسماء کا ہے یہ اسماء حسنیٰ اپنے اقتضاءات کے موافق تمام عالم میں تصرف کرتے ہیں، جیسے کہ انسان کے جوارح بھی قابلیت کے موافق تصرف کرتے ہیں اسم رزاق مخلوقات کو رزق پہنچاتا ہے جیسے کہ انسان کا

راقم الحروف نے اس کی وضاحت حضرت اقدس مدظلہ العالی سے چاہی بارے
صد شکر کہ یہ گنج گرانمایہ عرصہ کے بعد تشنہ لب معرفت کے جرعہ نوشوں کے لئے شرف صدور ہوا، جو خود ہی
متن اور خود ہی شرح ہے، یعنی حضرت اقدس مدظلہ العالی خود ہی ماتن ہیں اور خود ہی شارح ہیں —
پھر کیا، تصنیف را مصنف نکو کند بیان۔ کی بھی نظیر ہے، مکتوب عالی میں اجل اللہ کا یہ ارشاد کہ

مکتوب نمبر ۱۹۵

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس کریم کارساز بندہ نواز نے آپ کو قرب وحضور اور معیت کی نعمت وجدانی طور پر عنایت فرمائی اور نسبت میں قوت اور ترقی عطا فرمائی فللّٰہ الحمد والمنۃ اللّٰھم زد فزد محترما! توجہ الی الذات المقدسۃ المنزھۃ عن سایر سمات النقص والزوال وعن المادۃ والمثال المتصفۃ بالکمال والجلال، کو حسب قدر ممکن ہو بڑھائیے اور حضور دائم پیدا کیجئے۔

لطائف مدرکہ کا ترقی پذیر ہونا نعمت عظیمہ ہے اللہ تعالیٰ اور زیادہ فرماتے۔

ذات مقدسہ بے مثل اور بے مثال ہے۔ اسی طرف دھیان متوجہ رہنا چاہیئے۔ ؎

اے برتر از قیاس وگمان وخیال وہم وازہرچہ گفتہ اند شنیدیم وخواندہ ایم

لیس کمثلہ شیٔ، اسی کی شان ہے، لم یکن لہ کفوا احد، اس کی آن ہے وہی مقصود انس وجان ہے اس سے غافل ایک دم نہ ہونا چاہیئے۔ ؎

یک لحظہ غافل از آں ماہ نہ باشی شاید کہ نگاہے کند آگاہ نہ باشی،

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

اس توجہ دائمی کے ساتھ مرضیات حق کو ہمیشہ تلاش کرنا اور اس میں منہمک رہنا اعلیٰ ترین مقصد انسانی ہے جس کے لئے درحقیقت جناب سید الانام علیہ وعلی آلہ وصحبہ اکمل التحیۃ والسلام کے سنن وآداب کی زیادہ سے زیادہ پیروی کرنا اشد ضروری ہے ؎

فراق ووصل چہ خواہی رضائے دوست طلب کہ حیف باشد از دغیر ازیں تمنائے!

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی، الآیۃ۔ ارشاد گرامی ہے۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مطمح نظر یہی تھا۔ یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا۔ اس کی دلیل ہے۔

اسی کی جدوجہد میں ہمیشہ لگے رہیئے یہی دھن ہماری دن ورات رہنی چاہیئے۔

میں دعا کرتا ہوں میرے پاس آنا اور رہنا کوئی ضروری نہیں ہے میں اسلاف کرام کا بدنام کرنے والا اور نفس اور خواہشات کا بندہ ہوں اللہ تعالیٰ فضل فرماتے

تو نجات کی امید کر سکتا ہوں:" عدل کرے تو لشیاں فضل کرے تو چھپیاں" بزرگانِ پنجاب کا صحیح مقولہ ہے۔ ؎

سود گشت از سجدۂ راہِ بتاں پیشانیم؛ چند بر خود تہمت دینِ مسلمانی نہم؛

لوگوں کی تبلیغ اور نصائح بالآیات القرآنیہ اور بالاحادیث النبویہ علی صاحبہا الف الف سلام وتحیۃ میں مشغول رہنا بہت بڑی کامیابی ہے..... مگر اس راہ میں مشکلات اور تکالیف کا پیش آنا ناگزیر ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جب کہ یہ حادثے پیش آتے رہے تو ہم کو اور آپ کو کب اس سے چھٹکارا ہو سکتا ہے، صبر جمیل پر سہارا کرنا اور الطاف ربانیہ کا امیدوار رہنا از بس ضروری ہے۔ جب کہ فرعون جیسے مدعی الوہیت کے سامنے "فقولا له قولا لينا" اور بدویانِ عرب کے مقابل ادع الى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة کا ارشاد ہے تو ہم ناکاروں کو ابنائے زماں کے مقابل بدرجہ اتم اس پر چلنا ضروری ہوگا۔ غمگین اور مایوس نہ ہوجئے۔

ع سرزنش ہا گر کند خار مغیلاں غم مخور۔

اخلاص اور بچی ہمدردی کو ہاتھ سے جانے نہ دیجئے۔ مجادلات اور فضول بکواس سے حتی الوسع اجتناب فرمائیے۔ اس زمانہ میں مناظرہ حقیقی نہیں ہوتا۔ نفس پرستی اور خود نمائی مقصود ہوتی ہے۔ کہہ دیجئے کہ ہم نے حق بات ظاہر کردی، ہمارا فریضہ صرف تبلیغ اور واضح کردینا ہے ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے۔ ہاں اگر سخت ضرورت پیش آجائے تو اولاً اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیجئے اور اس سے استمداد باطنی کرنے کے بعد میدان مناظرہ میں قدم رکھئے اور اس کی بے نیازی سے مطمئن نہ ہوجئے۔ ولو شاء ربك ما فعلوه فذرهم وما يفترون کو کبھی ذہن سے نہ نکالئے۔ ھدایت اور اضلال دونوں اس کے اختیار میں ہیں۔ يضل من يشاء ويهدي من يشاء وقال سبحانه وتعالى ولو اننا نزلنا اليهم الملائكة وكلمهم الموتى وحشرنا عليهم كل شيء قبلا ما كانوا ليؤمنوا الا ان يشاء الله ولكن اكثرهم يجهلون۔ اس لئے تنگ دل نہ ہوجئے یہ اس کی شئون ہیں "انه فعال لما يريد" اس لئے ہر ایک کو ہم میں سے ہمیشہ اس سے ڈرتے رہنا اور اسی کی استمداد اور

هدایت چاہنا ازبس ضروری ہے۔ "وکذٰلک زینّا لکل امۃ عملھم" اس کی شانِ بے نیازی ہے "افامنوا مکر اللّٰہ فلا یامن مکر اللّٰہ الا القوم الخاسرون"!

آپ کو جو تعلیم دی جاچکی ہے یہ آخری سب طرق کی تعلیم ہے اس پر کاربند رہیئے۔ اور اسی میں ترقی اور مداومت جاری رکھئے، استقامت اور کوشش سے آپ بڑے سے بڑے مقامات پر پہونچ سکتے ہیں۔ الاستقامۃ فوق الکرامۃ۔ اتباعِ سنّت ..... سنیہ کا انہماک اور توجہ الی الذات المقدسۃ تمام ترقیات کی مفتاح ہیں اسی میں لگے رہیئے۔ بزرگان دین مولانا محمد حسن صاحب امرتسری یا مولانا خیر محمد صاحب یا مولانا عبدالمالک صاحب وغیرہ حضرات سے آداب اور احترامات کے ساتھ ملئے کسی کی بے ادبی غیبت یا حضور میں عمل میں نہ لایئے اور نہ کسی کو حقارت سے دیکھئے یہ حضرات اور دیگر بزرگان تو بڑے ہیں ہی کسی عامی مسلمان کو بھی حقارت سے نہ دیکھئے۔ اگر کوئی عمل اس کا غلط ہو اس پر گرفت کیجئے مگر اس کی حقارت قلب میں ہرگز نہ لایئے۔ صراط مستقیم اور امداد السلوک کو زیر مطالعہ رکھئے، مولانا خورشید احمد صاحب ساکن قصبہ عبدالحکیم ضلع ملتان بھی مجاز ہیں اگر ممکن ہو تو ان سے ملاقات جاری رکھئے۔ لوگوں کو ارشاد و ہدایت کرتے رہیئے جو بھی آپ سے طالب رہنمائی ہو، انشاء اللہ اس کو نفع پہونچے گا۔ سردار محمد صاحب میاں خان صاحب اور ماسٹر عبدالمجید صاحب کی حسب استعداد و ترقی تعلیمات جاری رکھئے۔ میاں فیروز الدین صاحب کو آپ خود بیعت کر کے تلقینات جاری رکھئے۔ تسبیحات ستہ وظیفہ ہیں۔ ذکر مقدم از لطائف ہے۔ ذکر اسم ذات پاس انفاس وغیرہ حسب فرصت و ترقی تعلیم کرتے رہیں ...... جو شخص بھی بیعت کا خواہشمند ہو اس کو رد نہ کریں۔ حضرت گنگوہی قدس سرہ العزیز کے مکتوبات میرے پاس بالکل نہیں ہیں پہلی جنگ عمومی میں میں مالٹا میں قید ہو گیا ترکی حکومت نے جلد قلمی کاغذات ضائع کر دیئے۔ والسّلام۔

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ دیوبند ۲ ذیقعدہ ۱۳۶۹ھ

مکتوب ۱۹۶

ہر دو ہمشیروں سے بعد از سلام مسنون کہہ دیجئے کہ میں نے ان کو بیعت کر لیا ان کو تسبیحات ستہ صبح و شام بتا دیجئے اور اتباعِ شریعت کی تاکید کر دیجئے۔ عورتوں کی طبیعت ضعیف ہوتی ہے ذکر کی زیادتی سے اور امور خانہ داری سے بسا اوقات عاجز ہو جاتی ہیں اس لئے ان کی تعلیم میں اسم ذات کے ذکر لسانی پر اکتفا کیجئے۔ گیارہ ہزار جو آپ نے بتا رکھا ہے مناسب ہے۔

بڑی ہمشیرہ صاحبہ کو بھی حسب حکم بیعت کر لیا۔ ان کو پاس انفاس کی مداومت کی تاکید کر دیں اور ذکر قلبی میں بھی اللہ ھو، روزانہ دو ہزار مرتبہ کا تصور باندھیں۔

قریب کے قصبہ میں مدرسہ قائم کرنا مناسب ہے بشرطیکہ اس کی طرف توجہ تام کی جائے۔ آپ اور آپ کے احباب مشورہ اور استخارہ کر کے انجام دیں حضرت مولانا حسین علی صاحب مرحوم کے متوسلین میں تشدد بہت زیادہ ہے جو کہ غلط درجہ تک پہونچ جاتا ہے یسروا ولا تعسروا بشروا ولا تنفروا وتطاوعا ولا تختلفا اور الدین یسر احب الدین الی اللہ الحنیفیۃ السمحۃ البیضاء الحدیث کے خلاف ہے۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب انوار القلوب کے بالکل مخالف ہے اگرچہ بریلویوں کے غلو کا جواب اسی طرح ہوتا ہے۔ والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۶۰ھ۔

مکتوب ۱۹۷

تلاشی کا واقعہ صرف ایک اشتہار قربانی کے متعلق ہوا تھا جس کو چھپانا مقصود نہیں تھا اس کو حکام نے قابلِ اعتراض سمجھا اور اہل دار العلوم اس کو قابلِ اعتراض نہیں سمجھتے تھے بہرحال تقدیرات الٰہیہ میں جو کچھ تھا وہ پیش آیا۔ فالی اللہ المشتکی۔

میرے محترم! مقصود اصلی سلوک سے (ان تعبد اللہ کانک تراہ الحدیث) ہے یعنی سالک میں یہ ملکہ راسخہ پیدا ہو جائے یہ مبداء ہے اور باعتبار نہایت کے رضاء

عزاسمہٗ کا حصول ہے۔ ؂

فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب کہ حیف باشد از و غیر ازیں تمنائے۔

یہ کوشش کرنا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت صادقہ پیدا ہو جائے اور وہ بڑھتے بڑھتے اتنی ہو جائے کہ ماسوا کا تعلق قلبی منقطع ہو جائے۔ یہ اور اس کے مویدات وذرائع سب کے سب وسائل ہیں۔ ریاضات اور اصلاح اخلاق بھی اسی قسم سے ہیں۔ متقدمین صوفیہ اصلاح اخلاق کو مقدم سمجھتے ہیں اور بسا اوقات اس میں سالہا سال خرچ کر دیتے ہیں جس کے نتیجہ میں بسا اوقات وصول الی اللہ سے پہلے ہی موت آجاتی ہے اور انسان کو محرومی کی حالت میں دنیا سے سفر کرنا پڑتا ہے متاخرین نے اس میں تدبر سے کام لیا وہ وصول الی اللہ اور توجہ الی الذات المقدسۃ کو مقدم فرماتے ہیں اور اس رابطہ میں انہماک کرا کر حضوری دائمی کو پیدا کراتے ہیں اور اسی ملکہ کو رسوخ اور قوت دیتے ہیں جس کی وجہ سے اخلاق ذمیمہ اور رذائل ایک ایک کر کے زائل ہو جاتے ہیں اور وصول الی اللہ ہاتھ سے نہیں جاتا۔ بہر حال آپ توجہ الی الذات المقدسہ میں ہمیشہ کوشاں رہیں خواہ الی الذات المحضہ کی طرف یا باعتبار صفۃ من صفاتہا الکاملۃ اور الذین ہم علیٰ صلوٰتہم دائمون کا حال قائم کریں۔ انسان کے اعمال میں نقائص کا ہونا فطری امر ہے مگر انسان کا وظیفہ ہے کہ نقصانات کے ازالہ میں کوشاں رہے اور پاک نستعین اخلاص سے کہتا رہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں (دعا میں) ما عرفناک حق معرفتک وما عبدناک حق عبادتک (او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم) غرضیکہ اپنی طرف سے جدوجہد اعمال کی تتمیم اور اخلاص کی تکمیل میں ہمیشہ جاری رہنی چاہیئے۔ اور بارگاہ خداوندی میں اقرار بالتقصیر کے ساتھ جو کہ واقعی ہے معافی کی درخواست ہمیشہ جاری رہنی چاہیئے اور قبولیت کی امید رکھتے ہوئے ہر وقت خائف من غضب تعالیٰ بھی رہنا ضروری ہے۔ الایمان بین الخوف والرجاء۔ میں پہلے ہی غالباً آپ کو لکھ چکا ہوں کہ آپ کو اجازت ہے جو بھی آپ سے بیعت ہونے کی درخواست کرے اسے بیعت کر لیا کریں اور انھوں سلوک تلقین فرمادیا کریں اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا۔ اتباع سنت کا ہمیشہ

اور ہر امر میں خیال رکھیں علاوہ مراقبہ معلوم کے دوسرے اذکار کی ضرورت اگرچہ نہیں ہے مگر تائید اور تقویت کے لئے جونسا ذکر مناسب سمجھیں کرتے رہا کریں صراط مستقیم اور امداد السلوک کو زیر مطالعہ رکھیں، انسانوں بالخصوص مسلمانوں کی اصلاح اور ہدایت میں بلاطمع کوشاں رہیں.... والسلام ۷ ربیع الاول ۷۶ھ

مکتوب ۱۹۸ - محترما! عربی کا مقولہ ہے: "خیر الخط ما قرئ" بحمد اللہ آپ کا خط پڑھا جاتا ہے آپ اس کا فکر نہ فرمائیں۔

اکہرا لفافہ ارسال کرنے میں کوئی بے ادبی نہیں ہے مجکو دار العلوم سے تقریباً پانچسو ماہوار تنخواہ ملتی ہے پھر دو آنہ پیسے لفافہ پر خرچ کر دینا کونسی دشوار بات ہے اس کا کبھی خیال نہ فرمائیں..... ابراہیم کو جب کہ آپ نے داخل سلسلہ کر دیا ہے تو وہ کافی ہے مجھ سے غائبانہ بیعت کرنے کا حکم بے موقع اس کو محنت کرنے کو کہئے انشاء اللہ نفع ہوگا۔ جو خواب آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق میں تڑپنے کا دیکھا ہے مبارک ہے۔ عبد الکریم صاحب بیعت ہونے والے شخص کا آپ کے متعلق کہنا کہ تم نے ذکر اذکار میں ان کی مدد کی بہترین کامیابی ہے آپ کو خبر نہوئی۔ یہ اس کے منافی نہیں۔ اللہ اپنے فضل و کرم سے اپنے مقرب بندوں کو واسطہ بنا کر فیض پہونچاتا ہے۔ اور ان کی صورت روحانی کو ظاہر کرتا ہے اشخاص کو خبر بھی نہیں ہوتی یہ قدرت کے کارخانے میں تعجب کی بات نہیں اس پر شکر کیجئے۔ اگر والد صاحب پر حج فرض ہوچکا ہو تو بہتر ہے کہ ان کو فریضۂ حج کرا دیجئے اور اگر ان پر فرض نہ ہوا ہو (یعنی کوئی زمانہ ایسا نہ آیا ہو کہ وہ ایام حج میں اتنے مال کے مالک ہوئے جس سے اس وقت فرض حج ادا کر سکتے یا انھوں نے فریضۂ حج ادا کر لیا ہے) تو آپ خود جائیں اگر بیوی اپنے شوہر کے یہاں باوجود طلب شوہر نہ آئے تو اس کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں ہے آپ اس کے خرچ کا انتظام کئے بغیر جا سکتے ہیں۔ والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ، ۳۰ جمادی الاول ۷۶ھ

مکتوب ۱۹۹

قطب عالم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز حضرت نانوتوی قدس اللہ سرہ العزیز کو تحریر فرماتے ہیں۔

البتہ بندہ عاجز را نسبت خود ہمیں فہمیدن باید کہ آں مقبول الٰہی قلم آوردہ اند و فی الواقع دین وایمان واعتقاد واعمال ما بندگاں اگرچہ باعتقاد وفہم خود خوب میدانیم وشایستہ می انگاریم لیکن ہرگز نعوذ باللہ منہا لائق وسزاوار دربار عالی وقار حضرت کردگار نیست مگر چہ کردہ آید کہ بندہ گندہ را بجز بندگی شائستہ ناشائستہ چارہ نیست بہر صورت بحال خستہ وشکستہ وقصور خود معترف گشتہ پروردگار کریم کارساز پیوستہ افتادہ ماندو نہ فہمد کہ لائق دربار سبحانہ نیستم۔ ؎

تو مگو ما را بداں شہ بار نیست با کریماں کارہا دشوار نیست

بلکہ بدست ہمت دامن رحمت گرفتہ نگذارد وامیدوار ماند اگر ایں چنیں کند امید قوی است کہ ارحم الراحمین بندہ شکستہ خود را نخواہد گذاشت زیرا کہ او تعالیٰ از عبد خود بجز شکستگی وخستگی نمی خواہد۔ ؎

من نگردم پاک از تسبیح شاں پاک ہم ایشاں شوند ودر فشاں

چند ازیں الفاظ واضمار ومجاز سوز خواہم سوز باآں سوز ساز

غرضکہ درگاہ بے نیاز بجز تضرع راہ نیست زیادہ ازیں تکلف نمود است کہ بفضلہ آں عزیز عالم وعاقل اند الخ (مرقومات امدادیہ ص۲۰۹)

۔ اہل اللہ کی مختلف شانوں میں قسم ثالث جو سوال نہیں کرتے اور خود کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں وہ مصداق اسی حدیث کے ہیں جو کہ بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے جن کی شان میں فرمان ہے۔ ھم الذین لا یکتوون ولا یسترقون ولا یتطیرون و علی ربھم یتوکلون۔ الحدیث۔ یہ حضرات نہایت قوی یقین اور ایمان والے ہیں۔ ضعفاء کیلئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل مشعل راہ ہے آپ نے مداواۃ ومعالجہ بھی

کیاہے اور استرقاء بالقرآن بھی کیا ہے دعاء اور تعویذ وغیرہ سے خلق اللہ کو فائدہ پہونچانا مبارک ہے خلق کو فائدہ پہونچانا عبادت ہے حصن حصین کی اجازت دیتا ہوں مجکو اس کے پڑھنے کا کوئی خاص طریقہ معلوم نہیں۔ والسّلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ دیوبند ۱۵ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ

مکتوب ۲۰۰

(۱) میرے محترم کوشش کیجئے اور نفس امارہ پر ہنڈ ڈالئے جس روز نافشانہ ہو سکے نفس کو ملامت کیجئے اور دن کو تہجد کی قضا پڑھئے اور نفس کو ملامت کر کے روزہ رکھئے تو تھوڑے دن اس پر قوت سے عمل کیجئے انشاء اللہ اصلاح ہو جائے گی۔ عشاء کے بعد جلد سو جایا کیجئے۔ ع من نکردم شما حذر بکنید انوار و کرامات وغیرہ سب غیر اللہ ہیں صرف ذات مقدسہ فاطر السموات والارض منزہ عن الحوادث والنقائص متصفہ بسائر الکمالات کی طرف توجہ رکھئے اور کوشش کیجئے اس میں دوام حاصل ہو جائے

ہر آں کو غافل از وے یکزماں است ✽ ہماندم کافر است اما نہاں است
مبادا غائبی پیوستہ باشد ✽ در اسلام بروے بستہ باشد

مقصود اصلی اس کی رضا و خوشنودی ہے اس میں پوری جدوجہد کرنی چاہئے اور ہر حرکت و سکون میں اس کی نظر اور عنایت شفقت اور رحمت کی جستجو ہونی چاہئے۔

فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد ازو غیر ازیں تمنائے

(۲) عورتوں کی طبیعت کمزور ہوتی ہے اس لئے ان کو تعلیم ہلکی اور خفیف ہونی چاہئے ان کے ذمہ تربیت اولاد اور خدمت زوج ہے اعمال تو یہ کی وہ متحمل نہیں ہو سکتیں اس لئے صرف ذکر لسانی پر اکتفا ہونی چاہئے۔ نو مسلمان کو مراقبہ وفی انفسکم تعلیم فرمایئے اور ذکر قلبی جاری کرایئے

(۳) الفاظ بیعت میں اگر ضرورت ہو تو یہ تفصیلی چیزیں داخل کر سکتے ہیں ورنہ اجمالی الفاظ عہد اتباع شریعت کے کافی ہیں۔ بنگلہ میں تمام الفاظ بیعت کا ترجمہ کرنا زیادہ ترمناسب ہے۔ سالک کو ترقی دینے میں جبکہ اس کو بارہ تسبیح سے ذکر جہر کے آثار پیدا ہو جائیں اور گریہ کا غلبہ

ہونے لگے دنیا سے بے رغبتی اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ پیدا ہو جائے اور پاس انفاس بھی جاری ہو جائے تو ذکر قلبی تعلیم فرمایئے۔ اور جب ذکر بھی جاری ہو جائے تب مراقبہ تعلیم کیجئے۔ ضیاء القلوب امداد السلوک اور صراط مستقیم مطالعہ کیجئے۔

(۴) آثار ذکر خواہ انوار ہوں یا الہامات و کشف و کرامات وغیرہ خود بخود ظاہر ہوں تو بے شک معین و مددگار رہیں اگرچہ یہ بندے کو بھلانے اور متوجہ کرنے کے لئے عموماً ہوتے ہیں۔ اسلاف کرام کا قول ہے "تلک خیالات تربی بہا اطفال الطریقۃ" مگر ان کو طلب کرنا اور نہ حاصل ہونے پر غمگین اور مایوس ہونا سخت غلطی ہے ۔۔۔ ان امور کے عدم حصول سے ذکر اور مراقبہ میں کسی قسم کی کوتاہی نہ ہونی چاہیئے ؎

تو بندگی چو گدایاں بشرط مزد مکن ۔۔۔ برکر بہا کار رہا دشوار نیست

ہم بندے ہیں ہمارا کام عبودیت اور امتثال حکم ہے، عاجزی اور نیازمندی ہے خواہ ہمت افزائی اور اجابت ہو یا نہ ہو۔ ؎

یابم اورا یا نہ یابم جستجوئے میکنم ۔۔۔ بشنود یا نشنود من گفتگوئے میکنم

جس شخص کا سلوک شل ترین آدمی ان امور سے خالی ہو اس کو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اسلاف کرام اعلیٰ اور اولیٰ فرماتے ہیں دل لگانا اور اخلاص سے کام کرنا ضروری ہے مقوڑا کیجئے مگر مداومت نہ چھوڑیئے۔ والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ۔ ربیع الاول ۱۳۷۰ھ

حاشیہ مکتوب نمبر ۲۔ [illegible] "دل کو جلد کی صفا پڑھئے" ممکن ہے کسی کو شبہ ہو کہ [illegible] بعض حاملوں کی [illegible] [illegible] کی بھی [illegible] ایسا نہیں ہے بلکہ حضرت قدس سرہ کا ارشاد بطور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کا پابند بنا ہو [illegible] کو پہلے [illegible] [illegible] کی جائے کہ وہ ان [illegible] کی [illegible] [illegible] کا پابند بھی ہو جائے گا۔ حضرت شیخ کا ارشاد گرامی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] استعمال کرنے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

بندۂ عاجز را نسبت خود ہمیں فہمیدن باید کہ آن مقبول الہی بقلم آوردہ اند دنی اپاتع دین وایمان اعتقاد اعمال ما بندگان اگرچہ باعتقاد فہم خود خوب میدانیم و شائستہ می انگاریم لیکن ہرگز نعوذ باللہ منہا لائق و سزاوار دربار عالی وقار حضرت کردگار نیست مگرچہ کردہ آید کہ بندہ گندہ و شرمندہ را بجز بندگی شائستہ ناشائستہ چارہ نیست بہرصورت بحال خستہ و شکستہ و بقصور خود معترف گشتہ بر در کریم کارساز پیوستہ افتادہ ماند و نہ فہمد کہ لائق دربار حضرت سبحانہٗ تعالیٰ ہستم۔ ؎

ایک بندۂ عاجز کو اپنی نسبت ایسا ہی گمان کرنا چاہئے جیسا کہ ان مقبول بارگاہ خداوندی نے (یعنی آپ نے) تحریر کیا ہے وہ یہ ہے کہ اگرچہ اپنی دانست اعتقاد میں ہم اپنے دین، ایمان، اعتقاد و اعمال کو بہتر اور لائق خیال کرتے ہیں لیکن نعوذ باللہ منہا حضرت کردگار کے دربار عالی وقار کے ہرگز لائق و شایاں نہیں ہے لیکن کیا کیا جائے بندہ گندہ نادم و شرمندہ کو بھلی بری بندگی کے بغیر چارہ بھی نہیں ہے، بہرصورت اسی شکستہ و خستہ حالت میں اپنی کوتاہی کا اقرار کرتے ہوئے کریم کارساز کے آستانہ پر ہمیشہ پڑا رہنا چاہئے اور یہ خیال کرنا چاہئے کہ میں سبحانہٗ تعالیٰ کے دربار کے لائق نہیں ہوں۔ بیت

تو مگو ما را بداں شہ بار نیست
با کریماں کارہا دشوار نیست

بلکہ بدست ہمت دامن رحمت گرفتہ نگذارد و امیدوار ماند اگر ہمچنیں کند امید قوی است کہ ارحم الراحمین بندہ شکستہ خود را نخواہد گذاشت زیرا کہ او تعالیٰ از عبد خود بجز شکستگی و خستگی نمی خواہد چنانچہ قولہ ؎

بلکہ ہمت کے ہاتھ سے رحمت کے دامن کو نہ چھوڑے اور امیدوار رہے، اگر اسی طرح کرتا ہے، تو امید قوی ہے کہ ارحم الراحمین اپنے بندہ شکستہ کو نہ چھوڑے گا۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ اپنے بندہ سے بجز شکستگی و خستگی کے کچھ نہیں چاہتے۔ ؎

لہ ترجمہ اشعار: تم یہ نہ کہو کہ اس شہنشاہ تک رسائی نہیں ہے کیونکہ کریموں کو کوئی کام دشوار نہیں ہے ۔۔۔ فضل و کرم ۔۔۔

من نگردم پاک از تسبیح شان
پاک ہم ایشان شوند و درفشان
چند ازیں الفاظ و اضمار و مجاز
سوز خواہم سوز باں سوز ساز
غرضکہ در درگاہ بے نیاز جز نیاز تضرع
غرض ان کی بارگاہ بے نیاز میں بجز تضرع
ما ہ نیست زیادہ ازیں تکلف نمودہ
وزاری کے کوئی کامیابی کا طریقہ نہیں
است کہ بفضلہ آں عزیز عالم عاقل
اس سے زیادہ عرض کی تکلف ہے کیونکہ
اند. الغرض نظر بفضل کریم کارساز
العزیز بفضلہ عالم و عاقل ہیں الغرض
نمودہ وسنت پیران و پیشوایان خود
کریم کارساز پر نظر کرکے اور اپنے
دانستہ ہرکدام کہ طالب صادق آید
پیروں اور پیشواؤں کا طریقہ سمجھ کر
ہرچہ از بزرگان رسیدہ است و نیز
جو کچھ آپ کو بزرگوں سے پہنچا ہے اور
از کتاب ارشاد الطالبین و جواہر خمسہ
نیز کتاب ارشاد الطالبین جواہر خمسہ
و رسالہ مکیہ کہ دراں اشغال خاندان مایاں
ورسالہ مکیہ کو کہ ان میں ہمارے خاندان
است گرفتہ مناسب حال و استعداد
کے اشغال ہیں، لے کر جو طالب صادق
او تعلیم نمایند و دریغ ندارند آیندہ ہدایت
آئے اس کے مناسب حال و استعداد
کنندہ و فائدہ بخشندہ کہ طالب را فرستادہ
تعلیم سے مضائقہ نہ کریں آیندہ جب
است خود فائدہ و ہدایت توفیق بخشید
ہادی کونین نفع رسان ذات نے طالب کو بھیجا ہے خود
والمختصر.
ہی فائدہ و ہدایت توفیق بخشیں گے۔

مرقومات امدادیہ از کتاب امداد المشتاق ص ۲۰۸ و ۲۰۹ اور ص ۲۱۰ پر

مکتوب پنجم میں فرماتے ہیں۔

عزیزم دریں راہ جز درد نایافت و حسرت
عزیز من اس راہ میں سوائے درد ناکامیابی و
و حرمان ہیچ نمی سزد چہ نایافت صورت
حسرت حرمان کے کچھ لائق نہیں ہے کیونکہ نایافت
نیستی دارد و آنچہ یافت دارد ہستی
صورت نیستی ہے اور یافت کامیابی کا ادعا ہستی
بلائے سالک ہست و نیستی موجب
کی صورت ہے اور ہستی سالک کیلئے بلا ہے اور نیستی
فراست بے غایات پس تن بدرد نایافت
بے انتہا ثمرات کا باعث ہے پس جبتک زندگی

اے من ان کی (بندوں کی) تسبیح سے پاک نہیں ہوتا۔ وہ خود ہی پاک اور گوہر افشاں ہو جاتے ہیں۔ اصلاح کے الفاظ. میرا مجاز سے صرف سوز چاہتا ہوں صرف سوز۔ اس سوز سے ساز کرو۔

ماندنا نیست بلکار خود باید بود، کار خلق	ہم اسی نایافت میں بسر کرے اور کام میں مشغول
حسب اجازت مشائخ باید کشود	رہے اور حسب اجازت مشائخ مخلوق کی خدمت
ما و شما وسیلہ بیش نیستم، مالک	کرے اور ہم اور تم وسیلے سے زیادہ نہیں ہیں
تعالیٰ خود کار ممالیک خود می کند	اللہ تعالیٰ انھیں وسائط کے بہانے سے
و ما بکار را بہانہ نہادہ و پوش	اپنے فیضان کو چھپا کر اپنے بندوں
فیضان خود کردہ، واللہ تعالےٰ	کا خود انتظام کرتے ہیں اور اللہ
معنا و معکم۔	تعالےٰ ہمارے ساتھ ہے۔
اھ مختصراً	

....

میرے محترم ان دونوں مکتوبوں سے صاف ظاہر ہے کہ ہم نالائقوں کو صرف بھیجنے والے پر نظر کرنی چاہیے وہی ان بندوں کا کفیل اور ہدایت کرنے والا ہے، انکو وہ مشاغل اور اذکار تعلیم کر دیجئے جو مشائخ کرام اور انکی کتابوں سے پہنچے ہیں، اللہ تعالیٰ کا فضل اور مشائخ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی برکتیں اور ان کی روحانیت کام کرے گی، ہم اور آپ فقط وسائط ہیں اور بس جو بھی طالب صادق آئے اس کو رد مت کیجئے۔

آپ نے حالت مجبوری میں جو بھی نمازیں ادا کی ہیں وہ انشاء اللہ مقبول ہیں اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ میں دعوات صالحہ کا بہت محتاج ہوں، فراموش نہ فرمائیں۔ والسلام

حسین احمد غفرلہٗ ۱۲ رجب ۱۳۶۸ھ

مکتوب ۲۰۲

مرقومات امدادیہ ص ۲۱۳ میں حاجی صاحب فرماتے ہیں۔ مکتوب سوم بنام حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ۔

مناسب کہ ہر کدام کس طالب کہ	مناسب ہے کہ جو طالب رجوع کرے
رجوع نماید اخذ بیعت نمودہ تعلیم نام	بیعت لے کر خدا کے نام کی تعلیم کریں
خدا نماید ہرگز انکار نہ کنند ہدایت	اور ہرگز انکار نہ کریں ہدایت کرنے
کنندہ ہادی مطلق است آں کہ	والا ہادی مطلق ہے، جو بھیجے گا وہی
خواہد فرستد و ہدایت ہم خواہد داد	ہدایت کرے گا۔

محترم المقام زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

والانامہ باعث سرفرازی ہوا، یاد فرمائی کا شکریہ ادا کرتا ہوں، قطب عالم حضرت حاجی صاحب قدس سرہ العزیز کے اقتباسات مذکورہ بالا مسئول عنہا امور کے لئے نہ صرف کافی ہیں بلکہ اطمینان بخش بھی ہیں اگرچہ اس کے بعد تفصیلی جواب کی ضرورت نہیں تھی مگر امتثال حکم کی بناء پر عرض کرتا ہوں

بخدمت قدس سیدی وسندی ادام اللہ ظلال برکاتہ، وعمتنا والمسلمین

بفیوضہ وطول بقائہ۔ بعد سلام مسنون واستدعاء دعوات صالحہ کئی سال سے ایک اشکال درپیش ہے، اور یوماً فیوماً اس میں اضافہ ہی ہوتا رہتا ہے، کئی مرتبہ حضرت اقدس کی تشریف آوری پر زبانی عرض کرنے کا بھی خیال ہوا، مگر اول تو اس شمع ہدایت پر پروانوں کا اس قدر ہجوم رہتا ہے کہ یکسوئی کا وقت نہیں ملتا، دوسرے یہ بھی خیال ہوتا ہے، کہ اشکال کی جمیع انواع کو علیحدہ علیحدہ واضح اور جدا اشکال کی اہمیت کو ذہن نشین نہ کر سکوں۔ اشکال کی انواع یہ ہیں

(۱) ملکی تقسیم کے بعد ہر دو پاکستانوں سے بالخصوص مغربی پاکستان سے بہت سے لوگوں کے خطوط میں یہ اصرار ہوتا ہے کہ تو خط سے بیعت کرلے، ہر چند ان کو بار بار لکھا جاتا ہے کہ قطع نظر اپنی نااہلیت کے اس خالی ضابطہ پری سے کیا فائدہ، وہاں بہت سے اہل حضرات موجود ہیں، جن کے پاس جانے آنے میں بھی سہولت ہے، مگر ان سے جتنا ہی عذر کیا جائے یا مصالح سمجھائی جائیں ان کی طرف سے اصرار میں اضافہ ہوتا ہے، ایسی حالت میں کیا خط سے بیعت کرلی جائے، یا پھر ان کی نہ ماننے کی صورت میں ان خطوط کا جواب بھی نہ دیا جائے چاک کر کے پھینک دیا جائے۔؟

(۲) مشرقی پاکستان کے بعض طلبہ دورہ سے فراغت پر بھی اصرار کرتے ہیں اور مکان جانے سے پہلے بیعت کا قصد بھی نمٹانا چاہتے ہیں، اور جب ان کو یہ سمجھایا جاتا ہے کہ نہ جلدی تمہاری واپسی کی بظاہر کوئی صورت ہے نہ ناپاک کے وہاں جانے کا کوئی امکان تو پھر وہ اس پر بھی آمادہ ہو جاتے ہیں کہ دو چار ماہ محض ذکر و شغل کے لئے یہاں قیام کریں، یہ مدت اگر حضرت والا یا حضرت رائے پوری دام مجدہما کی خدمت میں گذر جائے تب بھی کچھ بلکہ بہت کچھ کارآمد ہو سکتی ہے

۱ ۔ ایسے لوگوں کی ضرور خطوط سے بیعت کر لینا چاہیئے۔ حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ العزیز نے بکثرت اور حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے بہ قلت اس طرح بیعت کیا ہے، حالانکہ اس وقت میں اس قسم کی رکاوٹیں مسترشدین کے لئے نہ تھیں جیسی کہ اب حائل ہیں۔

۲ ۔ ان کو ضرور بیعت کر لینا چاہیئے، اور ان کو چند ماہ ٹھہرا کر تلقین کر کے ذکر کا عادی بنانا چاہیئے، آپ تو بطور واسطہ بہانہ ہوں گے، مبداء فیاض فیض رساں ہے اسی کی ذمہ داری ہے۔

لیکن " اوکرخود گم است " کے پاس یہ طلیل مدت بالکل ہی بے کار جاتی ہے، اس لئے ان لوگوں کے متعلق بھی ہمیشہ یہ اشکال روز افزوں رہتا ہے کہ ان کو بیعت کیا جائے یا نہیں، بعض مرتبہ تو مجھ کو ان کے فضول اصرار پر طاقت سوار ہو کر غصّہ آجاتا ہے، کہ بیکار بات پر اصرار ہوتا ہے اس لئے ان کو ڈانٹ کر چلتا کرتا ہوں، لیکن بعض ایسے ہوتے ہیں کہ وہ غصہ ہی نہیں آنے دیتے لیکن یہ اشکال ہر وقت رہتا ہے کہ یہ محض ضابطہ پری کی بیعت ہے، لیکن اس کے متعلق یہ فکر بھی رہتا ہے کہ وہاں بدعات کا زور ہے ایسا نہ ہو کہ کسی بدعتی کے ساتھ تنگ کر گمراہی میں پھنس جائیں بعض لوگ ہر دو سابقہ نوع کے لوگوں میں سے کچھ دن کے بعد اس قسم کے خطوط لکھتے ہیں کہ اگر اجازت دے تو فلاں بزرگ کی خدمت میں جو ہمارے ہاں سے قریب ہے حاضر ہو جایا کریں، میرا دل چاہتا ہے کہ اس موقع کو غنیمت سمجھ کر ان کو مشورہ دوں کہ انہیں بزرگ سے رجوع کر لیں کیا ایسا لکھنا موزوں ہے؟

تو پھر ــــ

(الف) کیا یہ لکھا جائے کہ سابقہ بیعت فسخ کرتا ہوں، تم ان ہی سے تجدید بیعت کرو تو یہ صورت تو مجھے بہت پسند ہے، مگر اس میں یہ اندیشہ ہے کہ سائل کو بھی اور اگر خبر ہو گئی تو ان بزرگ کو بھی یہ خیال ہوگا کہ اس کے پاس حاضری بہت ناگوار گذری جس پر یہ ثمرہ مرتب ہوا حالانکہ مجھے طبعاً اس سے مسرت ہے کہ وہ غریب ایک نااہل سے کسی اہل کی طرف منتقل ہو جائے،

(ب) یا پھر یہ صورت مناسب ہے کہ سابقہ تعلق بیعت کو باقی رکھتے ہوئے لکھ دیا جائے کہ ذکر و شغل ان بزرگ سے پوچھ کر کریں، اس میں یہ اشکال ہوتا ہے کہ یہ دورنگی کہ بیعت کا تعلق دوسرے سے اور تعلیم دوسرے سے مفید ہوگی یا مضر، جیسا کہ قریب میں بعض اکابرین سے تعلق رکھنے والوں کو ہوا، غرض ان پاکستانیوں کے بیعت کے سلسلہ میں خلجانات بڑھتے ہی جاتے ہیں، اور ان کا بیجا اصرار اس کا موجب ہے، اگر وہ بات شروع ہی سے مان لیں، کہ وہیں کسی سے بیعت ہو جایا کریں

۳ ان کو بیعت کر لیا جائے چونکہ توحید مطلب شرط راہ ہے اس لئے انکو تذبذب اور محرومیت سے بچانے کے لئے لکھدیا کریں کہ وہ ان ہی بزرگ سے بیعت کر لیں، اگرچہ دوسری صورت بھی اسلاف سے منقول ہے، بہرحال آپ تلقین اور بیعت میں کوتاہی نہ کریں اور امر مستقبل اللہ تعالیٰ کے حوالہ کریں، انہ بعبادہ لرؤف رحیم۔

مشکل یہ ہے کہ ایسی صورتیں مجھ کو بھی درپیش ہیں، بار ہا دعائیں اور رو رو کر دعائیں کی کہ ان لوگوں کو مجھ سے پھیر دیا جائے، میں بالکل تہی دست ہوں اور نالائق اور ناکارہ حقیقی۔ بالخصوص ننگ اسلاف ہوں، مگر قبول نہیں ہوتی کیا کروں۔ ؎

یظن الناس بی خیرا و انی | لشر الناس ان لم یعف عنی

خدا جانے مستقبل میں کیا حشر ہو، ہر طرف سے اعمال ناقص میں بہت چاہتا ہوں کہ کچھ کروں اور ان اسلاف کرام قدس اللہ اسرارہم کی کچھ نہ کچھ سہی صورت بناؤں جنکا انتساب محض بفضل اللہ تعالیٰ دا کرم حاصل ہوا ہے، مگر نفس امارہ اور شیطان اس دشوار گذار وادی میں آنے نہیں دیتے، محرومیت ہی محرومیت چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے، ۵۰ برس عمر کے گذر گئے، مگر آج تک کوئی بھی ایسا کام نہیں ہو سکا جو کہ بارگاہ رب العالمین میں قبولیت کے لائق ہوتا۔ انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ۔

بقیہ حاشیہ تو پھر کوئی اشکال نہیں، حضرت والا اور حضرت رائے پوری دام مجدہما کے خلفاء نیز حضرت تھانوی قدس سرہٗ کے خلفاء بھی دونوں جگہ موجود ہیں، مگر پھر بھی یہ حضرات بیعت دق کرتے ہیں، میں تو یہاں بھی اپنے سے تعلق رکھنے والوں کو ہمیشہ اس کی ترغیب دیتا رہتا ہوں کہ قاعدہ میں نے شروع کرادیا، اب اونچی تعلیم کے لئے وہ حضرت والا یا حضرت رائے پوری دام مجدہا کی خدمت میں حاضر ہوجائیں امید کہ حضرت والا تفصیلی ارشادات سے ان سب امور میں رہنمائی فرمائیں گے، والسلام، محمد زکریا مظاہر العلوم

حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپور وقت کی اہم شخصیتوں میں مستند عالم اور صاحب تصنیف بزرگ ہیں، آپ کو بیعت حضرت مولانا محمد خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل تھی، بعض لوگوں کو دھوکا ہوا جو لکھ گئے ہیں کہ مولانا مدظلہ العالی کو مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھی، البتہ حضرت تھانوی کی خدمت میں آنے جانے کا اتفاق ہوتا رہتا تھا

جس سے اپنی شکایت اور حقیقت کہتا ہوں وہ الٹے ہی کرنے کے لئے کوشاں ہوتا ہے فالی اللہ المشتکی، خدا ہی جانتا ہے کہ یوم تبلی السرائر میں کیا پیش آئے ؎

داسو دمشفرہ منصف یقال لذات بدر الدجیٰ

والسلام ۔ ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ از دارالعلوم دیوبند

مکتوب نمبر ۲۰۳

والانامہ باعث سرفرازی ہوا تھا، مگر عدیم الفرصتی کی وجہ سے جواب میں تاخیر ہوئی معاف فرمائیں آپ کی خیر و عافیت معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی تلاشی کا واقعہ صرف ایک اشتہار قربانی کے متعلق ہوا تھا، جس میں کوئی چھپانا مقصود نہیں تھا، اس کو حکام نے قابل اعتراض سمجھا اور اہل دارالعلوم اس کو قابل اعتراض نہیں سمجھتے تھے بہرحال تقدیرات الٰہیہ میں جو کچھ تھا وہ پیش آیا فالی اللہ المشتکی،

میرے محترم! مقصود اصلی سلوک سے احسان ہے ان تعبد اللہ کانک تراہ الحدیث یعنی سالک میں ملکہ راسخہ پیدا ہو جائے، یہ مبداء ہے اور باعتبار نہایت کے فنا عادی عن ماسوا کا حصول ہے ؎

فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب کہ حیف باشد ازو غیر ازیں تمنائے

یہ کوشش کرنا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت صادقہ پیدا ہو جائے، اور وہ بڑھتے بڑھتے اتنی ہو جائے کہ ماسوا کا تعلق قلبی منقطع ہو جائے، یہ اور اس کے موئدات ذرائع سب کے سب ذرائع ہیں ریاضات اور اصلاح اخلاق بھی اسی قسم سے ہیں، متقدمین صوفیہ اصلاح

تنبیہ: حضرت مولانا مدنی مدظلہ العالی سے خصوصی تعلق اور غیر معمولی عقیدت تو اس والانامہ سے خود ظاہر ہے کہ وہی القاب اور آداب استعمال فرمائے گئے ہیں جو استاد و شیخ طریقت ہی کو لکھے جایا کرتے ہیں شیخ الاسلام کے والانامہ سے ہم نے وہ بہت ساری عبارتیں حذف کر دی ہیں جو اوپر مولانا احمد بزرگ مرحوم کے خط میں درج ہو گئی ہیں، تکرار سے کوئی فائدہ خاص نہ تھا کیونکہ ہر دو بزرگوں کے نام کے خطوط ایک ہی تھے ۔

اخلاق کو مقدم سمجھتے ہیں اور بسا اوقات اس میں سالہا سال خرچ کر دیتے ہیں جس کے نتیجہ میں بسا اوقات وصول الی اللہ سے پہلے موت آجاتی ہے اور انسان کو محرومی کیسات میں دنیا سے سفر کرنا پڑتا ہے، متاخرین نے اس میں تدبر سے کام کیا وہ وصول الی اللہ اور توجہ الی الذات المقدسہ کو مقدم فرماتے ہیں، اور اس رابطہ میں انہماک کرا کر حضور دائم کو پیدا کرتے ہیں اور اسی ملکہ کو رسوخ و قوت دیتے ہیں، اور جس کی وجہ سے اخلاق ذمیمہ اور رذائل ایک ایک کرکے زائل ہو جاتے ہیں بہر حال آپ توجہ الی الذات المقدسہ میں ہمیشہ کوشاں ہیں خواہ الی الذات المحضہ کی طرف یا باعتبار صفۃ من صفات الکمال اور الذین ھم علی صلوٰتھم دائمون کا حال قائم رکھیں۔

انسان کے اعمال میں نقائص کا ہونا فطری امر ہے مگر انسان کا فریضہ ہے کہ نقائص کے ازالہ میں کوشاں رہے اور ایاک نستعین ہر نماز میں اخلاص سے کہتا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں (دعا میں) ما عرفناک حق معرفتک ولا عبدناک حق عبادتک[1] (او کما قال) غرضکہ اپنی طرف سے جد و جہد اعمال کی تتمیم و اخلاص کی تکمیل ہمیشہ جاری رہنی چاہیے اور بارگاہ خداوندی میں اقرار بالتقصیر کے ساتھ جو کہ واقعی امر ہے، معافی کی درخواست ہمیشہ جاری رہنی چاہیے اور قبولیت کی امید رکھتے ہوئے ہر وقت خائف عن غضبہ تعالیٰ بھی رہنا ضروری ہے، الایمان بین الخوف والرجاء[2]۔

میں پہلے بھی غالباً آپ کو لکھ چکا ہوں کہ آپ کو اجازت ہے جو بھی آپ سے بیعت ہونے کی درخواست کرے اس کو بیعت کر لیا کریں اور اشغال سلوک تلقین فرما دیا کریں اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا، اتباع سنت کا ہمیشہ اور ہر امر میں خیال رکھیں، علاوہ مراقبہ معلومہ کے دوسرے اذکار کی ضرورت اگرچہ اب نہیں ہے، مگر تائید اور تقویت کے لئے جو مناسب سمجھیں کرتے رہا کریں، صراط مستقیم اور امداد السلوک کو زیر مطالعہ رکھیں۔

---

[1] نہ ہم تجھ کو پوری طرح پہچان سکے، اور نہ جس طرح تیری عبادت کرنی چاہیے اسکا حق ادا کر سکے۔

[2] خوف اور رجا کے مفہوم میں مفسرین اور علماء سلوک کی تحقیقات کا خلاصہ صرف اس قدر ہے کہ خوف و رجا یہ ہے کہ کوتاہی کی وجہ سے عمل کے قبول نہ ہونے کا ڈر اور محض رحمت کے بھروسہ پر اس کے قبول ہونے کی امید کا نام الایمان بین الخوف والرجاء ہے چنانچہ اہل علم اس طرف بھی گئے

خواب سب اچھے ہیں اور امید افزا، تعویذوں کی بھی اجازت دیتا ہوں، القول الجمیل میں سے لکھدیا کریں، یا مقصود کے مطابق کوئی آیت لکھدیا کریں، قرآن شریف کا ترجمہ پڑھانا بھی تبلیغ ہے، بہرحال جسقدر ممکن ہو انسانوں اور بالخصوص مسلمانوں کی اصلاح اور ہدایت میں بلاطمع کوشاں رہیں، دعواتِ صالحہ سے فراموش نہ فرمائیں، واقفین پرسان حال سے سلام مسنون عرض کردیں، آپ کا لفافہ کارآمد نہ ہونے کیوجہ سے واپس ہے۔

والسلام۔ حسین احمد غفرلہٗ۔ ۰ ربیع الاول ۱۳۶۹ھ

مکتوب نمبر ۲۰۴

آپ نے جو مراقبہ کی حالت لکھی ہے بہت مبارک ہے۔ جس قدر ممکن ہو اس میں زیادتی اور دوام عمل میں لائیے۔ اتباع سنت و شریعت میں کوتاہی روا نہ رکھئے ؎

اے بے خبر غافل تو ازاں ماہ نہ باشی
شاید کہ نگاہے کند آگاہ نہ باشی

حضرت شیخ عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

ہر آنکہ غافل از دے یک زمانست
ہماندم کافر است اما نہان است

مبادا غافلی پیوستہ باشد
درے اسلام بروے بستہ باشد

دعوات صالحہ سے فراموش نہ فرمائیے والدین ماجدین کی اطاعت اور خوشنودی اور ان کی دعائیں حاصل کیجئے اگر وہ طبیعت کے خلاف بھی کریں تو صبر کیجئے سب سے سلام عرض کردیجئے۔ والسلام۔

۲۳ ربیع الاول ۱۳۷۰ھ

مکتوب نمبر ۲۰۵

وسط شعبان میں جبکہ حسب ارشاد مولانا عبد الحلیم صاحب لکھنؤ جانا ہوا تو انہوں نے ذکر فرمایا کہ آپ حج کے لئے تشریف لے گئے ہیں، اور اسی بنا پر مولانا سلیمان صاحب آپ کو رخصت کرنے کے لئے اسٹیشن لکھنؤ تک گئے تھے، اس کو سن کر تعجب ضرور ہوا تھا کہ ایکبارگی کس طرح ارادہ کر لیا گیا۔ مگر کوئی وجہ نہ تھی کہ مولانا موصوف کے قول پر یقین نہ کیا جاوے، ہاں انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اولاً حیدرآباد تشریف لے جائیں گے پھر وہاں سے براہ راست حجاز تشریف لیجائیں گے۔ ۲۰ر فروری کو جبکہ میں ایک ضرورت سے سہارنپور گیا ہوا تھا، بوقت صبح معلوم ہوا کہ حافظ محمد یوسف کو آپ کے سہارنپور تشریف لانے کی خبر دی گئی ہے۔ اسس کو سنکر میرے تعجب کی کوئی انتہا باقی نہ رہی کیونکہ دونوں خبروں میں بیّن منافاۃ تھی۔ تاہم میں نے بمعیت حافظ صاحب موصوف اور ان کے بڑے بھائی حافظ یعقوب صاحب کے حاضری کا ارادہ کیا تھا، اور اسی بنا پر حافظ یوسف صاحب کی دکان پر آیا، موٹر موجود تھا کہ خبر آئی کہ آپ کے بھائی صاحب کوٹ چلے گئے، اس لئے ہم سبھوں نے ارادہ فسخ کر دیا، اگر یہ معلوم ہوتا کہ آپ موجود ہیں تو ضرور حاضر ہوتا، اسی روز شام کو جب دیوبند پہونچا تو وحید نے کہا کہ آپ کا خط آیا ہے کہ آپ ۴ر فروری کو دیوبند آنے والے ہیں، اس لئے میں نے اس دن نقل و حرکت بند کر دی، بعد کو اس نے بتایا کہ وہ ۲ر فروری تھی، اس نے غلطی سے ۴ر فروری پڑھا تھا، اس کے بعد غالباً ۵ر فروری کو سہارنپور گیا اور آپ کے بھائی صاحب سے کوٹھی پر ملاقی ہوا، تو معلوم ہوا کہ آپ دریاباد تشریف لے گئے۔ میں رمضان شریف سلہٹ کرونگا۔ یہاں کے لوگوں کا بیحد تقاضا تھا، باوجود ٹلانے کے جب کوئی صورت نہ ہو سکی تو مجبوراً ۲۰ر شعبان کو وہاں سے روانہ ہو کر یکم رمضان کو یہاں سلہٹ پہونچا، ایک تراویح راستہ میں فوت ہو گئی، یہاں ہی آپ کا والا نامہ ملا، اور اسی کے ساتھ ساتھ وہ نقشہ بھی ملا، اس سے پہلے مولانا عبد الباری صاحب ندوی کا والا نامہ حیدرآباد سے آیا تھا، اسس سے معلوم ہوا تھا کہ وہ بھی آپ کے ساتھ ارادہ سفر حج کر رہے ہیں خدا وند کریم

ہم سب کے لئے مبارک فرمائے، ایسے امور میں اجازت کی کیا ضرورت ہے اور خصوصاً مجھ جیسے نابکار و نالائق ننگ خاندان سے۔

اس سفر میں آپ کا ہچکچانا موجب تعجب اور صد تعجب ہے، ان اہلِ دل بزرگ کا جواب بھی میرے نزدیک بہت گرا ہوا ہے، مگر جب آپ کو اس سے اطمینان ہو گیا اور طبعی جسارت پیدا ہو گئی تو پھر اس میں کوئی گفتگو ضروری نہیں، مقصدِ اصلی ازالہ اضطراب و جبن تھا سو الحمد للہ حاصل ہو گیا، تاہم میں منتظر ہوں کچھ عرض کرتا ہوں اگر سمجھ میں اس کی سنت اور افادیت آئے تو فبہا ورنہ کالائے بد بریش خاوند۔

محترما جناب باری عز اسمہ کی وہ صفات جو کہ مقتضی معبودیت ہیں، ان کا مرجع دو باتوں کی طرف ہوتا ہے، اول مالکیت نفع و ضرر، دوم محبوبیت، اول کو جلال سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے، اور ثانی کو جمال سے، مگر یہ تعبیر ناقص ہے، جلال محض مالکیۃ ضرر پر متفرع ہوتا ہے، جس طرح جمال اسبابِ محبوبیت میں سے ایک سبب ہے، وجوہ محبوبیت علاوہ جمال کے کمال قرب احسان بھی ہیں، سبب اول یعنی مالکیۃ نفع و ضرر کا اقتضا معبودیت حدود عقل میں رہ کر ہونا ضروری ہے، اس معبودیت میں عابد کی ذاتی غرض چونکہ باعث عبادت ہوتی ہے یعنی طمع یا خوف یا دونوں، اس لئے یہ عبادت اسقدر کامل نہ ہوگی جسقدر وہ عبادت جس میں محض ارضاء معبودیت مقصود ہو، ظاہر ہے کہ محبوب کی جو کچھ طاعت اور فرمانبرداری کیجاتی ہے اس سے محض اس کی رضا مطلوب ہوتی ہے، لہذا ضروری تھا کہ دونوں قسموں کی عبادتیں مدنِ کامل میں ملحوظ ہوں، قسم اول پر متفرع ہونے والی عبادتوں میں اصل الاصول نماز و زکوٰۃ ہیں اور قسم ثانی پر متفرع ہونے والی عبادتوں میں اصل الاصول روزہ اور حج ہیں روزہ محبوبیت کی منزلِ اول اور حج منزلِ ثانی ہے، تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ عاشق پر اولین فریضہ یہی ہے کہ اغیار سے قطع تعلق کیا جائے جو کہ روزہ میں ملحوظ رکھا گیا ہے، دن کو اگر صیام کا حکم ہے تو رات کو قیام کا، اور آخر میں اعتکاف نے اکبر پر ہے تعلقات کا بھی خاتمہ کر دیا، بحکم مَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ اور من قام رمضان ایماناً (الحدیث) اگر استیعاب صوم رمضان کا پتہ چلتا ہے تو بحکم احیٰی لیلہ و من صام رمضان (الحدیث) وغیرہ استیعاب قیام رمضان کا بھی پتہ چلنا ضروری ہے، اور چونکہ کمال صوفی

لئے محض مالوفات ثلاثہ کا جو کہ اصل الاصول ہیں ترک مطلوب نہیں، بلکہ ان کے علاوہ معاصی اور مشتہیات نفسانیہ کا ترک بھی مقصود ہے۔ من لم یدع قول الزور (الحدیث) اور رب صائم لیس لہ من صومہ الا الجوع (الحدیث)، اس کے شاہد عدل ہیں جب ترک اغیار کا ثبات (جو کہ منزل عشق کی پہلی گھاٹی ہے) ہو گیا، اسکے بعد ضروری ہے کہ دوسری منزل کی طرف قدم بڑھایا جاوے، یعنی کوچۂ محبوب اور اسکے دار دیار کی جبہ سائی کا فخر حاصل کیا جائے، اس لئے ایام صیام کے ختم ہوتے ہی ایام حج کی ابتدا ہوتی ہے۔ جسکا اختتام ایام نحر (قربانی) پر ہے، کوچۂ محبوب کی طرف عاشق کا سفر کرنا جس نے تمام اغیار کو ترک کر دیا ہو اور سچے عشق کا مدعی ہو، معمولی طریقہ پر نہ ہوگا، نہ اس کو سر کی خبر ہوگی نہ پیر کی نہ بدن کے زیب و زینت کا خیال ہوگا نہ لوگوں سے جھگڑا اور لڑنے کا ذکر فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج کہاں عشق اور کہاں آپس کے جھگڑے اور لڑائیاں کہاں قلبی اضطراب اور کہاں شہوت پرستی و آرام طلبی، نہ سرمہ کی فکر ہوگی نہ خوشبو اور تیل کا دھیان، اس کو آبادی سے نفرت، جنگل اور جنگلی جانوروں سے الفت ہونی ضروری ہے۔ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا، سیر و شکار جو کہ کار بیکاراں ہے، ایسے عشاق اور مضطر نفوس کے لئے بعید نفرت کی چیز ہوگی وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا اس کی تو دن رات کی سرگرمی معشوق کی یاد، اس کے نام کو جپنا، اب تن بدن کو بھلا دینا دوست احباب، عزیز و اقارب، راحت و آرام کو ترک کر دینا، نہ خواب آنکھوں میں بھی معلوم ہوگی نہ لذائذ اطعمہ اور خوشبودار اور خوشنما اشربہ و البسہ کا شوق ہوگا ؎

یدا ری ھواہ ثم یکتم سرہٗ ویخشع فی کل الامور ویخضع

"اسکی محبت خوش اسلوبی سے ہاں جتا رہتا ہے، پھر اسکے راز پر پردہ پوشی کرتا رہتا ہے اور تمام حالات میں مطیع و فرمانبردار رہتا ہے۔"

جوں جوں دیار محبوب اور ایام وصال کی قربت ہوتی جائے گی اسی قدر ولولہ اور فریفتگی اور جوشش جنون میں ترقی ہوتی رہے گی ؎

وعدۂ وصل چوں شود نزدیک آتشِ شوق تیز تر گردد

ان دنوں جوشِ جنوں ہوتا ہے دیوانے کو لوگ ہر سمت سے آتے ہیں مجھے سے کو

خونِ دل پینے کو اور لختِ جگر کھانے کو یہ غذا دیتے ہیں جاناں ترے دیوانے کو

؎ نوبہار است جنوں چاک گریباں مدے آتش افتاد بجاں جنبش داماں مدے

قریب پہنچتے ہیں (میقات پر) تو اپنے رہے سہے میلے کچیلے کپڑوں کو پھینک دیتے ہیں، اس وادیٔ عشق میں گریبان اور دامن سے کیا کام ؎

ہم نے تو اپنا آپ گریباں کیا ہو چاک اس کو سیا سیا نہ سیا پھر کسی کو کیا

دن رات محبوب کی رٹ پپیہا کی طرح لگی ہوئی ہے (وظیفہ پڑھ رہے ہیں) ؎

رٹت پھرے پیو پیو کنارے ہمرے پیا تو بدیس سدھائے

برہا روگ سے تلپت جیو اب جن بول پپیہا پیو

اگر غم ہے تو محبوب کا، اگر ذکر ہے تو معشوق کا، اگر طلب ہے تو پیو کا، اگر خیال ہے تو دلبر کا ؎

عشق میں تیرے کوہِ غم سر پر لیا جو ہو سو ہو عیش و نشاطِ زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

کوچۂ محبوب میں پہنچتے ہیں تو اس کی در و دیوار کے ارد گرد پوری فریفتگی کیساتھ چکر لگاتے ہیں، چوکھٹ پر سر ہے تو کہیں دیواروں اور پتھروں پر لب ؎

اُمُرُّ عَلَی الدِّیَارِ دِیَارِ لیلیٰ اُقَبِّلُ ذَا الجِدَارَ وَذَا الجِدَارَا

وَمَا حُبُّ الدِّیَارِ شَغَفْنَ قَلْبِی وَلٰکِنْ حُبُّ مَنْ نَزَلَ الدِّیَارَا

کسی نے اگر جھوٹی سی خبر دی کہ معشوق کا جلوہ فلاں جگہ نمودار ہو رہا ہے تو بے سر و پیر ہو کر دوڑتے وہاں پہنچے، نہ کانٹوں کا خیال ہے نہ راستے کے پتھروں کی فکر ہے نہ گڑھوں میں گرنے کا سوز ہے نہ پہاڑوں کی سختیوں کا ڈر ہے، مجنون بنی عامر کا سماں بندھا ہوا ہے، بدن میں اگر جوں ڈھیروں پڑی ہیں تو کیا پروا ہے، اہلِ عقل اور اہلِ زمانہ اگر پھبتیاں اڑاتے ہیں تو کیا شرم ہے ؎

ملہ مجنون کہتا ہے کہ میں لیلیٰ کے کوچہ پر گذرتا ہوں تو کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں اور کبھی اس دیوار کو میرے دل میں در و دیوار کی محبت نے کوئی جگہ نہیں بنائی ہے۔ بلکہ اس گلی کے رہنے والی نے۔

جب پیت بھی تب لاج کہاں　　سنسار ہنسے تو کیا ڈر ہے
دکھ درد پڑے تو کیا چنتا　　اور سکھ نہ رہے تو کیا ڈر ہے

اگر ناصح نادان معشوق اور عشق سے روکتا ہے تو جسطرح آگ پر پانی کے چھینٹے اسکو اور بھڑکا دیتے ہیں اسیطرح آتش عشق اور بھڑک جاتی ہے، نادان ناصح کو پتھر مارتے ہوئے اپنے آپ کو قربان کر دینے کے لیئے بیتاب ہو جاتے ہیں۔ ع

ناصحا مت کر نصیحت دل مرا گھبرائے ہے

فدیت یا عاذلی الملک الذی　　اسخطت کل الناس فی ارضاءہ

(اے ملامت گر میری جان اس بادشاہ پر قربان ہو کہ جسکے راضی رکھنے کی غرض سے میں نے تمام لوگوں کو ناخوش کر دیا ہے۔)

ولو من احب لاعصینک فی الھوی　　قسما بہ وبحسنہ وبھائہ

(اے ملامت گر میں محبوب کے حسن وجمال کی قسم کھاتا ہوں کہ محبت کے بارے میں ضرور تیری نافرمانی کرونگا۔ متنبی)

میرے محترم! یہ تھوڑا سا خاکہ رنج اور غم کا ہے، اگر دل میں تڑپ اور سینہ میں درد نہ ہو، تو زندگی ہیچ ہے، وہ انسان بھی انسان نہیں جسکے دل دماغ، روح، اعضاء وغیرہ محبوب حقیقی کے عشق اور ولولہ سے خالی ہیں، یہاں عقل کے ہوش گم ہیں، جس قدر بھی بےعقلی اور شورش ہوگی اور جسقدر بھی اضطراب اور بےچینی ہوگی اسیقدر یہاں کمال شمار کیا جائیگا۔

موسیا آداب داناں دیگر اند　　سوختہ جان و روانان دیگر اند
کفر کافر را و دین دیندار را　　ذرۂ دردت دل عطار را

عقل وحیا کے مقید ہونے والے عشاق آرام اور راحت کے طلبگار محبین اپنی سچائی کے اثبات سے عاجز ہیں

عشق چوں خام است باشد بستۂ ناموس و ننگ　　پختہ مغزان جنون را کے حیا زنجیر پا است

اس وادی میں قدم رکھنے والے کو سرفروشی اور ہر قسم کی قربانی کیلئے پہلے سے تیار رہنا ضروری ہے، آرام اور راحت، عزت اور جاہ کا خیال بھی اس راہ سخت ترین میں بذام کرنے والا گناہ ہے

ناز پروردہ تنعم نبرد راہ بدوست　　عاشقی شیوۂ رندان بلاکش باشد
یقین میداں کہ تیں شاہ مونام　　بدست مرد بیدار می دہد جام

مولانا المحترم! اس وادی پرخار میں قدم رکھتے ہیں اور پھر ہستی کا، سر کے چھکڑ کا بیماری کا، ضعف کا، تکلیف کا، عزت وجاہ کا خطرہ، افسوس ہے، مردانہ وار قدم بڑھائیے، اگر تکلیف سامنے ہو تو خوش قسمتی سمجھئے، اگر ستائے جائیں تو محبوب کی عنایت جانئے، پس پردہ طوطی صفت کون کرا رہا ہے، مجنون کو لیلیٰ کے کاسہ توڑنے پر رقص ہوتا ہے جس سے وہ اپنے خاص تعلق کا اثبات کرتا ہے، اور آپ یہاں جھجکتے ہیں کلا واللہ کلا واللہ اشد الناس بلاءً الانبیاء ثم الامثل فالامثل قول صادق ہے۔ قیمۃ المرء ہمتہ؛

بقدر الجد تکتسب المعالی ومن رام العلی سہر اللیالی

بانداز محنت بلند درجات حاصل ہو سکتے ہیں جو شخص بلند درجہ کا قصد کرتا ہے وہ برابر راتوں کو جگتا ہے۔

سوائے رضاء محبوب حقیقی اور کوئی دھن نہ ہونی چاہیے ؎

دنیا و آخرت را بگذار و حق طلب کن کایں ہر دو لولیاں را من خوب می شناسم

مدہوش و بخروش و ہیچ مفروش؎

مجھے افسوس ہے کہ میں نے اپنی دیوانگی کے جوش میں آپ کا بہت وقت ضائع کیا، مگر کیا کروں کہ اہل چشت کا دریوزہ گر ہوں، ان کی نسبت اپنا کھیل اور رنگ دکھاتی ہے، اگر میری عرض غلط ہو، پھاڑ کر پھینک دیجئے، اور ان بزرگ حیدرآبادی کے کلمات کو تعویذ جان بنائیے، اور اگر اس میں کوئی جھلک صداقت اور واقعیت کی معلوم ہو تو مولانا عبدالباری صاحب ندوی اور حکیم عبدالعلی صاحب کو بھی دکھلا دیجئے، غالباً مناسب ہوگا کہ مکہ معظمہ میں سید امین عاصم صاحب مرحوم کو آپ اپنا مطوف بنائیں، ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ موصوف حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے مطوف تھے، ان کا اگرچہ انتقال ہو گیا ہے مگر انکی لڑکیاں انکے منصب پر قائم کی گئی ہیں اور انکے نواسہ سید عقیل عطاس حجاج کی خدمت انجام دیتے ہیں، حتی الوسع پوری خبرگیری کرتے ہیں، ان کا کارڈ اس میں موجود ہے، اگر غیر مناسب نہ ہو تو میرا عریضہ بھی دیدیجئے، آپ سے لوگ بمبئی سے یا لکھنؤ سے درخواست مطوفی کریں گے، مگر اکثر ان لوگوں سے تلخ تجربے حاصل ہوتے ہیں، مدینہ منورہ میں میرے دو بھائی بڑے مولوی سید احمد صاحب اور چھوٹے محمود احمد ہیں، اگر غیر مناسب نہ ہو تو ان سے بھی ملیں، اگر کوئی خدمت درکار ہو تو انشاء اللہ وہ اپنی طاقت کے موافق کریں

میں حصہ لیں گے۔ مولانا شفیع الدین صاحب نگینوی مکہ معظمہ میں حضرت حاجی صاحب قدس سرہ العزیز کے خادم اور خلیفہ اور حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز کے حدیث میں شاگرد نہایت پاکیزہ شخص موجود ہیں، ان سے بھی ملیں اور میرا سلام عرض کردیں، دعا کی درخواست بھی ظاہر فرمادیں، کوشش ہونی چاہیے کہ دونوں مقدس مقامات اور راستہ میں غفلت میں وقت نہ گزرے، خصوصاً عرفات کا دن بعد از زوال نہایت ہی غنیمت ہے اس کا ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہونا چاہیے، اگر لوگوں کی بالخصوص وہاں کے سکان اور حکام کی فروگذاشتیں نظر پڑیں تو اسکی طرف توجہ نہ کیجیے، اپنے کام سے کام رکھیے اپنے اس نالائق و نابکار سگ نیارو سیاہ خادم کو بھی دعوات صالحہ میں یاد رکھیے کیا عجب ہے آپ حضرات کی دعائیں فلاح اور نجات کی اسباب بنجائیں، بہتر تو یہ ہوتا کہ کچھ دنوں پوری ہمت اور محنت کے ساتھ اذکار وغیرہ کرلینے کے بعد حج ہوتا اور زیارت کی مقدس نعمت حاصل کیجاتی تاکہ دونوں کی حقیقت سے اتصال کی نوبت آتی، مگر جب قصد کیا گیا تو پورا کرنا ضروری ہے جہاں تک ہوسکے غفلت کو راہ نہ دیجیے اور ذکر میں مشغول رہیے ع من نہ کردم شما حذر بکنید۔

میں انشاء اللہ شوال کی پانچ تک یہاں سے روانہ ہوجاؤں گا، اور اگر منظور الٰہی ہے تو وحید بھی حج میں آپ کے ساتھ ہوگا، خداوند کریم سے دعا ہے کہ آپ سبھوں کو حقیقی نعمت حج و زیارت سے مالامال کردے، آمین، والدہ ماجدہ اور متعلقین و احباب سے سلام مسنون عرض کردیں ۹ر رمضان المبارک ۱۳۶۲ھ از خلافت آفس سلہٹ

مکتوب نمبر ۲۰۶

(۱) سفر حج و زیارت نہایت مبارک سفر ہے، کوئی ضرورت اجازت طلب کرنے کی نہیں، اور بالخصوص مجھ جیسے نالائق و ناکارہ سے، امتثالاً للامر میں الفاظ بھی ادا کرتا ہوں تشریف لے جائیں اللہ تعالیٰ قبولیت فرمائے، اور باعث قرب خوشنودی کرے، آمین

(۲) میں پہلے عریضہ میں کچھ عرض کرچکا ہوں، وہی میرے نزدیک دونوں عبادتوں کے لئے اصل الاصول ہے، اسی کو مطمح نظر بنائیں، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کا رسالہ فیوض الحرمین بھی راستہ میں مطالعہ کرڈالئے، سفر حرمین شریفین اور وہاں کی اقامت وغیرہ کے متعلق بھی بہت سی معتبر معلومات حاصل ہوں گی۔

(۳) اونٹوں کا سفر کوئی مقصود بالذات نہیں ، جبکہ موٹر کا سفر بہت سے مصالح کو مشتمل ہے تو جہاز اور ریل کی طرح اسکو بھی فضیلت ہی ہوگی ۔ اسی کو اختیار فرمایئے ۔

(۴) حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کا مسلک حضوری مدینہ منورہ کے بارہ میں مرجوح بلکہ غلط مسلک ہے ، مدینہ منورہ کی حاضری محض جناب سرورِ کائنات علیہ السلام کی زیارت اور آپ کے توسل کی غرض سے ہونی چاہیے ، آپکی حیات نہ صرف روحانی ہے جو کہ عام مومنین و شہداء کو حاصل ہے ، بلکہ جسمانی بھی ہے ، اور از قبیل حیاتِ دنیوی بلکہ بہت سی وجوہ سے اس سے قوی تر ہے ، آپ سے توسل نہ صرف وجود ظاہری کے زمانہ میں کیا جاتا تھا بلکہ اس برزخی وجود میں بھی کیا جانا چاہیئے ، محبوب حقیقی تک وصال اور اسکی رضا صرف آپ ہی کے ذریعہ سے اور وسیلہ سے ہوسکتی ہے ، اسی وجہ سے میرے نزدیک یہی ہے کہ حج کے پہلے مدینہ منورہ جانا چاہیئے ، اور آپ کے توسل سے نعمت قبولیت حج و عمرہ کے حصول کی کوشش کرنی چاہیئے مسجد کی نیت خواہ تبعاً کرلی جائے ، مگر اولیٰ یہی ہے کہ صرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی نیت کیجائے تاکہ لا تعملہ الا زیارتی والی روایت پر عمل ہوجائے ۔

(۵) ذکر میں جو طریقہ ابتک کرتے رہے بہتر ہے ، ایسے وقت میں یہ بھی کیا جاسکتا ہے کہ اٹھکر ٹہلنے لگیں تاکہ غنودگی جاتی رہے ، یہ وقت کی تعیین صرف ابتدا میں ہے ، اصلی مقصد یہ ہے کہ خلوت اور جلوت ، آمد و رفت نشست و برخاست ہر حالت میں یہ ذکر جاری ہوجائے اور کوئی سانس بلا ذکر نہ نکلے ، تنبہ اور عدم تنبہ ہر دو حالت میں ذکر جاری رہے ۔

ملہ امام ابن تیمیہؒ کے تبحر اور علم و فضل پر اجماع کے باوجود زیارت قبر نبویؐ میں اہل علم مختلف ہیں چنانچہ بعض یہ کہکر برأت کرتے ہیں کہ ابن تیمیہ کو نفس زیارت قبر نبویؐ کے استحباب کا انکار نہیں صرف سفر بقصد زیارت کا انکار ہے لیکن حضرت علامہ نے خود ابن تیمیہؒ کی عبارتیں نقل کی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن تیمیہؒ نفس زیارت قبر نبویؐ کو غیر مشروع بلکہ غیر ممکن و غیر مقدور و ممتنع الوجود کہتے ہیں اور عموم ورود القبور اور لا تعملہ الا زیارتی (روایت) سے اسکو خارج سمجھتے ہیں ، حالانکہ قبر نبویؐ کی زیارت

باجماع اہل قرب اور بلاخلاف مستحب یا واجب ، جیساکہ ابن ہبیرہ نے کتاب اتفاق الائمۃ میں تصریح فرمائی ہے ، وقال مالک والشافعی وابو حنیفہ واحمد بن حنبل ان زیارۃ النبی من افضل المندوبات

۱۸ / صفر

(۶) نماز میں کسی شخص کا تصور نہ فرمائیے، بلکہ ضیاء القلوب میں نماز کے لئے طریقہ ذکر کیا گیا ہے، اس کو عمل میں لائیے، انشاء اللہ کامیابی ہوگی۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی ملفوظات (فیہ ما فیہ) بھیجیں، مگر افسوس ہے کہ ان دنوں اسقدر عدیم الفرصتی ہے کہ مطالعہ کرنا سخت دشوار ہے، ہمارے اسلاف پر نسبت چشتیہ ہی غالب ہے اگرچہ دوسرے طرق میں بھی ان کو اجازت ہے، حضرت خواجہ علاؤالدین صابر قدس اللہ سرہ، (جن کے اصل سلسلے سے اسلاف کا انتساب اور سلوک ہے اور جس میں نسبت سلسلہ نظامیہ سوز وگداز اور اضطراب و شورش عشق بہت زیادہ ہے) اور حضرت محبوب سبحانی قدس اللہ سرہٗ العزیز دونوں ایک ہی در کے دریوزہ گر ہیں، اس لئے کہ سلسلہ نظامیہ میں بھی ہمارے اکابر کا سلوک ہے، تعلق اور تناسب ہونا ظاہر ہے، اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کے فیوض سے فیضیاب فرمائے، بزرگوں کے شئون بھی جدا ہوتی ہیں، التفاتات اور توجہ کی حالتیں علیحدہ علیحدہ ہیں یعنی تناسب کو اس مبارک سفر میں جہاں تک ہو سکے دل کو مطمئن رکھتے ہوئے ذکر میں حضور قلب کے ساتھ پوری جدو جہد قائم رکھیں۔

مدینہ منورہ میں کم ازکم آٹھ دن ضرور قیام فرمائیں، بعض روایتوں میں ہے کہ جس شخص نے میری مسجد میں چالیس نمازیں اس طرح پڑھیں کہ کوئی نماز فوت نہ ہوئی ہو تو اس کیلئے نفاق اور نار سے برأت کی جاتی ہے، لہذا آٹھ دن اس التزام کے ساتھ فرمائیے کہ مستقل طریقہ پر چالیس نمازیں باجماعت اولی مسجد نبوی (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) میں ادا ہو جائیں) اور حتی الوسع کوشش کیجئے کہ اس حصہ میں یہ فرائض ادا ہوں جو کہ زمانہ نبوت میں مسجد تھا۔ اس کی علامتیں ستونوں پر بنی ہوئی ہیں، ہر ستون پر اس صف ستون کے بالائی حصہ پر لکھا ہوا

یعنی امام مالکؒ شافعی وابوحنیفہ واحمد حنبل کا اتفاق ہے کہ قبر نبوی کی زیارت سب سے بہتر کاموں میں سے ہے اور زیارت شرعیہ کو ابن تیمیہؒ جائز فرماتے ہیں یعنی مسجد نبوی کی زیارت کرنا اور اس میں بوقت دخول صلوٰۃ وسلام، جیسا کہ وقت دخول تمام مساجد کے مشروع ہے مراد لیتے ہیں، حالانکہ اس پر اطلاق زیارت قبر کا نہ لغۃً صحیح ہے اور نہ شرعاً وعرفاً درست ہے، بقول مولانا عبدالحی فرنگی محلیؒ ولا عجب ان تکل جواد کبوۃ ولکل عالم ہفوۃ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو "السعی المشکور" مدینہ منورہ کی حاضری محض جناب سرور کائنات علیہ السلام کی زیارت اور آپ کے توسل کی غرض سے ہونی چاہیئے۔ الخ واللہ اعلم ؎ عشق تو بہ دست راہ بار ہا من رفتہ ام

ہے۔ بلکہ اگر ہو سکے تو فرائض روضۃ من ریاض الجنۃ کی حد میں ادا کریں، ان ستونوں پر زیریں حصہ میں قد آدم تک سنگ مرمر لگا ہوا ہے، نیز ادر جماعت کی آسانی کیلئے حرم نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے قریب مکانات زیادہ تر ممد معاون ہونگے بھائی صاحب کو میں نے لکھ دیا ہے، اگر آپ جلد ان سے مل لیں گے تو وہ آپکی مدد میں کوتاہی نہ کرینگے انکے نام کا یہ لفافہ بھی رکھتا ہوں، وہ حرم محترم کے بہت قریب باب النساء کے اطراف میں قاق البدر میں رہتے ہیں، ممکن ہے کہ وہاں کوئی مناسب مکان خالی ملجائے، یا وہ اپنے ہی مکان میں کوئی خالی قطعہ دیسکیں تو زیادہ آسانی ہوگی، آپ جسطرح مجھ سے تکلف برتتے ہیں وہاں نہ برتیں، وہاں پر آپ نووارد ہونگے، اور وہ لوگ وہاں کے باشندے ہو گئے ہیں، شہرت زبان سے ضروریات سے واقف ہیں، ان کو آپ کی خدمت کرنی چاہئے، اور آپکو ان سے خدمت لینی چاہئے، میں ایک دوسرا خط شیخ خلیل آغا خواجہ سرائے حرم نبوی اور خادم حجرہ شریفہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ) کو لکھتا ہوں، اگر حرم شریف میں رات کو رہنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو وہ آپ حضرات کو مدد دیں گے اور سہولتیں پیدا کریں گے۔

آنجناب کی اہلیہ محترمہ کی عنایات بھی آپ ہی کی عنایتوں کی ظلال ہیں، میری جو حالت ہے وہ تو ظاہر ہے ؎

یظن الناس بی خیرا وانی لشر الناس ان لم یعف عنی

لوگ میرے ساتھ حسن ظن رکھتے ہیں، لیکن اگر وہ درگزر نہ کریں تو میں سب سے برا آدمی ہوں۔

کیا عجب ہے احباب اور بزرگوں کے حسن ظن اور عنایات ہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نجات کر دے۔ والسلام از سلہٹ، خلافت آفس ۲ رمضان المبارک ۱۳۴۵ھ

مکتوب ۲۰۷

میں تفضیل کا قائل نہ مساوات کا ہاں ✿ مجھے گمراہ کی ہدایت کو ہیں یکساں دونوں

محترم المقام زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ طویل والانامہ باعث سرفرازی ہوا مضامین مندرجہ سے خوشی ہوئی تفصیلی جواب کی نہ فرصت ہے نہ قابلیت مختصراً کچھ عرض کرتا ہوں حضرت اقدس قدس سرہ العزیز نے جب مجھ کو بیعت فرمایا تو چاروں خانوادوں چشتیہ نقشبندیہ قادریہ سہروردیہ میں بیعت فرمایا پھر فرمایا کہ میں نے چاروں میں بیعت اس لئے کیا ہے کہ لوگ جس طریقے میں بیعت ہوتے ہیں اسی کی تفضیل اور ترجیح بلکہ غلو میں پڑ جاتے ہیں اور دوسرے طریقہ کو مرجوح قرار دینے اور گرانے میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور یہ صحیح نہیں ہے۔ چاروں میں بیعت کرنے سے اس کا سدِ باب کر دینا مقصود ہے تاکہ اس قسم کی فضولیات کی نوبت نہ آئے اور کمال حقیقت بھی یہی ہے۔ میں نے مدینہ منورہ میں اس کے واقعات مشاہدہ کئے ہیں چشتی حضرات

بحاشیہ مکتوب ۲۰۷ ، حضرت اقدس مولانا زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ امید ہے مزاج عالی بعافیت ہوں گے چند روز سے حضرت والا کے مکتوبات دیکھ رہا ہوں مکتوب ۳۵ ص ۲۰۷ پر حضرت والا نے طرق چشتیہ نقشبندیہ کے متعلق کچھ تحریر فرمایا ہے مجھ کو خیال دیر سے ہے دل چاہا کہ اس موقعہ پر کچھ عرض کرنے کی جرأت کروں اگر مصلحت خیال فرمائیں تسلی فرما دیں ورنہ خود اکثر اس پر استغفار کرتا ہوں۔

خیال ہوتا ہے کہ طریق چشتیہ کے اکثر حضرات کے یہاں عموماً بعض رسوم ایسی ہیں جو صورۃً بدعت محسوس ہوتی ہیں ایک طرف حضرات صحابہ، تابعین، تبع تابعین تا محدثین مجددین مجتہدین کے احوال، اقوال، مذاق اور معمولات ہیں دوسری طرف صوفیائے کرام کے کچھ معمولات رسوم اور خصوصی اذکار ہیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دونوں کا سلوک و دینی ذوق و مذاق ایک دوسرے سے کچھ علیحدہ سا ہے۔

ایک کے یہاں مقصود اساس وہ ہے دوسرے کے یہاں سکر و استغراق ایک میں تمدنی تعلق اور دنیا کی بیداری ہوشمندی اور حکیمانہ ... "کان ... العلم خشیۃ اللہ" دوسرے میں محبت نیاز مجذوبی، وحدت و کثرت کی ریحانات، حلول و اتحاد کے سے اجنبی عنوان جن پر اصحاب احتیاط اعتراض اور اسوۂ نبوی میں بے اصولی۔ ایک کے یہاں مقامات یقین اور مراتب تنزیہ کے واسطے اعلیٰ استعداد عمل الدین اور کشف خوارق کے آثار۔ دوسرے کے یہاں رقص، وجد، گریہ و بکا، تجلیات صوری داوان و ... کا معہود تنوع، ایک کی شان ہدایت و ہدایت کی "بر انداز رو پنہاں بجرم ناقدہا" دوسرے میں تجرد وجد

چشتیہ مشائخ اور اُن کے طریقے میں اس قدر غلو فرماتے ہوئے دیکھے کہ دوسرے طرق اور اُن کے مشائخ کی توہین اور تذلیل نمایاں ہوتی تھی یہاں تک کہ اکابر طرق کی شان میں نہایت گستاخیاں بھی مشاہدہ ہوئیں۔ اسی طرح نقشبندیہ کے متعلق بھی۔ ویسا ہی مشاہدہ کیا کہ وہ چشتیہ، قادریہ وغیرہ کے متعلق ذکر فرماتے ہوئے حدِ اعتدال سے گذر جاتے تھے اور اکابر کے متعلق بھی ناشائستہ کلمات کہنے لگتے تھے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدا ہی سے میرے لئے سدِّ باب فرما دیا تھا۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اپنے طریقہ میں

(بقیہ ص ۲۸۱) شطحیات "آوارہ و مجنونے رسوا سر بازارے" استغفر اللہ استغفر اللہ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسی جلیل القدر ہستی ہے اور دوسری طرف بالتشبیہ "عاشق سوختہ جان سینہ فگار دل ریش" ہی جو جذبۂ عشق میں نہ تنزیہ کو ملحوظ رکھتا ہے نہ تقدیس کو۔ عارف ہے مگر کامل نہیں، عاشق ہے مگر محق نہیں، اللہ کو محبوب ہے مگر مرضی نہیں۔ کہ مرضیہ تو صرف راہِ نبوت اور ذوقِ صحابی ہی ہو سکتا ہے" ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ" یعنی محبت کے لئے اتباع ہی صاحبِ رضا محبوب ہے۔ کتاب انزلناہ الیک مبارک لیدبروا آیاتہ ولیتذکر اولوا الالباب مذکورہ تذکروں کا سوائی یہ ہے اگر نہ ہو استغفر اللہ۔ یہ مختصر خاکہ ہے اپنے احساس اختلاف کا۔

رہیں رسوم جو صورتاً بدعت و محدث معلوم ہوتی ہیں الحمد للہ حسنِ ظن میسر ہے کہ یہ مراسم اُن کے لئے اس دور میں اُن حدود و شرائط کے ساتھ جو اُن کے یہاں تھیں نہ حدود سے خارج تھیں۔ بدعت ضلالت کی حامل تھیں مسلماً ذہنی التزام نہ تھا۔ عقیدۃً تقلید اطلاق نہ تھا۔ اختصاص زمان و مکان ہی بے ترتیب تھی جیسے قدرِ عمل لازم تھے اور وہ فی ذات خود مفید تھے عدم مفاسد کے ساتھ اور منع مقید تھا مفاسد کے ساتھ اور وہاں ان کے گروہ خواص میں اس کا احتمال تک نہ تھا۔ تاہم خیال ہوتا ہے کہ اُس وقت مفاسد کا محتمل رہے ہوں بعد کے آنے والے عوام کے لئے تو ان رسوم مفاسد ہی کی ضرورت بھی۔ [illegible]

اس وقت اگرچہ احتیاط کی حد تھی مگر ادارہ اباحت کی وسعت اور مسابقت کی حضوری سنوں کا قبل مستعمل دور استقلال کے مخصوص ان امکانات ہونے کا محتمل تھا، پھر لوگوں میں تو رو ٹی

مثال کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ محافلِ سماع [illegible]

خصوص اگر ان مجالس کا ترتیب خاص سنیات و مقاصد کے ساتھ [illegible] کیا جا سکتا ہے کہ اول تو خود نص شعر و ما علمناہ الشعر و ما ینبغی لہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد [illegible] الاوثان والشعر گو بعض نوع رجز حسان سے مشہور ہوئے بھی گئے [illegible] زمانی اصدق کلمۃ قالہا الشاعر قول لبید کی [illegible] تنی [illegible] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ [illegible] [illegible] کے پاس [illegible]

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی نظر بہت اونچی تھی اُنھوں نے اس کا سد باب فرما دیا۔

ہمارے اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ نے نہایت اعلیٰ اور اشرف طریقہ اختیار فرمایا اُن کا ظاہر نقشبندی ہے اور باطن چشتی ہے ؎

بلبل نیم کہ نعرہ زنم درد سر کنم — قمری نیم کہ طوق بہ گردن در آورم
پروانہ نیستم کہ بسوزم بگرد شمع — شمعم کہ جاں گدازم و دم بر نیاورم

ورنہ سنبھل گئے ہو۔ استغفار فرمایا۔

حضرت والا کا ارشاد اسی مکتوب میں ہے کہ "ہمارے حضرت پر عنایات الٰہیہ سلوک چشتیہ میں بہت مبذول ہوئیں جو کہ روز مرہ میں دوسرے طرق میں اپنا مثیل نہیں رکھتیں" اپنا حقیر خیال تو یہی ہے کہ شاید یہ عنایات الٰہیہ ہی تلمذ ولی اللٰہی اور اسی تعلق و بیعت حضرت شاہ عبد الرحیم نسبۃ چشتیہ کی برکت سے تنزل کر دیا" ہمارے اسلاف

اگرچہ سلوک چشتیہ میں چست وچالاک اور گامزن ہیں مگر کلی حیثیت سے حضرت مجدد کے قدم بقدم ہیں" ؎

سمجھ میں نہیں آیا گامزن ہونا ہی کل ہے اور عمل کی کونسی حیثیت چشتی ہے اور کونسی قدم بقدم مجدد" ؟ آیا گامزن ہونا بطریق جذب اور قدم بقدم ہونا اتباع سنت یا کوئی اور مراد، حضرت وضاحت فرما دیں۔

یہ سب کچھ عرض کر رہا ہوں ایک خیال اور وہم کے درجہ میں ہے، ہم استغفار کرتا ہوں اگر ادنیٰ شائبہ اعتقاد ہو اپنی خلجانی یہ بات ہرگز اس سوء ظنی کی نہیں" ایک قدر خود نشناس "مستی میلان و وسوسہ کا درجہ ہے اگر حضرت والا کی توجہ سے اس میں اعتدال آجائے۔

ہمیشہ جب کبھی حضرات صحابہؓ کے حالات و سوانح جن کی دولت نقل معیاری ہے سامنے آتے ہیں، ایک جذب و کشش محسوس کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خدایا مجھے تو بلا استحقاق اسی مدہ کے غلاموں میں محشور فرما دیجیو مگر اس دعا پر حیا بھی آتی ہے کہ

ترجو النجاۃ ولم تسلک مسالکہا — ان السفینۃ لا تجری علی الیبس

اور امید بھی بندھتی ہے "الرجل یحب القوم ولا یستطیع ان یعمل عملھم" قال یا ابا ذر المرء مع من احب" کے وسعت فضل دو ور کرتا ہے۔

بخلاف صوفیاء کرام رحمہم اللہ خصوصاً چشتیہ کے کہ اُن کے عشق و دور کی کیفیات سوز و ساز "از عشق بسوختیم و جامہ دریدیم" اور "مـی میری تپ کی سوزش روز کے آتش کو شت و عادت پر غلبہ کر جاتا ہے" ان کی رونگ ان کی سوخت سامانی آشفتہ حالی ہجر و فراق کی بے چینی مست آں ساقی و آں پیمانہ ایم کی سرمستی "بیمار صبح شکو بوے نسیم نمی رسد" تماشائے گل تو پلٹے بیمار شکستہ کا انتظار ان کا راتوں کو رو رو یاد کرنا، اُن کا قلق ملل و اضطراب اس پر اس قدر پیار آتا ہے کہ بے اختیار تمامی ہوش و خرد کو ان کی گرمی رفتار پر قربان کر دینے کو دل چاہتا ہے اور یہ وہ دیوانہ سامان جوش یا اور زہر کی بلند وحیرانی بحر کی تڑپ پیدا ہوتی ہے گو سب کچھ بنا ہے نقلی طور پر جہاں اُن کی بعض رسوم معمولات مکروہ

مکتوب ۳۰۸

عزیزم سلّمکم اللہ تعالیٰ ورزقکم رضاہ فی الدنیا والآخرۃ آمین۔ بعد از سلام مسنون آنکہ بحمد اللہ احوال نہایت اُمید افزا ہیں اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے اپنے نعمار جلیلہ سے نوازا ہے آئندہ بھی اس کے فضل و کرم سے قوی اُمید رکھنی چاہیئے کہ وہ کریم کارساز درجات عالیہ پر پہونچائے اور اپنی خوشنودی اور قرب سے مالا مال کرے آمین۔

بقیہ ص ۲۸۹

پروانہ ہستم کہ بسوزم بگرد شمع" اور اخیر کا مضمون کہ تیسرے طبقہ پر اتباع سنت غالب ہے

نیز اس تعقیب کو دائمہ مطلقہ قرار نہ دیا جائے ہے ظاہر ہی یا یہی منشا منقاء ہو گئے

حکما روحانی طویل قیل وقال سے ہٹ کر ایسی تدبیر و تمنی سے چلتے ہیں جو باصطلاح ولی اللّٰہی علم استعداد نفوس انسانیہ بجمیعا وکمال و مثل ہر کسے کا مقتضی ہے۔ اہل علم اس حکیمانہ کنہ و ذوق اور بصیرتی ظہور در سوخ کو جانتے ہیں جو اپنے عمیق ادراک میں نہ الفاظ و بیان کی سطوح کے پابند ہیں نہ دلیل و استدلال کے نماروں تک محدود۔ ان کی نظر منشار پر جاتی ہے جس کے آثار میں بیان و استدلال ہے۔

والقلب علی القلب دلیل حین یلقاہ ؎ وفی الناس من الناس مقائیس واشباہ

چنانچہ یہ واقعہ ہے کہ اس جواب کے بعد مسائل کا الجھاؤ تقریباً ختم ہوگیا۔ شدت و اعتدار فکر کی لگام کھنچ گئی اور ؎

اک دانش بُرہانی اک دانش نورانی ؎ ہے دانش بُرہانی ظلمت کی فراوانی

کا انتباہ اور اصولی اطمینان و اعتدال میسر ہوگیا۔ (عبد الرشید محمود)

مولانا حکیم عبد الرشید محمود صاحب گنگوہ کے سوالات خالص علمی اور بہت پیچیدہ ہو گئے ہیں کہ اگر خود ان کے مفہوم کی شرح کی جائے تو ایک دفتر بن جائے مگر ہم نے اتنے ہی پر بس کر لیا کہ بھائی "بڑے کی بات بڑے ہی جانیں" چنانچہ امام العصر مدظلہ کا مختصر مگر جامع جواب کی افادیت اور معنویت کا فیصلہ وہ اہل ذوق کر سکتے ہیں جن کا علم حاضر ہو اور سلف کے علوم و کمالات پر نہ صرف نظر ہو بلکہ وہ خود انہیں میں کا ایک فرد ہو۔ حکیم صاحب موصوف کے سوالات بظاہر بہت اہم اور ناقابل فہم محسوس ہوتے ہیں۔ لیکن جواب میں انہیں گوشوں کو کھول دیا گیا ہے جہاں سے پانی مرتا تھا۔ سب سے بڑے سوال کا جواب تو صرف اس ایک شعر سے ہوگیا۔ ؎

نہ میں تفضیل کا قائل نہ مساوات کا ہاں
مجھ سے گمرہ کی ہدایت کو ہیں یکساں دونوں

افسوس یہ ہے کہ حکیم صاحب کے خط کے سوال و جواب سے معمولی درجہ کے پڑھے لکھے فائدہ نہ اٹھا سکیں گے۔ (اصلاحی)

مکتوب ۲۱

پھر جناب شاہ صاحب کو آپ لوگوں نے غلطی میں مبتلا کر دیا ہے وہ بیچارے مجکو کیا جانیں میں خود سخت نالائق اور ناکارہ ہوں ان کو آپ وہاں کسی بزرگ سے مرید کرا دیجئے یا خود مرید کر لیجئے میں تو خود نااہل و ناکارہ ہوں۔

ذکر کے متعلق جو کچھ تحریر کیا ہے بہتر اور امید افزا ہے۔ ہمیشہ ذات حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف متوجہ رہنا چاہیئے جو کہ بے چون و بے چگون تمام کمالات سے موصوف اور تمام نقائص سے پاک اور منزہ ہے۔ یہ ملکہ راسخہ جامۂ فعلیت بصورت "وہم علیٰ صلواتہم دائمون" قائم ہوجائے صراط مستقیم میں ہے "وحقیقتش التفات دائمی است بسوئے ذات بیچون و بیچگون در ہمہ اوقات در نشست و برخاست و عوض۔ کاسب مصائب و اوقات خوردن و آشامیدن بحیثیتیکہ ہیچ امر مانع التفات نگردد بمشابہ آنکہ ہرگاہ محبت چیزے باہتمام کارے در دل نشستے کہ راسخ گردد پس دریں اشتغال بحوائج ضروریہ اعمال معاشیہ دلش کہ امبنی بسوئے ہماں امر متوجہ می ماند چنانچہ بر ہر صاحب وجدان پوشیدہ نیست" صراط مستقیم ص۱۰۱ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جب کہ ملکہ حاصل ہوگیا ہے تو اس کو فعلیت کا درجہ دیجئے اور دوام حضور کی کوشش کیجئے، اگر کوئی طالب راہ حق آئے اس کو اسلاف کا راستہ بتایئے۔ اگر آپ اپنے آپ کو اس کے لائق نہیں سمجھتے مگر جس پروردگار نے اس کو بھیجا ہے وہ اس کا کفیل اور مربی ہے حضرت قطب عالم حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں "دریں راہ جز دردنایافت و حسرت حرماں ہیچ نمی سراید چہ نایافت صورت نیستی دارد و انچہ یافت دارد صورت ہستی دارد و ہستی بلا رسالک است و نیستی موجب ثمرات بے غایات پس بریں درد نایافت مانند تازیدو بیکار خود باید بود کار خلق حسب اجازت مشائخ باید کرد و خود را وسیلہ مثل یتیم مالک خود کار مالیک خود می کند و سائل را ببہانہ نہادہ در پرورش فیضان خود کردہ واللہ معاذ مکر (مکتوب پنجم ص۲۱)

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

اگرچہ ایں روسیاہ گمراہ ہم سزاوار ایں امر عظیم نیست مگر امتثال امر بزرگاں نمود بیعت بترک می کند لہٰذا آں برگزیدہ کونین را نیز لطور یکہ ایں مدبر را از بزرگان خود اجازت دادہ می آید مناسب کہ ہر کدام کس طالب کہ رجوع نماید اخذ بیعت نمودہ تعلیم نام خدا نمایند ہرگز انکار نہ کنند ہدایت کنندہ ہادی مطلق است آن را کہ خواہد فرستاد ہدایت ہم خواہد کرد۔ صلا۲۔

مدرسہ کا چکوال میں ہونا زیادہ مفید معلوم ہوتا ہے۔ استخارہ مسنونہ سات مرتبہ کیجئے اگر جواب میں کوئی ہدایت ہو فبہا ورنہ رجحان قلبی پر عمل کیجئے۔ والسلام۔

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ ۱۵ ذی الحجہ [illegible] دیوبند۔

مکتوب نمبر ۲۱۲

محترم المقام زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مزاج شریف اسماء الٰہیہ کو ذات مقدسہ سے حسب قول محققین علیہم لا عین ولا غیر کی نسبت ہے۔ اور یہی اسماء عالم میں متصرف ہیں اشخاص کی تربیت ان کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ ہر شخص کا عروج اس اسم تک ہوتا ہے جو کہ اسکا مربی ہے۔ اس سے زیادہ تفصیل اس عریضہ مختصرہ میں نہیں ہو سکتی۔ زندگی ہے تو بوقت ملاقات کچھ عرض کروں گا۔ والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ ۱۲ ذی الحجہ [illegible]۔

مکتوب ۲۱۳

محترم المقام زید مجدکم۔ بفضلہ تعالیٰ چھ روز قیام کرکے گنگوہ، ناگپور، آگرہ، دہلی ہوتا ہوا ۲۷ جولائی کو دیوبند پہونچ گیا۔ حضرت مہتمم صاحب ۲۵ جولائی کو محمدی جہاز سے حج کے لئے روانہ ہو چکے تھے۔ والا نامہ میں جو امور ذکر فرمائے گئے ہیں ان کا علم مجھ کو بالکل نہ تھا۔ چونکہ میں عدیم الفرصت رہتا ہوں اور اب ضعیف بھی بہت ہو گیا ہوں اس لئے دار العلوم کو دیکھنے کی نوبت بالکل نہیں آتی اور نگرانِ اعلیٰ جناب مہتمم صاحب کی نگرانی پر اعتماد رہتا ہے۔ آپکی تحریر بغور دیکھی اور پھر پرچہ نمبر ماہ صفر ۱۳۷۳ھ منگا کر دیکھا اور مضمون میں غور کیا۔ میرے خیال میں اگرچہ مولانا محمود احمد صاحب نے درجۂ اعتدال سے ہٹ کر کچھ سختی اختیار کی ہے مگر وہ نہ تصوف کے منکر ہیں اور نہ بیعت لینے اور ذکر و شغل ریاضات و مراقبات وغیرہ اعمال سلوک کے مخالف ہیں وہ تصوف کو کتاب و سنت اور شریعت کے

حاشیہ مکتوب ۲۱۲۔ حضرت شیخ الاسلام مدنی قدس سرہ العزیز کا یہ والا نامہ اپنی اہمیت [illegible]

باس میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ غلاۃ صوفیہ اور جہال پیروں کے غیر شرعی اعمال واقوال سے لوگوں کو بچانا چاہتے ہیں اس قسم کی تحریریں ہمارے اکابر کے کلام میں بھی موجود ہیں۔ قطب عالم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس اللہ سرہٗ العزیز اپنے رسالہ وحدۃ الوجود میں ارشاد فرماتے ہیں۔

در استتار این مسئلہ فائدہ ہمیں کہ اسباب ثبوت این مسئلہ بسیار نازک ونہایت دقیق فہم عوام بلکہ فہم علماء ظاہر کہ از اصطلاح عرفا عاری اند قوت درک آں نمی دانند چہ علماء بلکہ صوفیائے کہ ہنوز سلوک خود تمام ناکردہ باشند واز مقام نفس گذشتہ بمرتبہ قلب نارسیدہ ازیں مسئلہ ضرر می یابند واز مکر نفس وتزلزل ولغزش پا درچاہ اباحت وقعر ضلالت سرنگوں می افتند بلکہ گرد افتادہ اند کما شہدنا ہو نعوذ باللہ من ذٰلک جناب ہم نیکو میداند کہ ایں مسئلہ خاصیت عجیب میدارد ع

بعض را ہادی و بعضے را مضل

ہر چند نعمت خوشگوار است۔ اصحاب را ازاں لذت وحلاوت حاصل۔ مرضا را تلخ وناگوار

کردنا چاہتے ہیں جو مکتوب گرامی میں بہنوں کے لئے دشواری کا سبب ہو سکتے ہیں۔ دادا پیر حضرت حاجی صاحب قدس اللہ سرہٗ کے رسالہ وحدۃ الوجود کی جس عبارت کو درج فرمایا گیا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ مسئلہ وحدۃ الوجود کو اس وجہ سے چھپایا جائے اور ظاہر نہ کیا جائے کہ اس مسئلہ کا ثبوت بہت ہی نازک اور باریک ہے اور عوام کی فہم تو درکنار ایسے علماء ظاہر جو کہ اہل اللہ اور عارفین کی اصطلاحات کو نہیں جانتے وحدۃ الوجود کو سمجھ نہیں سکتے علماء تو علماء وہ صوفیہ جن کا سلوک بھی ناتمام ہے اور مقام نفس سے گذر کر قلب کے مرتبہ تک رسائی نہیں اس مسئلہ سے ان کو نقصان پہنچا اور نفس کے فریب اور قدم کے اپنی جگہ پر قائم نہ رہنے کی بناء پر اباحات اور ضلالت کے گڑھے میں منہ کے بل بہت سے لوگ گر پڑے جیسا کہ مشاہدہ ہے اللہ اس سے محفوظ رکھے۔ اس مسئلہ کے ذریعہ میں بعضوں کو اس سے ہدایت ہوئی اور بعض گمراہ۔ جو لوگ صحیح اور تندرست ہوتے ہیں ان کو اس سے لذت اور حلاوت ملی اور جو مریض نفس ہوتے ہیں ان کو یہ زہر قاتل ہو جاتا ہے اسی بناء پر صوفیاء کرام نے فرمایا ہے کہ جو شخص ربوبیت یعنی خدائی کے راز کو فاش کرے اس نے کفر کیا۔ لہٰذا وحدۃ الوجود کو ظاہر نہ کرنا ہی بہتر اور اولیٰ ہے۔ سب سے پہلے جس ذات گرامی نے اس مسئلہ میں خود خوض فرمایا وہ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ تھے۔ آپ نے اس مسئلہ کو ظاہر اور مدلل فرما کر تمام اللہ والوں پر احسان عظیم فرمایا ہے جس سے یہ مت سمجھنا کہ کوئی حد پرست احسان فراموشی نہیں کر سکتا۔ نہایت لطف کی بات یہ ہے کہ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ جو محی الدین ابن عربیؒ کے ہم عصر بھی تھے اور ایک ہی جگہ کے رہنے والے تھے لوگوں نے حضرت سہروردیؒ سے حضرت شیخ اکبرؒ کے متعلق پوچھا کہ وہ کیسے بزرگ ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ "وہ بدعتی ہے" لوگ شیخ اکبرؒ کی صحبت سے دور ہو گئے۔ پھر جب ان کی وفات ہو گئی تو حضرت سہروردیؒ نے (ملاحظہ ہو صفحہ آئندہ)

ودر حق شان زہر قاتل۔ برائے ہمیں فرمودہ اند من صرّح اسرار الربوبیۃ فقد
کفر استتار آن لازم افشائے آن ناجائز۔ اول کسے کہ دریں مسئلہ خوض فرمود شیخ محی الدین
بن عربی است قدس اللہ سرہ العزیز اجتہاد او دریں مسئلہ واظہار آن ببراہین واضحہ
برگردن جمیع موحدین تا قیام قیامت منت نہاد۔ لطف اینجا است کہ شیخ الشیوخ
شہاب الدین عمر سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز ہم عصر وہم بلد او بودہ مردمان حال شیخ
اکبر از وے پرسیدند گفت بحر زندیق مردمان از صحبت وے احتراز کنند چوں بعد وفات از
شیخ الشیوخ حال آخرت او پرسیدند فرمودند قطب الوقت من کان ولی اللہ مردمان
تعجب کردند پرسیدند کہ چرا او را زندیق گفتی ما را از استفادہ محروم داشتی گفت او ولی
واصل بحق بود وجذبہ قوی داشت بجذبہ مغلوب الحال بود لیکن قابل ابلاغ نبود در زمان
اخیر مجذوب شدہ وزبان او در افشائے اسرار بے اختیار شدہ گر شما صحبت او برسیدند
گمراہی شدید چرا کہ از غلبہ حال سخنے کہ می گفت در فہم نمی آید وعوام را زبان اید اگر تنبیہ
برشما منت نہادم۔

پس اینجا فرمایہ فرمود کہ مردان راہ حق می رسد کہ با کس وناکس تا از مسئلہ وحدۃ الوجود

سلسلہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ۲۹۲ - شیخ اکبر کی موت کے بعد میں سوال کیا آپ نے فرمایا کہ وہ اپنے زمانہ کے قطب تھے
اور بہت بڑے ولی اللہ تھے لوگوں نے سہروردیؒ سے عرض کیا کہ زندگی میں آپ نے ان کو زندیق فرمایا کہ ہم لوگ ان کے فیوض و
برکات علوم و معارف اور صحبت سے دور رکھا وہ رہے کہ بعد ولی کامل و عشق تھے یا فرمایا ہیں آخر یہ بہت سہروردیؒ
نے فرمایا کہ وہ واصل بحق ہو گئے تھے ان کا جذبہ نہایت قوی تھا لیکن وہ سہروردی کے لائق نہ تھے کیونکہ آخر میں مجذوب ہو گئے
تھے چنانچہ ان کی زبان اسرار کے ظاہر کرنے میں بے قابو ہو گئی تھی اگر لوگ ان کی صحبت میں جاتے تو زیادہ تر گمراہ ہو جاتے
ان کی باتیں عوام اور علمائے رسوم کی سمجھ میں آنے والی نہ تھیں۔ پس مذکورہ بالا بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر مسئلہ
وحدۃ الوجود کو ہر کس وناکس کے روبرو بیان ہونے کے جائز نہیں اس مسئلہ میں گفتگو کا محل اپنے وقت کو اور
عوام کے اعتقاد کو ضائع کرنا ہے فقیر کا طریقہ یہ ہے چاہیے کہ خیر کے احباب اور مریدین بھی اس مسئلہ پر تبلیغ وقال
کرنے سے احتراز کریں اور بچتے رہیں جو لوگ پوچھیں کچھ اشارات ایسے فرما دیتے کہ ان کا انکار نہ ہو۔ آج کل بہت سے
لوگ اس مسئلہ وحدۃ الوجود کے لئے مجلسیں منعقد کرتے اور بحث گھماتے ہیں خود گمراہ ہوتے اور دوسروں کو گمراہ کرتے
ہیں جیسا کہ تجربہ ہے۔ اصل بات یہی چاہیے کہ لوگوں کو اللہ کی طرف متوجہ کیا جائے اور دنیا سے بے رغبتی کے
ساتھ ذکر اللہ اور فکر آخرت کی طرف رغبت پیدا کی جائے وغیرہ وغیرہ (ملاحظہ ہو صفحہ آئندہ ۲۹۴)

گرم: اریم وعوام را کہ جز ذرہ ازایمان تقلیدی نمی دارند زاں ہم بے نصیب سازیم دریں جاگفت گو بے حاصل است وقت خود و اعتقاد عوام ضائع کردن است

معارف آگاہا! بنا بریں احتیاط احباب فقیر مثل فقیر زبان ازیں قیل وقال بستہ میدارند و احتراز می کنند۔ سائلاں را اشارت بتاویلات نمایند تا انکار آں سلُ نگردد و بسیار مردم بدست آویز ایں مسئلہ سرشیخی برداشتہ مجلسہائی آرایند خود گمراہ شدہ گروہ مسلماں را گمراہ می سازند چنانچہ مشاہدہ می افتد پس ازیں قیل وقال چہ فائدہ اگر می باید مرداں را طلب حق وترک تعلق دنیا وکثرت ذکر وفکر تحریص باید فرمود وداں باید کوشید الخ
کلیاتِ امدادیہ ص۲۱۹ رسالہ دربیان وحدۃ الوجود ص۲۲۹)

یہ مفصل عبارت متنبہ کرتی ہے کہ اس میدان میں بہت زیادہ تیقظ اور تثبت کی ضرورت ہے اور تقریر وتحریر میں نہایت احتیاط لازم ہے خصوصاً اس وجہ سے کہ متصوفین میں متعدد امور جاذب نظر

سلسلہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ۲۹۳ — تھوڑی سی مسئلہ وحدۃ الوجود کی تشریح کر دی جاتی ہے تاکہ کچھ تو اس مسئلہ کی واقفیت علمی طور پر ہو جائے۔ صوفیائے کرام کے نزدیک توحید کی چند قسمیں ہیں (۱) توحید ایمانی (۲) توحید علمی (۳) توحید حالی (۴) توحید الٰہی، توحید وجودی۔ شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ توحید وجودی کے علمبردار تھے اور صوفیائے کرام میں بہت سے لوگوں کا یہی مذہب ہے۔ ہمہ اوست اور وحدۃ الوجود کہ سارے عالم میں ہستی مطلق کی مختلف تجلیاں اور صورتیں ہیں جن میں ساری امت واحد وجود ہے اور تعدد جو محسوس ہوتا ہے محض اعتباری ذہنی ہے اس کے قائلین میں حضرت مولانا روم بھی ہیں صوفیہ کے نقطۂ نظر سے ذات باری ہی کے مظاہر کا نام عالم ہے۔ اس گذارش کے بعد وحدۃ الوجود یہ ہوگا کہ وجود کو ایک ذات حق ہی میں منحصر و محدود کر لیا جائے اس کے سوا کسی اور کا حقیقتاً وجود ہی تسلیم نہ کیا جائے یہ ہے مسئلہ وحدۃ الوجود کی علمی تشریح شیخ اکبرؒ پر وحدۃ وجود منکشف تھا مگر یہ دلائل اور براہین کے معیار و محک سے خارج محض ذوقی اور وجدانی مسئلہ ہے جس پر رد و انکار کرنا لاحاصل ہے۔ جس طرح شیخ اکبرؒ کی یہ عبارتیں موحش اور مشکوک ہیں
سبحان من خلق الذی خلق الاشیاء وھو عینھا وقال فھو عین ما بطن وعین ما ظھر وغیرہ اسی طرح ان فتوحات کے اندر خود انہیں کی توضیح موجود ہے جس کو حضرت جامیؒ نے لمعات کی شرح میں نقل فرمایا ہے قال "فھو عین کل شی فی الظھور ما ھو عین الاشیاء فی ذواتھا سبحانہ وتعالیٰ بل ھو ھو والاشیاء الاشیاء" اس سے شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ذوق کا صحیح اندازہ ہوتا ہے اور یہ مسئلہ شرعاً بھی زیادہ خطرناک نہیں رہ جاتا تاہم احتیاط ضروری ہے

وقلوب ایسے موجود ہیں جو کہ عوام الناس کے دماغوں اور افکار کو مسخر اور گرویدہ بنا لیتے ہیں ۔

(الف) دنیا سے اعراض و بے رغبتی

(ب) لوگوں کو ایذا نہ دینا ۔

(ج) مجامع لہو ولعب سب وشتم وغیرہ سے مجتنب رہنا

(د) ریاضات شاقہ کو عمل میں لانا ۔

(ہ) ہر ایک کے ساتھ اخلاق حسنہ کو اختیار کرنا

(و) ذکر کی کثرت کرنا ۔

(ز) عبادات کو زیادہ سے زیادہ کرنا ۔

(ح) ان سب سے بڑھکر یہ کہ بسا اوقات اُن سے بعض خوارق عادات کا ظہور ہونا ۔ عوام کے نزدیک یہ امور قبولیت بارگاہ خداوندی کے زبردست گواہ ہیں اور اُن کی حاجات کے پوری ہونے کے قوی ذرائع ہیں (حالانکہ یہ گمان صحیح نہیں ہے) خوارق عادات کا مبنیٰ ریاضات نفسانیہ ہیں جو کہ اسلام پر بھی موقوف نہیں کبھی کبھی یہ امر غیر مسلموں میں بھی پایا جاتا ہے جس کو استدراج کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے؎

بہر حال متصوفین پر کنٹرول کرنا اور ان کو قیود شرعیہ اور کتاب وسنت کی حدود میں مقید کر دینا از بس ضروری ہے ورنہ عام مسلمانوں میں سخت گمراہی اور الحاد کے پھیل جانے کا قوی امکان ہے خصوصاً اس وجہ سے کہ جوش عشق خداوندی اور غلبہ سکر میں صوفیہ سے ایسے ایسے افعال واقوال صادر ہو جاتے ہیں جن کی شریعت کے احاطہ میں کوئی جگہ نہیں ہے اگر ان کی روک تھام نہ کی گئی تو انتہائی فتنوں کا سامنا ہوگا ۔ علماء کا فریضہ ہے کہ ظاہر شریعت کی مکمل حفاظت کریں ۔

؎ استدراج کی تعریف یہ ہے کہ وہ باتیں جو خلاف قیاس کسی سے ظاہر ہوں اگر نبی ورسول سے ظاہر ہوں تو اس کا نام معجزہ ہے اور اگر ولی خدا پرست سے ظاہر ہوں تو اس کا نام کرامت ہے اور اگر کافر سے ظاہر ہوں تو اس کا نام استدراج ہے جن اسلامی فرقوں کا نام اس دارالنار میں آیا ہے جیسے حشویہ مجسمہ معتزلہ خوارج روافض اور جہمی وغیرہ یہ گمراہ فرقے ہیں ۔ لمعات واشعۃ اللمعات مشکوٰۃ کی عربی وفارسی شرحوں کا نام ہے جن فرق باطلہ کا نام اس دارالنار میں آیا ہے ان پر جلد دوم میں بحث گذر چکی ہے ۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مکتوب گرامی سلوک باہوہ لاحظ اور تصوف کی از تقوی پر بڑی ہی اہم تنبیہ ہے جس سے علم کے ایک باب کو کھولدیا ہے جو ہمارے درمیان اصلاح کے یہاں بھی موجود نہیں ہے حتی کہ کتابیں بھی اس طرح کی کوئی شاید ہی تنبیہ کی ہو

مولانا محمود احمد صاحب کو اس پر غصہ آتا ہے کہ بڑے بڑے اکابر نے صوفیہ کی بڑی بڑی
ہفوات پر تو پردے ڈالے ہیں ان کے اقوال و افعال کی جا بجا تاویلیں کی ہیں اس میں
کتابیں تصنیف کی ہیں۔ علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارہ میں مستقل تصنیف فرمائی ہے اور
صریح سے صریح بغاوت و مخالفت شریعت کی جو حضرات نے ارتکاب کی ان کو رازداران حقیقت قرار دیا
ہے ادھر حفاظ شریعت کی ادنیٰ سے ادنیٰ زلات اور عیوب پر مواخذہ فرمایا ہے اور ان کی خدمات
جلیلہ کو بالکل بھلا دیا ہے کسی کو حشویہ میں سے اور کو مجسمہ میں سے کسی کو معتزلی کسی کو جہمی کسی کو رافضی کسی
کو خارجی وغیرہ قرار دیا ہے یہی غصہ ان کا حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی پر ہے وہ حضرت
شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات علمیہ اور تقویٰ و طہارت ان کی خدمات دینیہ کے منکر نہیں ہیں۔ لمعات اور
اشعۃ اللمعات وغیرہ صحیح اور مستند کتابوں کا کون انکار کر سکتا ہے۔ بہرحال جو اثر آپ نے ان حضرات
کی عبارت سے لیا ہے وہ میرے خیال میں زیادتی سے خالی نہیں ہے آپ بھی تصوف کی جنبہ داری
اور اس سے محبت میں اعتدال سے بڑھ گئے ہیں جیسے محمود احمد صاحب موصوف ناصر شریعت اور
حاملین شریعت کی جنبہ داری میں اعتدال سے آگے نکل گئے ہیں اس لیے میرے خیال میں یہ رسالہ
کا نوٹ کافی ہے اور اگر آپ ناکافی ہی شمار فرماتے ہیں تو بہتر ہے کہ مضمون کو آپ کی طرف سے شائع
کرنے کے لیے تیار ہیں یا آپ اس تنقیدی مضمون کو بہ تفصیل خود سے تحریر فرما دیں ہم کو اس کی اشاعت
میں کوئی پس و پیش نہ ہوگا۔ مولانا محمود صاحب کی تحریر و دونوں کی تحریرات میرے خیال میں
بہت متفاوت ہے غور فرما لیجیے۔ واللہ اعلم دیوبند، ۲ ذی الحجہ ...

مکتبہ دینیہ - دیوبند (یو پی)
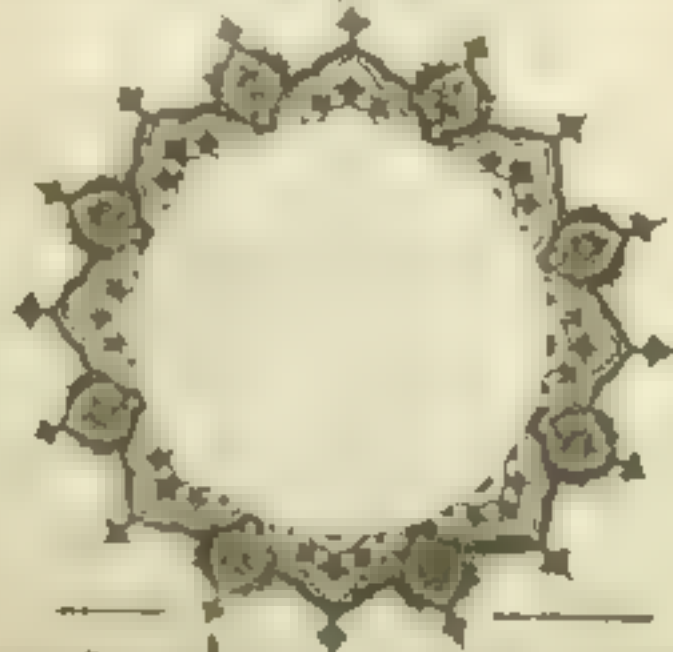
مکتوب ۳۱۴

الجواب :- تصور کسی صورت کو ذہن میں جمانے اور حاصل کرنے کو لغت میں کہتے ہیں خواہ وہ صورت جاندار کی ہو یا غیر جاندار کی خواہ معمولی شخص کی ہو یا غیر معمولی شخص کی کسی بزرگ اور ولی کی ہو یا اپنے مرشد اور باپ ماں کی۔ خواہ اس صورت سے کسی کو نفع کی امید ہو یا نہ ہو۔ مگر عرف میں تصور شیخ کسی مقدس اور بزرگ کی صورت کو ذہن میں دھیان لانے اور جمانے کو نام ہے۔ بالخصوص اپنے مرشد کے شخص اور چہرے کو خیال میں جمانے اور حاصل کرنے کو تصور شیخ کہتے ہیں۔ ذہن میں اپنے مرشد کی تصویر و تمثال کو جمانا اور حاصل کرنا بالاتفاق جائز ہے بلکہ مفید بھی ہے۔ صحابہ کرام اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند فرمایا ہے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمثال اور سراپا کو اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے بار بار پوچھ کر کے اپنے ذہن میں جمایا ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ وغیرہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شکل وصورت ولباس وغیرہ کو صحابہ کرام کے سامنے ذکر فرمایا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان اکابر کی صورت اور شکل کو مخاطبین کے دماغ میں تمثل اور جگہ دینا مقصود ہے۔

تصور شیخ صحابہ کرام میں

(۱) حدثنا سفیان ابن وکیع ثنا جمیع ابن عمیر ابن عبد الرحمٰن العجلی املاء علینا من کتابہ قال اخبرنی رجل من بنی تمیم من ولد ابی ہالہ زوج خدیجۃ یکنی ابا عبد اللہ عن ابن لابی ہالہ عن الحسن بن علی قال سألت خالی ہند ابن ابی ہالہ وکان وصافاً عن حلیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا اشتہی ان یصف لی شیئاً اتعلق بہ فقال الحدیث (شمائل ترمذی ص ۲)

حاشیہ مکتوب ۳۱۴ – سوال دریافت طلب یہ ہے کہ ابھی ابھی ایک فتویٰ سامنے آیا جس میں یہ مسئلہ آتا ہے کہ تصور شیخ کو صراحت اور شرک قرار دیا گیا ہے یہ کہاں تک صحیح ہے۔ تصور شیخ کے کیا معنی۔ اور کس کو شرک قرار دیا جا رہا ہے اپنے شیخ کا تصور .... محمد شفیع اسلام آبادی۔

بقیہ صفحہ ۲۹۷: تصور شیخ پر حضرت مدنی قدس اللہ سرہ العزیز کی مذکورہ بالا تحقیق نے مسئلہ کے مالہ وما علیہ کو اس درجہ واضح اور اقرب الی الحق کر دیا ہے کہ بے ساختہ یہ شعر زبان قلم پر آہی گیا ہے

در کفے جام شریعت در کفے سندان عشق ہر ہوسناکے نداند جام و سندان باختن

شریعت اور طریقت کے دونوں پہلوؤں کو برقرار رکھتے ہوئے جواز و عدم جواز کا حکم کس خوبی نکتہ رسی سے دیا ہے کہ نصوص شرعیہ اور اقوال صوفیہ میں جو الجھن تھی وہ بھی دور ہو گئی اور اجازت و ممانعت میں جو تعارض تھا وہ بھی جاتا رہا اور ساتھ ہی مفتیان کرام کو بھی تنبیہ فرما دی کہ بلا غور و فکر جھٹ سے فتویٰ صادر نہ فرما دیا کریں۔ چونکہ تصور شیخ اور شغل برزخ ایک معرکۃ الآرا مسئلہ ہے جو خاص اہل علم اور خواص اس کے مخاطب ہیں اس لئے ذیل میں ہم بعض اور تحقیقات کا اضافہ کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ معلوم ہو جائے کہ حضرت مدنیؒ اپنی تحقیق میں قدمائے صوفیہ کے ہم مسلک ہیں اگرچہ زماناً آپ ان سے بہت ہی بعد کے ہیں اور اسی ضمن میں بعض اصطلاحات کو واضح کر دیا جا رہا ہے جس پر مسئلہ کا سمجھنا موقوف ہے۔ صاحب فتوحات مکیہ برزخ کی تعریف میں لکھتے ہیں "اعلم ان البرزخ عبارة عن امر فاصل بین الامرین کالخط الفاصل بین الظل والشمس وبقوله تعالیٰ فی اختلاط البحرین بینهما برزخ لا یبغیان۔ ای لا یختلط احدهما مع الآخر بهذا الحاجز الذی فصل بینهما ولا یدرکه حس البصر فاذا ادرکه فلیس برزخا وانما هو احد الامرین المتصلین فیفتقران الی برزخ ولما کان البرزخ بین معلوم ومجهول ومعدوم وموجود ومنفی ومثبت ومعقول وغیر معقول سمی برزخا وهو الخیال"

جواہر السلوک میں ہے۔ السادس دوام ربط القلب بالشیخ بالاعتقاد والاستمداد علی وصف التسلیم والمحبة والتحکیم ویکون فی اعتقاده ان هذا المظهر هو الذی عینه الحق سبحانه لافاضة عنه ولا یحصل لی الفیض الا بواسطته دون غیره ولو کان الدنیا مملوة من امثاله وحتی ما یکون فی باطن المرید تطلع الی غیر شیخه لم ینفتح باطنه الی حضرة الوحدانیة فالانسان فی الجهات وله بدن وروح والله سبحانه منزه عن الجهات فحکمته اقتضت الاستفاضة من هو فی الجهة عن الفیاض الحق الذی لیس فی الجهة ان حسن للبدن الانسانی المرکب من الکثرات الکثیرة جهة واحدة یکون توجهه من تلک الجهة الواحدة الی حضرة الواحدیة وهی الکعبة فی عالم الاجسام فلابد ان یعین للروح الانسانی الذی هو مهبط انوار الصفات الالهیة جهة واحدة یکون من تلک الجهة توجهه الیه تعالی وتلک الجهة هی روحانیة رسول

الله صلعم فی عالم الارواح فکما لا یقبل الصلوٰۃ الا بالتوجه الی الکعبة لا یحصل
التوجه الی الله تعالیٰ الا باتباع رسوله علیه الصلوٰۃ والسلام والتسلیم له وربط
القلب بنبوته وانه هو الواسطة بینه وبین الله تعالیٰ دون غیره من الانبیاء وانهم
وان کانوا انبیاء الله تعالیٰ کلهم علی الحق ولکن لا یحصل من الله تعالیٰ فیض الا من
ارتباط القلب بمحمد رسول الله صلعم فیتوجه البدن الی الجهة الواحدة ویتوجه
الروح الی الجهة الواحدة حصل للانسان استعداد الاستقامة من الحضرة
الوحدانیة ومن ههنا یعرف ان المناسبة بین المفیض والمستفیض فیما یتعلق
بالاستفاضة شرط . فالربط بالقلب مع الشیخ اصل کبیر فی الاستفاضة بل هو
اصل الاصول ولهذا اهل المشائخ قدست اسرارهم فی رعایة هذا الشرط
حتی قال الشیخ نجم الدین الکبری قدس سره انه الاستاذ بالنسبة الی الادوات
فی صنعة المرأة فکما ان المطرقة والسندان والمنفخ والنفخ والنار وغیرها من
الآلات اذا اجتمعت ولا یکون ثم استاذ یصنع المرأة لا یتحقق وجود المرأة
کذلک شرائط السبعة الجنیدیة للخلوة ولا تخفی بها مرأة القلب بدون ربط
القلب مع الشیخ وجربناها فوجدناها کما قال قدس سره اه۔ اما وقوف قلبی فمعناه
التوجه الی القلب الذی هو موضوع الی الجانب الایسر تحت الثدی اه۔ مفہوم
یہ ہے کہ توجہ دلی اس طرح ہو کہ اس سے پوری پوری واقفیت رہے اور اثنائے ذکر میں
قلب کو ذکر حق ہی میں منحصر کر دیا جائے کیونکہ ذکر سے مقصود غفلت کا دور ہو جانا ہے جو بدون
وقوف قلبی کے حاصل نہیں ہو سکتا اس کے لئے رابطہ مرشد اور مراقبات لازم ہیں۔

اسی طرح لفظ تجلی اور تجلی ذاتی بھی اوپر آگیا ہے جس کے معنی روشن کرنا اور انوار غیب کا دل
پر منکشف ہو جانا ہے تفصیل یہ ہے کہ عقل کے احوال میں ایک حال تجلی ہے جس کی تین قسمیں ہیں۔
(۱) تجلی ذات جس کا نام مکاشفہ ہے۔ (۲) تجلی صفات ذات جو نور کا مقام ہے۔ (۳) تجلی حکم
ذات اور وہ آخرت اور تمام اخروی چیزوں کا انکشاف ہے۔ مکاشفہ یعنی تجلی ذاتی میں انسان پر
یقین کا اس قدر غلبہ ہو جاتا ہے کہ گویا وہ خدا کو دیکھتا ہے اور اس کے علاوہ ہر چیز کو بھول
جاتا ہے جیسا کہ حدیث جبرئیل میں ہے اور اس کی نظیر صحابہ کرام کی ذات میں موجود تھی چنانچہ
ایک بار حضرت عبد اللہ بن عمرؓ طواف کر رہے تھے اسی حالت میں کسی شخص نے آپ کو سلام
کیا جس کا جواب آپ نے نہیں دیا اس نے آپ کے بعض رفقاء سے اس کی شکایت کی تو انہوں نے
فرمایا کہ ہم اس جگہ خدا کا نظارہ کر رہے تھے۔ تجلی کی وضاحت کے لئے حضرت شاہ ولی اللہؒ
کی تصنیفات پڑھی جائیں۔

(بقیہ ۲۹۹) راقم الحروف نے حضرت مدنی قدس اللہ سرہ العزیز کی تحریروں اور تعلیمات سے شغل برزخ اور تصور شیخ کو جو کچھ سمجھا ہے اس کا ثبوت مکتوب ۱۱ جلد اول اور مکتوب ۱۲ جلد اول اور مکتوب ۳۰ جلد چہارم کو ملاحظہ کر لینے کے بعد مندرجہ ذیل مفہوم سمجھ میں آتا ہے۔

(۱) احادیث و آثار جو مکتوب ۱۳۰ جلد ہذا میں ذکر ہو چکے ہیں ان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برزخ اور مثال کو اپنے ذہن میں محفوظ رکھنا مقصود ہے "مہ اتعلق بہ" کا فقرہ بول رہا ہے کہ رسول اللہ صلعم کے سراپا جسمانی اعضاء اور رنگ و روپ سے دریافت کرنے کا یہی مطلب تھا۔ اسی طرح متعدد احادیث میں حضرات انبیاء علیہم السلام وغیرہم کے برزخ اور تمثال کو ذکر فرمانا اس کو محفوظ رکھنا قرار پایا جاتا ہے۔ اور حضرت ابن مسعودؓ سے یہ جو روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں گویا رسول اللہ صلعم کو دیکھ رہا ہوں کہ ایک نبی کی انبیاء میں سے حکایت فرماتے تھے جن کو ان کی قوم نے مارا تھا الخ غائب کی طرف مثل حاضر کے نظر خیالی کرنا ان احادیث سے صراحۃً ثابت ہے۔

(۲) تصور شیخ کا مفہوم عام ہے رابطہ کے مفہوم سے کیونکہ رابطہ خاص ایک شغل کا نام ہے جس میں شیخ کی صورت ذہن میں حاضر کر کے نظر قلب سے اس کی طرف ٹکٹکی باندھ کر اور خیال کو سادہ کر کے دیکھا جاتا ہے "فیفرض کلہ حاضر ناظر لکن تصوراً فقط لا اعتقاداً فانہ شرک" اس کی بعض خصوصیات پر بوجہ غلبۂ جہل اہل زمانہ کچھ مفاسد مرتب ہوتے ہیں اس لئے محققین اس کو بھی منع فرماتے ہیں کیونکہ اچھے خاصے پڑھے لکھے جب تمیز درجات بین الاشراک والتوحید نہ کرنے کی وجہ سے ممنوعات شرعیہ کے مرتکب ہو جاتے ہیں تو ناقص العقل والدین کو بدرجہ اولی یہ چیز مضر ہوگی چنانچہ حضرت مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کی عبارت میں لفظ "نقصان" کا بھی یہی مطلب ہے باقی رہا یہ شبہ کہ یہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے کہ ایک فعل عوام کے واسطے جائز نہ ہو اور خواص کے واسطے جائز ہو۔؟ جواب یہ ہے کہ یہ فرق جواز اور عدم جواز کا باعتبار لیاقت و قابلیت عامل کے ہے اور ایسا بہت ہوتا ہے چنانچہ علماء سنت و فقہاء امت نے تصریح فرمادی ہے کہ صوم یوم الشک کا خواص کو جائز ہے۔ اور عوام کو نہیں جائز ہے معلوم ہوا کہ مراقبہ رابطہ قلب با شیخ درمیان فیض پہنچانے والے اور طالب فیض کی کرنیو کیلئے ایک واسطہ ہے اور واسطہ غیر مقصود ہوا کرتا ہے صرف حصول مطلوب کی خاطر اس کی طرف توجہ کی جاتی ہے نہ کہ مقصود بالذات تصور شیخ کا ہے۔ خاندان چشتیہ میں رابطہ مرشد بہت ضروری ہے جیسے کعبہ رابطہ ہے درمیان عابد اور معبود کے ایسے ہی مرشد رابطہ ہے درمیان ہادی اور ہدایت یابندہ کے ہدایت اور فیض نعمت جس کو ملتی ہوتی ہے فقط اللہ تعالی کی طرف سے ملتی ہے۔ اللہ نے استاد اور مرشد کو وسیلہ

(٢) عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عرض علی الانبیاء فاذا موسیٰ علیہ السلام ضرب من الرجال کانہ من رجال شنوءۃ ورأیت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فاذا اقرب من رأیت بہ شبہا عروۃ بن مسعود ورأیت ابراہیم علیہ السلام فاذا اقرب من رأیت بہ شبہا صاحبکم یعنی نفسہ الکریمۃ ورأیت جبرئیل علیہ السلام فاذا اقرب من رأیت بہ شبہا دحیۃ۔ (شمائل ترمذی ص۲)

علم اور نعمت تجلی و آثار صحابیت در بہانی بنایا ہے جو کچھ دینے کو ہوتا ہے مرشد کے ہاتھ سے دلاتا ہے پس آدمی کو چاہیے کہ مرشد کو دست فیض خدا تصور کرتے با ادب تمام رو برو ہو کر اخذ نعمت کرے اور اگر مرشد سے دور ہو تو اس کے چہرہ مبارک کا تصور کرے ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور فیضیاب اور کامیاب ہوگا۔ مرشد کو وسیلہ ہدایت اور آلۂ فیض الٰہی جاننا ہرگز خلاف شریعت نہیں۔ ناچیز نے سیاسل کے حضرت جنید بغدادیؒ اور حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ جو علماء سلف میں بڑا اعتبار رکھتے اپنا بلند مقام رکھتے ہیں جن کے سلوک کے قائلین میں علامہ ابن تیمیہؒ جیسے متشددین اور منکرین شیخ اکبرؒ ہیں ان کی تدریجات اور تعلیمات اوپر ہم ذکر کر آئے ہیں ان سے جو بات نکلتی ہے وہ بھی تو یہی ہے کہ کعبۃ اللہ شریف کی طرف توجہ کے بغیر جس طرح نماز قبول نہیں ہو سکتی اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ بدون اتباع نبوی صلعم غیر ممکن ہے، اور محمد رسول اللہ صلعم کی ہوت کے ساتھ رابطہ واسطہ ہے رسول اللہ صلعم اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ما سوا دوسرے حضرات انبیاء علیہم السلام کے گرچہ سب حق پر ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ فیض پہنچے گا وہ محض محمد رسول اللہ صلعم سے ارتباط قلبی کی بنا پر ہوگا۔ ایک جانب سے روح اور روحانیت مفیض اور مستفیض میں واسطہ اور شرط استفاضہ کی صورت میں جلوہ افروز ہوں گی جس کا ثمرہ یہ ہوگا کہ مرید کو جو کچھ حاصل ہوگا وہ اپنے شیخ ہی کی امداد اور روحانیت سے ہوگا اور یہ سلسلہ آنحضرت صلعم پر جا کر منتہی ہوگا، تو جس سے ثابت ہوا کہ ربط القلب مع الشیخ ایک بنیادی مسئلہ ہے فیض کے قبول کرنے کے لئے۔

(۳) تصور شیخ کوئی خاص شغل نہیں بلکہ اس کی وہی حقیقت ہے جو لغۃً مفہوم ہوتی ہے خطرات کے چلے جانے کے بعد اس کو بھی روک دیا جاتا ہے کیونکہ غیر مقصود کے ساتھ دلچسپی لینا مقصود کے لئے مضر ہے۔ چنانچہ محققین فرماتے ہیں کہ تصور شیخ بلا ذکر موصل الی المقصود نہیں ہے بڑے کام کی بات ہے۔ ناچیز کا عمل تصور شیخ پر ہے اور اپنے لئے اب یہی سرمایۂ سکون ہے ؎

ہر چند پیر و خستہ و بس ناتواں شدم
ہر گہ نظر بروئے تو کردم جواں شدم

(۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیت لیلۃ اسری بی موسیٰ رجلا آدم طوالا جعدا کانہ من رجال شنوۃ ورأیت عیسیٰ رجلا مربوعا مربوع الخلق الی الحمرۃ والبیاض سبط الرأس ورأیت مالکا خازن النار والدجال فی آیات اراھن اللہ ایاہ فلا تکن فی مریۃ من لقائہ۔ (خ باب ذکر الملائکۃ) (۴) عن سمرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتانی اللیلۃ آتیان فاتینا علی رجل طویل لا اکاد اری رأسہ طولا وانہ ابراھیمؑ۔ (۵) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما وذکروا الدجال بین عینیہ مکتوب کافر اوک ف ر قال لم اسمعہ ولکنہ قال اما ابراھیم فانظروا الی صاحبکم واما موسیٰ فجعد آدم علی جمل احمر مخطوم بخلبۃ کانی انظر الیہ انحدر فی الوادی (خ باب نبی اللہ واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا)

(۶) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری بی لقیت موسیٰ قال فنعتہ فاذا رجل حسبتہ قال مضطرب رجل الرأس کانہ من رجال شنوۃ قال ولقیت عیسیٰ فنعتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ربعۃ احمر کانما خرج من دیماس یعنی الحمام۔ (خ باب واذکر فی الکتاب مریم)۔

(۷) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیت عیسیٰ وموسیٰ وابراھیم فاما عیسیٰ فاحمر جعد عریض الصدر واما موسیٰ فادم جسیم سبط کانہ من رجال الزط۔ (خ ایضاً)

(۸) قال عبد اللہ ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوما بین ظہری الناس المسیح الدجال فقال ان اللہ لیس باعور الا ان المسیح الدجال اعور العین الیمنیٰ کان عینیہ عنبۃ طافیۃ واراٰنی اللیلۃ عند الکعبۃ فی المنام فاذا رجل آدم کاحسن ما یری من آدم الرجال تضرب لمتہ بین منکبیہ رجل الشعر یقطر رأسہ ماءً واضعا یدیہ علی منکبی رجلین وھو یطوف بالبیت فقلت من ھذا المسیح بن مریم (حدیث خ)

اس قسم کی روایتیں صحاح میں بکثرت ہیں جن سے نہ صرف تصور شیخ کی اباحت

سکتی ہے بلکہ اس میں بہتری اور اولویت بھی معلوم ہوتی ہے اور کسی نہ کسی قسم کے فیض اور نفع کا ترشح ہوتا ہے ورنہ شارع علیہ السلام کی طرف سے یہ معاملہ نہ کیا جاتا بلکہ ممانعت ظاہر ہوتی انہیں منافع کی وجہ سے زمانہ سابق میں اہل فراست اور مقدس حضرات نے تصور شیخ کو معمول بہ قرار دیا اور مقصد سمجھ کر اس سے عظیم الشان منافع کی اسکیم بنائی۔

حضرت قطب عالم مولانا الحاج امداد اللہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز اپنے

خلیفۂ خاص حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہا کو تحریر فرماتے ہیں
" واگر فراغ باشد بعد نماز صبح ویا مغرب یا عشاء علیحدہ در حجرہ وغیرہ بہ نشینند ودل را از جمیع خیالات خالی کردہ متوجہ باین جانب شوند وتصور کنند کہ گویا پیش شیخ خود نشستہ ام وفیضان الہی از سینہ او بسینہ ام می آید باین حیثیت اگر دل بجیپد ذوق وشوق دست دہد نہا بالاذکر نفی واثبات بجہر متوسط مشغول باشند یک دو ساعت کم و زیادہ شغل دارند۔ مرقعات امدادیہ ص۲۵ و ص۲۵۔

نیز ایک دوسرے والا نامہ میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ کو لکھتے ہیں۔

واگر بعد نماز صبح ویا مغرب فرصت باشد لمحہ دو لمحہ مراقب باشند وچناں خیال کنند کہ گویا پیش مرشد خود نشستہ ام واز قلب مرشد بہ قلب من چیزے می آید و انشاء اللہ تعالیٰ ایں جانب ہم خیال بآں طرف خواہد کرد واگر فضل الہی شامل حال است فائدہ خواہد شد خاطر جمع دارند۔ ص۲۵۵۔

حضرت شاہ ولی اللہ قول الجمیل ص۵ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

قالوا والرکن الاعظم ربط القلب بالشیخ علی وصف المحبۃ والتعظیم وملاحظۃ صورتہ قلت ان للہ مظاہر کثیرۃ فمن عابد غیبا کان او ذکیا الا وقد ظہر عندہ انہ صار معبودا لہ فی مرتبتہ ولھذا انما نزل الشرع باستقبال القبلۃ

والاستواء علی العرش وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی احدکم فلا یبصق قبل وجہہ فان اللہ تعالی بینہ وبین قبلتہ وسأل رسول اللہ جاریۃ سوداء من انا فاشارت باصبعہا تعنی اللہ ارسلک فقال ہی مومنۃ فلا علیک ان لا تتوجہ الا الی اللہ ولا تربط قلبک الا بہ ولو بالتوجہ الی العرش وتصور نورالذی وضعہ علیہ وھو ازھر اللون کمثل لون القمر ادبالتوجہ الی القبلۃ

کما اشار الیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیکون کالمراقبۃ بھذا الحدیث۔ (ترجمہ)

مشائخ چشتیہ نے فرمایا ہے کہ رکن اعظم دل کا لگانا اور گانٹھنا ہے مرشد کے سامنے محبت اور تعظیم کی صفت پر اور اس کی صورت کا ملاحظہ کرنا۔ میں کہتا ہوں حق تعالیٰ کے مظاہر کثیر ہیں سو نہیں کوئی عابد غبی ہو یا ذکی مگر اس کے مقابل ظاہر ہو کر اس کا معبود ہو گیا ہے بحسب مرتبہ اس کے اور اسی کے بھید کے سبب سے رو بقبلہ ہونا اور استواء علی العرش کا شرع میں نازل ہوا ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ ہے اس کے درمیان اور اس کے قبلہ کے درمیان میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کالی لونڈی سے پوچھا میں کون ہوں تو اس نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا مراد اس کی یہ ہے کہ خدا نے تجکو بھیجا ہے پس فرمایا آپ نے کہ یہ ایماندار ہے تو اے سالک تجپر کچھ مضائقہ نہیں ہے اس میں کہ تو متوجہ نہ ہو مگر اللہ ہی کی طرف اور اپنا دل نہ لگائے مگر اسی سے اگرچہ ہو عرش کیطرف متوجہ ہو کر اور اسی کے نور کا تصور کر کے جس کو حق تعالیٰ نے عرش پر رکھا ہے اور وہ نہایت روشن رنگ ہے چاند کے رنگ کے مانند یا قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے تو اس حدیث کا گویا مراقبہ ہوگا واللہ اعلم مصنف نے حاشیہ پر فرمایا کہ حق تعالیٰ کی عالم مثال میں تجلی ہے تو ہر شخص اپنی استعداد کے موافق اس کو ادراک کرتا ہے۔ (قول الجمیل ص۵۶ ۵۷)

مترجم: جناب تجلی اور عالم مثال کی حقیقت کتب صوفیہ میں مفصل مذکور ہے یہ رسالہ مختصر اس کی تفصیل کے لائق نہیں۔ حضرت مولانا نعیم اللہ صاحب نقشبندی بہرائچی اپنی مشہور کتاب معمولات مظہریہ میں ارشاد فرماتے ہیں، اس کتاب میں حضرت مرزا جان جاناں مظہر صاحب شہید نقشبندی دہلوی قدس سرہٗ کے احوال اور تعلیمات مذکور ہیں۔ معمولات مظہریہ ص۵۷۔ در ذکر طرق کیفیت رابطہ حضرت معترمی مولانا عبدالرحمن جامی قدس اللہ سرہ العزیز در رسالہ سررشتہ دوست می فرمایند۔ سوم طریقہ ذکر رابطہ بہ پیرے کہ بمقام مشاہدہ رسیدہ باشد و بتجلیات ذاتیہ متحقق گشتہ دیدہ او بمقتضائے " ھم الذین اذا رءوا ذکر اللہ " ذاکر و صحبت او بموجب " ھم جلساء اللہ " نتیجہ صحبت مذکور دہد پس چوں دولت دیدار و صحبت چنیں عزیزے دست دہد اثر آں را بخود بیناید چندانکہ تواند نگاہ دارد و اگر درآں معنی فتوری واقع شود باز بصحبت وے مراجعت نماید تا برکت وے ایں معنی پرتو اندازد ہمچنیں مرۃ بعد اخری تا آں زمان کہ آں کیفیت ملکہ وے گردد و اگر چنانچہ آں عزیز غائب باشد صورت وے را در خیال گرفتہ بجمیع قوائے ظاہری و باطنی متوجہ قلب صنوبری گردد و ہر خاطرے کہ درآید نفی کند تا کیفیت غیبت و بیخودی روئے نماید و تکرار ایں معاملہ ملکہ گردد و ہیچ طریق ازیں اقرب نیست بسیار باشد کہ مرید را قابلیت آں باشد کہ پیر از روئے تصرف در اول صحبت وے را بمرتبہ مشاہدہ رساند چوں دریافت صحبت چنیں عزیزے دریں روزگار اعز من الکبریت الاحمر است می باید کہ بیکے ازاں دو طریقہ کہ پیشتر مذکور شد یعنی طریق مراقبہ و طریق نفی اثبات اشتغال دارد و از بیان ایں طرق ثلاثہ معلوم شد کہ توجہ بقلب صنوبری کہ در عرف ایں طائفہ آں را وقوف قلبی خوانند در جمیع اوقات ضروری است و حضرت خواجہ احرار قدس اللہ سرہ العزیز از لوازم می شمردہ اند اما لیکن معمول خانقاہ شریف چنیں بود کہ در صورت غیبت آں عزیز صورت مثالیہ اش را در محاذی خود تصور نمودہ منتظر

آں کیفیت معہودہ کہ در حضور وی حاصل می باشد چوں آں کیفیت کہ در حضور وی است بعد او دست دہد خود را دراں بہ وزد و ہرگاہ دراں فترت واقع شود ہمچناں بعمل آرد تا آں کیفیت ملکہ گردد و ملک او شود۔ واللہ اعلم۔ ص۵۷۔۵۸

یہ طریقہ تصور شیخ اسلاف کرام سے جاری اور مثمر نتائج قویہ چلا آتا تھا مگر بعد کو لوگوں نے افراط اور غلو سے کام لیا اور ایسی ایسی چیزیں طاری اختیار کیں جو کہ ضرر دینے والی، اور صراط مستقیم سے دور کرنے والی ہیں چنانچہ حضرت قطب العالم مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ العزیز فتاوی رشیدیہ میں مختلف مقامات پر تحریر فرماتے ہیں۔ فتاوی رشیدیہ جلد اول ص۲۔

سوال ۔ تصور کرنا پیر کا یا استاد یا مرشد وغیرہ کا جائز ہے یا نہیں؟

جواب ۔ کسی کا تصور کرنا بطور خیال کے کچھ حرج نہیں مگر رابطہ جو مشائخ میں مروج ہے کہ اس کو مشائخ نے کسی علاج کے واسطے تجویز کیا تھا اگر اسی حد پر ہے کہ جس حد پر ۔گوں نے تجویز کیا تھا تو چنداں دشوار نہیں گو ترک اس کا بھی اولی ہے کہ مختلف فیہ بین العلماء ہے اور ایسا ضروری بھی نہیں کہ بدون اس کے کام نہ چل سکے اور جو اس حد سے بڑھ جاوے ناجائز ہے۔

سوال ص۵ ۔ تصور شیخ جو صوفیہ چشت کا معمول ہے اور ما قوال حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور مجدد صاحب رحمہا اللہ تعالی اس کے موید ہیں اور مولوی اسماعیل صاحب دہلوی اس کو حرام اور کفر و شرک بتاتے ہیں۔ آپ کے نزدیک نفس تصور شیخ جائز ہے یا حرام اور کفر و شرک ہے۔

جواب ۔ نفس تصور جائز ہے اگر کوئی امر ممنوع اس کے ساتھ نہ ہو۔ جیسے تمام اشیا کا آدمی خیال و تصور کرتا ہے مگر جیسا اس کے ساتھ تعظیم اس شکل کا کرنا اور متصرف باطن مرید میں ہونا مفہوم ہوا تو موجب شرک کا ہو گیا۔ لہذا قدما اس کی تجویز کرتے تھے کہ اس میں خدشہ معصیت کا نہ تھا، اور متاخرین نے اس کو حرام کہا تو یہ حکم کا اختلاف بسبب ... اختلاف اہل زمانہ کے ہوا ہے۔

سوال ۵۵ ۔ تصور کرنا اولیاء اللہ کا مراقبہ میں کیسا ہے اور یہ جاننا کہ جب ہم ان کا تصور باندھتے ہیں تو وہ ہمارے پاس موجود ہو جاتے ہیں اور ہم کو معلوم ہوتے ہیں ایسا اعتقاد کرنا کیسا ہے ؟

جواب ۔ ایسا تصور درست نہیں کیونکہ اندیشہ شرک کا ہے ۔

سوال ۵۶ ۔ تصور شیخ وشغل برزخ جو برائے جمعیت خاطر دفع خطرات مشائخ زمانہ کرتے ہیں اور اس کو ایک طریقت کے واجبات سے جانتے ہیں کہ بدون اس کے حصول فیوض وبرکات محال ہیں لہذا ایسی صورت میں یہ شغل کرنا کیسا ہے اور قرون ثلاثہ مشہود لہا بالخیر میں کسی صحابی وتابعین وائمہ دین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت ہے یا نہیں کیونکہ جب ایسا ضروری ہوا تو صحابہ کس طرح اس فعل سے محروم رہے ہوں گے اور جب زمانہ خیر القرون میں اس کا وجود نہ تھا تو پھر کس طرح ایسا ضروری مذکورہ سوال ہو سکتا ہے گو عقیدہ شرک تک نہ پہونچا ہو ؟

جواب ۔ اس شغل میں متاخرین صوفیہ نے غلو کیا ہے اور شرک تک نوبت پہنچی لہذا متاخرین علماء نے اس کو منع فرمایا اور اب علماء متاخرین کے قول پر عمل چاہیئے ۔ اس شغل کی کچھ ضرورت نہیں، ورنہ صحابہ میں اس شغل کا کچھ اثر تھا ان فتاوی سے معلوم ہوتا ہے کہ نفس تصور شیخ میں شرعاً ممانعت نہیں ہے بلکہ جو چیزیں اس میں ناجائز داخل کی گئی ہیں وہ ممنوع ہیں انہیں کے اقتران کی وجہ سے اس میں قباحت آتی ہے لہذا مطلق تصور شیخ کو حرام یا شرک قرار دینا غلط فہمی اور غلط گوئی ہے ۔

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں ۔

مکتوبات ہفتم تصور شیخ فیوض قاسمیہ صفحہ ۳ ۔ وقت یاد خداوند جل وعلیٰ اگر شیخ را رابطہ خود تصور کنند چہ باک کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبب لا الہ الا اللہ ہمیں جانب مشیر است وایں بداں ماند کہ کسی را باکسے کارے افتد کہ نظر عنایت یاد داشتہ باشد وبار کار خود برانداختہ لیس چنانکہ مرد حاجت مند را بہ تقاضائے ضرورت وقت تدبیر وجانفشانی برائے خود یاد محتاج الیہ ضروری است وبوجہ مداخلت آں

ذکر نیاز بادِ لازم و توسل با و واجب ہمچناں طالبان خدا را یاد خدا و خدمتی ضروری
است و نیاز بہ رہبران دین راہ لابدی و وقت عرض نیاز اقرار بعدم استحقاق و نفی
لیاقت خود لازم۔ دریں وجہ توسل آں مقرباں واجب بالجملہ ایں چنیں تصور فعجب
از اعتقاد شفاعت است، پر تو اعتقاد رسالت متعین است کہ ایں تصور را
اکابر طریقت رابطہ و وسیلہ نام نہادہ اند آرے اگر تصور مستقل است و از مفہوم
ربط و توسل عاری آں را مسقط اشارہ ماندہ التماثیل التی انتم لہا عاکفون۔
تصور باید فرمود گو فیما بین افراد ایں قسم تصور باعتبار اعتقاد استقلال فرق باشد۔
بالجملہ بخیال مقتضائے باخدائش نتواں گفت و از یاد خدا دل محو یاد پیر نباخبر نباشد
شائبہ از تماثیل مشار الیہا دارد گو صاحب تصور پیر را حسب اعتقاد اسلام بندہ
محتاج اعتقاد کردہ باشد چہ یاد اصلی از حقوق خداوندیست چنانچہ بر ماہران قرآن
و حدیث مخفی نخواہد بود و چوں ذکر یاد دیگراں وا دار ازیں وجہ دل خود را از یاد خداوندی
پرداخت و باز ازیں کار خود را بنظر استحسان دید لاجرم رہ کساں رفت کہ......
خود را وقف کردہ اند و چوں ایں صورت تصور حاصل شیخ اول است آنانکہ
علی الاطلاق منع کردہ اند باہمیں قسم را معمول بہ یافتند یا رخنہ بندی شریعت و
طریقت مد نظر داشتند و ہر چہ کردند بجا کردند اما حقیقت حال این است کہ
ایں پراگندہ حال بعرض رسانید واللہ اعلم۔ (فیوض قاسمیہ ص۳)

مرشدوں کی نسبت یہ خیال غلط ہے کہ وہ ہر دم ساتھ رہتے ہیں اور ہر دم
آگاہ رہتے ہیں یہ خدا ہی کی شان ہے گو دبیگاہ بطور خرق بعض اکابر سے ایسے
معاملات ظاہر ہوتے ہیں اس سے جاہلوں کو یہ دھوکا پڑا ہے۔ تصور میں صورت کا
خیال مرفنوں ہے جیسے کسی کے تذکرہ کے وقت کسی کا خیال آتا ہے ایسا ہی تصور
شیخ ہے مگر تصور کرد تو اپنے آپ کو اپنی جگہ اور شیخ کو اپنے ذہن میں اور اس کے
ساتھ یہ خیال سے کہ اوپر سے کچھ فیض آتا ہے (فیوض قاسمیہ ص۳۸ در بارہ تصور شیخ)

مذکورہ بالا تصریحات سے صراط مستقیم کی مندرجہ ذیل عبارت کی بھی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ صراط مستقیم ص۱۱۔

(فائدہ ۵) از جملہ اشغال مبتدعہ شغل برزخ است کہ در متاخرین اکثر طرق اشتہار یافتہ بلکہ کلام بعض اکابر ہم بداں مشتمل گردیدہ و تصویر شغل مذکور این است کہ برائے دفع خطرات و جمعیت ہمت صورت شیخ را بالمعنی بتعیین و تشخص در خیال حاضر میکنند و خود با ادب و تعظیم تمام بہمگی ہمت خود متوجہ بآں صورت می شوند کہ گویا با آداب و تعظیم بسیار روبروی شیخ نشستہ اند و دل بالکل بآں سو متوجہ سازند و حال ایں شغل از احوال تصویر معلوم می تواں کرد چہ ساختن صورت گناہ کبیرہ عظیمہ است و نگاہ کردن دراں خصوصا بتعظیم و توقیر البتہ حرام و قول حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ بقوم خود فرمودند ماھذہ التماثیل التی انتم لہا عاکفون۔ بالصدق خود دلالت دارد بر آنکہ عکوف پیش تماثیل ممنوع است و معنی عکوف لزوم حضور است بایستادہ بتعظیم و ادب و محبت و شک نیست کہ ہر کہ بصورت ظاہری ایں عمل کند البتہ آثم و گنہگار است و تفاوت در عمل آں آثم و گنہگار و شغل ایں طالب راہ حق ہمیں قدر است کہ در اول تصویر رنگیں بر قرطاس یا مثل وے خواہد بود و در ثانی تصویر تمام صورت بلون و جلد و اشعار و خط و خال در صحیفۂ خیال خواہد بود۔ ہر چند بظاہر صورت پرستی ..... نیست لیکن در باطن صاف صورت پرستی است صورت قرطاسی آں قدر قابل تصویر و حکایت نمی کند کہ صورت خیالی میکند۔ و وجہ دیگر ہر دو بے جان اند پس در معنی تصویری صورت خیالی ...... از صورت قرطاسی چہ فرق ہر دو نمی توانند شد مگر باین کہ در صورت اول در انتظام ہمہ شرح تخیل دخلی نبود و در صورت ثانی انتظام ظاہری [illegible] نمی رسد لیکن ہیچ کہ بہ نسبت تاثیرش در نفس فاعل ایں کار است در صورت دوم زیادہ [illegible] صورت اول است پس باین وجہ کہ مایہ حرام باشد و قطع [illegible]

ناقصاں را بصورت اول می رسانند وتصاویر ظاہری ساختہ آں حرکات تعظیمیہ کہ پیش اہل صور می کنند وبروئے آں تصاویر عمل می آرند صاف بصورت صنم پرستاں می شوند و در منجر شدن شغل برزخ بایں عمل کہ صریح حرام است شبہہ نیست پس ایں ہم باید کہ حرام بود ودر شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بنا بر پیش بندی صورت پرستی تصویر سازی مطلقاً ممنوع شدہ ودر شرائع دیگر بنا بر بعضے اغراض صحیحہ مثل دریافت حال شکل وشمائل مردہ یا زندہ غائب درست بود پس وقتیکہ شارع ایں قدر احتیاط را پیش گرفتہ شغل برزخ را حرام وقبیح پندارند وہر کہ بر سیرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بخوبی آگاہی دارد خواہد دانست کہ اگر استفتائی ایں امر دراں زمانہ مترکہ می شد البتہ ازاں منع می فرمودند وتحریم آں ظاہر می شد۔ صـ۱۱۸ و صـ۱۱۹۔

خلاصہ یہ ہے کہ خطرات کے دور کرنے اور خیالات کو جمع کرنے اور ہمت کو قوی بنانے کی عبادات میں جس قدر اہمیت ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے اور چونکہ تصور شیخ کی تاثیر اس امر میں انتہائی درجہ پر مفید ہے فان الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ اس لئے تجربہ اور نصوص نے اکابر امت کو اس طریقہ کے جاری کرنے پر آمادہ کیا تھا۔ امت کو اس سے بے شمار فوائد حاصل ہوئے جیسا کہ مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے ظاہر ہے مگر چونکہ متاخرین غلط کاروں نے اس میں محظورات اور ناجائز اشیاء داخل کر دیں۔ مثلاً شیخ کو ہر جگہ حاضر وناظر اعتقاد کرنا یا اس کے تصور اور توجہ الی الشیخ میں اس قدر منہمک ہو جانا کہ مقصود حقیقی اور محبوب حقیقی سے مستغنی اور غافل ہو جائیں یا شیخ کو مثل کعبہ ہر نماز میں قبلہ اور متوجہ الیہ بنا لینا۔ یا باطن مرید میں شیخ کو متصرف سمجھنے لگنا یا اس صورت کی اور شیخ کی حد سے زیادہ تعظیم کرنے لگنا یا اس سے ناعاقبت اندیشوں اور احمقوں کا صورت پرستی حقیقی اختیار کرنا جیسے مختلف مبتدع پیروں کے یہاں رائج ہو گیا ہے۔ اس لئے سمجھدار اکابرین پر لازم ہو گیا کہ اب پھر فکر فرما دیں اور ذریعہ شرک وکفر کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیں۔ بہر حال یہ امر مطلقاً ممنوع ہے نہ مطلقاً ضروری ہے۔ فتویٰ دینے اور عمل کرنے میں غور وفکر اور سوجھ بوجھ سے کام لینا چاہیئے۔ واللہ اعلم ۲۸ نومبر ۱۹۵۰ء

مکتوب نمبر ۲

حزب البحر کے متعلق جناب سوال فرماتے ہیں، اس کا طریق زکوۃ حسب ذیل ہے اس کے تین طریقے ہیں۔

۱۔ پہلا طریق :۔ (۳۶۰) دفعہ پڑھنا تین دن میں یا بارہ دن میں، اسمیں اعتکاف اور احتیاط کھانے پینے کی اور پہننے کی شرط ہے، جسے ترک جلالی وجمالی کہتے ہیں، ایک جنس غلہ کی بے نمک، بے دودھ مٹھائی وغیرہ کھانا ہے، اور کپڑا ایک مثل احرام کے اور ہر روز غسل مگر سردی میں سیکنا یا آگ پاس رکھنا مضائقہ نہیں، ایسا ہی کمبل رضائی وغیرہ اوڑھنے میں بھی حرج نہیں مگر اس کے لئے کوئی وقت معین نہیں، گرمی کے موسم میں کرے کہ یہ تکلیف کرنا نہ پڑے، اعتکاف کے لئے سامان بعد العصر کریں، اور قبل غروب آفتاب اعتکاف میں بیٹھ جائے، اور آخر اس کا غروب تیسرے دن یا گیارہویں دن ہوگا، تعداد معین تمام شب وروز میں پوری کرلے، مگر ایک سو بیس بار روز پڑھنے میں فرصت نہیں ملتی کہ کچھ کر سکے، بعد سونے اور حاجت ضروری اور وظیفہ معمولی بہت قلیل وقت دے پڑھ کر بچتا ہے، ترک جلالی وجمالی میں احتیاط ہونی چاہیئے، کھڑاؤں کھونٹی دار پہنیں، تہبند اور چادر خواہ سلی ہوں یا جدا برابر پہنیں، مقصد یہ ہے کہ چادریں بشکل کفن ہوں سلی ہوئی ہوں یا نہ ہوں، جا نماز کا دوختہ ہونا حرج نہیں ایسے ہی بچھونا وغیرہ اعتکاف میں بیٹھنا، لیٹنا، سونا، جائے اعتکاف میں ہونا چاہیے، کیونکہ خلوت مقصود ہے، بے ضرورت باہر نہ نکلے؛

۲۔ دوسرا طریق :۔ خاص صفر کے مہینے میں تین دن کا اعتکاف اور تین بار ہر روز پڑھنا، اس میں کچھ شرط نہیں، البتہ کھانے میں اگر ترک لذات یعنی نمک مٹھائی وغیرہ کرے بہتر ہے، ضروری نہیں، البتہ سبحان اللہ سوا لاکھ مرتبہ پڑھنا، ان دنوں میں بہتر ہے تاکہ وقت بے کار نہ جائے اور اثر ہو، رات کو کچھ جاگنا اور سونا معین نہیں، اپنے معمول کے مطابق سوتا جاگتا رہے۔

۳۔ تیسرا طریق، مدام پڑھتے رہنا، اس طرح برس دن میں زکوٰۃ ہو جاتی ہے،
حاجت اعتکاف وغیرہ کی نہیں ہے، اور یہ قاعدہ عام ہے کہ جب حزب البحر کو چند بار
پڑھنا ہوتا ہے، خواہ زکوٰۃ میں یا عمل میں تو ایک بار اشارات اور مکرر پڑھنا سب معمولی
امور ادا کرتے ہیں باقی میں صاف بدون تکرار و اشارہ وغیرہ کے پڑھ لیتے ہیں چراغ
جلانے اور خوشبو لگانے میں کچھ مضائقہ نہیں، ان ترکیبوں میں نہ حصار کی حاجت ہے
نہ خوف دہشت کا ہے نہ کسی قسم کی دہشت اور خوف ہے، درود شریف ہر وظیفہ کے اول آخر میں
تین بار یا سات بار یا گیارہ بار پڑھ لینا بہتر اور افضل ہے۔

حزب البحر کے روزانہ پڑھنے کے منافع | منافع اس کے بیحد ہیں، حفاظت بلا سے،
نجات دشمنوں سے، خاص کر غلبۂ نفس اور شیطان پر، تسخیر عام کشایش رزق، دفع
کید اعدا، پناہ امراض ناکارہ، غرض کہ بہت کچھ منافع ہیں، اور اس صورت پر برس دن
میں زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔

آپ دریافت فرماتے ہیں کہ اس وقت ہندوستان دار الحرب ہے یا نہیں؟ اور
دار الحرب میں جمعہ جائز ہے یا نہیں؛ تو حضور ہندوستان میں جب سے اقتدار اسلام ختم ہوا،
جب ہی سے دار الحرب ہے، حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ... اپنے زمانہ
۱۸۰۳ء میں دار الحرب ہونے کا فتویٰ دیتے رہے، فتاویٰ عزیزیہ دیکھئے، اور ہمارے اکابر
اسی وقت سے دار الحرب ہونے کا فتویٰ دیتے رہے، اور آج بھی وہی حال ہے، جمعہ دار الحرب
میں یقیناً ہوتا ہے اور فرض ہے، جیسا کہ آپ انگریزی زمانہ میں پڑھتے رہے اور شامی شرح
در مختار میں خلیفۂ وقت سلطان عبد الحمید مرحوم آف ٹرکی کا حکم ان اہالیان بلاد کے متعلق ذکر
کیا گیا ہے، جو کہ پہلے دیار اسلام تھے اور پھر ان پر کفار نے غلبہ کر لیا ہے، کہ ان بلاد کے مسلمان
جمع ہو کر جمعہ پڑھا کریں۔ دعوات صالحہ سے فراموش نہ فرمائیں، واقفین و پرسان حال کو
سلام مسنون عرض کر دیں، والسلام۔ ۲ر صفر ۱۳۷۱ھ از دار العلوم دیوبند۔

مکتوب ۳۱۶

خاکسار مرتب کے نام

محترم المقام زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ۔ میں جس وقت گورکھپور سے شاہ گنج واپس ہوا دہ رات کا وقت تھا۔ گاڑی تقریبًا چار بجے شب کو اعظم گڈھ پہونچتی ہے اس لئے میں نے اطلاع دینا مناسب نہ سمجھا۔ خورشید امین صاحب کا مرض نہایت خبیث مرض یعنی آکلہ ہے اس کو ڈاکٹر کینسر کہتے ہیں۔ اگرچہ فی الجملہ تخفیف ہے اور اس زمانہ کی تکلیف سے موجودہ تکلیف بہت کم ہے جو کہ تار دینے کے وقت تھی مگر دورہ درد کا نہایت شدید پڑتا ہے دعار فرماتے رہیں۔

ختم سورہ یٰسین کی آپ کو اجازت ہے پڑھا کریں۔ اس کی ترکیب یہ ہے کہ جمعہ کی شام کو شب شنبہ میں بعد از مغرب یا بعد از عشا بعد از بسملہ لفظ یٰسین گیارہ مرتبہ پڑھ کر بارھویں دفعہ یٰسین سے مبین اوّل تک پڑھیں پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر لفظ یٰسین گیارہ مرتبہ پڑھ کر یٰسین سے دوسری مبین تک پڑھیں پھر اسی طرح ہر مبین پہ پڑھتے رہیں آخری مبین کے بعد ختم سورہ تک پڑھ کر ثواب سلطان اوّل کو بخشیں۔ اور دعار کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے طفیل میں حاجت موجودہ کو پوری کر دے۔ دوسرے دن دوسرے سلطان کے لئے اسی طرح ثواب بخشیں اور دعار کریں ان کے نام حسب ذیل ہیں۔

حضرت ابراہیم ادہم، حضرت بایزید بسطامی، حضرت قاضی سنجر محمد حسین، حضرت احمد خضرویہ حضرت اسمٰعیل سامانی، حضرت ابوسعید ابوالخیر، حضرت سلطان محمود غزنوی (رحمہم اللہ تعالیٰ) اسی طرح ہمیشہ اس عمل کو جاری رکھیں، انشاء اللہ کامیابی ہوگی۔ والسلام۔

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ دیوبند ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۶۹ھ